عمران سیریز
ڈارک کنگ
وقار عظیم
پاکستانی پوائنٹ
PP
PAKISTANIPOINT.COM
پاکستانی پوائنٹ
Aik Rabta Apnon Sey

95A
عمران سیریز نمبر

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ بعض نام، مقام اور کردار بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہ ہوں گے۔ کتاب میں درج خیالات اور تحقیقات مصنف کی اپنی تحریر کردہ ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے ان خیالات اور تحقیقات سے متفق ہو۔ (ناشران)

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 175/-

Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

محترم قارئین۔

السلام علیکم۔

میرا نیا ناول ”ڈارک کنگ“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول جدید طرز کا حامل ہے۔ میں آپ کے لئے بہتر سے بہترین ناول لکھنے کے نئے تجربات کرتا رہتا ہوں تاکہ آپ کی خدمت میں ایسے حیرت انگیز اور شاہکار ناول پیش کرسکوں جو آپ کے اعلیٰ ذوق اور معیار کے حامل ہوں۔ آپ میرے ہر ناول کو جو پذیرائی بخشتے ہیں وہ میری محنت کا ثمر ہوتا ہے اور میں آپ کی اس پذیرائی سے متاثر ہو کر ہی نئے تجربے کے ساتھ مزید نئے اور انوکھے انداز میں ناول تحریر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

مذکورہ ناول بھی نئے تجربے کی روشنی میں لکھا گیا ہے جس کے ہر پیرائے میں آپ کو نت نئی چیزیں اور نت نئے انداز نظر آئیں گے اور آپ اس وقت تک ناول ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے جب تک آپ ناول مکمل نہ کرلیں۔ میں عموماً فاسٹ ایکشن اور انتہائی تیز رفتار ناول لکھتا ہوں لیکن کبھی کبھار مجھ پر جاسوسیت کا بھی بھوت سوار ہو جاتا ہے اور میں کوشش کرتا ہوں کہ ناول اس انداز میں تحریر کیا جائے جس میں خالصتاً جاسوسی واقعات اور ذہانت آمیز پلاننگ کے ساتھ ساتھ ایکشن بھی دکھائی دے۔ اس ناول کو میں نے خصوصی طور پر ایک نئے اور انوکھے رنگ میں لکھنے کی کوشش کی

ہے۔ یہ ایک ایسا ناول ہے جسے لکھتے ہوئے میں خود بھی اس ناول کے دھارے میں بہتا چلا گیا تھا۔ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ ناول میری زندگی کا انوکھا ترین ناول ہو۔ جس انداز میں مسلسل کہانی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اس سے مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ ناول ہزاروں صفحات پر پھیل جائے گا لیکن میں آپ پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا اس لئے میں نے کہانی کو مسلسل نئے نئے انداز میں موڑا اور آخر کار اسے اس کے اصل انجام تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو میرا یہ ناول سابقہ ناولوں کی طرح بے حد پسند آئے گا۔ اپنے اس ناول میں نئے تجربے کے طور پر میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں یہ تو آپ ناول پڑھ کر ہی جان سکیں گے۔ ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط کا بھی مطالعہ کر لیں جو دلچسپی سے لحاظ سے کسی بھی طرح کم نہیں ہیں۔

راولپنڈی سے محمد خالد حسین لکھتے ہیں۔ میں نے آپ کے تمام ناول پڑھے ہیں۔ آپ کے لکھے ہوئے تمام ناول شاندار اور اپنی مثال آپ ہوتے ہیں۔لیکن آپ کے ماورائی ناولوں کا ایک الگ ہی لطف ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ ماورائی ناول تحریر کیا کریں۔ اس کے علاوہ آپ نے عمروعیار، ٹارزن اور دوسری سیریز کا جو نیا سلسلہ شروع کیا ہے وہ بھی مجھے بہت پسند آیا ہے۔ امید ہے آپ اس سلسلے کو بھی جاری و ساری رکھیں گے۔

جناب محمد خالد حسین صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ آپ کی طرح ہر طبقے کے قارئین میرے لکھے ہوئے ناول خاص طور پر ماورائی ناول بے حد پسند کرتے ہیں اور مجھ سے ماورائی ناول زیادہ سے زیادہ لکھنے کی فرمائش کرتے ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کے لئے زیادہ سے زیادہ ماورائی ناول تحریر کرسکوں۔ آپ نے بچوں کے سلسلے کے جن ناولوں کی بات کی ہے میں ان پر بھی مسلسل کام کر رہا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو عمران سیریز کے ساتھ میرے لکھے ہوئے عمروعیار کے خاص نمبر بھی مل رہے ہیں اور ان ناولوں کو بھی بڑی تعداد میں سراہا جا رہا ہے۔ میں اپنی اس کوشش کو جاری رکھوں گا۔ انشاء اللہ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

’’لاہور سے آصف حسن لکھتے ہیں۔ آپ کے نئے ناول جدید اور انوکھے واقعات سے لبریز ہوتے ہیں۔ ایک بار ناول ہاتھ میں لے کر پڑھنا شروع کرو تو پھر اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک ناول کو مکمل نہ کرلیا جائے۔ آپ کا لکھا ہوا پراسرار اور ماورائی ناول ’’کارا مارا‘‘ انتہائی خوبصورت اور واقعی انتہائی حد تک انوکھے واقعات پر مشتمل تھا۔ میری طرف سے اس قدر خوبصورت اور شاندار ناول لکھنے پر مبارک باد قبول فرمائیں۔ امید ہے آپ جلد ہی اس سے بھی بڑھ کر شاندار اور خوبصورت ناول لکھیں گے۔

جناب آصف حسن صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا

بے حد شکریہ۔ میں آپ سب قارئین کے شوق و ذوق کو مدِ نظر رکھ کر ہر نیا ناول نئے اور منفرد انداز میں لکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ اس لئے آپ کو میرے ہر ناول میں نیا رنگ، نیا انداز اور نئی سوچ دکھائی دیتی ہے۔ ماورائی ناول ''کارا مارا'' آپ کی طرح بے شمار قارئین نے بے حد پسند کیا ہے جس کے لئے قارئین کی پسندیدگی کے خطوط مجھے مسلسل مل رہے ہیں۔ آپ سب کا بے حد شکریہ جو میرے ناولوں کو اس طرح سراہتے اور پسند کرتے ہیں۔
امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص۔

ظہیر احمد

یہ ایک ہال نما بڑا سا کمرہ تھا جو آفس کی طرز پر نہایت خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک آفیس ٹیبل رکھی ہوئی تھی جس کے عقب میں اونچی نشست والی ایک کرسی پر ایک گینڈا نما بھاری بھرکم آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی نے براؤن کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا۔ اس کے چہرے پر سفاکی اور درندگی جیسے ثبت دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں لیکن ان میں غصے اور تندہی کی چمک دکھائی دے رہی تھی۔

گینڈا نما آدمی کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک کر خیالوں کی دنیا سے باہر آ گیا۔ میز پر کئی رنگ کے فون سیٹ پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے سفید رنگ کے فون پر لگا ہوا ایک بلب سپارک کر رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ گھنٹی اس فون سیٹ کی بج رہی ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گینڈے نما آدمی نے رسیور کان سے لگاتے ہی پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"آشان بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیوں فون کیا ہے"...... باس نے اسی طرح پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"کام ہو گیا ہے باس۔ ہم نے اس آدمی کو اٹھا لیا ہے"۔ دوسری طرف سے آشان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو باس چونک پڑا اس کے چہرے پر یکلخت مسرت کی چمک ابھر آئی۔

"گڈ شو۔ کہاں ہے وہ"...... باس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے اسے پوائنٹ ون پر پہنچا دیا ہے جہاں سپیشل سکس موجود ہیں"......آشان نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ابھی سپیشل سکس میں سے کسی نے زبان نہیں کھولی ہے کہ ان میں اصل غدار کون ہے"...... باس نے کہا۔

"نو باس۔ وہ ہمارے خاص آدمی ہیں۔ انہیں ہم نے ہر ممکن طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ ان میں سے جو غدار ہے وہ خود ہی سامنے آ جائے لیکن ان میں سے کوئی بھی یہ بات ماننے پر تیار نہیں ہے کہ وہ غدار ہے۔ اس لئے ان سب کو ایک ساتھ رکھا گیا ہے۔ انہیں کئی مواقع دیئے گئے ہیں۔ ہم چاہتے تو ان پر تشدد

کر کے ان میں سے اصل غدار کا پتہ چلا سکتے تھے لیکن اس ایک غدار کے لئے ہمیں باقی بے گناہ پانچ افراد پر بھی تشدد کرنا پڑتا اور ہماری تنظیم پانچ باصلاحیت افراد سے محروم ہو جاتی اس لئے ان پر تشدد نہیں کیا گیا اور نہ ان کے برین واش کئے گئے۔ ان کے برین واش نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے برین واش کرنے کے لئے ہمیں انہیں فائیو ون کے انجکشن لگانے پڑتے جس سے ان کے دماغ انتہائی حد تک کمزور ہو جاتے۔ دماغی کمزوری کی وجہ وہ ہمارے کسی کام کے نہ رہتے اس لئے ان سے مسلسل پوچھ گچھ ہی کی جا رہی ہے لیکن ظاہر ہے ان میں جو غدار ہے وہ آسانی سے تو سامنے آئے گا نہیں اس لئے انہیں ایک ساتھ ہی رکھا گیا ہے تاکہ وہ آپس میں باتیں کریں تو ہم خاموشی سے ان کی باتیں سن کر اس بات کا پتہ لگانے کی کوشش کرتے رہیں کہ ان میں وہ کون ہے جس نے ڈارک کنگ کے ساتھ غداری کی ہے"...... آشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے یہ ساری تفصیل نہیں پوچھی ہے نانسنس۔ میں اس آدمی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جسے تم نے اغوا کیا ہے"۔ باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اس آدمی کو ہم نے پوائنٹ ون پر پہنچا دیا ہے۔ وہ ابھی بے ہوش ہے۔ جب اسے ہوش آئے گا تو ہم اسے ساری حقیقت بتا دیں گے اور ہمیں امید ہے کہ وہ اس مشکل میں ہماری

مدد ضرور کرے گا اور ہمارے ان چھ ساتھیوں میں سے اصل غدار کو ضرور ڈھونڈ نکالے گا''...... آشان نے جواب دیا۔

''کیا نام ہے اس کا جسے تم نے اغوا کیا ہے''...... باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

''سلیمان''...... دوسری طرف سے آشان نے جواب دیا۔

''سلیمان۔ یہ علی عمران کا باورچی ہے نا''...... باس نے پوچھا۔

''یس باس۔ یہ بظاہر ادھیڑ عمر اور نہایت معصوم سا آدمی ہے لیکن یہ انتہائی ذہین، چالاک اور خطرناک ترین انسان ہے جسے عمران جاسوس خانساماں کہتا ہے''...... آشان نے جواب دیا۔

''کیا یہ عمران جتنا ذہین ہے کہ ہمارے چھ ساتھیوں میں سے اس غدار کو ڈھونڈ سکے جس کی ہمیں تلاش ہے''...... باس نے کہا۔

''یس باس۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ کسی ماہر سراغ رساں کی طرح کام کرتا ہے اور اب تک عمران نے اسے جس کام کے لئے بھیجا تھا اس نے وہ کام اپنی ذہانت سے کامیابی سے مکمل کیا ہے''...... آشان نے کہا۔

''اگر تم مطمئن ہو تو ٹھیک ہے۔ مجھے ہر صورت میں اس غدار کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ وہ کون ہے اور اس کا کس گروپ یا تنظیم سے تعلق ہے اور وہ ہمارے گروپ میں کیسے شامل ہوا اور اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ ہمیں اسے جلد سے جلد ڈھونڈ کر اس کے انجام تک پہنچانا ہے ورنہ وہ ہمارے ساتھ رہ کر ہمارے

گروپ کو ہی نہیں بلکہ پوری ڈارک کنگ تنظیم کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ابھی اس بات کی خبر چیف باس کو نہیں ملی ہے۔ اگر چیف باس کو علم ہو گیا کہ ہمارے درمیان ایک غدار موجود ہے تو چیف باس اس غدار سمیت ہم سب کو بھی جہنم واصل کر سکتا ہے۔ ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہے نہایت ہوشیاری اور عقلمندی سے اپنے اس دشمن کو ڈھونڈنا ہے جو ہمارے گروپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ ایک بار اس کے بارے میں پتہ چل جائے تو میں اپنے ہاتھوں سے اس کی بوٹیاں نوچ کر چیل کوؤں کو کھلاؤں گا''...... باس نے نہایت غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں سلیمان کو جلد سے جلد ہوش میں لانے کی کوشش کرتا ہوں باس۔ ہوش میں آتے ہی میں اسے کام پر لگا دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جلد ہی ان چھ میں سے اصل آدمی کو ڈھونڈ نکالے گا اور پھر اس کا انجام برا ہو گا''...... آشان نے کہا۔

''اسے ہوش میں آنے میں کتنا وقت لگے گا''...... باس نے پوچھا۔

''ہم نے اسے ایس ایس ون گیس سے بے ہوش کیا تھا باس۔ یہ انتہائی زود اثر گیس ہے جس سے کسی بھی انسان کو طویل عرصہ کے لئے بے ہوش کیا جا سکتا ہے اور اسے ہوش میں آنے کے لئے کم از کم پانچ گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ سلیمان پچھلے چار گھنٹوں سے بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ ایک گھنٹے بعد اسے خود بخود ہوش آ جائے

گا''۔ آشان نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تب پھر میں تمہارے پاس پوائنٹ ون پر پہنچ جاتا ہوں۔ سلیمان سے میں خود بات کروں گا اور اسے اس بات کے لئے مجبور کروں گا کہ وہ ہمارا کام کرے اور سپیشل سکس میں سے اس ایک غدار کو ڈھونڈ نکالے۔ اگر اس نے یہ کام کر دیا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا بصورت دیگر اسے ہلاک کر دیا جائے گا''...... باس نے کہا۔

''اوکے باس''...... دوسری طرف سے آشان نے کہا۔

''میں تمہارے پاس زیادہ سے زیادہ بیس منٹ میں پہنچ جاؤں گا''...... باس نے کہا۔

''یس باس۔ میں انتظار کروں گا''...... دوسری طرف سے آشان نے جواب دیا تو باس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر وہ اٹھا اور میز کے پیچھے سے نکل کر فٹ بال کی طرح لڑھکنے والے انداز میں چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سیاہ رنگ کی نئے ماڈل کی کار میں بیٹھا دارالحکومت کی سڑکوں پر اُڑا جا رہا تھا۔ تقریباً بیس منٹ کے سفر کے بعد وہ دارالحکومت کی نئی تعمیر شدہ کالونی میں داخل ہوا اور پھر وہ اس کالونی کی مختلف سڑکوں پر کار دوڑاتا ہوا ایک سڑک پر مڑا اور پھر تھوڑی دور جا کر اس نے کار ایک شاندار اور فرنشڈ کوٹھی کے گیٹ پر روک دی۔ اس نے کار روکتے ہی تین بار مخصوص انداز میں کار کا

ہارن بجایا تو چند لمحوں بعد گیٹ آٹومیٹک انداز میں خود بخود کھلتا چلا گیا۔ باس نے کار آگے بڑھائی اور سامنے موجود پورچ میں لے جا کر روک دی۔ کار روکتے ہی وہ کار سے اترا اور پھر سامنے موجود برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کوٹھی میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے کوٹھی خالی ہو۔ باس لڑھکتے ہوئے انداز میں تیز تیز چلتا ہوا کوٹھی کے رہائشی حصے کی طرف بڑھا اور پھر برآمدے میں موجود ایک ستون کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے ستون کے پاس آتے ہی اس کی جڑ میں مخصوص انداز میں ٹھوکر ماری تو ستون میں سرر کی آواز کے ساتھ ایک دروازہ سا کھلتا چلا گیا۔

یہ ستون برآمدے کے وسط میں تھا اور کافی بڑا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے برآمدے کی چھت کا سارا وزن اسی ستون نے سنبھال رکھا ہو۔ ستون میں دروازہ کھلا تو اندر ایک لفٹ نما کمرہ دکھائی دیا۔ بھاری بھرکم گینڈا نما باس اندر داخل ہوا تو دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی لفٹ کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور تیزی سے نیچے اترتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد لفٹ رکی اور ایک بار پھر اس کا دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی سامنے ایک بڑا ہال دکھائی دیا۔ وہاں بے شمار کمرے اور راہداریاں بنی ہوئی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوٹھی کے نیچے زیرزمین ایک اور شاندار کوٹھی بنائی گئی ہو۔ وہاں کوئی سیکورٹی گارڈ موجود نہ تھا۔ وہ مختلف راستوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے کے

دروازے کے پاس آ کر رک گیا جیسے ہی وہ دروازے کے سامنے پہنچا اچانک چھت سے سرخ رنگ کی تیز روشنی کا دھارا سا نکل کر اس پر پڑا۔ وہ سرخ روشنی میں نہا سا گیا۔ کچھ دیر تک روشنی اس پر پڑتی رہی پھر سرخ روشنی ختم ہوئی تو اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔ سامنے ایک ہال نما کمرہ تھا۔ دروازے کے پاس دو مسلح افراد موجود تھے۔ باس کو دیکھ کر دونوں مسلح افراد نے اسے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ باس ان کے سیلوٹ کو نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہاں کئی افراد موجود تھے۔ اسے دیکھ کر وہ سب اسے فوجی انداز میں ہی سیلوٹ کر رہے تھے۔ باس تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا ایک اور کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے کے پاس پہنچا دروازہ خود بخود کھل گیا اور وہ کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے ایک کرسی پر ایک ادھیڑ آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کو رسیوں سے باندھ کر بیٹھایا گیا تھا۔ ادھیڑ عمر آدمی کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ کمرے میں دو آدمی اور موجود تھے۔ باس کو دیکھ کر ان دونوں نے بھی اسے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور ان میں سے ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان تیزی سے اس کے قریب آ گیا۔

''ویلکم باس''...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی دوسرے آدمی کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''تھینک یو''...... باس نے جواب دیا۔ کمرے کی دیواروں پر ایذا رسانی کے پرانے اور جدید آلات لگے ہوئے تھے۔ دائیں طرف دیوار پر ایک بڑی سی اسکرین نصب تھی جو آف تھی۔ اس کے علاوہ کمرے میں اور کوئی سامان موجود نہ تھا۔ کرسی پر جو ادھیڑ عمر آدمی بے ہوشی کی حالت میں بندھا ہوا تھا اس کے سامنے دو اور کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان کرسیوں کے درمیان ایک چھوٹی سی میز رکھی ہوئی تھی جس پر تیزاب کی ایک بوتل، ایک پسٹل اور ایک خنجر رکھا ہوا تھا۔ باس آگے بڑھا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور تیز نظروں سے بے ہوش آدمی کو دیکھنے لگا۔

''کتنی دیر ہے اسے ہوش آنے میں''...... باس نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا جو پوائنٹ ون کا انچارج آشان تھا۔

''بس تھوڑی ہی دیر میں اسے ہوش آ جائے گا باس''...... آشان نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم نے اسے اغوا کیسے کیا۔ جب تم اسے اغوا کرنے گئے تو عمران کہاں تھا''...... باس نے پوچھا۔

''ہم عمران کے فلیٹ کی کئی روز سے نگرانی کر رہے تھے باس۔ ان دنوں عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس شاید کوئی کیس نہیں ہے اس لئے عمران کا وقت زیادہ تر فلیٹ میں ہی گزرتا ہے۔ اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ جب یہ فلیٹ میں رہتا ہے تو ہر وقت کتابی کیڑا بنا رہتا ہے۔ اس کے پاس سوائے کتابیں پڑھنے

کے اور کوئی کام نہیں ہوتا۔ عمران کو کتابیں پڑھنے کے دوران ہر وقت چائے کی طلب رہتی ہے اس لئے سلیمان اس کے لئے چائے بناتا رہتا ہے۔ ہمیں اس بات کا انتظار تھا کہ عمران فلیٹ سے نکل کر باہر جائے تو ہم فلیٹ میں جا کر سلیمان کو اغوا کر سکیں۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے ہم نے اینڈریا کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ اینڈریا نے اس بلڈنگ میں موجود عمران کے ساتھ والے فلیٹ کی ایک مالکن کو اپنے دام میں پھنسا لیا تھا جو وہاں اکیلی رہتی تھی۔ اینڈریا اکثر اس سے ملنے پہنچ جاتی تھی اور وہ اپنے ساتھ سائنسی آلات لے جاتی تھی تاکہ عمران کے فلیٹ کی نگرانی کر سکے۔ پھر ایک دن اس نے ہمیں اطلاع دی کہ عمران تیار ہو کر فلیٹ سے باہر گیا تھا اور اس کے جلد واپس آنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ چنانچہ اینڈریا کی اطلاع پر ہم فوراً وہاں پہنچ گئے اور پھر ہم نے کنگ روڈ کی عمارت کے فلیٹ نمبر دو سو پر پہنچتے ہی دروازے کے کی ہول سے ایس ایس ون گیس فائر کرنا شروع کر دی۔ گیس اندر جاتے ہی پورے فلیٹ میں پھیل گئی۔ ہم نے کچھ دیر توقف کیا اور پھر ماسٹر کی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ کچن میں یہ ادھیڑ عمر آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ ہم نے اسے اٹھایا اور اسے لے کر وہاں سے فوراً نکل آئے اور پھر اسے لے کر یہاں پہنچ گئے''...... آشان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کسی نے تم کو دیکھا تو نہیں تھا''...... باس نے پوچھا۔

''نو باس۔ ہم اسے لے کر عمارت کے عقبی راستے سے باہر آئے تھے۔ وہاں کوئی موجود نہ تھا اس لئے ہمارے دیکھے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے''...... آشان نے جواب دیا۔

''اینڈریا کہاں ہے''...... باس نے پوچھا۔

''وہ اپنا کام پورا کر کے واپس اپنے ٹھکانے پر چلی گئی تھی اور اب بھی وہیں ہے''...... آشان نے جواب دیا تو باس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے باس نے سلیمان کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوتے دیکھے تو وہ چونک پڑا۔

''اسے شاید ہوش آ رہا ہے''...... باس نے کہا۔

''یس باس''...... آشان نے جواب دیا۔ سلیمان چند لمحے کراہتا رہا پھر اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ کرسی پر رسیوں سے بری طرح سے جکڑا ہوا ہے۔ اس نے باس اور اس کے پاس کھڑے آدمی اور پھر کمرے کا ماحول دیکھا تو اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''کیا۔ مطلب۔ یہ کون سی جگہ ہے''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم اسے جہنم کہہ سکتے ہو''...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا تو سلیمان چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تم جہنم کے داروغہ تو نہیں ہو''...... سلیمان

نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی سمجھ لو۔ تمہارے لئے ہم جہنم کے داروغہ سے بھی زیادہ خوفناک ثابت ہو سکتے ہیں"...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہنم کا داروغہ اس قدر موٹا اور بھیانک چہرے والا ہو گا اس کا مجھے اب پتہ چلا ہے"...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"تمہارا نام سلیمان ہے اور تم علی عمران کے خانساماں ہو"۔ باس نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میرا نام آصف الدولہ ہے اور میں نواب سراج الدولہ کا چچا ہوں"...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"آصف الدولہ، سراج الدولہ۔ کیا مطلب"...... باس نے چونک کر کہا۔ اس نے استفہامیہ نظروں سے اپنے قریب کھڑے آشان کی طرف دیکھا۔

"یہ بکواس کر رہا ہے باس۔ یہی سلیمان ہے عمران کا باورچی جسے وہ جاسوس خانساماں کہتا ہے"...... آشان نے جواب دیا تو اس کی بات سن کر سلیمان چونک پڑا۔

"جاسوس خانساماں۔ کیا مطلب"...... سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تم جاسوس ہو اور تمہارے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تم

خانساماں ہونے کے ساتھ ساتھ جاسوس بھی ہو اور عمران نے تمہیں باقاعدہ سراغرسانی کی تربیت دی ہوئی ہے"...... باس نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ ہو کون"...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چاہو تو اپنا دوست سمجھ لو چاہو تو دشمن"...... باس نے کہا۔

"یہ تو دوہری بات ہو گئی۔ نہ پتہ چلتا ہے دوست ہو نہ دشمن"۔ سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"جلد ہی پتہ چل جائے گا"...... باس نے کہا۔

"لیکن تم نے مجھے اغوا کیوں کیا ہے اور مجھے اس طرح کرسی سے کیوں باندھا گیا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"تمہیں اغوا کرنا ہماری مجبوری تھی اور تمہیں یہاں اس لئے باندھا گیا ہے تاکہ تم یہاں سے فرار ہونے کی کوشش نہ کر سکو"۔ آشان نے جواب دیا۔

"مجھے اغوا کرنا تمہاری مجبوری تھی۔ میں کچھ سمجھا نہیں"۔ سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جلد ہی ساری باتیں تمہاری سمجھ میں آ جائیں گی پہلے تم میری باتوں کا جواب دو"...... باس نے غرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پوچھو"...... سلیمان نے کچھ سوچ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ بات درست ہے کہ تم واقعی جاسوس ہو اور کسی ماہر

سراغ رساں کی طرح کام کرنا جانتے ہو''...... باس نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اب میں اپنے منہ میاں مٹھو کیسے بن سکتا ہوں کہ اپنی تعریف کرنا شروع کر دوں کہ ہاں میں جاسوس ہوں۔ جاسوس خانساماں''......سلیمان نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

''تو پھر سمجھ لو کہ ہمیں تمہاری ضرورت ہے''...... باس نے کہا تو سلیمان چونک پڑا۔

''میری ضرورت۔ میں کچھ سمجھا نہیں۔ آخر میری تم لوگوں کو کیا ضرورت ہے''......سلیمان نے کہا۔

''بہت ہی خاص ضرورت ہے۔ یہ سمجھ لو کہ ہمیں تمہارا دماغ چاہئے''...... آشان نے کہا تو سلیمان ایک بار پھر چونک پڑا۔

''میرا دماغ۔ کیا مطلب''......سلیمان نے چونک کر کہا۔

''حیرت ہے۔ عمران کے باورچی ہو اور دماغ کا مطلب نہیں جانتے''...... باس نے منہ بنا کر کہا۔

''کیوں۔ کیا میرے صاحب۔ دماغوں پر ریسرچ کرتے ہیں''......سلیمان نے حیران ہو کر کہا۔

''ہونہہ۔ زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں تمہیں ساری تفصیل بتا دیتا ہوں کہ تمہیں کیوں اغوا کیا گیا ہے''...... باس نے کہا۔

''اگر تمہیں میری یا میرے دماغ کی ضرورت ہے تو پھر مجھے تم

نے اس طرح سے باندھ کر کیوں رکھا ہوا ہے۔ مجھے آزاد کر دو۔ ہم دوستوں کی طرح بھی تو آمنے سامنے بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں''......سلیمان نے کہا۔

''نہیں۔ تمہارے بارے میں ہمیں علم ہے کہ تم بھی کسی طرح عمران سے کم خطرناک آدمی نہیں ہو۔ تمہیں تھوڑی سی بھی ڈھیل دینا ہمارے حق میں خطرے کا باعث بن سکتا ہے اس لئے تم اسی حالت میں ہی ٹھیک ہو''...... باس نے کہا۔

''جیسے تمہاری مرضی''......سلیمان نے کاندھے اچکا کر کہا۔

''اب ہم کام کی بات کریں''...... باس نے کہا۔

''ضرور کرو۔ میں نے تمہیں کب منع کیا ہے لیکن کام کی بات کرنے سے پہلے اگر ہمارا تعارف ہو جاتا تو اچھا تھا''...... سلیمان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں اپنا تعارف کرا دیتا ہوں''...... باس نے کہا۔

''شکریہ۔ تم کم از کم تعارف کرانے پر تو آمادہ ہوئے''۔ سلیمان نے خوش ہو کر کہا۔

''کم از کم۔ کیا مطلب۔ یہ کم از کم سے تمہاری کیا مراد ہے''...... باس نے چونک کر کہا۔

''کم از کم سے میرا مطلب زیادہ سے زیادہ ہرگز نہیں ہو سکتا''۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یو شٹ اپ نانسنس۔ مجھ سے سیدھی طرح بات کرو۔ تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں“...... باس نے غرا کر کہا۔

”تو پھر مہربانی فرما کر پہلے تعارف کرا دو تا کہ میں بالکل سیدھا ہو کر بات کروں حالانکہ بندھا ہوا ہونے کی وجہ سے میرے لئے سیدھا ہو کر سیدھی بات کرنا مشکل ہو گا“...... سلیمان نے گھبرانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

”میں باس ہوں اور بس“...... باس نے کہا۔

”اس مکمل ترین تعارف کا شکریہ اور میں سلیمان ہوں اور بس“...... سلیمان نے جل بھن کر کہا۔

”آشان۔ اسکرین آن کرو“...... باس نے آشان سے کہا۔

”یس باس“...... آشان نے جواب دیا اور تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھ گیا جس پر بڑی سی اسکرین نصب تھی۔ اس نے اسکرین کے ساتھ لگے ہوئے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”کیا مجھے کوئی کامیڈی مووی دکھانے لگے ہو“...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایسا ہی سمجھ لو“...... باس نے منہ بنا کر کہا۔

”مجھے کامیڈی موویز میں کارٹون موویز پسند ہیں۔ خاص طور پر ٹام اینڈ جیری کی موویز۔ ایسی کوئی مووی ہے تو دکھانا ورنہ میرا اور اپنا وقت برباد نہ کرنا“...... سلیمان نے کہا تو باس اسے تیز نظروں

سے گھورنے لگا۔

”تم تھوڑی دیر کے لئے اپنا منہ بند نہیں رکھ سکتے“...... باس نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”میرے منہ بند رکھنے سے کیا ہو گا۔ اگر تمہارے پیٹ میں درد ہے اور میرے منہ بند کرنے سے درد ٹھیک ہو سکتا ہے تو بتا دو میں کر لیتا ہوں اپنا منہ بند“...... سلیمان نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو باس اسے گھور کر رہ گیا۔ اس اثناء میں آشان نے اسکرین آن کر دی۔ اسکرین پر ایک خاصے بڑے ہال کمرے کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ کمرہ ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔ کمرے کے وسط میں چھ راڈز والی کرسیاں پڑی ہوئی تھیں جن پر چھ لمبے تڑنگے اور انتہائی مضبوط جسموں کے مالک نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے جسم کرسیوں پر راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔ وہ تمام آدمی ہوش میں تھے اور پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے علاوہ کمرے میں اور کوئی موجود نہ تھا۔

”اسکرین پر ان چھ افراد کو دیکھ رہے ہو“...... باس نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں۔ میں نے عینک نہیں لگا رکھی اس لئے مجھے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے“...... سلیمان نے کہا۔

”سلیمان“...... باس نے غرا کر کہا۔

”ارے باپ رے۔ اس قدر خوفناک لہجے میں تو بات نہ کرو۔

میرا دل دہل گیا ہے''...... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مذاق بند کرو اور دیکھو ان افراد کی طرف''...... باس نے اسی طرح سے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ دیکھ رہا ہوں''...... سلیمان نے جان بوجھ کر سہمی ہوئی آواز میں کہا اور اسکرین کی طرف دیکھنے لگا۔

''کون ہیں یہ بے چارے جنہیں تم نے اس طرح جکڑا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''یہ ہمارے گروپ کے لوگ ہیں''...... باس نے کہا تو سلیمان چونک پڑا۔

''گروپ کے لوگ۔ تمہارا مطلب ہے یہ تمہارے ساتھی ہیں''...... سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... باس نے کہا۔

''اگر یہ تمہارے ساتھی ہیں تو پھر تم نے انہیں اس طرح کیوں باندھا ہوا ہے''...... سلیمان نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

''یہ سپیشل سکس ہیں۔ ہمارے چھ خاص آدمی''...... باس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''سپیشل سکس۔ کیا مطلب''...... سلیمان نے حیران ہو کر کہا۔

''میرا مطلب ہے کہ یہ ہمارے گروپ کے خاص ممبر ہیں جو

طاقتور بھی ہیں اور ذہین بھی اور ہمارا گروپ ان پر بے پناہ انحصار کرتا ہے۔ ہمارے گروپ میں جتنے بھی افراد ہیں یہ ان میں سے سب سے سپیشل ہیں''...... باس نے کہا۔

''تو پھر تم نے انہیں اس طرح باندھ کیوں رکھا ہے۔ انہوں نے کیا کیا ہے''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمارا تعلق ایک بین الاقوامی تنظیم سے ہے جس کا نام ڈارک کنگ ہے۔ شاید تم نے یہ نام سنا ہو گا۔ دنیا ڈارک کنگ کے نام سے تھرتھراتی ہے''...... باس نے کہا۔

''تھرتھراتی ہو گی۔ کم از کم میں تو نہیں تھرتھرایا''...... سلیمان نے کہا۔

''ابھی تم نے ہمارا اصل روپ کہاں دیکھا ہے۔ تمہیں بہت شریفانہ انداز میں یہاں تک لایا گیا ہے۔ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہمارا کام ہو جائے تو تمہیں زندہ سلامت چھوڑ دیا جائے گا''...... باس نے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے پوچھا تھا ان چھ آدمیوں کا آخر قصور کیا ہے''۔ سلیمان نے پوچھا۔

''ان پر ایک الزام ہے''...... باس نے کہا۔

''کیسا الزام''...... سلیمان نے کہا۔

''ان میں سے ایک آدمی ہم سے غداری کر رہا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ہمارے گروپ میں ایک ایسا آدمی داخل ہو گیا ہے

جو در پردہ ہمارے گروپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ جب تک الزام غلط ثابت نہیں ہو جاتا۔ انہیں اسی طرح قید رکھا جائے گا''...... باس نے کہا۔

''میں اب بھی کچھ نہیں سمجھا۔ کون ہے ان میں غدار اور اس نے ایسا کون سا جرم کیا ہے کہ تم اسے غدار کہہ رہے ہو''۔ سلیمان نے پوچھا۔

''میں تمہیں ساری بات تفصیل سے بتاتا ہوں۔ غور سے سنو۔ میں نے تمہیں بتا دیا ہے کہ ہمارا تعلق ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ڈارک کنگ کے ایک گروپ سے ہے۔ ہم یہاں کیوں اور کس مقصد کے لئے آئے ہیں یہ تمہیں نہیں بتایا جا سکتا ہے۔ میں اس گروپ کا باس ہوں اور میرے گروپ میں کام کرنے والے افراد کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہ چھ افراد سپیشل ہیں جو میرے گروپ میں دوسرے تمام افراد سے نہ صرف ذہین سمجھے جاتے ہیں بلکہ طاقت کے لحاظ سے بھی ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ یہ میرے وفادار ہیں۔ اگر میں انہیں حکم دوں تو یہ ایک لمحے میں اپنے سروں میں گولیاں مار کر خود کو ہلاک کر سکتے ہیں۔ یہ چونکہ طاقتور اور انتہائی زیرک آدمی ہیں اس لئے میں انہیں سپیشل سکس کہتا ہوں۔ گروپ کے لئے ان کی بے پناہ خدمات ہیں اور میں نے انہیں جو بھی ٹاسک دیا انہوں نے اس ٹاسک کو کامیابی سے مکمل کیا ہے۔ مجھے سپیشل سکس پر ناز تھا لیکن پھر اچانک انہیں نجانے کیا ہوا

کہ ان میں سے کوئی ایک تنظیم کے ساتھ غداری پر اتر آیا۔ ڈارک کنگ کے چیف نے مجھے پاکیشیا کے ایک خاص آدمی کو ہلاک کرنے کا مشن دیا تھا۔ اس آدمی کو ہلاک کرنے کے لئے میں نے سپیشل سکس کو ہی ٹاسک دیا تھا۔ انہوں نے اس خاص آدمی کو ہلاک کرنے کے لئے مجھ سے تین دن کا وقت مانگا تھا۔ میں جانتا تھا کہ تین دن ان کے لئے بہت ہیں اور یہ ان تین دنوں میں ہر صورت میں اس خاص آدمی کو ہلاک کر دیں گے لیکن ایسا نہ ہوا اور وہ خاص آدمی اب بھی زندہ سلامت ہے''...... باس نے کہا۔

''کون ہے وہ خاص آدمی''...... سلیمان نے کہا۔

''یہ تمہیں نہیں بتایا جا سکتا ہے۔ بہرحال سپیشل سکس پر یہ الزام ہے کہ ان میں سے ایک نے غداری کی ہے۔ انہیں جس خاص آدمی کو ہلاک کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ ان میں سے کسی نے اسے پہلے سے ہی الرٹ کر دیا تھا کہ اس کی جان خطرے میں ہے اس لئے وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کر لے اور اس نے ایسا ہی کیا تھا۔ وہ اچانک منظر سے غائب ہو گیا اور ہم کوشش کے باوجود اب تک اسے ٹریس نہیں کر سکے ہیں کہ وہ کہاں چھپا ہوا ہے جبکہ اسے ہلاک کرنا ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے''...... باس نے کہا۔

''مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... سلیمان نے پوچھا۔

''وہ آدمی کہاں ہے اسے میرے دوسرے ساتھی تلاش کر رہے ہیں۔ تم صرف اتنا کرو کہ کسی طرح یہ معلوم کر دو کہ ان سپیشل سکس

میں وہ کون سا آدمی ہے جس نے میرے ساتھ غداری کرتے
ہوئے اس خاص آدمی کو بچانے کی کوشش کی ہے''...... باس نے کہا
تو سلیمان ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کے چہرے پر
الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ اب تک باس کی کوئی بات نہ
سمجھ پایا تھا۔ اسے صرف اتنا سمجھ آ رہا تھا کہ باس کا تعلق کسی بین
الاقوامی تنظیم سے ہے جس کا نام ڈارک کنگ ہے۔ یہ ڈارک کنگ
تنظیم کے ایک گروپ کا باس ہے اور اس نے چھ افراد کا الگ
گروپ بنایا ہوا ہے جس میں شامل تمام افراد انتہائی طاقتور اور ذہین
ہیں۔ان چھ افراد کو جسے باس سپیشل سکس کہہ رہا تھا قید کیا ہوا تھا۔
سپیشل سکس کو باس نے پاکیشیا کے ایک خاص آدمی کو ہلاک کرنے
کا ٹاسک دیا تھا لیکن ان میں سے کسی ایک نے اس خاص آدمی کو
پہلے سے ہی خبردار کر دیا تھا کہ اس کی زندگی خطرے میں ہے۔ اس
لئے وہ انڈر گراؤنڈ ہو جائے اور ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ خاص آدمی اپنی
جان بچانے کے لئے انڈر گراؤنڈ ہو گیا تھا۔ اب اصل صورت حال
کیا تھی۔ وہ خاص آدمی کون تھا جسے ہلاک کرنے کا ڈارک کنگ
کے چیف نے باس کو حکم دیا تھا اس کے بارے میں باس اسے کچھ
نہ بتا رہا تھا اور نہ ہی سلیمان کو اس ڈارک کنگ تنظیم کے بارے
میں معلومات تھیں کہ وہ کس پائے کی تنظیم ہے اور اس کا تعلق کس
ملک سے ہے۔

''پہلے تو تم یہ بتاؤ کہ تمہیں یہ اطلاع کس طرح ملی ہے کہ

غداری کی گئی ہے اور یہ غداری ان چھ میں سے ہی کسی نے کی
ہے''......سلیمان نے تیز لہجے میں کہا۔

''جس خاص آدمی کو ہلاک کرنے کا چیف نے ٹاسک دیا تھا
اس کے بارے میں چیف نے صرف مجھے ہی بتایا تھا اور پھر میں
نے اس آدمی کی تفصیلات سپیشل سکس کو ہی بتائی تھیں۔ ان کے
علاوہ ایسا کوئی نہیں تھا جو اس خاص آدمی کے بارے میں کچھ جانتا
ہو۔ اس سے پہلے کہ سپیشل سکس اسے ہلاک کرنے کے لئے روانہ
ہوتے وہ آدمی اچانک غائب ہو گیا۔ اب اس کے علاوہ اور کیا کہا
جا سکتا ہے کہ اسے کسی نے پہلے سے ہی خبردار کر دیا ہے کہ اس کی
زندگی خطرے میں ہے اور یہ بات اسے صرف یہ چھ ہی بتا سکتے ہیں
اور کوئی نہیں''...... باس نے کہا۔

''ہو سکتا ہے۔ کسی اور کو بھی اس خاص آدمی کے بارے میں
پتہ چل گیا ہو اور اس نے ہی اس خاص آدمی کو مطلع کیا ہو کہ وہ
انڈر گراؤنڈ ہو جائے یا اپنی حفاظت کا بندوبست کر لے کیونکہ اس
کی زندگی کو خطرہ ہے اور ڈارک کنگ تنظیم کا سپیشل سکس گروپ
اسے ہلاک کرنے آ رہا ہے''......سلیمان نے کہا۔

''ایسا ہونا ناممکن ہے کیونکہ میں سپیشل سکس سے ہمیشہ ساؤنڈ
پروف کمرے میں ہی بات کرتا ہوں۔ وہ آدمی آج تک اس طرح
سے کبھی غائب نہیں ہوا لیکن جیسے ہی میں نے اسے ہلاک کرنے کا
ٹاسک سپیشل سکس کو دیا تو وہ اچانک منظر سے یوں غائب ہو گیا جیسے

گدھے کے سر سے سینگ۔ اس کے بعد سے اس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں مل رہی ہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اس بات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسے سپیشل سکس کے بارے میں پہلے سے ہی خبردار کر دیا گیا تھا''...... باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ ایک اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے طور پر بھی تو کہیں جا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی دوسرے ملک میں چلا گیا ہو اپنے کسی نجی کام کے سلسلے میں''...... سلیمان نے پریشان لہجے میں کہا وہ یہ جاننے کے لئے بے چین تھا کہ یہ لوگ کس خاص آدمی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔

''نہیں۔ وہ اس طرح اچانک کہیں نہیں جا سکتا تھا۔ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے۔ یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ اسے پہلے سے خبردار کر دیا جائے۔ میں یہ بات اتنے یقین سے کیوں کہہ رہا ہوں۔ اس کی بھی ایک وجہ ہے لیکن افسوس میں وہ وجہ تمہیں نہیں بتا سکتا''...... باس نے کہا۔

''ایک تو یہ بہت مشکل ہے کہ تم بہت سی باتیں مجھے نہیں بتا سکتے''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ میری مجبوری ہے۔ اب میں تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ سپیشل سکس۔ میرا مطلب ہے ان چھ افراد میں سے تم اس آدمی کو تلاش کر دو جو مجھ سے غداری کر رہا ہے تاکہ مجھے صرف ایک کو موت کے گھاٹ اتارنا پڑے اور باقی پانچ بچ جائیں۔ ورنہ اس

غدار کے ساتھ پانچ بے گناہ افراد کو بھی مجھے ہلاک کرنا پڑے گا اور میں اصول پسند آدمی ہوں۔ سوائے مجرم کے کسی بے گناہ کو سزا نہیں دیتا۔ باقی پانچ بے گناہ ہیں۔ مجھے صرف مجرم کے بارے میں پتہ چل جائے۔ اس آدمی کو الگ کر کے میں سپیشل سکس گروپ کی جگہ سپیشل فائیو گروپ بنا دوں گا تاکہ وہ فوراً جا کر اپنا ٹارگٹ ہٹ کر سکیں''...... باس نے کہا۔

''لیکن میں ان میں سے اس آدمی کو کیسے تلاش کروں گا جس نے تمہارے ساتھ غداری کی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''تم جاسوس خانساماں ہو۔ ان سے بات کرو۔ اپنے انداز میں تحقیقات کرو اور جلد سے جلد ان میں سے اس آدمی کو تلاش کر کے میرے سامنے لے آؤ جو ڈارک کنگ تنظیم اور مجھ سے غداری کر رہا ہے اور بس''...... باس نے کہا۔

''ہونہہ۔ جب تک تم مجھے ساری باتیں تفصیل سے نہیں بتاؤ گے میں کیسے تحقیقات کروں گا''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''کون سی تفصیل''...... باس نے چونک کر کہا۔

''یہی کہ وہ آدمی کون ہے جسے تم ہلاک کرانا چاہتے ہو اور تم اپنے گروپ کو لے کر یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہو''۔ سلیمان نے کہا۔

''افسوس۔ تمہیں یہ سب نہیں بتایا جا سکتا ہے''...... باس نے تفصیل کہا۔

"تمہارا کس ملک سے تعلق ہے۔ تم مسلمان تو معلوم نہیں ہوتے"...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ ہم مسلمان نہیں ہیں اور ہمارا کس ملک سے تعلق ہے تم اس بات کو بھی رہنے دو۔ تم بس وہ کام کرو جس کے لئے تمہیں اغوا کیا گیا ہے"...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھے ایک مشکل کام سونپ دیا ہے۔ بلکہ یہ کام میرے لئے دنیا کا مشکل ترین کام ثابت ہو گا"...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے تو سنا ہے کہ اس قسم کے کام تم چٹکیوں میں کر دیتے ہو"...... باس نے کہا۔

"ہاں کر دیتا ہوں اور یہ کام بھی شاید میں چٹکیوں میں کر دوں لیکن جب تک مجھے پوری بات معلوم نہ ہو تو میں کیسے اس غدار کی نشاندہی کر سکتا ہوں"...... سلیمان نے کہا۔

"یہ کام تو اب تمہیں کرنا ہی ہو گا اگر تم یہ کام نہ کر سکے تو پھر تمہارا انجام بہت بھیانک ہو گا اور اگر تم نے کام کر دیا تو پرسکون موت مارے جاؤ گے"...... باس نے کہا۔

"کیا مطلب"...... سلیمان نے چونک کر کہا۔

"سنو۔ میرا تعلق ڈارک کنگ تنظیم سے ہے اور یہ تنظیم انتہائی بے رحم اور جلاد صفت ہے۔ یہ تنظیم ایک بار جس کی موت کا فیصلہ کر لے تو یہ فیصلہ کسی بھی صورت میں بدلا نہیں جا سکتا ہے۔ میں نے

تمہیں چونکہ تنظیم کے بارے میں اور اپنے بارے میں بہت کچھ بتا دیا ہے اس لئے تمہیں کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑا جا سکتا ہے۔ تمہاری ہلاکت ہو گی اور ضرور ہو گی۔ البتہ یہ فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تم کیسی موت مرنا پسند کرو گے۔ اگر تم نے ہمارا کام کر دیا تو تمہارے سر میں گولی مار کر تمہیں آسان موت دی جائے گی اور اگر تم ہمارا کام نہ کر سکے تو تمہیں انتہائی اذیت ناک موت سے بھی ہمکنار کیا جائے گا۔ بہرحال یہ بات تو طے ہے کہ اب تم یہاں سے زندہ واپس نہیں سکو گے۔ موت تو تمہارا مقدر ہے۔ رہ گئی بات پرسکون موت یا تکلیف دہ موت میں فرق کی تو ہم دونوں طریقوں کا تمہیں نظارہ کرا دیتے ہیں۔ ہم اپنے آدمیوں کو بہت پرسکون موت مارتے ہیں۔ لیکن دشمنوں کو شدید ترین اذیتیں دے کر اور تڑپا تڑپا کر مارتے ہیں کہ وہ خود مرنے کی تمنا کرتا ہے لیکن مر نہیں پاتا۔ کیا خیال ہے۔ نظارہ کرو گے"...... باس نے کہا۔

"اب جبکہ مجھے یہاں سے مر کر ہی نکلنا ہے تو کیا کروں گا نظارہ کر کے۔ اب تو میرے لئے سب کچھ برابر ہو گیا ہے"۔ سلیمان نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی۔ بہت جلد تم دیکھ لو گے کہ سب کچھ برابر نہیں ہے۔ تم خود چیخ چیخ کر کہو گے کہ میں ان چھ میں سے غدار پکڑ دیتا ہوں۔ مہربانی فرما کر مجھے پرسکون موت دے دو"...... باس نے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"میں تم لوگوں سے یہ درخواست نہیں کروں گا۔ میرا نام آغا سلیمان پاشا ہے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب اپنا فیصلہ بتاؤ"...... باس نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا فیصلہ"...... سلیمان نے کہا۔

"میرا کام کرنے پر آمادہ ہو یا نہیں"...... باس نے کہا۔

"جب تک تم مجھے ساری تفصیلات نہیں بتاؤ گے اس وقت تک میرے لئے تمہارا کام کرنا مشکل ہو گا"...... سلیمان نے کہا۔

"گویا تم ہمارا کام کرنے سے انکار کرتے ہو"...... باس نے اسے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں بالکل"...... سلیمان نے کہا۔

"لیکن کیوں"...... باس نے پوچھا۔

"اس لئے کہ"...... سلیمان کہتے کہتے رک گیا۔

"اس لئے کہ کیا"...... باس نے جلدی سے کہا۔

"نہیں بتاؤں گا جب تم مجھے کچھ بتانے کے لئے تیار نہیں تو پھر میں کیوں بتاؤں تمہیں کوئی بات"...... سلیمان نے کہا۔

"ایسا کر کے تم بھیانک موت کو دعوت دے رہے ہو"...... باس نے غرا کر کہا۔

"میں ڈرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ تمہارے لئے بہتر ہے کہ مجھے جانے دو"...... سلیمان نے کہا۔

"یہاں آنے کے بعد تمہارا اب تمہارا سے جانا ناممکن ہے"۔

باس نے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی"...... سلیمان نے کندھے اچکائے۔

"آخری بار پوچھ رہا ہوں۔ سپیشل سکس میں سے تم غدار کو تلاش کرو گے یا نہیں"...... باس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں"...... سلیمان نے کہا تو باس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

"تو تم مرنے کے لئے تیار ہو۔ میرے پاس تیزاب کی شیشی بھی موجود ہے، یہ خنجر بھی رکھا ہوا ہے اور پسٹل بھی۔ میں چاہوں تو شیشی سے سارا تیزاب تم پر انڈیل سکتا ہوں۔ خنجر سے تمہاری بوٹیاں اُڑا سکتا ہوں لیکن میں تمہیں اس سے بھی زیادہ اذیت ناک موت سے ہمکنار کروں گا"...... باس نے غرا کر کہا۔

"میں مسلمان ہوں اور میرا عقیدہ ہے کہ موت کا ایک وقت معین ہے۔ وقت سے پہلے نہ تو کسی کو موت آتی ہے اور نہ کوئی کسی کو مار سکتا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"آشان"...... باس نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... آشان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اسے ٹیوب میں بند کر دو اور ٹیوب میں ریڈ پوائزن بھر دو"۔ باس نے کہا تو سلیمان چونک پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا اسی لمحے آشان نے جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا۔ اس پر بے شمار بٹن تھے۔ آشان نے ایک بٹن پریس کیا تو

اچانک سر کی تیز آواز کے ساتھ چھت سے شیشے کی ایک بڑی سی ٹیوب نکل کر آئی اور فرش سے لگ گئی اور سلیمان کرسی سمیت اس ٹیوب میں قید ہو گیا۔ ٹیوب بے حد صاف و شفاف تھی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب''...... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ شیشے کی ٹیوب ہے جو چھت اور فرش سے مل گئی ہے۔ اب تم اس ٹیوب میں قید ہو۔ اس ٹیوب میں سرخ زہریلی گیس پھیلا دی جائے گی۔ جیسے ہی یہ زہریلی گیس تمہارے پھیپھڑوں میں پہنچے گی تمہارے پھیپھڑے گلنا شروع ہو جائیں گے اور پھر آہستہ آہستہ اس گیس کی وجہ سے تمہارا پورا جسم گلانا سڑانا شروع ہو جائے گی۔ صرف دس منٹ میں تمہارا سارا جسم گل سڑ کر پانی بن کر بہہ جائے گا اور پھر تمہارے جسم کا پانی بھی بھاپ بن کر اُڑ جائے گا اور تمہارا نام و نشان بھی ختم ہو جائے گا۔ یہ بھی سن لو کہ سرخ گیس سے تمہاری جلد موت واقع نہ ہو گی۔ تم انتہائی خوفناک اور شدید ترین اذیتوں میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ جب تک تمہارا دل گل سڑ نہیں جاتا تمہیں شدید اذیتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس وقت تم معلوم ہو گا کہ سکون کی موت میں اور تکلیف کی موت میں زمین آسمان کا فرق ہے لیکن تب تمہارے پاس چوائس کا موقع نہ ہو گا۔ البتہ ابھی تمہارے پاس چوائس کا موقع ہے۔ ہمارا کام کردو اور سکون کی موت مر جاؤ''...... باس نے کہا تو سلیمان کے چہرے پر خوف کے

تاثرات نمودار ہو گئے۔

''رکو۔ میری بات سنو''...... سلیمان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں آشان کی طرف تھیں جس کے ہاتھ میں ریموٹ کنٹرول نما آلہ تھا اور اس کی انگلی ایک بٹن پر تھی۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں سوچنے کے لئے صرف ایک منٹ دیتا ہوں''...... باس نے کہا تو سلیمان سوچ میں ڈوب گیا۔

''میں اس قدر بھیانک موت نہیں مرنا چاہتا اس لئے میں تمہارا کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں تحقیقات کر کے اس غدار کو ان چھ آدمیوں میں سے ضرور تلاش کر لوں گا''...... سلیمان نے کہا۔

''بہت خوب۔ عقل مند نکلے۔ میرا خیال تھا تم نہیں مانو گے''۔ باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس یوں سمجھ لیں کہ عقل آ گئی ہے''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹیوب ہٹا دو''...... باس نے آشان سے کہا تو آشان نے ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی شیشے کی ٹیوب جس تیزی سے چھت سے نکل کر فرش تک آئی تھی اسی تیزی سے فرش سے ہٹ کر چھت کی طرف اٹھی اور پھر چھت میں جا کر غائب ہو گئی۔ ٹیوب غائب ہوتے دیکھ کر سلیمان نے اطمینان کا سانس لیا۔

''اسے کھول کر اپنے ساتھ سپیشل سکس کے پاس لے جاؤ اور

سپیشل سکس سے کہنا کہ اب یہ تحقیقات کرے گا کہ ان میں سے اصل غدار کون ہے۔ سپیشل سکس کو میری طرف سے ہدایات دے دینا کہ یہ سلیمان سے تعاون کریں۔ اگر وہ اس کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے تو پھر ان سب کو ہی غدار سمجھا جائے گا یا پھر جس نے بھی اس کی تفتیش کے راستے میں رکاوٹ ڈالی اسے مجرم سمجھ لیا جائے گا''...... باس نے آشان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... آشان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تمہاری ڈارک کنگ تنظیم کا مقصد لوگوں کو قتل کرنا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کیا تم لوگ ٹارگٹ کلرز ہو''...... سلیمان نے کہا۔

''ہاں۔ ہم ٹارگٹ کلرز ہیں لیکن ہم بلا مقصد کسی کو قتل نہیں کرتے ہیں۔ ہر قتل کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے لیکن مقصد کیا ہوتا ہے۔ یہ کسی مقامی گروپ انچارج کو معلوم نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر مجھے جس خاص آدمی کو تین دنوں میں قتل کرنے کے احکامات ملے ہیں۔ اس کے بارے میں خود میں بھی نہیں جانتا کہ ڈارک کنگ تنظیم اسے قتل کیوں کرانا چاہتی ہے۔ مجھے تو بس چیف کے احکامات پر عمل کرنا ہے۔ یہ نہیں سوچنا کہ یہ حکم کیوں دیا گیا ہے''...... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور وہ خاص آدمی کون ہے''...... سلیمان نے پوچھا۔

''زیادہ چالاک بننے کی کوشش نہ کرو۔ میں روانی میں بھی ایسی بات نہیں بتا سکتا۔ جب وہ ہلاک کر دیا جائے گا تو تمہیں خود بخود

معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون تھا''...... باس نے منہ بنا کر کہا۔ سلیمان ہر صورت میں قتل ہونے والا کا نام جاننا چاہتا تھا پھر اسے خیال آیا کہ ان سپیشل سکس کو یہ بات معلوم ہے اور کم از کم وہ غدار جو قتل ہونے والے کا ہمدرد ہے۔ ضرور اس کا نام اسے بتا سکتا ہے۔ لیکن کیا باس ایسا کوئی موقع دے گا۔ اس کا امکان کم ہی تھا۔ اس اثناء میں آشان نے آگے بڑھ کر اسے رسیوں سے آزاد کرنا شروع کر دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں سلیمان رسیوں سے آزاد ہو کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اگر تم چاہتے ہو کہ میں سپیشل سکس میں سے غدار کو تلاش کروں تو اس کے لئے تمہیں مجھے آزاد نہ تحقیقات کرنے کی اجازت دینی ہو گی۔ میرا مطلب ہے میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کروں گا''...... سلیمان نے کہا۔

''نہیں۔ تمہیں آزاد نہیں چھوڑا جا سکتا ہے۔ کم از کم میرا ایک آدمی تو ضرور تمہارے ساتھ ہو گا۔ وہ سائے کی طرح تمہارے ساتھ ہی رہے گا''...... باس نے کہا تو سلیمان دھک سے رہ گیا۔ یہ باس عقل سے پیدل نہیں تھا۔ سلیمان نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

''ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''آنندی کو بلاؤ''...... باس نے آشان سے کہا تو آشان نے جیب سے سیل فون نکالا اور نمبر ملا کر اسے کان سے لگا لیا۔ اس نے آہستہ آواز میں کسی سے بات کی اور پھر اس نے سیل فون کان

سے ہٹایا اور اسے آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک اور لمبا تڑنگا اور طاقتور جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ آدمی شکل و صورت سے ہی بدمعاش ٹائپ کا دکھائی دے رہا تھا۔ اندر آتے ہی اس نے باس کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

”آپ نے بلایا تھا باس“...... آنے والے نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ آفندی تم اس کے ساتھ سائے کی طرح رہو گے۔ یہ سپیشل سکس میں سے اس غدار کی پہچان کرے گا۔ خیال رہے کہیں یہ تمہاری نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے“...... باس نے آنے والے آدمی آفندی سے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں باس۔ آپ مجھے جانتے ہی ہیں“...... آفندی نے وحشیانہ انداز مسکرا کر کہا۔

”اسی لئے تو تمہیں اس کام کے لئے کہا ہے۔ آشان تم میرے ساتھ باہر چلو“...... باس نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے اٹھتے ہی آشان بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔

عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں کار چلاتا ہوا دارالحکومت کے ایک نواحی قصبے کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ سڑک پر خاصی ٹریفک تھی کیونکہ یہ سڑک دارالحکومت سے دوسرے اہم بڑے شہروں کو ملنے والی مین شاہراہ تھی۔

عمران جس قصبے کی طرف جا رہا تھا اس قصبے کا نام روتان تھا اور عمران روتان میں رہنے والے ایک ریٹائرڈ سائنس دان ڈاکٹر خاقان عظیم سے ملنے جا رہا تھا۔ ڈاکٹر خاقان عظیم ملک کے مایہ ناز سائنس دان تھے اور انہوں نے سرداور کے ساتھ مل کر ملک کے لئے گراں قدر خدمات سر انجام دی تھیں۔ ان کا پوری دنیا میں نام تھا اور انہوں نے ملک و قوم کے دفاع کے لئے بے شمار ایجادات کی تھیں جن سے پاکیشیا دفاع کے لحاظ سے واقعی ناقابل تسخیر ہو گیا تھا۔ چونکہ ڈاکٹر خاقان عظیم ایک بوڑھے انسان تھے اور ان کا سرداور کے ساتھ خاصا ساتھ رہا تھا اس لئے عمران کی بھی ان سے

اچھی خاصی علیک سلیک ہو گئی تھی اور وہ ان کی بے حد عزت کرتا
تھا۔ اس کی اکثر ڈاکٹر خاقان عظیم سے فون پر بات ہوتی رہتی تھی
اور کبھی کبھار وہ ان سے ملنے ان کے آبائی گاؤں میں بھی چلا جاتا
تھا۔ ڈاکٹر خاقان عظیم ریٹائرڈ ہونے کے بعد اپنی آبائی پیشے
کاشتکاری میں مصروف ہو گئے تھے۔

ڈاکٹر خاقان عظیم کے دو بیٹے تھے جو شادی شدہ تھے اور
ایکریمیا میں مقیم تھے۔ ڈاکٹر خاقان عظیم اپنی بیوی کے ہمراہ اس
حویلی نما عمارت میں رہتے تھے۔ ڈاکٹر خاقان عظیم تو کافی سمارٹ
تھے لیکن ان کی بیوی انتہائی دیو قامت عورت تھیں۔ وہ قد و قامت
اور ڈیل ڈول سے کسی دیو کی اولاد لگتی تھیں لیکن وہ ڈاکٹر خاقان
عظیم کی طرح انتہائی ملنسار اور خوش گفتار تھیں۔ وہ ہر ایک سے
نہایت شفقت اور محبت سے بات کرتی تھیں۔ عمران کی ان سے بھی
کئی ملاقاتیں ہو چکی تھیں اور وہ انہیں جان بوجھ کر ڈبل آنٹی کہتا تھا
جس کا وہ کبھی برا نہ مناتی تھیں۔ ان سے ملے عمران کو کافی وقت ہو
گیا۔ ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے
عمران کا زیادہ وقت فلیٹ میں ہی گزرتا تھا اور پھر ظاہر ہے عمران
جب فلیٹ میں ہوتا تھا تو وہ کتابی کیڑا بن کر رہ جاتا تھا۔ وہ ان
دنوں بھی کتابوں کے مطالعے میں مصروف تھا کہ اسے ڈاکٹر خاقان
عظیم نے خصوصی طور پر فون کر کے جلد سے جلد اپنے پاس پہنچنے
کے لئے کہا۔ ان کے لہجے میں پریشانی اور خوف کا عنصر تھا۔ جس پر

عمران چونک پڑا۔ اس نے فون پر ڈاکٹر خاقان عظیم سے ان کی
پریشانی اور خوف کی وجہ پوچھنے کی بہت کوشش کی لیکن ڈاکٹر خاقان
عظیم نے اس سے کہا کہ وہ جلد سے جلد ان کے پاس پہنچ جائے
تب وہ اسے ساری باتیں بتا دیں گے۔ چنانچہ عمران تیار ہوا اور پھر
سلیمان کو بتا کر وہ ڈاکٹر خاقان عظیم سے ملنے کے لئے ان کے
قصبے روتان جانے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

تین گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد اس نے کار کو ایک بائی پاس
روڈ کی طرف موڑا اور پھر تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ
روتان قصبے میں پہنچ گیا۔ یہ ایک دیہاتی انداز کا قصبہ تھا جس
میں کچے اور پکے ملے جلے مکانات موجود تھے۔ عمران قصبے کو کراس
کرتا ہوا کار آگے بڑھاتا لے گیا کیونکہ ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی
قصبے سے کافی ہٹ کر بنی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک حویلی
کے کھلے ہوئے گیٹ میں داخل ہو گئی اور عمران نے ایک وسیع
برآمدے کے اندر جا کر پورچ میں کار روک دی۔ یہاں کئی کاریں
اور دو جیپیں پہلے ہی موجود تھیں۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی کے
ایک آدمی نے اس کا پرتپاک استقبال کیا اور پھر اسے لے کر وہ
خوبصورت انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ اس نے
عمران کو وہاں بٹھایا اور ابھی عمران بیٹھا ہی تھا کہ ڈاکٹر خاقان عظیم
اندر داخل ہوئے۔

"ارے۔ تم یہاں کیوں بیٹھ گئے ہو عمران بیٹے۔ آؤ۔ اندر

آؤ‘‘...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

’’السلام وعلیکم و رحمتہ اللہ وبرکاۃ‘ بزرگ ڈاکٹر صاحب‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

’’میں بوڑھا ضرور ہوں لیکن اتنا بھی نہیں کہ تم مجھے بزرگ ڈاکٹر صاحب کہنا شروع کر دو‘‘...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے سلام کا جواب دے کر مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کو لے کر حویلی کے اندر بنے ہوئے ایک بڑے کمرے میں آ گئے۔ کمرے میں کوئی نہ تھا۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے اسے ایک صوفے پر بٹھایا اور خود بھی ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔ ان کے چہرے پر بدستور پریشانی کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔ ڈاکٹر خاقان عظیم بوڑھے ہونے کے باوجود خاصے صحت مند دکھائی دیتے تھے۔ انہوں نے سفید رنگ کا بے داغ شلوار کرتہ پہنا ہوا تھا جو بوڑھے ہونے کے باوجود ان پر بے حد جچ رہا تھا۔

’’میری ڈبل آنٹی کہاں ہیں‘‘...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

’’وہ اپنے گاؤں گئی ہوئی ہیں۔ ان کے کسی عزیز کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں بھی گیا تھا۔ لیکن پھر مجھے واپس آنا پڑا‘‘...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

’’اوہ۔ میں سمجھا کہ آپ نے انہیں خود ہی میکے بھیج دیا ہے اور

خود بردکھاوئے کے لئے تیار ہو گئے ہیں‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم بے اختیار چونک پڑے۔

’’کیا۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں‘‘...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے چونک کر کہا۔

’’آپ جسمانی لحاظ سے اب بھی صحت مند ہیں اور آپ نے جو لباس زیب تن کیا ہوا ہے یہ جدید اور خاصا فیشن ایبل معلوم ہوتا ہے ایسا لباس اس وقت پہنا جاتا ہے جب کوئی بردکھاوئے کے لئے بلائے یا بردکھاوئے کے لئے کہیں جانا ہو‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم بے اختیار مسکرا دیئے۔

’’حد ادب میں رہو‘‘...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

’’ڈبل آنٹی کی وجہ سے میری حد بھی خاصی وسیع ہو چکی ہے‘‘...... عمران نے مسکرا کر کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران نے ان کی بیگم کے موٹاپے کے بارے میں حد وسیع ہونے کا کہا ہے۔

’’میری عمر کا تو کچھ لحاظ کر لیا کرو‘‘...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’کتنی عمر ہو گی‘‘...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

’’کس کی عمر۔ میری یا اپنی آنٹی کی عمر پوچھ رہے ہو‘‘...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کی ہی پوچھ رہا ہوں۔ آنٹی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اور آپ نے یہی کہنا ہے کہ وہ ابھی میری بڑی بہن ہی ہیں اور مجھ سے پانچ چھ سال بڑی ہیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم ایک بار پھر بے اختیار کھلکھلا کر ہنسنا شروع ہو گئے۔

”تم واقعی شیطان ہو۔ بہرحال میری عمر ستر سال کے قریب ہے لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے چونک کر کہا۔

”جسمانی ساخت اور چہرے پر سرخی دیکھ کر تو لگتا ہے کہ ابھی آپ جوان ہیں۔ آپ کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ آپ ستر سال کے ہیں۔ آپ چاہیں تو اب بھی امید بر آ سکتی ہے اور جب ڈبل آنٹی نہ ہوں تو چانس مل سکتا ہے“...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم ایک بار پھر ہنسنا شروع ہو گئے۔

بس کرو۔ میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔ کیونکہ معاملہ بہت سنگین ہے“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”وہی جاننے کے لئے بے چین ہوں۔ معاملہ کیا ہے۔ آپ کے چہرے پر واقعی پریشانی کے ساتھ ساتھ مجھے خوف کے تاثرات بھی لٹکتے۔ اوہ میرا مطلب ہے ادھر ادھر بھٹکتے۔ اوہ یہ بھی نہیں وہ کیا

کہتے ہیں۔ ہاں یاد آیا۔ ٹپکتے دکھائی دے رہے ہیں“...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔ اس کی بات پر ڈاکٹر خاقان عظیم ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”بہرحال میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے یہاں بلایا ہے کہ مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش۔ کیا مطلب“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ مجھ پر ہونے والا حملہ بے حد خوفناک ہو سکتا ہے۔ میرے کسی نادیدہ مہربان نے مجھے اس حملے کے بارے میں خبردار کیا ہے۔ اس حملے کے بارے میں اگر مجھے خبردار نہ کیا جاتا تو اس وقت میں تمہارے سامنے زندہ بیٹھا باتیں نہ کر رہا ہوتا“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”میں تفصیل بتاتا ہوں“...... یہ کہہ کر وہ ایک لمحے کے لئے رک گئے۔

”جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میری بیگم کے ایک عزیز کا انتقال ہو گیا تھا اور ہم دونوں ہی وہاں گئے تھے۔ انتقال ہونے والے عزیز میری بیوی کے خالہ زاد بھائی تھے اور وہ محلوال گاؤں میں رہتے تھے۔ جب میں اور میری بیگم محلوال گاؤں میں ان کی

آبائی حویلی پہنچے تو کار سے اترتے ہوئے ہمارے قریب سے چند دیہاتی ٹائپ کے افراد گزرے۔ اسی وقت مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے میری جیب میں ہاتھ ڈالا ہو۔ میں یہ سمجھا کہ کوئی میری جیب پر ہاتھ صاف کر کے چلتا بنا ہو۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ کوئی بہت ہوشیاری سے وہاں سے کھسک کر غائب ہو گیا ہے۔ میں نے شور مچانا مناسب نہ خیال کیا۔ میری جیب میں میرا بٹوہ موجود تھا لیکن میں بٹوے میں زیادہ رقم نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی اس میں میرے اہم کاغذات ہوتے تھے۔ معمولی سی رقم تھی میں نے سوچا اگر جیب کترا بٹوہ لے بھی گیا ہے تو وہ رقم دیکھ کر اپنا ہی سر پیٹ کر رہ جائے گا کہ اس نے کس کنجوس آدمی کی جیب صاف کی ہے تاہم میرا ہاتھ فطری طور پر جیب میں رینگ گیا اور یہ جان کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ پرس جیب میں موجود تھا۔ البتہ میری انگلیوں نے ایک کاغذ کو چھوا تو میں چونک گیا اس کا مطلب صاف تھا مجھے کوئی خفیہ پیغام دیا گیا تھا۔ میں وہیں سے لوٹ کر اپنی کار کی طرف آیا جیسے کار میں کوئی چیز بھول گیا ہوں کار کے اندر بیٹھ کر میں نے وہ نامعلوم چیز تلاش کرنے کے بہانے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا اسی دوران کاغذ کو جیب سے نکال کر کار کی لائٹ میں پڑھا۔ اس پر لکھا تھا۔ آپ آج کی رات اس حویلی میں نہ رہیں۔ ڈارک کنگ کی طرف سے آپ کی موت کا سامان کر لیا گیا ہے۔ یہ الفاظ پڑھ کر میں دھک سے رہ گیا۔ تم جانتے ہو کہ میرے کئی

دشمن ہیں اس لئے میں نے اس پیغام کو غیر اہم اور معمولی نہ سمجھا تھا اور وہیں سے بیگم کو ایک آدمی کے ذریعے پیغام بھیج کر اپنی کار فوراً سٹارٹ کی اور گھر آ گیا۔ یہاں آ کر میں نے حویلی کی سیکورٹی سخت کر دی۔ رات خیریت سے گزر گئی۔ دن بھی خیریت سے گزر گیا۔ لیکن تھوڑی دیر پہلے کسی نے مجھے کال کر کے کہا ہے کہ ہوشیار رہیں حملہ ضرور ہو گا۔ ان حالات میں میں نے یہی مناسب خیال کیا کہ تمہیں فون کر دوں“...... یہاں تک کہہ کر ڈاکٹر خاقان عظیم خاموش ہو گئے۔ عمران ڈارک کنگ کا سن کر چونک پڑا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ ڈارک کنگ تنظیم کا نام اس کے ذہن کے کسی گوشے میں پہلے سے ہی موجود تھا۔

”اوہ۔ آپ نے بہت اچھا کیا۔ اب میں اس معاملے کو دیکھ لوں گا۔ کاغذ کا وہ ٹکڑا تو آپ کے پاس محفوظ ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”ہاں بالکل“...... یہ کہہ کر ڈاکٹر خاقان عظیم نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے کاغذ پر لکھے الفاظ پڑھے۔ وہی الفاظ تھے جو ڈاکٹر خاقان عظیم نے بتائے تھے اور اس میں ڈارک کنگ کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔ عمران نے چند سیکنڈ تک غور سے دیکھنے کے بعد کاغذ تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔

”یہ میرے پاس رہے گا۔ فون پر بات کرنے والے کی آواز جانی پہچانی تو نہیں تھی“...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں میں نے وہ آواز زندگی میں پہلی بار سنی ہے''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے پوچھا۔

''ہمارے ملک میں آپ کے ان گنت دشمن ہیں لیکن آپ کو ہلاک کر کے کسی کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ آپ تو اب ریٹائرمنٹ کی لائف گزار رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اسی بات پر تو مجھے حیرت ہے۔ آج تک مجھ پر کبھی کوئی حملہ نہیں ہوا۔ کسی نے میرے خلاف کوئی بات نہیں کی۔ میں تو اب صرف زمینداری کر رہا ہوں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے جلدی جلدی کہا۔

'' آپ فکر نہ کریں۔ اب میں اس معاملے کو دیکھ لوں گا۔ آپ ایک آدمی میرے ساتھ کر دیں پہلے میں اس پوری عمارت کا جائزہ لوں گا پھر اپنے طور پر کچھ حفاظتی انتظامات کروں گا۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس میں اعتراض کی بھلا کیا بات ہو سکتی ہے''...... وہ مسکرائے پھر گھنٹی کا بٹن دبایا جلد ہی ایک ملازم اندر داخل ہوا۔

''ماجھو۔ عمران بیٹے کو پوری کوٹھی دکھاؤ اور جو یہ حکم دیں اس کی فوری تعمیل کرنا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''اوکے سر''...... ماجھو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

''سر آپ خاصے پریشان دکھائی دے رہے ہیں۔ خیر تو ہے''...... ماجھو نے پوچھا۔

''ہاں ماجھو۔ تم جاؤ''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''آپ کو پریشان دیکھ کر میں بھی حد درجے پریشان ہو گیا ہوں سر۔ مجھے بتائیں میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں''...... ماجھو نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''اچھا پہلے تم عمران بیٹے کے ساتھ جاؤ۔ اس کے بعد میرے پاس آنا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا تو ماجھو، عمران کو لے کر باہر نکل آیا۔ عمران نے اس کے ساتھ پوری کوٹھی کا تفصیلی جائزہ لیا، اس نے ڈاکٹر خاقان عظیم کے گھر کے دوسرے افراد جس حصے میں رہتے تھے۔ اس نے اس حصے کو بھی دیکھا۔ عورتوں کو ایک طرف کر دیا گیا تھا۔

''ماجھو۔ تم اس کوٹھی سے پوری طرح واقف ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں جناب۔ یہ ساری حویلی میری نگرانی میں بنی تھی اور میں بہت عرصے سے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہوں وہ مجھے گھر کے فرد کی طرح عزت دیتے ہیں''...... ماجھو نے کہا۔

''اوہ اچھا اس لئے تم ڈاکٹر صاحب سے بہت محبت کرتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے سر''...... ماجھو نے کہا۔

''اب مجھے ایک بات کا سوچ سمجھ کر جواب دینا''...... عمران نے کہا۔

"جی پوچھیں"...... ماجھو نے جواب دیا۔

"یہ بتاؤ کہ اگر کوئی باہر کا آدمی ڈاکٹر صاحب پر حملہ کرنا چاہے تو وہ کس طرف سے آئے گا۔ میرا مطلب ہے کہ حویلی میں ایسا کون سا راستہ ہوسکتا ہے جہاں سے کوئی بغیر کسی کی نظر میں آئے اندر آ سکے"...... عمران نے پوچھا۔

"کسی طرف سے بھی نہیں"...... ماجھو نے کہا۔

"کیا مطلب"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر صاحب کا کوئی دشمن ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ سب کے لئے اچھے ہیں۔ بہت اچھے"...... ماجھو نے کہا۔

"ایسے لوگوں کا بھی کوئی دشمن نکل آتا ہے ماجھو۔ جو میں کہہ رہا ہوں اس بارے میں بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"تو۔ تو کیا صاحب پر واقعی حملے کا امکان ہے"...... ماجھو نے پوچھا۔

"ہاں۔ اطلاع یہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں نہیں۔ یہ بالکل غلط اطلاع ہے"...... ماجھو نے کہا۔

"دیکھو ماجھو۔ میں تم سے میں جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو اور بس"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"فرمائیں"...... ماجھو نے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ۔ حملہ آور کس راستے اندر داخل ہوسکتا ہے جبکہ صدر دروازے پر محافظ موجود ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اس صورت میں وہ پچھلے دروازے سے اندر آنے کی کوشش کرے گا"...... ماجھو نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ چلو پہلے ہم وہ دروازہ دیکھیں گے"۔ عمران نے کہا دونوں آگے بڑھے۔ پچھلا دروازہ اندر سے بند نظر آیا اور اندر کی طرف تالا بھی لگا تھا۔

"اس پر تو تالا لگا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن حملہ آور اس دروازے کو توڑ کر اندر داخل ہو سکتا ہے"...... ماجھو نے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ اس طرف بھی کسی محافظ کا ہونا ضروری ہے۔ اچھا تم ذرا یہیں ٹھہرو۔ میں ابھی آتا ہوں"۔ عمران نے کہا یہ کہہ کر وہ اندرونی حصے میں آیا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور ٹائیگر کو کال کرنے لگا۔ وہ یہاں ٹائیگر کو بلانا چاہتا تھا۔ رابطہ ملتے ہے اس نے ٹائیگر کو ہدایات دیں اور پھر واپس ماجھو کے پاس آ گیا۔ وہ ابھی تک پچھلے دروازے کے پاس کھڑا تھا اور اس کے چہرے پر قدرے خوف کے تاثرات تھے۔

"خیریت تو ہے"...... عمران نے دبی آواز میں پوچھا۔

"میں نے کچھ عجیب سی آوازیں سنی ہیں"...... ماجھو نے کہا۔

"کس طرف سے"...... عمران نے پوچھا۔

"دروازے کی دوسری طرف سے"...... ماجھو نے بند دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اس طرف کیا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”اس طرف گھنے درختوں کا ایک سلسلہ ہے۔ جو دور تک چلا گیا ہے“...... ماجھو نے بتایا۔

”تب پھر حملہ آور اسی طرف سے آئے گا“...... عمران نے کہا۔

”آئے گا نہیں سر۔ وہ آچکا ہے اور دوسری طرف موجود ہے“...... ماجھو نے کہا۔

”اوہ۔ کیا تم یقین سے کہہ سکتے ہو“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”ہاں بالکل۔ میں نے اس قسم کی آوازیں پہلے کبھی نہیں سنیں۔ جبکہ مجھے یہاں رہتے ہوئے ایک عرصہ ہو گیا ہے“...... ماجھو نے کہا۔

”میں چھت پر جا کر باہر کا جائزہ لیتا ہوں۔ چھت کا راستہ کس طرف ہے“...... عمران نے جلدی سے کہا۔

”جی وہ رہا زینہ۔ لیکن آپ لفٹ کے ذریعے اوپر کیوں نہیں چلے جاتے سر“...... ماجھو نے کہا۔

”میں ایک بات سوچ رہا ہوں۔ عمارت تین منزلہ ہے ڈاکٹر صاحب تیسری منزل پر موجود ہیں۔ آوازیں ہم نے عقبی طرف سے سنی ہیں۔ حملہ آور اگر اس دروازے کے ذریعے اندر آئے گا تو اس کے لئے اندر داخل ہونے کے بعد اوپر والی منزل تک پہنچنا خاصا مشکل ہو گا۔ یہ بات وہ پہلے ہی معلوم کر چکا ہو گا کہ ڈاکٹر

خاقان عظیم اوپر والی منزل میں رہتے ہیں۔ ان حالات میں یہ آوازیں ہمیں اس طرف متوجہ کرنے کے لئے جان بوجھ کر پیدا کی جا رہی ہیں“...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

”جی کیا مطلب“...... ماجھو نے چونک کر پوچھا۔

”وہ اس طرف اس لئے آوازیں پیدا کر رہے ہیں تاکہ ہم سب کی توجہ اس طرف ہو جائے اور وہ کسی دوسری طرف سے حملہ کر دیں“...... عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر وہ کس طرف سے حملہ کریں گے“...... ماجھو نے حیران ہو کر پوچھا۔

”صدر دروازے سے یا دائیں بائیں طرف سے۔ دشمن سیدھا اوپر بھی تو پہنچ سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ لیکن کیسے۔ کیا وہ ہوا میں اڑ کر آئے گا“...... ماجھو نے منہ بنایا۔

”ہاں۔ آنے کو تو وہ ہوا میں اڑ کر بھی آ سکتا ہے اور شاید وہ ہوا میں اڑ کر ہی آئے گا۔ آؤ جلدی کرو۔ ہم پہلے ہی بہت وقت ضائع کر چکے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”اللہ اپنا رحم کرے“...... ماجھو نے گھبرا کر کہا۔ دونوں فوراً لفٹ میں سوار ہو کر اوپر پہنچے تو ڈاکٹر خاقان عظیم کے کمرے کا دروازہ بدستور بند نظر آیا۔

”شکر ہے یہاں کوئی گڑبڑ نہیں ہے“...... ماجھو نے کہا۔

''گویا میرا وہم غلط ثابت ہوا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا ہوا جناب۔ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے''...... ماجھو نے کہا۔

''تم نے کسی ڈارک کنگ تنظیم کا نام سنا ہے''...... عمران نے کچھ سوچ کر اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ڈارک کنگ تنظیم۔ نہیں۔ کون سی تنظیم ہے یہ''...... ماجھو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے ایک طویل سانس لیا۔

''چھوڑو رہنے دو۔ جب تم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو پھر کیا بتاؤں''...... عمران نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر دستک دی۔ اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دی تو ایک بار پھر دستک دی گئی۔

''کون ہے''...... کچھ دیر بعد ڈاکٹر خاقان عظیم کی آواز سنائی دی۔

''آپ اندر خیریت سے تو ہیں۔ کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں خیریت سے ہوں۔ کیوں کیا ہوا''...... اندر سے ڈاکٹر خاقان عظیم نے پوچھا۔

''دروازہ بالکل بند رکھیں ہم میں سے کوئی دروازہ کھولنے کے لئے کہے تب بھی نہ کھولیں''...... عمران نے ہدایت دی۔

''کیوں کیا بات ہے''...... اندر سے پوچھا گیا۔

''فکر کی کوئی بات نہیں۔ اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو ہم دیکھ لیں گے۔ آؤ ماجھو''...... عمران یہ کہہ کر وہ ماجھو کی طرف مڑا اور یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ ماجھو وہاں موجود نہ تھا۔

''ماجھو''...... عمران نے دبی آواز میں کہا لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے تیزی سے ارد گرد کا سارا علاقہ چیک کیا لیکن ماجھو اسے کہیں بھی نظر نہ آیا۔ حیرت کی بات تھی تھوڑی دیر پہلے وہ اس کے ساتھ ڈاکٹر خاقان عظیم کے کمرے کے سامنے کھڑا تھا اور اب غائب تھا۔ اسے زمین کھا گئی تھی یا آسمان نگل گیا تھا یا پھر وہ ہوا میں تحلیل ہو گیا تھا۔ عمران نے پوری عمارت میں ماجھو کو تلاش کیا۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کا گھر والوں کے کمروں کی طرف بھی وہ اسے دیکھ آیا تھا۔ حتیٰ کہ اس نے حویلی کے باقی ملازمین سے بھی اس کے بارے میں پوچھا لیکن کسی نے اسے آتے جاتے نہ دیکھا تھا۔ پھر عمران عمارت سے باہر نکل آیا۔ دروازے پر موجود پہرے داروں کو بھی ماجھو کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ نہ انہوں نے اسے باہر جاتے دیکھا تھا۔

ماجھو کے اس طرح غائب ہو جانے پر عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری ہو گئی۔ وہ واپس پلٹا اور تقریباً دوڑتا ہوا ڈاکٹر خاقان عظیم کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا اور اس نے دروازے پر دستک دینا شروع کر دی۔

”کون ہے“...... اندر سے ڈاکٹر خاقان عظیم کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میں ہوں عمران۔ آپ ماجھو کے بارے میں کیا جانتے ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”کیوں۔ ماجھو کو کیا ہوا“...... اندر سے ڈاکٹر خاقان عظیم نے چونک کر پوچھا۔

”ماجھو آپ کے پاس کب سے ملازم ہے“...... عمران نے ان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

”بہت پرانا ملازم ہے۔ آخر بات کیا ہے“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

”وہ حویلی سے اچانک کہیں غائب ہو گیا ہے۔ اسے باہر جاتے کسی نے نہیں دیکھا۔ اندرونی دروازے تمام اندر سے بند ہیں اور اندر وہ کہیں بھی نہیں ہے۔ اس طرح بھلا وہ کیسے غائب ہو سکتا ہے۔ کیا آپ اس پر کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”ماجھو اگر کہیں نہیں ہے تو سٹور روم میں ہوگا۔ اس پر ایک خاص قسم کا دورہ پڑتا ہے۔ اپنے آپ کو دورے کے وقت دوسروں سے دور رکھنے کے لئے وہ فوراً سٹور روم کا رخ کرتا ہے“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”دورہ۔ کیا مطلب۔ یہ دورہ کس قسم کا ہے“...... عمران نے

چونک کر پوچھا۔

”پتا نہیں۔ آج تک میں نے تو اسے دورے کی حالت میں دیکھا نہیں۔ نہ کسی اور نے دیکھا ہے۔ اس کا کہنا ہے دورے کے وقت وہ بہت خطرناک ہو جاتا ہے“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے بتایا۔

”اوہ اچھا۔ سٹور روم کس طرف ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”کوٹھی کے پچھلے حصے میں سب سے آخری کمرہ ہے۔ کیا تم وہاں تک نہیں پہنچے“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے پوچھا۔

”میں گیا تھا لیکن اس پر تالا لگا ہوا تھا“...... عمران نے بتایا۔

”اس نے سٹور کی کھڑکی کو آمدورفت کا ذریعہ بنا رکھا ہے“۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

”اوہ اچھا“...... عمران نے کہا اور تیزی سے سٹور روم کی طرف گیا۔ وہ عین اس وقت وہاں پہنچا جب ماجھو کھڑکی سے نکل رہا تھا۔

”ماجھو۔ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ میں نے تم کو کہاں کہاں تلاش نہیں کیا۔ اب بھی میں ڈاکٹر صاحب کے بتانے پر ادھر آیا ہوں۔ ورنہ پہلے میں اس طرف آیا تھا اور دروازے پر تالا لگا ہوا دیکھ کر ہی واپس مڑ گیا تھا“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ یہ میری بہت بڑی مجبوری ہے۔ آئیں“...... ماجھو نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ماجھو۔ تم مجھے بتا کر بھی تو جا سکتے تھے“...... عمران نے

کہا۔

''بتانے کی مہلت ہی کب دیتا ہے یہ کم بخت دورہ''...... ماجھو نے کہا۔

''خیر کوئی بات نہیں۔ تم نے کسی اچھے ڈاکٹر کو نہیں دکھایا''۔ عمران نے کہا۔

''کئی ڈاکٹروں کو دکھا چکا ہوں''...... ماجھو نے کہا۔

''ڈاکٹر حامد اقبال کو دکھایا تھا''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں لیکن کسی ڈاکٹر کی سمجھ میں میرا مرض نہیں آ سکا تھا اور اب میں اس مرض سے بے حد پریشان رہتا ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں''...... ماجھو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تم میرے ساتھ چلنا۔ میں اپنے ایک دوست ڈاکٹر کے پاس تمہیں لے چلوں گا۔ وہ یقیناً تمہارے مرض کی تشخیص بھی کر دیں گے اور مناسب علاج بھی کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''جی بہتر''...... ماجھو نے خوش ہو کر کہا۔

''میں چاروں طرف کا جائزہ لے چکا ہوں۔ کوٹھی سے باہر بھی جا چکا ہوں بظاہر تو مجھے کہیں کوئی خطرہ دکھائی نہیں دے رہا ہے''...... عمران نے بتایا۔

''لیکن آپ کوٹھی کے پیچھے واقع درختوں کے سلسلے کی طرف نہیں گئے ہوں گے''...... ماجھو نے کہا۔

''ہاں یہ ٹھیک ہے''...... عمران نے سر ہلایا۔

''جبکہ خطرہ اسی طرف سے ہے''...... ماجھو نے کہا۔

''اکیلے آدمی کا ان درختوں میں گھسنا مناسب نہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر''...... ماجھو نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔

''تو پھر یہ کہ میرا ساتھی ابھی آ جائے گا۔ اس کے بعد ہم درختوں کے گرد گھیرا تنگ کرتے چلے جائیں گے اور اگر دشمن ان درختوں میں چھپے ہیں تو ان سے بہت جلد مڈبھیڑ ہو جائے گی''۔ عمران نے کہا۔

''بہت خوب۔ آپ واقعی ذہین ہیں لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ......'' ماجھو کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ اچانک ایک زبردست دھماکے کی آواز سنائی دی۔ دھماکے کی وجہ سے پوری عمارت گویا زلزلے کی زد میں آ گئی اور وہ دونوں گرتے گرتے بچے۔

''اف مالک۔ یہ کیا ہوا''...... ماجھو نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''بم پھینکا گیا ہے۔ ماجھو تم میرے ساتھ آؤ''...... یہ کہہ کر عمران ڈاکٹر خاقان عظیم کے کمرے کی طرف دوڑنے لگا۔ ڈاکٹر خاقان عظیم اس وقت تک اپنے کمرے کا دروازہ کھول چکے تھے۔ عین اس وقت عمران ان کے سامنے پہنچا۔

''یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ کیا آپ میری ہدایت بھول گئے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''تم نے دھماکے کی آواز نہیں سنی''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''دھماکا ہونا تھا اور وہ ہو چکا ہے۔ اب آپ اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں''......عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے فوراً کہا۔

''آپ مہربانی فرما کر فوراً اپنے کمرے میں بند ہو جائیں۔ یہ بم اسی لئے پھینکا گیا ہے کہ آپ بوکھلا کر اپنے کمرے سے نکل آئیں اور ان کے کسی آدمی کی گولی کا نشانہ بن جائیں۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں''......عمران نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

''نہیں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

''تو پھر جائیں۔ فوراً اندر چلے جائیں''......عمران نے کہا۔

''لل لل۔ لیکن۔ میرے گھر کے باقی افراد تو خیریت سے ہیں نا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ سب خیریت سے ہیں۔ بم صرف دروازے پر پھٹا ہے۔ گھر کے اندر نہیں''......عمران نے کہا۔

''لیکن عمران بیٹے۔ وہ بم اندرونی حصے میں بھی تو پھینک سکتے ہیں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے گھبرا کر کہا۔

''اللہ مالک ہے۔ آپ اندر جائیں''...... عمران نے کہا۔ وہ اندر جانے کے لئے مڑ گئے۔ عمران نے فوراً دروازہ بند کر کے باہر سے تالا لگا دیا۔

''میں نے باہر سے بھی تالا لگا دیا ہے۔ تاکہ آپ بدحواسی کے عالم میں باہر نکل آنے کی غلطی نہ کر بیٹھیں''...... عمران نے بلند آواز میں کہا۔

''اچھی بات ہے''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''آؤ ماجھو۔ ذرا دیکھیں کہ بم نے کس حد تک نقصان پہنچایا ہے''...... عمران نے کہا پھر وہ دونوں باہر نکل آئے۔ بم بیرونی دروازے پر پھٹا تھا اور اس نے چار دیواری کا بھی کافی حصہ تباہ کر دیا تھا۔ بم پھینکنے والا پکڑا نہیں جا سکا تھا بلکہ اسے تو کسی نے دیکھا بھی نہیں تھا۔ دروازے پر موجود پہرے دار ہلاک ہو چکے تھے۔ باقی لوگ کچھ نہ بتا سکے۔ جلد ہی ٹائیگر وہاں پہنچ گیا۔ عمران نے اسے ہدایات دیں کہ وہ عمارت کا سیکورٹی کے نقطہ نظر سے اندر اور باہر سے جائزہ لے تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ تیزی سے عمارت کے عقبی حصے کی طرف چلا گیا۔

''ماجھو''...... ٹائیگر کے جانے کے بعد عمران نے ماجھو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی فرمائیں''...... ماجھو نے کہا۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں تھے اور وہ چاروں طرف خوف بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''میں اس کوٹھی کا سٹور روم دیکھنا چاہتا ہوں''...... عمران نے ماجھو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی۔ سٹور روم۔ وہی کمرہ تو ہے جس میں میں دورے کے وقت پناہ لیتا ہوں''...... ماجھو نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں وہی''......عمران نے کہا۔

''اس میں تو صرف کاٹھ کباڑ اور گھر کی بے کار چیزیں پڑی ہیں۔ اس کو دیکھ کر آپ کیا کریں گے''...... ماجھو نے تہران ہو کر پوچھا۔

''سنو ماجھو۔ میں کام اپنے اصولوں کے مطابق کرتا ہوں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور وہ اصول کیا ہیں جناب''...... ماجھو مسکرایا۔

''یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ آؤ''...... عمران نے کہا اور پھر دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے سٹور کی طرف بڑھ گئے۔ سٹور کے دروازے پر تو تالا ہی لگا ہوا تھا۔

''اس کی چابی ہے تمہارے پاس''......عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں ہے''...... ماجھو نے کہا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چابی نکالی اور دروازے کے قریب چلا گیا اور تالا کھولنے لگا۔

''جب اس کمرے میں ہیں ہی بے کار چیزیں تو پھر دروازے پر تالا لگانے کی بھی کیا ضرورت ہے''......عمران نے کہا۔

''تالا پہلے سے لگا ہوا ہے۔ یعنی میرے آنے سے پہلے ہی لگا ہوا تھا میں نے کبھی اس طرف توجہ نہیں دی کہ اس کمرے پر تالا

لگانے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ بس اپنی ضرورت کے لئے کھڑکی اندر سے کھلی رکھتا ہوں''...... ماجھو نے بتایا۔

''رہنے دو تالا نہ کھولو۔ کھڑکی کی طرف چلو۔ ہم کھڑکی کے راستے سے ہی اندر چلتے ہیں''......عمران نے کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی''...... ماجھو نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''ماجھو۔ تم ڈاکٹر خاقان عظیم صاحب کے پاس کب سے ملازم ہو''......عمران نے پوچھا۔

''تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے''...... ماجھو نے کہا۔

''یعنی تم نئے ملازم ہو''......عمران نے کہا۔

''ہاں لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر صاحب مجھے بہت پسند کرتے ہیں۔ بہت کم عرصے میں ،میں نے ان کے دل میں اپنے لئے جگہ بنا لی ہے''...... ماجھو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر تو تم باکمال انسان ہو''......عمران نے کہا۔ اب وہ کھڑکی کے ذریعے اندر داخل ہوئے۔ کمرے میں جگہ جگہ جالے لگے ہوئے تھے گویا اس کمرے کی صفائی نہیں کی جاتی تھی۔ اندر بے کار قسم کا سامان بے ترتیب پڑا تھا۔ گویا جو چیز بے کار ہوئی لا کر اندر پھینک دی۔ عمران ان بے کار چیزوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ یہ دیکھ کر ماجھو بہت حیران ہوا۔

''جناب۔ آخر آپ اس قدر غور سے ان چیزوں کو کیوں دیکھ

رہے ہیں۔ کیا ہے ان میں''...... ماجھو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''شاید کچھ ہوا ان میں''......عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ہمیں تو اس وقت ڈاکٹر صاحب کے آس پاس رہنا چاہئے تھا بم کے دھماکے نے انہیں پریشان کر دیا ہو گا لیکن آپ ادھر مصروف ہو گئے''...... ماجھو نے کہا اس کے لہجے میں بدستور حیرت موجود تھی۔

''میں نے کہا تھا نا ماجھو کہ میرا کام کرنے کے اپنے اصول ہیں اور میں اپنے اصولوں سے کبھی پیچھے نہیں ہٹتا۔ چاہے کوئی میرے طریقے کو پسند کرے یا نہ کرے''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ میں تو یونہی کہہ رہا ہوں''...... ماجھو نے کہا۔

''اوہ۔ یہ کیا ہے''...... اچانک عمران نے چونک کر کہا۔ اس کی نظریں سیاہ رنگ کے ایک ڈبے پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ ڈبہ لکڑی کے ایک پرانے باکس میں رکھا نظر آیا تھا۔ عمران نے اس کا ڈھکنا اٹھا دیا تھا۔

''پتا نہیں کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو معلوم ہو گا۔ میں نے تو پہلے کبھی نہیں دیکھا اسے''...... ماجھو نے کہا۔

''ہاں واقعی۔ حویلی ڈاکٹر خاقان عظیم کی ہے۔ لہٰذا انہی کو پتا ہو گا کہ یہ کیا ہے لیکن یہ کس قدر صاف ستھرا کیوں ہے اس پر تو ذرا بھی گرد نہیں ہے جبکہ یہاں کی ہر چیز گرد آلود ہے''...... عمران نے

ڈبے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''لکڑی کے اس باکس میں بند تھا نا گرد کس طرح جمتی''۔ ماجھو نے جواب دیا۔

''ہاں۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ خیر۔ ڈاکٹر صاحب سے اس کے بارے میں پوچھیں گے''...... یہ کہہ کر عمران نے جیب سے رومال نکالا اور اسے احتیاط سے اٹھا لیا۔

''یہ کیا۔ اس کو رومال سے پکڑنے کی کیا ضرورت ہے''۔ ماجھو نے کہا۔

''ضرورت ہے۔ پہلے تو ہم ڈاکٹر صاحب سے یہ پوچھیں گے کہ یہ ہے کیا۔ پھر یہ دیکھیں گے اس کو سٹور روم میں کس نے رکھا۔ جس نے بھی رکھا ہے۔ اس کی انگلیوں کے نشانات اس پر ضرور ہوں گے۔ صاف ظاہر ہے۔ آپ کی انگلیوں کے تو ہوں گے نہیں۔ کیونکہ آپ کو تو اس کے بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں ہے''......عمران نے کہا۔

''جج۔ جی ہاں۔ بالکل''...... ماجھو نے پہلی بار گھبرا کر کہا۔

''آؤ''...... عمران نے کہا۔ ماجھو کا رنگ اڑ چکا تھا۔ وہ عمران سے پہلے کمرے سے باہر نکلنے لگا۔ لیکن عمران اس کے راستے میں آ گیا۔

''ایسی بھی کیا جلدی۔ پہلے مجھے تو نکلنے دو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔ وہ باہر نکلا تو اس کا

چہرہ دودھ کی طرح سفید تھا۔

’’تمہیں کیا ہوا ہے۔ کافی پریشان دکھائی دے رہے ہو‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’کک۔ کوئی بات نہیں سر۔ شاید مجھ پر پھر دورہ پڑنے والا ہے‘‘...... ماجھو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

’’ارے تو کیا اس قدر جلد دوبارہ دورہ پڑ سکتا ہے‘‘...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

’’جی ہاں کیوں نہیں۔ یہ کیا مشکل ہے‘‘...... ماجھو نے کہا۔

’’خیر۔ اگر تمہیں دورہ پڑا تو میں انتظار کروں گا۔ تم سٹور روم میں ہو آنا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’چلیں۔ اب میں ٹھیک ہوں‘‘...... ماجھو نے کہا۔ عمران اس کے ساتھ ڈاکٹر خاقان عظیم کے کمرے تک آیا اور پھر اس نے تالا کھول ڈالا۔

’’باہر کون ہے‘‘...... اندر سے خوف زدہ آواز ابھری۔

’’میں ہو جناب۔ عمران۔ مہربانی فرما کر آپ بھی اندر سے دروازہ کھول دیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’لیکن تم نے تو کہا تھا کہ اگر تم کہو گے تب بھی دروازہ نہ کھولوں‘‘...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

’’ہاں واقعی۔ یہ تو میں نے کہا تھا۔ خیر۔ آپ نہ کھولیں‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’لیکن بات کیا ہے‘‘...... ڈاکٹر صاحب نے پوچھا۔

’’آپ کے سٹور روم سے سیاہ رنگ کی ایک چیز ملی ہے۔ یہ چیز لکڑی کے ایک باکس میں رکھی تھی۔ میں صرف آپ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ یہ کیا چیز ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تو یہ بات آپ ماجھو سے کیوں نہیں پوچھ لیتے‘‘...... انہوں نے کہا۔

’’ماجھو کو بھی معلوم نہیں کہ وہ کیا چیز ہے۔ ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے کسی ملازم نے یہ چیز سٹور میں رکھی ہو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ۔ اچھا۔ خیر میں دروازہ کھول کر وہ چیز دیکھ لیتا ہوں‘‘۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

’’اس سے یہ کہیں بہتر ہے کہ آپ ایک کھڑکی کھول کر اس میں سے اس چیز کو دیکھ لیں وہ بھی اوٹ میں رہ کر‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کیوں کیا کوٹھی کے اندر کوئی دشمن داخل ہو چکا ہے‘‘...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے پوچھا۔

’’میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کیا مطلب۔ تم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ یہ کیا بات ہوئی‘‘۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے حیران ہو کر کہا۔

’’حالات بہت پراسرار ہیں۔ میں ان حالات میں کوئی بات یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ آپ کمرے کے اندر بند رہیں اور بس۔ کھڑکی تھوڑی سی کھول کر اس چیز کو دیکھ لیں‘‘...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ تم دائیں طرف آ جاؤ"...... اندر سے آواز سنائی دی۔
"آؤ ماجھو"...... عمران نے کہا۔ وہ اسے ساتھ لے کر دائیں طرف والی کھڑکی کے پاس آ گئے۔ اسی وقت کھڑکی تھوڑی سی کھلی۔
"یہ دیکھیں۔ کیا آپ اس ڈبے کو پہچانتے ہیں"...... عمران نے ڈبہ آگے کرتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ یہ کیا ہے۔ نہ یہ میری کوئی چیز ہو سکتی ہے"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔
"شکریہ۔ گویا آپ نے اسے سٹور میں نہیں رکھا"...... عمران نے کہا۔
"میں تو خیر کبھی سٹور میں کوئی چیز رکھنے جاتا ہی نہیں۔ ارے کہیں یہ بھی کوئی بم تو نہیں ہے"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے چونک کر کہا۔
"نہیں۔ یہ کم از کم بم نہیں ہے۔ اب آپ کھڑکی بند کر لیں۔ فوراً"...... عمران نے کہا۔ اب وہ گھر کے باقی افراد کے پاس آیا۔ اس نے ایک ایک کو وہ سیاہ باکس دکھا کر پوچھا کہ کیا چیز ہے۔ لیکن کسی کو بھی اس چیز کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔
"ماجھو تم نے دیکھا......" عمران نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔
"جی۔ کیا دیکھا"...... ماجھو نے پوچھا۔
"اس چیز کے بارے میں کسی کو بھی کچھ معلوم نہیں۔ لیکن یہ چیز گرد آلود نہیں۔ صاف ستھری ہے۔ چمک دار ہے۔ پرانی بھی نہیں

ہے۔ گویا اسے سٹور میں رکھے زیادہ وقت نہیں ہوا۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔
"جی۔ جی نہیں۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں"...... ماجھو نے کہا۔
"اب آؤ میرے ساتھ"...... عمران نے کہا۔ وہ جیسے ہی مڑا اسی لمحے عمران کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا۔ ماجھو کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا۔ اس کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ لہرا گیا۔ عمران نے اس کے سر پر دوسری ضرب لگائی تو وہ بے ہوش ہو کر گرتا چلا گیا۔ عمران فوراً اس پر جھکا اور اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ ماجھو کی گردن پر پڑا۔ اس نے ناخنوں کی مدد سے ماجھو کی گردن کی کھال کھینچی تو اچانک اس کی گردن سے ایک جھلی سی الگ ہوئی۔ عمران نے ہاتھ روک لیا۔ اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے ماجھو کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا اور اسے لے کر باہر آ گیا اور ڈاکٹر خاقان عظیم کے کمرے کی طرف چل پڑا۔ دروازے کے پاس آ کر اس نے دستک دی۔
"کون ہے"...... اندر سے ڈاکٹر خاقان عظیم کی آواز سنائی دی۔
"عمران"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
"اب کیا ہوا ہے"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے پوچھا۔
"دروازہ کھول دیں۔ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے"۔ عمران نے کہا۔
"کون سی بات"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے پوچھا۔

''آپ دروازہ کھولیں پھر بات ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لل لل۔ لیکن''...... اندر سے ڈاکٹر خاقان عظیم نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''بے فکر رہیں۔ میں نے مجرم پکڑ لیا ہے۔ اب آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا کہا۔ مجرم پکڑا گیا ہے''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے چونک کر کہا۔

''ہاں بالکل۔ بس آپ دروازہ کھول کر اسے دیکھ لیں۔ اس کے خلاف میرے پاس مکمل ترین ثبوت بھی ہے''...... عمران نے کہا۔

''بہت خوب۔ تب تو میں ضرور دروازہ کھول سکتا ہوں لیکن یہ بات غلط بھی تو ہو سکتی ہے۔ اس میں دھوکا بھی تو ہو سکتا ہے۔ دشمن کا کوئی آدمی تمہیں گن پوائنٹ پر لے کر تمہارے ذریعے بھی تو دروازہ کھلوانے کی کوشش کر سکتا ہے''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''ہاں ٹھیک ہے۔ آپ پہلے کسی جھری وغیرہ میں سے باہر کا منظر دیکھ لیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ ٹھیک رہے گا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا اور پھر انہوں نے دروازہ کھول کر جھری بنائی اور اندر سے باہر کی طرف جھانکنے لگے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ جھری میں سے دیکھ کر تو مجھے یقین نہیں آیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ شاید میری آنکھیں دھوکا کھا رہی ہیں لیکن اب تو میں صاف طور پر دیکھ رہا ہوں کہ تم نے ماجھو کو پکڑ رکھا ہے''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے حیرت میں ڈوبی آواز میں کہا۔

''ابھی آپ کے سامنے ثبوت پیش کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔ اس نے بے ہوش ماجھو کو زمین پر ڈالا اور پھر اس نے ماجھو کی گردن پر ابھری ہوئی جھلی کو پکڑا اور اسے آہستہ آہستہ کھینچنا شروع ہو گیا۔ جیسے جیسے ماجھو کی گردن اور چہرے سے جھلی اترنی شروع ہوئی اس کے چہرے کے پیچھے سے ایک اور چہرہ واضح ہوتا چلا گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کون ہے''...... ڈاکٹر خاقان عظیم کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

''یہ کون ہے اس کے بارے میں ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا لیکن یہ آپ کا خاص ملازم ماجھو نہیں ہے۔ اس نے ماجھو کا میک اپ کر رکھا تھا''۔ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ڈاکٹر خاقان عظیم حیرت زدہ چہرہ لئے باہر آ گئے۔

''یہ آخر ہے کون اور اس نے میرے ملازم کا میک اپ کیوں کر رکھا تھا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''اس کا جواب یہ خود دے گا''...... عمران نے جواب دیا۔ اس

نے ماجھو کو اٹھایا اور پھر وہ اسے لے کر ڈاکٹر خاقان عظیم کے
کمرے میں آ گیا۔ اس نے ماجھو کو فرش پر ڈال دیا۔ باکس بدستور
اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔

"اوہ۔ تو ماجھو کے روپ میں دشمن میرے ساتھ ہی موجود
تھا"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کھوئے کھوئے سے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ باکس۔ اس باکس میں کیا ہے"...... ڈاکٹر خاقان عظیم
نے پوچھا۔

"یہ ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر ہے۔ پیغام رسانی کا جدید
ترین اور طاقت ور ترین آلہ۔ اس آلے کا ایک چھوٹا سا حصہ اس
وقت بھی ماجھو کی جیب میں ہو گا۔ جب بھی کوئی پیغام آتا ہو گا۔
ماجھو کی جیب میں رکھا ہوا وہ حصہ بہت مدھم آواز میں بولنے لگتا ہو
گا اس کی آواز کو صرف ماجھو سن سکتا ہوگا۔ یا کوئی بہت ہی حساس
کانوں والا آدمی اگر ماجھو کے بالکل پاس کھڑا ہو تو وہ سن سکتا
ہے۔ لہٰذا جونہی ایسا ہوتا ہے۔ ماجھو صاحب غائب ہو جاتے ہیں۔
گھر والے سمجھ جاتے ہیں کہ ماجھو کو دورہ پڑ گیا ہے۔ لہٰذا وہ سٹور
روم میں چلا گیا ہے۔ میرے ساتھ بھی یہی ہوا تھا لیکن جب میں
نے ماجھو کی حرکات اور سکنات پر نظر رکھی تو میں سمجھ گیا کہ دال
میں کچھ کالا ہے اور پھر میں نے اسے نظروں سے ادھر ادھر ہونے
کی بالکل مہلت نہ دی۔ اگرچہ اس نے بہت کوشش کی کہ مجھ سے

الگ ہو جائے اور کسی طرح اپنا کام کر گزرے۔ دراصل ڈارک
کنگ تنظیم کے کام کرنے کا طریقہ بہت عجیب و غریب ہے"۔
عمران نے کہا اور یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

"ابھی تک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ اسے تو ملازم ہوئے تین
چار ماہ ہو گئے ہیں"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

"یہی تو ان کا طریقہ واردات ہے۔ کسی ملک میں یا کسی شہر
میں واردات کرنے سے پہلے یہ اپنے خاص آدمی بھیج دیتے ہیں۔
جن لوگوں کو شکار کرنا ہوتا ہے۔ وہ ان لوگوں کے گھروں میں
ملازمتیں حاصل کر لیتے ہیں یا کسی طرح عمل دخل حاصل کر لیتے
ہیں۔ اس کے بعد ڈارک کنگ کے آدمی آ دھمکتے ہیں اور ان کے آ
دھمکنے کی شہرت بھی کر دی جاتی ہے۔ تاکہ لوگوں پر پہلے ہی دہشت
طاری ہو جائے۔ اب ملک کی ایجنسیاں یا پولیس لاکھ چوکس ہو۔
ان لوگوں نے جن لوگوں کو قتل کرنا ہوتا ہے ان کے گھروں میں تو
پہلے ہی قاتل پہنچے ہوتے ہیں۔ لہٰذا تمام تر حفاظتی انتظامات کے
باوجود وہ قتل کر دیئے جاتے ہیں اور ان کی لاش پر ڈارک کنگ کا
کارڈ بھی ملتا ہے تو ڈارک کنگ کی دھاک بیٹھ جاتی ہے۔ سب یہ
خیال کر لیتے ہیں کہ حفاظت کی لاکھ تدابیر کے باوجود ڈارک کنگ
کے آدمی کامیاب ہو گئے۔ اس طرح ہر ملک کی ایجنسیوں اور
پولیس کو یہ بدنام کر دیتے ہیں۔ پولیس ان کے مقابلے میں خود کو
بے بس محسوس کرتی ہے۔ ان سے خوف محسوس کرتی ہے۔ یہاں بھی

یہی ہوتا۔ آپ کے سینے میں گولی کا نشان ہوتا اور لاش پر ڈارک کنگ کا کارڈ اور ماجھو آپ کی لاش پر بیٹھا مصنوعی آنسو بہا رہا ہوتا۔ چونکہ ڈارک کنگ کی طرف سے پہلے ہی آپ پر حملے کا خدشہ تھا لہٰذا یہ کون سوچتا کہ یہ کام گھر کے بھیدی کا ہے۔ اب یہ بھی سن لیں کہ اس نے کوٹھی کے پچھلے حصے سے پراسرار آوازوں کی بات کیوں کی تھی یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ واقعی اس طرف ڈارک کنگ کے آدمی موجود ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ مجھے اس جنگل میں بھیجنا چاہتا تھا تاکہ میری عدم موجودگی میں یہ اپنا کام کر جائے لیکن میں نے جنگل کی طرف توجہ نہ دی ادھر اس نے پیغام وصول کیا تھا اس پیغام میں اس نے اپنے بڑوں کو میرے بارے میں بتا دیا ہو گا کہ میں اس کے سر پر سوار ہوں اور یہ کہ میری موجودگی میں یہ شاید کامیاب نہ ہو سکے۔ اس پر انہوں نے بم کا دھماکا کرنے کا پروگرام بنایا اور ماجھو کو ہدایات دی کہ جونہی دھماکا ہو گا میں دھماکے کی طرف دوڑوں گا۔ اس دوران وہ اپنا کام کر ڈالے۔ اب رہ گیا یہ سوال کہ یہ اپنا کام کس طرح کرتا جبکہ آپ اپنے کمرے میں بند تھے تو اس کا انتظام بھی اس نے پہلے سے کر رکھا تھا''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے چونک کر پوچھا۔

''یہ دیکھیں۔ یہ رہیں آپ کی کھڑکی کی سلاخیں۔ یہ رہا کھڑکی کا فریم۔ اس فریم کی سلاخوں والی جگہوں کو غور سے دیکھیں۔ آپ کو

ان جگہوں پر سے لکڑی کے کٹے ہوئے ٹکڑے نظر آئیں گے۔ یہ تیاری اس نے فارغ وقت میں کر لی تھی۔ آپ میں سے کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہو سکی۔ اب میں ٹکڑے الگ کر کے دکھاتا ہوں''...... یہ کہہ کر عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا کٹر نکالا اور اس کی مدد سے لکڑی کے ٹکڑے الگ کرتا چلا گیا اور پھر جونہی اس نے سلاخوں کو جھٹکا۔ وہ باہر نکل گئیں اور اندر جانا بالکل آسان نظر آنے لگا۔ رہ گیا لکڑی والا کھڑکی کا پٹ اس کے قبضے پہلے ہی نکال دیئے گئے تھے۔ برائے نام اٹکے ہوئے تھے وہ بھی آسانی سے الگ ہو گیا۔

''کیوں ڈاکٹر صاحب۔ کس قدر آسان تھا یہ کام''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''حیرت انگیز۔ اگر میں تمہیں نہ بلاتا تو میرا تو کام تمام ہو گیا تھا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''نہیں ڈاکٹر صاحب۔ میں نہ آتا تو بھی آپ کا کام تمام نہ ہوتا۔ کیونکہ ابھی آپ کا وقت نہیں آیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ وہ پوری عمارت کا جائزہ لے آیا تھا۔

''باہر کچھ لوگ موجود تھے جن کے پیروں کے نشان مجھے ملے ہیں لیکن وہ شاید دھاکا کر کے نکل گئے تھے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے ٹائیگر کو ساری تفصیل بتا

دی اور پھر اس کے کہنے پر ٹائیگر نے ماجھو کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا اور اسے ہوش میں لانے کے لئے اس کے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھا تو تھوڑی ہی دیر میں ماجھو کو ہوش آ گیا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پیچھے کھڑے ٹائیگر نے فوراً اس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے بیٹھا رہنے پر مجبور کر دیا۔ عمران نے کمرے کی دیوار پر لگا ہوا ایک شیشہ اتارا اور اسے لے کر ماجھو کے سامنے آ گیا۔

"تمہارا میک اپ صاف ہو گیا ہے ماجھو اب تم اپنے بارے میں کیا کہتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ماجھو نے آئینے میں اپنا اصل چہرہ دیکھ کر بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"افسوس۔ صد افسوس۔ اب میں اپنے بارے میں کیا کہوں۔ سوائے اس کے کہ میں ڈارک کنگ کا ممبر ہوں۔ میرے ذمے جو کام لگایا گیا تھا میں اسے انجام تک نہیں پہنچا سکا۔ اس سے تو بہتر تھا۔ میں سپیشل سکس سے کام لے لیتا جو میری مدد کے لئے بھیجے گئے تھے لیکن میں نے انہیں یہ کہہ کر واپس بھیج دیا تھا کہ یہ کام میں تنہا کر لوں گا۔ میں نے سب انتظام کر رکھا ہے"...... ماجھو نے کہا۔

"سپیشل سکس۔ کیا مطلب۔ یہ سپیشل سکس سے تمہاری کی مراد ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہمارے گروپ کے سپیشل کلرز ہیں۔ ان کی تعداد چھ ہے اس لئے انہیں سپیشل سکس کہا جاتا ہے"...... ماجھو نے جواب دیا۔

"گویا تمہیں افسوس ہے کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

"ہاں اس لئے کہ یہ ناکامی مجھے بہت مہنگی پڑے گی"...... ماجھو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کتنی مہنگی۔ دو چار ہزار روپے کی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ آپ لوگ اس قیمت کا اندازہ نہیں کر سکتے جو مجھے ادا کرنا ہو گی"...... ماجھو نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر اب موت کی سی زردی پھیلی ہوئی تھی۔

"ماجھو۔ یہ بتاؤ کہ ڈارک کنگ تنظیم کا پاکیشیا آنے کا مقصد کیا ہے۔ وہ یہاں کیوں موجود ہے اس کے عزائم کیا ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔ ڈارک کنگ کو کیوں بھیجا گیا ہے۔ یہ بات تو کوئی بھی نہیں جانتا۔ یہاں تک کہ یہاں کا مقامی باس بھی نہیں جانتا ہوگا۔ یہ بات صرف ہیڈ کوارٹر والوں کو معلوم ہوگی۔ ڈارک کنگ کے بے شمار سیکشن ہیں۔ بیسیوں گروپس ہیں جو پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر سیکشن اور ہر گروپ کا الگ انچارج ہوتا ہے۔ انہیں تو صرف احکامات پر عمل کرنا ہوتا ہے اور بس"...... ماجھو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں کا مقامی باس کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

''یہ بات صرف چیف باس کو معلوم ہو گی یا ہیڈ کوارٹر کو۔ کسی مقامی باس کے بارے میں کسی کارکن کو معلوم نہیں ہوتا۔ نہ وہ میک اپ کے بغیر کسی کے سامنے آتا ہے''...... ماجھو نے کہا۔

''ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا۔ میں تو کیا کوئی نہیں جانتا کہ ڈارک کنگ کا ہیڈ کہاں ہے''...... ماجھو نے جواب دیا۔

''یہاں ڈارک کنگ تنظیم کا جو گروپ موجود ہے کیا اس کا باس بھی ڈارک کنگ کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں نہیں جانتا''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ کوئی نہیں جانتا''...... ماجھو نے بتایا۔

''ڈارک کنگ کا تعلق کس ملک سے ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ بھی کسی کو معلوم نہیں۔ مقامی باس سے ڈارک کنگ کا چیف بات کرتا ہے۔ وہ خود کو ڈارک کنگ کہتا ہے اور بس احکامات دیتا ہے جس پر عمل کرنا سیکشن اور گروپ انچارجوں کے لئے ضروری ہوتا ہے اور بس''...... ماجھو نے کہا۔

''کیا یہ مقامی باس۔ مقامی آدمی ہوتا ہے۔ یا غیر ملکی''۔ عمران نے پوچھا۔

''مقامی باس مقامی آدمی ہوتا ہے باقی کام کرنے والے بھی زیادہ تر مقامی ہوتے ہیں۔ چند ایک غیر ملکی بھی بھیجے جاتے ہیں۔ جو ان کے کاموں کی نگرانی کرتے ہیں اور ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ بھیجتے

ہیں''...... ماجھو نے بتایا۔

''یہاں غیر ملکی آدمی کون کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا''...... ماجھو نے کہا۔

''پاکیشیا میں ڈارک کنگ تنظیم کے گروپ کے مقامی باس کا اڈا کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ایک شرط پر یہ بات میں بتا سکتا ہوں کہ آپ مجھے یہاں سے بحفاظت جیل بھیج دیں گے''...... ماجھو نے کہا۔

''بالکل بھیج دوں گا''...... عمران نے کہا

''آپ میرا مطلب نہیں سمجھے۔ اب ڈارک کنگ کے کارکن شکاری کتوں کی طرح میرے پیچھے لگ جائیں گے اور مجھے ختم کر کے دم لیں گے اور ان کی دی ہوئی موت انتہائی بھیانک ہو گی۔ وہ مجسم شیطان ہیں۔ سفاک قاتل ہیں جو اپنے شکار کو انتہائی بے رحمی اور سفاکی سے مارتے ہیں''...... ماجھو نے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ وہ تم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ میں اس کا انتظام کر لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''میں آپ کے انتظام پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ جس طرح میں کہوں۔ آپ کریں گے یہ وعدہ کریں''...... ماجھو نے کہا۔

''نہیں۔ وعدہ نہیں کر سکتا۔ ہاں کوئی قانونی رکاوٹ نہ ہوئی تو کوشش ضرور کروں گا۔ ارے ہاں۔ میں نے تم سے یہ نہیں پوچھا کہ تنظیم تمہیں تنخواہ کتنی دیتی ہے''...... عمران کو جیسے اچانک خیال

آیا۔

''اصل چیز تو یہی ہے۔ ڈارک کنگ کی تنخواہوں کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ مجھے پانچ لاکھ روپے ماہوار ملتے ہیں''...... ماجھو نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تم بھی مقامی غنڈے دکھائی دے رہے ہو۔ تمہارے لئے تو یہ پانچ لاکھ کسی خزانے سے کم نہیں ہوں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں اسی لئے تو مجھ جیسے کرمنل، ڈارک کنگ تنظیم کے لئے ہر کام کر گزرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب ایک آدمی ڈارک کنگ میں ملازم ہو جاتا ہے تو پھر وہ ڈارک کنگ کو چھوڑ نہیں سکتا۔ ڈارک کنگ سے غداری کرنے والوں یا چھوڑ کر جانے والوں کو ڈارک کنگ کے شکاری کتے کسی حالت میں زندہ نہیں چھوڑتے۔ اب میرا انجام بھی یہی ہو گا۔ آپ مجھے جہاں مرضی لے جا کر چھپا دیں وہ مجھ تک پہنچ جائیں گے اور پھر......'' ماجھو نے کہا۔ اس کے لہجے میں ایک بار پھر خوف امنڈ آیا تھا۔

''نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ تم فکر نہ کرو''...... عمران نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ نہیں کرتا فکر۔ میں آپ پر چھوڑتا ہوں''۔ ماجھو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا اصل نام کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''زوہاب۔ استاد زوہاب اور میں یہاں کے ایک مقامی کلب کا مالک اور جنرل منیجر ہوں''...... اس نے جواب دیا۔

''تم سے ہمیں کوئی کام کی معلومات نہیں مل سکی۔ ابھی تک تم نے یہ بھی نہیں بتایا کہ مقامی باس کا اڈا کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں صرف اڈا بتا سکتا ہوں۔ یہ نہیں بتا سکتا کہ اس کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ میرا مطلب ہے۔ اگر وہ اپنے اڈے پر نہ مل سکے تو پھر آپ اس کی تلاش میں کہاں جائیں گے یہ نہیں بتا سکتا''۔ استاد زوہاب نے کہا۔

''یہ بات ہم خود معلوم کر لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''تب پھر اڈے کے طور پر ڈارک کنگ کا یہاں اپنا ہوٹل ہے۔ ہوٹل روباب''...... استاد زوہاب نے کہا۔

''اس ہوٹل میں باس کس حیثیت سے موجود ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہوٹل کا مالک اور جنرل منیجر مارٹی ہے۔ وہ گینڈے نما موٹا آدمی ہے۔ اس کا دماغ بھی موٹا ہے۔ وہی باس ہے''...... استاد زوہاب نے کہا۔ عمران اس سے مختلف سوال پوچھنے لگا۔ استاد زوہاب پر موت کا ایسا خوف غالب تھا کہ وہ عمران کے ہر سوال کا جواب دے رہا تھا اور اس کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہ تھا جس سے پتہ چلتا ہو کہ وہ عمران سے جھوٹ بول رہا ہے۔

”ٹھیک ہے۔ اب میرا ساتھی تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا اور یہ تمہیں ایک محفوظ مقام پر پہنچا دے گا۔ وہاں تم سیف رہو گے۔ میں پہلے تمہارے باس سے نپٹنا چاہتا ہوں اس کے بعد دیکھتا ہوں کہ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔ ٹائیگر تم اسے فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دو“...... عمران نے پہلے استاد زوہاب سے اور پھر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اس طرح تو آپ مجھے موت کے حوالے کر رہے ہیں“۔ استاد زوہاب نے عمران کی ہدایات سن کر کہا۔

”نہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ میں تمہیں اپنے ایک خاص ٹھکانے پر بھیج رہا ہوں۔ وہاں میرے خاص تربیت یافتہ افراد موجود ہیں جو تمہاری حفاظت کریں گے“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے“...... اس نے بے بسی کے عالم میں کہا۔ وہ اٹھا اور پھر ٹائیگر کے ہمراہ باہر چلا گیا۔ اسے بھیجنے کے بعد عمران نے ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہدایات دیں اور پھر وہ بھی اپنی کار میں سوار ہو کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

”مس جولیا۔ میں نے ابھی سلیمان کو دیکھا ہے“...... اچانک صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا چونک پڑی۔ صفدر اس وقت جولیا کی کار میں موجود تھا اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ جولیا کی کار ریڈ سگنل کی وجہ سے ایک چوراہے پر رکی ہوئی تھی۔

”سلیمان۔ کہاں ہے“...... جولیا نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے کئی کاریں موجود تھیں۔

”ابھی سگنل آف ہوا تھا تو میں نے سیاہ رنگ کی ایک کار کو دائیں طرف مڑتے دیکھا تھا۔ اس کار کے عقبی حصے میں سلیمان کی ایک جھلک سی دیکھی تھی۔ وہ بے ہوش تھا اور اسے شاید کوئی دوسرا آدمی اٹھا کر دوسری سائیڈ پر کر رہا تھا۔ اس نے سلیمان کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر دوسری طرف کیا تو سلیمان کا چہرہ مجھے دکھائی دیا تھا۔

"سلیمان اور بے ہوش۔ کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ سلیمان کو کوئی اغوا کر کے لے جا رہا ہے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے"...... صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن کیوں۔ سلیمان کو کوئی کیوں اغوا کرے گا"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا لیکن وہ سلیمان ہی تھا۔ میری نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتی ہیں"...... صفدر نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"رکو۔ میں عمران کے فلیٹ میں کال کر کے معلوم کرتی ہوں"۔ جولیا نے کہا۔ چونکہ اس کی کار چار پانچ کاروں کے پیچھے رکی ہوئی تھی اور ابھی تک سگنل گرین نہیں ہوا تھا اس لئے جولیا نے ڈیش بورڈ پر پڑا ہوا اپنا سیل فون اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے لگی۔ نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے ایک بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی لیکن اس کی کال نہ تو عمران رسیو کر رہا تھا اور نہ سلیمان۔

"یہ کیا۔ کوئی کال رسیو کیوں نہیں کر رہا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شاید عمران صاحب فلیٹ میں نہیں ہیں اور ان کی غیر موجودگی

میں سلیمان کو اغوا کیا گیا ہے اس لئے اب وہاں سے آپ کی کال کون رسیو کر سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔ جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کئے اور کال کرنے لگی لیکن اس بار بھی رنگ بجتی رہی اور عمران یا سلیمان نے اس کی کال رسیو نہ کی تو جولیا نے سیل فون کان سے ہٹا لیا۔

"تمہیں سلیمان کے سیل فون کے نمبر معلوم ہیں"...... جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی اس لئے میں نے سلیمان کا نمبر نہیں لیا"...... صفدر نے کہا۔

"تب عمران سے ہی مجھے بات کرنی پڑے گی"...... جولیا نے کہا اور اس نے عمران کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے سیل فون کان سے لگایا تو اسے دوسری طرف سے کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ شدہ آواز سنائی دی۔

"یہ کیا۔ عمران کا فون تو ان ریچ ایبل ہے۔ جس کا مطلب ہے وہ دارالحکومت میں ہی موجود نہیں ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے دو تین بار عمران کو کال کرنے کی کوشش کی لیکن دوسری طرف سے کمپیوٹرائزڈ آواز میں یہی بتایا جا رہا تھا کہ عمران کا فون ان ریچ ایبل ہے۔

"اب کیا کریں۔ عمران سے تو رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ کیا چیف سے بات کریں"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ پہلے ہمیں سلیمان کے بارے میں پتہ کرنا چاہئے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ اسے کیوں اغوا کیا گیا ہے اور اسے اغوا کرنے والے کون لوگ ہو سکتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”لیکن تم نے جس کار میں سلیمان کو جاتے دیکھا تھا وہ اب نجانے کہاں پہنچ گئی ہو گی۔ کیا تم نے کار کا ماڈل اور اس کا نمبر نوٹ کیا تھا“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ میری نظر صرف سلیمان پر ہی پڑی تھی۔ کار فوراً ہی مڑ گئی تھی اس لئے میں اس کا نمبر نہیں دیکھ سکا البتہ وہ نئے ماڈل کی سیڈان کار تھی۔ سیاہ رنگ کی سیڈان“...... صفدر نے کہا۔

”اب یہ ٹریفک سگنل کھلے تو ہم اس طرف جائیں“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ پیچھے جانے کا اب کوئی فائدہ نہیں۔ ہمیں عمران صاحب کے فلیٹ میں جانا ہوگا۔ وہاں جا کر ہی پتہ چلا سکتا ہے کہ وہاں کیا ہوا تھا“...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں سگنل گرین ہو گیا تو اس نے کار آگے بڑھا دی اور پھر چوراہے سے کار دائیں طرف جانے والی سڑک پر موڑی اور تیزی سے دوڑاتی ہوئی کنگ روڈ کی طرف بڑھاتی لے گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ کنگ روڈ پر اس عمارت کے پاس پہنچ چکے تھے جہاں عمران کا فلیٹ تھا۔ سائیڈ سڑک پر کار پارک کرنے کے بعد وہ دونوں کار سے نکلے اور پھر وہ عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔

دس منٹ بعد وہ عمران کے فلیٹ پر تھے۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل بجائی تو اندر سے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

”کوئی فائدہ نہیں۔ دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اندر کوئی موجود نہیں ہے“...... صفدر نے کہا تو جولیا نے چونک کر دیکھا۔ واقعی دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔

”کیا کوئی اور بھی اندر نہیں ہو سکتا“...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ پرندے دانہ چگ کر اُڑ چکے ہیں“...... صفدر نے جواب دیا۔ اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ صفدر کو یقین تھا کہ فلیٹ میں کوئی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اس نے احتیاط کے پیش نظر فلیٹ کے اندر آتے ہی کوٹ کی جیب سے اپنا مخصوص مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور پھر وہ دونوں بے آواز قدموں سے چلتے ہوئے فلیٹ میں داخل ہو گئے۔ لیکن وہاں نہ تو عمران تھا اور نہ سلیمان۔ سٹنگ روم میں البتہ ہر طرف کتابیں پڑی ہوئی تھیں۔

”کیا عمران اور سلیمان دونوں کو ایک ساتھ اغوا کیا گیا ہے“۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”یہاں کا ماحول تو کچھ ایسا ہی تاثر دے رہا ہے اور فلیٹ میں ہلکی ہلکی گیس کی بو بھی موجود ہے۔ یہ شاید بے ہوش کر دینے والی گیس ہے جس کے ہلکے سے اثرات پورے فلیٹ میں پھیلے ہوئے

ہیں۔ اغوا کاروں نے شاید یہاں پہلے گیس پھیلائی اور پھر وہ ماسٹر کی سے دروازہ کھول کر اندر آئے ہوں گے اور یہاں بے ہوش پڑے عمران صاحب اور سلیمان کو اٹھا کر لے گئے ہوں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ گیس کے اثرات تو مجھے بھی محسوس ہو رہے ہیں۔ لیکن میری سمجھ میں ایک بات نہیں آ رہی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کون سی بات''...... صفدر نے کہا۔

''اگر وہ لوگ عمران کو اغوا کرنے کے لئے آئے تھے تو پھر وہ سلیمان کو اپنے ساتھ کیوں لے گئے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اس بارے میں ابھی میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکا ہوں کہ یہاں سے صرف سلیمان کو اغوا کر کے لے جایا گیا ہے یا پھر عمران صاحب کو بھی۔ آپ یہاں چیک کریں شاید کوئی کلیو مل جائے میں دوسرے کمروں کو چیک کر لیتا ہوں''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دونوں نے پورے فلیٹ کو نہایت باریک بینی سے چیک کیا اور پھر وہ دونوں سٹنگ روم میں آ گئے۔

''کوئی کلیو ملا''...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے تو کچھ نہیں ملا ہے۔ اور تمہیں''...... جولیا نے کہا۔

''مجھے کچن میں جوتوں نشانات ملے ہیں۔ ایسے ہی نشانات داخلی دروازے کے پاس ہیں۔ ان نشانوں کو میں نے عمران صاحب اور سلیمان کے جوتوں سے ملا کر چیک کیا ہے۔ سارے

نشان الگ ہیں۔ یہ چار آدمیوں کے جوتوں کے نشان ہیں جو کافی لمبے تڑنگے اور طاقتور جسموں کے مالک ہیں۔ وہ مین ڈور سے ہی اندر آئے تھے اور ان کی قدموں کے نشان کچن تک ہی محدود ہیں۔ کچن کا فرش صاف ہے لیکن بغور دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ گیس کی وجہ سے سلیمان کچن میں ہی بے ہوش ہو کر گر گیا تھا اور پھر وہ چاروں کچن میں آئے اور سلیمان کو اٹھا کر لے گئے۔ ان چاروں میں سے کسی کے بھی جوتوں کے نشان فلیٹ میں اور کسی جگہ نہیں ہیں۔ اگر اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ لوگ صرف یہاں سے سلیمان کو ہی لے جانے کے لئے آئے تھے''...... صفدر نے کہا۔

''تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ صرف سلیمان اغوا ہوا ہے''۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تو پھر وہ عمران کہاں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ اپنی مرضی سے کہیں گئے ہیں''...... صفدر نے جواب دیا تو جولیا ایک بار پھر چونک پڑی۔

''یہ بات تم اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ عمران اپنی مرضی سے کہیں گیا ہے''...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''واش روم گیلا ہے وہاں نکاسی آب کے سوراخ کے پاس

پرفیومڈ سوپ کی جھاگ بھی موجود ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی تھوڑی دیر پہلے نہایا ہو اور پھر کل ہم نے عمران صاحب کو جس لباس میں دیکھا تھا وہ لباس واش روم میں ہی ٹنگا ہوا ہے۔ میں نے عمران صاحب کے ڈریسنگ روم کو بھی چیک کیا ہے۔ عمران صاحب فلیٹ میں عام طور پر جوتیاں پہنتے ہیں۔ انہوں نے میرے ساتھ چند روز قبل جوتوں کی جوڑی خریدی تھی۔ یہ دیکھیں جو جوتے میں نے پہن رکھے ہیں عمران صاحب نے بھی ایسے ہی لئے تھے۔ عمران صاحب کے ان جوتوں کے نشان ڈریسنگ روم سے لے کر بیرونی دروازے تک جاتے ہوئے ملے ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ عمران صاحب ایسے جوتے پہن کر باہر گئے ہیں۔ ان کے واپس آنے کے نشان موجود نہیں ہیں اور پھر آپ نے بھی عمران صاحب کو کال کی تھی تو ان کا سیل فون ان ریچ ایبل آ رہا تھا اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ عمران آؤٹ آف سٹی ہیں اور ان کی غیر موجودگی میں ہی سلیمان کو اغوا کیا گیا ہے''...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ محض تمہارے اندازے میں بھی تو ہو سکتے ہیں۔ سارے نشان پہلے کے بھی ہو سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ یہ نشان تازہ ہیں۔ کل میری اور آپ کی یہاں فلیٹ میں ہی عمران صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ ان کے اور سلیمان کے کہنے کے مطابق وہ پچھلے کئی روز سے فلیٹ میں ہی موجود

تھے''...... صفدر نے کہا۔

''ہم تو اسے اپنے ساتھ کسی پہاڑی مقام پر سیر و تفریح کے لئے لے جانا چاہتے تھے لیکن اس نے صاف منع کر دیا تھا اور ہم یہاں سے چلے گئے تھے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''جی ہاں اور اس وقت فلیٹ کے دروازے پر نئے جوتوں کے نشان موجود نہیں تھے''...... صفدر نے کہا۔

''اگر میں تمہارے اس تجزیے کو درست مان بھی لوں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عمران کی غیر موجودگی میں سلیمان کو اغوا کیوں کیا گیا ہے اور وہ لوگ سلیمان کو کہاں لے گئے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''معلوم نہیں اور ہاں مجھے کچن سے ایک اور چیز بھی ملی ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''کون سی چیز''...... جولیا نے چونک کر کہا تو صفدر نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک بٹن نکال کر اس کے سامنے کر دیا۔

''یہ تو بٹن ہے۔ کسی کے کوٹ کا بٹن''...... جولیا نے اس سے بٹن لے کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اس بٹن پر سیاہ رنگ کا ایک بھیانک چہرہ بنا ہوا ہے جس کے سر پر سنہری رنگ کا تاج ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ چھوٹا سا چہرہ ہے اور کافی بھیانک ہے''...... جولیا نے بٹن پر سیاہ رنگ کے بھیانک چہرے کی تصویر دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ چہرہ انسانی تھا لیکن کافی لمبوترا تھا اور اس کی آنکھوں، منہ اور ناک

کی جگہ سوراخ دکھائی دے رہے تھے اور اس کے سر پر سیاہ رنگ کا کپڑا تھا جو اس کے سر کے آگے تک ڈھکا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی لمبوترے چہرے والے انسانی ڈھانچے کی کھوپڑی پر سیاہ کپڑا ڈال دیا گیا ہو اور اس کے سر پر سنہری رنگ کا تاج رکھ دیا گیا ہو۔

"کیا آپ جانتی ہیں کہ اس نشان کا مطلب کیا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اس کے نیچے ڈی کے لکھا ہوا ہے۔ ڈی کے دیکھ کر بھی آپ کے ذہن میں کچھ نہیں آ رہا"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اس بٹن پر ڈارک فیس اور نیچے لکھا ڈی کے، خاصی اہم بات ہے مس جولیا۔ میں اس نشان کو بخوبی پہچانتا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ کیا مطلب ہے اس نشان کا"...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ ایک بین الاقوامی تنظیم کا نشان ہے۔ ایک بے رحم، سفاک، درندہ صفت اور جلاد قسم کی کرمنل تنظیم جس کا نام ڈارک کنگ ہے"...... صفدر نے جواب دیا تو جولیا اچھل پڑی۔

"ڈارک کنگ۔ یہ وہی تنظیم ہے نا جس کا نیٹ ورک یورپ اور

ایکریمیا میں پھیلا ہوا ہے اور جو نامور اور بڑے لوگوں کو اغوا کرتی ہے اس کے علاوہ یہ تنظیم اہم ہستیوں کی ٹارگٹ کلنگ بھی کرتی ہے۔ اس تنظیم کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ جسے بھی اپنا ٹارگٹ کرتی ہے اس کی لاش کے ٹکڑے شہر کے کسی بھی حصے میں پھینک دیتی ہے اور وہاں اپنا ڈارک کنگ کے نشان والا کارڈ بھی پھینک دیتی ہے۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس ہلاکت کے پیچھے ڈارک کنگ کا ہاتھ ہے"...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ ان دنوں یورپ اور ایکریمیا میں اس تنظیم کے ہی چرچے ہیں اور ان کی وارداتوں کی تفصیلات آئے دن اخبارات میں شائع ہوتی ہیں اور الیکٹرونک میڈیا پر بھی ان کے بارے میں اکثر خبریں آتی رہتی ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن ڈارک کنگ تنظیم تو یورپ اور ایکریمیا میں کارروائیاں کرتی ہیں پھر ان کا یہاں ہونے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ اگر تمہارے کہنے کے مطابق یہ بٹن اسی تنظیم کے کسی فرد کا ہے اور انہوں نے ہی سلیمان کو اغوا کیا ہے تو پھر کارروائی مکمل ہونے کے باوجود انہوں نے یہاں اپنی شناخت کا نشان کیوں نہیں چھوڑا۔ انہیں تو یہاں اپنا مخصوص کارڈ پھینک کر جانا چاہئے تھا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کو شاید اس تنظیم کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ میں اس تنظیم کے بارے میں کافی کچھ جانتا ہوں اور ان

معلومات کے ذرائع چند غیر ملکی اخبارات ہیں جو میں خصوصی طور پر منگواتا ہوں۔ ان اخبارات کے مطابق یہ تنظیم کارڈ کے ساتھ ساتھ کسی کرائم سین پر ایسے بٹن بھی پھینکتی ہے تاکہ ان کے نام کا ڈنکا بج سکے۔ ایک اخبار میں ایسے ہی ایک بٹن کی تصویر موجود ہے''۔ صفدر نے کہا تو جولیا کے چہرے پر حیرت لہرانے لگی۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈارک کنگ نے پاکیشیا میں بھی قدم رکھ دیئے ہیں اور انہوں نے یہاں بھی اپنے کرائم کا آغاز کر دیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بٹن اس بات کا ثبوت ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تو پھر سلیمان کو اغوا کرنے والے ڈارک کنگ تنظیم کے آدمی تھے لیکن وہ سلیمان کو اغوا کر کے کیوں لے گئے ہیں''۔ جولیا نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

''یہی بات مجھے بھی حیران کر رہی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ لوگ یہاں عمران کو اغوا کرنے کے لئے آئے تھے اور غلطی سے سلیمان کو اغوا کر کے لے گئے ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''اول تو ایسا ہونا ناممکن ہے۔ عمران صاحب کو پوری دنیا جانتی ہے اور کرمنل ایجنسیوں اور معلومات فروخت کرنے والی ایجنسیوں کے پاس عمران صاحب کی اصل تصویر موجود ہے۔ فلیٹ میں عمران صاحب اپنے اصل روپ میں رہتے ہیں۔ ہماری طرح میک اپ

میں نہیں۔ اگر ڈارک کنگ کا مقصد عمران صاحب کو اغوا کرنے کا ہوتا تو وہ سلیمان کو عمران صاحب سمجھ کر نہ لے جاتے''...... صفدر نے کہا۔

''تو پھر اب کیا کیا جائے۔ عمران سے بھی رابطہ نہیں ہو رہا ہے نجانے وہ کہاں ہے۔ اس سے بات ہو تو پتہ چلے کہ وہ خیریت سے ہے نا اور واقعی یہاں سے سلیمان کو ہی اغوا کر کے لے جایا گیا ہے''...... جولیا نے کہا۔ اس نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک بار پھر سیل فون نکالا اور عمران کے نمبر ملانے لگی۔ اس نے بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگایا لیکن سیل فون پر وہی کمپیوٹرائزڈ آواز ہی بول رہی تھی۔ جولیا نے دو تین بار ٹرائی کی اور پھر جھلائے ہوئے انداز میں اس نے سیل فون واپس ہینڈ بیگ میں ڈال لیا۔

''عمران کا نمبر آن ہے لیکن وہ ان ریچ ایبل آ رہا ہے''۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اب میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... صفدر نے کاندھے اچکا کر کہا۔

''تم اس تنظیم کے بارے میں اور کیا جانتے ہو۔ میں نے تو ایک اخبار میں اس تنظیم کے بارے میں سرسری سی خبر پڑھی تھی''...... جولیا نے کہا۔

''یہ تنظیم انتہائی باوسائل اور طاقتور ہے۔ اس تنظیم کے سارے رکن خفیہ رہتے ہیں۔ یہ تنظیم جہاں بھی جاتی ہے وہاں مقامی افراد کا گروپ بناتی ہے جنہیں ڈارک کنگ کی طرف سے بڑی بڑی

مراعات دی اور بھاری معاوضے دیئے جاتے ہیں۔ اس تنظیم کے دو
ہی کام ہیں یا تو ٹارگٹ کلنگ کرنا یا پھر بڑے نام کے لوگوں کو اغوا
کرنا"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"تو کیا یہ جنہیں اغوا کر کے لے جاتے ہیں انہیں ہر صورت
میں ہلاک کر دیتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"یہ بات بھی نہیں۔ کئی ایسے لوگ جنہیں ڈارک کنگ تنظیم نے
اغوا کر لیا تھا واپس آئے ہیں لیکن وہ کچھ بتا نہیں سکے"...... صفدر
نے کہا۔

"کیوں۔ بتا کیوں نہیں سکے"...... جولیا نے پوچھا۔

"اس لئے کہ تنظیم نے ان سے نہ تو کوئی مطالبہ کیا۔ نہ ان سے
کچھ کہا۔ نہ رہا کرتے وقت کوئی پیغام کسی کے نام دیا۔ اغوا ہونے
والے صرف اتنا بتا سکے کہ انہیں کسی نامعلوم مقام پر لے جایا گیا۔
قید میں رکھا گیا اور پھر چھوڑ دیا گیا۔ قید کے دوران وہ کسی آدمی کا
چہرہ نہیں دیکھ سکے۔ کسی کی آواز نہیں سن سکے۔ انہیں کھانے پینے کی
چیزیں دینے والے پوری طرح سیاہ لبادے میں چھپے ہوئے تھے۔
ان کی آنکھوں کی جگہ بھی جالی دار سوراخ ہوتے ہیں تاکہ کوئی
آنکھیں بھی نہ دیکھ سکے۔ انگلیوں کا کوئی نشان بھی نہ پا سکے اور یہی
وجہ ہے کہ آج تک اس تنظیم کا کوئی آدمی پکڑا نہیں جا سکا۔ یہ لوگ
واردات ایسے وقت میں کرتے ہیں جب لوگ سوچ بھی نہیں سکتے
کہ ان کے ساتھ کوئی واردات ہو جائے گی اس واردات کو ہی دیکھ

لیں۔ ضرور ان لوگوں کو یہ بات معلوم تھی کہ عمران صاحب فلیٹ
میں نہیں ہوں گے۔ وہ فلیٹ کا جائزہ بھی اچھی طرح لے گئے ہوں
گے"...... صفدر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے ڈارک کنگ خاصی وسیع اور باوسائل تنظیم
ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں اور لوگ اس سے خوف زدہ بھی ہیں۔ پاکیشیا اور دوسرے
ایشیائی ملک اب تک اس سے محفوظ تھے لیکن یہ تنظیم اب یہاں بھی
پہنچ گئی ہے اور حیرت یہ ہے کہ انہوں نے ابتدا سلیمان کے اغوا
سے کی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"میں اس بات پر حیران ہوں کہ آخر انہیں سلیمان کو اغوا
کرنے کی کیا ضرورت تھی"...... جولیا بڑبڑائی۔

"ہمیں باہر جا کر ہمسایوں سے بات کرنی پڑے گی۔ ہو سکتا
ہے کسی نے سلیمان کو یہاں سے لے جاتے ہوئے کسی کو دیکھا
ہو"...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"چلو"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں فلیٹ سے باہر آئے
اور پھر دائیں طرف موجود دوسرے فلیٹ کے دروازے کے پاس آ
کر رک گئے۔ جولیا نے کال بیل بجائی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا
اور ایک ادھیڑ عمر عورت باہر آ گئی۔

"کیا مصیبت آ گئی ہے"...... اس عورت نے بڑے غصیلے لہجے

میں کہا۔

”آئی ایم سوری میڈم۔ آپ سے کچھ بات کرنی ہے اس لئے آپ کو تکلیف دی ہے“...... صفدر نے کہا۔

”کہو کیا بات ہے“...... خاتون نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”بات دراصل یہ ہے کہ آپ کے ساتھ والے فلیٹ میں ایک واردات ہوئی ہے۔ آپ شاید سلیمان کو جانتی ہوں جو اس فلیٹ میں باورچی کی حیثیت سے کام کرتا تھا“۔ جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ جانتی ہوں اسے۔ کیوں کیا ہوا ہے اسے“...... خاتون نے چونک کر کہا۔

”اسے اغوا کر لیا گیا ہے“...... جولیا نے کہا تو خاتون بری طرح سے اچھل پڑی۔

”اغوا۔ اوہ۔ کس نے اغوا کیا ہے اسے اور کیوں“...... اس خاتون نے حیرت اور خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم بھی یہی معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ سلیمان کو کس نے اور کیوں اغوا کیا ہے۔ ہمارا تعلق سپیشل سروس سے ہے اور ہم معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ کے پاس آئے ہیں“۔ صفدر نے کہا۔

”کیسی معلومات“...... اس خاتون نے کہا۔

”آپ کے ساتھ یہاں کون رہتا ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”میں اکیلی ہی ہوتی ہوں۔ میرے شوہر بیرون ملک رہتے ہیں وہ سال میں ایک دو ماہ کے لئے آتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں“...... خاتون نے کہا۔

”چند دنوں کے دوران آپ کے ہاں کوئی اجنبی مرد یا عورت تو نہیں آئی“...... صفدر نے پوچھا۔

”اجنبی مرد یا عورت“...... خاتون نے کہا اور پھر وہ جیسے سوچ میں ڈوب گئی۔

”ہاں۔ خاص طور پر کوئی ایسا شخص جو آپ سے باتوں باتوں میں عمران صاحب یا ان کے باورچی سلیمان کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہو۔ بہت ہی سرسری انداز میں“...... صفدر نے پوچھا۔

”اوہ ہاں۔ یاد آیا۔ ایک لڑکی آئی تھی۔ بہت پیاری بہت بھولی بھالی۔ اس کے پاؤں میں موچ آ گئی تھی۔ اس وجہ سے اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔ میں نے اسے آئیوڈیکس دی تھی روئی اور پٹی بھی دی تھی بلکہ خود میں نے اس کی ایڑی اور ٹخنے پر آئیوڈیکس کی مالش کی تھی اور پھر پٹی کر دی تھی اس دوران وہ مجھ سے ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہی تھی ساتھ میں اس نے میرے پڑوسیوں کے بارے میں بھی باتیں شروع کر دی تھیں مثلاً آپ کے پڑوسی کیسے ہیں۔ سلیمان اور عمران کے بارے میں سوالات کرتی رہی بے شمار باتیں اس نے ان کے بارے میں پوچھی تھیں۔ وہ میری دوست

بن گئی تھی اور پھر وہ اکثر میرے پاس آنا شروع ہو گئی۔ ہر دو تین دن بعد وہ آ جاتی تھی اور مجھ سے باتیں کرتی رہتی تھی۔ اس کا بھولا پن دیکھ کر مجھے بھی اس سے لگاؤ ہو گیا تھا اور میں اس کے آنے کا برا نہ مناتی تھی۔ وہ گھنٹوں میرے ساتھ رہتی۔ میرے ساتھ مل کر فلیٹ کی صفائی کرتی اور پھر ہم دونوں مل کر کچن میں کھانا بناتی تھیں اور پھر وہ لنچ کرنے کے بعد واپس چلی جاتی تھی۔ وہ آج بھی آئی تھی لیکن آج اس نے میرے ساتھ نہ لنچ بنایا تھا اور نہ گھر کے کسی کام میں حصہ لیا تھا۔ بس سیل فون لے کر بیٹھی رہی اور نجانے کس سے باتیں کرتی رہی۔ میں نے بھی اس سے کچھ نہیں پوچھا کہ وہ کس سے باتیں کر رہی ہے''...... خاتون جلدی جلدی بتاتی چلی گئیں۔

''وہ کب آئی تھی''......صفدر نے پوچھا۔

''وہ صبح دس بجے آئی تھی اور پھر دو گھنٹوں بعد میرا مطلب ہے بارہ بجے یہ کہہ کر چلی گئی تھی کہ اسے کوئی ضروری کام یاد آ گیا ہے''۔ خاتون نے کہا۔

''کیا اس نے دستانے پہن رکھے تھے''......صفدر نے پوچھا۔

''دستانے ہاں۔ وہ باریک نائیلون کے سیاہ دستانے پہنے ہوئے تھی۔ روز ہی اس کے ہاتھوں پر دستانے ہوتے تھے''...... خاتون نے کہا۔

''تب پھر اس گلاس پر اس کی انگلیوں کے نشانات نہیں آئے

ہوں گے''...... جولیا نے کہا۔

''آپ اس کا حلیہ بتا ہی سکتی ہیں''......صفدر نے کہا۔

''حلیہ۔ ہاں ضرور کیوں نہیں۔ اس کا رنگ سرخ و سفید تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی اور بالکل سیاہ تھیں۔ ان میں بہت تیز مگر معصومانہ چمک تھی۔ سر کے بال گھنے سیاہ اور لمبے تھے جو اس نے اپنے شانوں پر پھیلا رکھے تھے۔ اس کا چہرہ قدرے لمبا تھا۔ تھوڑی میں گڑھا تھا۔ ناک ستواں اور قدرے اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ قد لمبا تھا اور جسامت میں دبلی پتلی تھی''......عورت یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئی۔

''شکریہ۔ شاید اس حلیئے کی مدد سے ہم ان لوگوں کو ڈھونڈ سکیں جو سلیمان کو اغوا کر لے گئے ہیں''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ اس خاتون کے دروازے سے ہٹ آئے۔ وہ دونوں ایک بار پھر عمران کے فلیٹ میں آ گئے۔

''عمران صاحب تو دستیاب نہیں ہو رہے ہیں۔ کیا خیال ہے اس بارے میں چیف کو کال کر کے بتایا جائے''......صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اس تنظیم کا نام سامنے آنے کا مطلب ہے کہ اب تفصیل چیف کے سامنے رکھنا ضروری ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر کریں چیف کو کال اور انہیں ساری تفصیل بتا دیں۔ اس کے بعد ہم اپنے ساتھیوں کو لے کر اس لڑکی کی تلاش میں نکلتے ہیں''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس

نے ہینڈ بیگ سے سیل فون نکالا اور چیف کے نمبر پریس کرنے لگی۔ اس نے کالنگ بٹن پریس کر کے اسپیکر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ صفدر اس کی اور چیف کی باتیں سن سکے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ملتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس ۔ کیوں کال کیا ہے''...... چیف نے کہا تو جولیا نے چیف کو تفصیلات بتانی شروع کر دیں کہ کس طرح صفدر نے چوراہے پر ایک کار میں موڑ مڑتے ہوئے سلیمان کو بے ہوشی کی حالت میں دیکھا تھا اور پھر وہ عمران کے فلیٹ میں پہنچے تو یہاں کا نہ صرف دروازہ کھلا ہوا تھا بلکہ فلیٹ کے اندر بے ہوشی کی گیس کے اثرات بھی موجود تھے۔ جولیا نے ہمسائی سے کی ہوئی باتیں بتانے کے ساتھ ساتھ صفدر کو عمران کے فلیٹ کے کچن سے ملنے والے اس بٹن کے بارے میں بھی بتا دیا جس پر تاج والے بھیانک چہرے کی تصویر بنی ہوئی تھی جس کے نیچے انگریزی حروف میں ڈی کے لکھا ہوا تھا۔

''عمران سے میری ابھی کچھ دیر پہلے بات ہوئی ہے وہ اپنے کسی عزیز ڈاکٹر خاقان عظیم سے ملنے روتان گیا ہوا ہے۔ اس قصبے میں چونکہ فون کے ٹاورز کم اور کافی چھوٹے ہیں اس لئے وہاں کال ملنا مشکل ہوتا ہے۔ عمران نے بھی شہر سے نکل کر مجھ سے رابطہ کیا

تھا۔ میں دوبارہ اسے کال کرتا ہوں اور اسے ساری صورتحال سے آگاہ کر دیتا ہوں۔ معاملہ چونکہ سلیمان کے اغوا سے ہے اس لئے اس معاملے میں وہی تمہیں بہتر طور پر بتا سکتا ہے کہ اس معاملے میں کیا کرنا ہے لیکن ڈارک کنگ کا مخصوص نشان واقعی خطرے کی علامت ہے اور تمہیں جس لڑکی کا حلیہ معلوم ہوا ہے تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس لڑکی کا پتہ کراؤ کہ وہ کون ہے اور کہاں موجود ہے اور اس کا سلیمان کے اغوا کے سلسلے میں کیا کردار ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی ساتھیوں کو کال کر کے انہیں لڑکی کی تلاش کے لئے کہہ دیتی ہوں اور صفدر کے ساتھ مل کر خود بھی اسے ٹریس کرتی ہوں۔ وہ یہاں سے دو گھنٹے پہلے نکلی ہے۔ ابھی وہ یقیناً دارالحکومت میں ہی ہو گی۔ ہم جلد ہی اس کا پتہ لگا لیں گے''۔ جولیا نے کہا۔

''اوکے''...... چیف نے کہا۔

''اگر عمران سے آپ کی بات ہوئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اب میں بھی اس سے رابطہ کر سکتی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''پہلے مجھے اس سے بات کر لینے دو۔ اس کے بعد ضرورت ہوئی تو وہ خود تم سے رابطہ کر لے گا۔ تم پہلے اس لڑکی کی طرف توجہ دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ شہر سے نکل جائے۔ اس کا ہاتھ آنا ضروری ہے ورنہ اس بات کا پتہ نہیں چل سکے گا کہ اس کا تعلق ڈارک کنگ تنظیم

سے ہے یا نہیں اور ہمارے لئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ بین الاقوامی تنظیم جو اب تک ایکریمیا اور یورپی ممالک تک محدود تھی یہاں پاکیشیا میں کیا کر رہی ہے۔ اس تنظیم کا کام اغوا اور قتل و غارت ہے تو ہمیں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ وہ لوگ یہاں کسے ٹارگٹ کرنے آئے ہیں۔ ان لوگوں کی یہاں موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکیشیا کی کوئی اہم ہستی ان کے ٹارگٹ پر ہے اور وہ اسے اغوا یا قتل کرنا چاہتے ہیں''...... چیف نے کہا۔

''او کے چیف۔ لیکن اگر یہ لوگ ٹاپ لوگوں کو اغوا اور قتل کرتے ہیں تو پھر ان کا سلیمان کے اغوا سے کیا مقصد ہو سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اس بات کا جواب بھی تمہیں وہ لڑکی ہی دے گی۔ اس لئے جلد سے جلد اسے ڈھونڈو''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... جولیا نے کہا۔ دوسری طرف سے چیف نے رابطہ ختم کر دیا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے سیل فون آف کر کے واپس اپنے ہینڈ بیگ میں ڈال لیا۔

''چیف نے اس لڑکی کی تلاش کا حکم دے دیا ہے۔ میں باقی ساتھیوں کو کال کر کے کام پر لگا دیتی ہوں اس کے بعد ہم بھی یہاں سے نکل جاتے ہیں''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جولیا اپنے ساتھیوں کو کال کرنا شروع ہو گئی۔ اس نے فور سٹارز کو بھی کال کر کے اس لڑکی کا حلیہ بتاتے ہوئے

اسے تلاش کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

''اب ہمیں اپنا کام شروع کر دینا چاہئے۔ سوال یہ ہے کہ پاکیشیا کے دارالحکومت میں ڈارک کنگ نے کس جگہ کو اپنا ٹھکانہ بنایا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''صاف ظاہر ہے۔ کسی ہوٹل کو''...... جولیا نے فوراً کہا۔

''یہ ضروری نہیں۔ ہو سکتا ہے انہوں نے کوئی عمارت کرائے پر لی ہو''...... صفدر نے کہا۔

''دونوں ہی صورتوں میں انہیں تلاش کرنا آسان کام نہیں''۔ جولیا نے کہا۔

''آسان کام کا ہمارے ہاں کیا کام''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بھی مسکرا دی۔

''آؤ پھر چلتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ایک منٹ۔ میں ایک کال کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کوئی ٹپ مل جائے''...... صفدر نے کہا اور اس سے پہلے کہ جولیا اس سے کچھ پوچھتی۔ صفدر نے جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ اس نے نمبر پریس کرنے کے بعد کالنگ بٹن پریس کیا اور پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس۔ فارن کلب''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''دارالحکومت سے بگ کنگ بول رہا ہوں۔ رابرٹ سے بات

کراؤ''...... صفدر نے آواز بدلتے ہوئے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

''ایک منٹ ہولڈ کرو''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''یس رابرٹ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

''بگ کنگ بول رہا ہوں''...... صفدر نے اسی طرح بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

''اوہ۔ بگ کنگ تم۔ تم کہاں غائب ہو گئے ہو۔ پہلے تو روز مجھ سے ملنے کے لئے کلب آتے تھے لیکن اب دو ہفتوں سے تم نے ایک بار بھی اپنی شکل نہیں دکھائی۔ کیا آؤٹ آف سٹی ہو''۔ دوسری طرف سے اس بات قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

''ہاں۔ ایک ضروری کام کے سلسلے میں دوسرے شہر میں آیا ہوا ہوں اسی لئے تم سے ملنے نہیں آ سکا۔ بہرحال ایک دو روز میں واپس آ کر تم سے ملنے آؤں گا''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارا انتظار کروں گا''...... رابرٹ نے کہا۔

''تمہارے کلب میں اکثر غیر ملکی مرد اور عورتیں آتے رہتے ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ سی سی ٹی کا کنٹرول روم تم نے اپنے آفس میں بنایا ہوا ہے اور تم کیمروں سے اپنے آفس کی اسکرین پر ہر آنے والی لڑکیوں اور عورتوں کو خاص طور پر دیکھتے رہتے ہو۔ تمہاری یادداشت بھی اچھی ہے اور جو لڑکی تمہیں پسند آ جائے تم

اس کی چھاپ اپنے دل و دماغ میں بسا لیتے ہو''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ بس ایسے ہی یہ سب میں شوقیہ طور پر کرتا ہوں ورنہ تم جانتے ہو کہ میرا کردار بے داغ ہے۔ میں نے آج تک کسی لڑکی یا عورت کو تنگ نہیں کیا۔ انہیں بس کیمروں کی آنکھوں سے ہی دیکھ کر خوش ہوتا رہتا ہوں''...... دوسری طرف سے رابرٹ کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میں ایک لڑکی کا حلیہ بتا رہا ہوں۔ اسے غور سے سنو اور بتاؤ کیا تم نے اس لڑکی کو اپنے کلب میں دیکھا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''کون ہے وہ اور تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو''۔ دوسری طرف سے رابرٹ نے چونک کر کہا۔

''ایک لڑکی کو تلاش کرنے کا کام ملا ہے جو اپنے فرینڈ کو دھوکا دے کر اس کے فلیٹ سے بہت سا سامان لوٹ کر نکل گئی تھی۔ پارٹی چاہتی ہے کہ میں اس لڑکی کا پتہ بتاؤں اور بس''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ حلیہ بتاؤ۔ اگر میرے مائنڈ میں کسی ایسی لڑکی کا خاکہ ہوا تو میں تمہیں ضرور بتا دوں گا''...... رابرٹ نے کہا تو صفدر اسے اس عورت کے گھر میں آنے والی غیر ملکی لڑکی کا حلیہ بتانا شروع ہو گیا۔

''نہیں۔ تم نے جو حلیہ بتایا ہے اس لحاظ سے لڑکی بے حد کمسن

اور خوبصورت ہے۔ اگر ایسی کوئی لڑکی میرے کلب میں آئی ہوتی تو اس کی تصویر میرے دل و دماغ میں چپک گئی ہوتی۔ میں نے کلب میں ایسی حسین لڑکی کو کبھی نہیں دیکھا ہے''...... رابرٹ نے جواب دیا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ حلیہ یاد رکھنا۔ اگر اس حلیئے کی کوئی لڑکی دکھائی دے تو مجھے ضرور کال کرنا۔ تمہاری وجہ سے میں بھی کچھ کما لوں گا''......صفدر نے کہا۔

''تم میرے دوست ہو۔ تمہارے لئے میں یہ کام ضرور کروں گا''...... رابرٹ نے کہا۔

''شکریہ اور ہاں ایک بات بتاؤ''......صفدر نے کہا۔

''کیا''...... رابرٹ نے پوچھا۔

''کیا تم بتا سکتے ہو کہ غیر ملکی آج کل دارالحکومت کے کس ہوٹل میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں''......صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس سلسلے میں ہوٹل روباب سب سے آگے ہے۔ دوسرے نمبر پر ہوٹل سن سلک ہے''...... رابرٹ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ شکریہ''......صفدر نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

''کون ہے یہ رابرٹ اور تمہارا اس سے کیا تعلق ہے''......اسے فون آف کر کے اپنی جیب میں ڈالتے دیکھ کر جولیا نے کہا۔

''جب کرنے کے لئے کوئی کام نہیں ہوتا تو میں ان دنوں میک

اپ کر کے مختلف کلبوں اور ہوٹلوں میں جانا رہتا ہوں اور مختلف بہانوں سے رابرٹ جیسے لوگوں سے دوستیاں کر لیتا ہوں تاکہ ضرورت کے وقت یہ اسی طرح ہمارے کام آ سکیں جس طرح ٹائیگر، عمران صاحب کے کام آتا ہے اور جس طرح فور سٹارز ایسے لوگوں میں شامل ہو کر ان کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں''......صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اب کیا پروگرام ہے''...... جولیا نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہمارے سامنے روباب ہوٹل کا نام آیا ہے۔ ایک بار چل کر اسے چیک کر لیتے ہیں''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ عمران کے فلیٹ سے باہر آئے تو صفدر نے اس بار فلیٹ کا دروازہ زور سے کھینچ کر بند کیا تاکہ اندر سے اسے آٹو میٹک لاک لگ جائے۔ جب دروازہ بند ہو گیا تو وہ دونوں وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گینڈا نما باس جس کا اصل نام مارٹی تھا چونک پڑا۔ وہ اس وقت اپنے کلب کے آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے میز پر مختلف رنگوں کے فون سیٹ پڑے ہوئے تھے اور جس فون سیٹ کی گھنٹی بج رہی تھی اس پر لگا ہوا ایک بلب جل بجھ رہا تھا۔ مارٹی نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"زوہاب کے بارے میں اطلاع دینی ہے باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو مارٹی چونک پڑا۔

"کیا اطلاع ہے اور تم کون بول رہے ہو نانسنس۔ اپنا تعارف کراؤ"...... مارٹی نے اسی لہجے میں کہا۔

"سوری باس۔ میں ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی سے تیمور بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب بتاؤ کیا اطلاع ہے زوہاب کے بارے

میں"...... مارٹی نے کہا۔

"وہ ٹارگٹ ہٹ کرنے میں نہ صرف ناکام ہو گیا ہے باس بلکہ وہ پکڑا بھی گیا ہے"...... دوسری طرف سے تیمور نے جواب دیا تو مارٹی بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ کیسے ناکام ہوا ہے وہ اور کس نے پکڑا ہے اسے اور کیسے"...... مارٹی نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"اسے پکڑنے والا سیکرٹ سروس کے لئے فری لانسر کے طور پر کام کرنے والا علی عمران ہے باس"...... تیمور نے جواب دیا تو مارٹی کو ایک اور جھٹکا لگا۔

"عمران۔ کیا مطلب۔ عمران وہاں کیسے پہنچ گیا"...... مارٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے ڈاکٹر خاقان عظیم نے فون کر کے خود بلایا تھا باس۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے عمران کو بتایا کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ دوسرے گاؤں گیا تھا جہاں اس کی بیوی کا کوئی عزیز وفات پا گیا تھا۔ چونکہ ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ میں ان کی حفاظت کے لئے مسلح افراد موجود تھے اس لئے ہم انہیں وہاں ہلاک نہیں کر سکتے تھے اس لئے ہم ایسا پلان بنا رہے تھے کہ ڈاکٹر خاقان عظیم اپنی رہائش گاہ سے نکل سکیں اور ہم باہر انہیں اپنا ٹارگٹ بنا سکیں پھر جب ہمیں علم ہوا کہ ڈاکٹر خاقان عظیم کی بیوی کا کوئی عزیز وفات پا

گیا ہے اور وہ دونوں دوسرے گاؤں محلوال جا رہے ہیں تو میں نے
اور زوہاب جو یہاں ماجھو بن کر رہ رہا تھا، نے اس گاؤں کے
بارے میں اور ڈاکٹر احسن کی بیوی کے ہلاک ہونے والے عزیز
کے بارے میں ساری معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ ہم نے
ساری معلومات حاصل کیں اور پھر میں اور زوہاب، ڈاکٹر خاقان
عظیم سے رخصت لے کر فوراً ان کی رہائش گاہ سے نکل گئے اور
نہایت تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے۔ محلوال گاؤں کی طرف
روانہ ہو گئے۔ محلوال ایک چھوٹا سا قصبہ ہے وہاں ہمیں اس گھر کو
تلاش کرنے میں مسئلہ نہ ہوا جس میں فوتگی ہوئی تھی۔ ہم نے میک
اپ کئے اور عام دیہاتی بن کر وہاں پہنچ گئے۔ اس کے بعد ہم
ڈاکٹر خاقان عظیم کا انتظار کرنے لگے۔ میں اور زوہاب اس گھر کے
اندر تھے کہ جیسے ہی ڈاکٹر خاقان عظیم وہاں پہنچے گا ہم موقع پاتے
ہی ڈاکٹر خاقان عظیم کو وہاں سے اغوا کر لیں گے۔ وہاں ہمارے
لئے اسے اغوا کرنا مشکل نہ تھا کیونکہ ڈاکٹر خاقان عظیم کے کہنے
کے مطابق وہ صرف اپنی بیگم کے ہمراہ وہاں جانا چاہتا تھا۔ اس کے
ساتھ کوئی سیکورٹی یا گارڈ تک نہ ہوتا۔ ہم نے محلوال میں ڈاکٹر
خاقان عظیم کو اغوا کر کے ایک پہاڑی مقام پر لے جانے اور وہاں
قتل کرنے کے تمام انتظامات مکمل کر رکھے تھے لیکن پھر نجانے کیا
ہوا کہ ڈاکٹر خاقان عظیم فوتگی والے گھر میں داخل ہی نہ ہوا اور فوراً
ہی وہاں سے نکل گیا۔ اسے واپس جاتے دیکھ کر ہم پریشان ہو

گئے۔ ہماری کاریں دور تھیں اس لئے ہم اس کا تعاقب بھی نہ کر
سکتے تھے ورنہ اسے ہم راستے میں ہی دبوچ لیتے۔ بہرحال ڈاکٹر
خاقان عظیم واپس اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گیا۔ ہم بھی وہاں پہنچ
گئے۔ ہمارے لئے اسے اس کی رہائش گاہ میں ہلاک کرنا مسئلہ بنا
ہوا تھا۔ پھر ہم نے پلاننگ کی کہ ہم اس حویلی میں ہر طرف بے
ہوشی کی گیس فائر کر دیں گے اس کے بعد ہم ڈاکٹر خاقان عظیم کو
آسانی سے اس کی رہائش گاہ میں ہی قتل کر دیں گے۔ چونکہ ہم
اپنے ساتھ بے ہوش کرنے والی گیس گن اور شیل نہ لائے تھے اس
لئے میں نے زوہاب کو وہیں چھوڑ ااور خود گیس پسٹل اور شیل لینے
شہر چلا گیا۔ جب میں واپس آیا تو حویلی کا ماحول بدلا ہوا تھا۔
وہاں علی عمران موجود تھا۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے زوہاب کو اس کے
ساتھ کر دیا تھا۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کو نجانے کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ
کوئی اسے ہلاک کرنے والا ہے اس لئے اس نے عمران کو وہاں
بلایا تھا تاکہ وہ اس کی رہائش گاہ چیک کر سکے اور اس بات کا پتہ
چلا سکے کہ اسے ہلاک کرنے والا حویلی میں کس طریقے اور کس
راستے سے پہنچ سکتا ہے۔ زوہاب، عمران کی وجہ سے خاصا پریشان
تھا۔ میں بار بار اس سے سپیشل ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کی کوشش کر رہا
تھا۔ اس نے اپنا ٹرانسمیٹر حویلی کے ایک سٹور روم میں چھپایا ہوا
تھا۔ اس کے پاس ایک رسیور تھا جس پر اسے میری کال کا صرف
کاشن ملتا تھا اور وہ مجھ سے بات کرنے کے لئے فوراً سٹور روم میں

پہنچ جاتا تھا۔ اس نے یہاں یہ مشہور کر رکھا تھا کہ اسے کوئی دورہ پڑتا ہے اور دورہ پڑنے کی صورت میں وہ خونخوار ہو جاتا ہے۔ کسی کو اس کے ہاتھوں زک نہ پہنچے اس لئے وہ دورے کی علامت ظاہر ہوتے ہی فوراً سٹور روم میں چلا جاتا ہے اور تب تک وہیں رہتا ہے جب تک اس کا دورہ ختم نہیں ہو جاتا جبکہ ایسا کچھ نہیں تھا۔ وہ سٹور روم میں دورہ پڑنے کے بہانے مجھ سے یا آپ سے بات کرنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ بہرحال عمران جس طرح زوہاب کے ساتھ اس نامعلوم حملہ آور کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا مجھے بھی پریشانی لاحق ہونا شروع ہو گئی تھی۔ میں نے اپنی مدد کے لئے دو اور آدمیوں کو بلا لیا تھا اور ہم نے عمران کی توجہ بھٹکانے کے لئے کافی جتن کئے۔ میں نے عمارت کے باہر ایک ہینڈ گرنیڈ بھی پھینکا تاکہ عمران باہر کی طرف متوجہ ہو جائے اور مجھے اور زوہاب کو ڈاکٹر خاقان عظیم تک پہنچنے کا موقع مل جائے لیکن عمران کو نجانے کیسے شک ہو گیا اور وہ زوہاب کے ساتھ اس سٹور روم میں داخل ہو گیا جہاں اس نے ایک باکس میں ٹرانسمیٹر چھپایا ہوا تھا وہ ٹرانسمیٹر عمران کے ہاتھ لگ گیا۔ اب صورتحال بدل گئی تھی۔ میں زوہاب سے بات نہ کر سکتا تھا جبکہ عمران زوہاب کی طرف سے مشکوک ہو چکا تھا۔ زوہاب نے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اسے ایسا نہ کرنے دیا۔ اس نے زوہاب کو بے ہوش کیا اور پھر وہ اسے لے کر ڈاکٹر خاقان عظیم کے پاس پہنچ گیا اور اس کے بارے

میں سب کچھ بتا دیا عمران نے زوہاب کے چہرے پر موجود ماسک بھی اتار دیا تھا۔ اس طرح اس کی ساری اصلیت عمران اور ڈاکٹر خاقان عظیم کے سامنے آ گئی''...... دوسری طرف سے تیمور نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ نانسنس تم شہر سے گیس پسٹل اور شیل لینے گئے تھے۔ واپسی پر تم یقیناً یہ اپنے ساتھ لائے ہو گے تو تم نے عمران کو دیکھ کر وہاں گیس شیل فائر کیوں نہیں کئے۔ سب بے ہوش ہو جاتے تو تم آسانی سے ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کر کے وہاں ڈارک کنگ کا نشان چھوڑ سکتے تھے''...... مارٹی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری باس۔ میں آپ کو یہ بتانا بھول گیا تھا کہ مجھے شہر سے نہ گیس پسٹل ملا تھا اور نہ شیل۔ جہاں سے مجھے یہ سب مل سکتا تھا وہاں رینجرز نے کریک ڈاؤن کر رکھا تھا اس لئے مجھے دونوں چیزیں دستیاب نہ ہوئی تھیں۔ اس لئے میں نے اور زوہاب نے فیصلہ کیا تھا کہ ہم دونوں رات تک کریں گے اور پھر موقع پا کر ہم ڈاکٹر خاقان عظیم کے کمرے میں داخل ہو جائیں گے اور اسے قتل کر کے اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے اس کی حویلی کے گیٹ کے پاس پھینک دیں گے اور وہاں سے نکل جائیں گے لیکن عمران نے آ کر ہمارا سارا پروگرام خراب کر دیا''...... تیمور نے کہا۔

''تم اور زوہاب پچھلے کئی ہفتوں سے ڈاکٹر خاقان عظیم کے پاس موجود ہو۔ کیا تمہیں اس دوران ایک بار بھی موقع نہیں ملا کہ تم

اسے ہلاک کر سکو۔ نانسنس''...... مارٹی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''ہمیں ایک نہیں کئی مواقع ملے تھے باس۔ ہم آسانی سے نہ صرف ڈاکٹر خاقان عظیم تک پہنچ سکتے تھے بلکہ اسے ہلاک بھی کر سکتے تھے لیکن آپ نے ہی ہمیں منع کر رکھا تھا کہ جب تک آپ ڈاکٹر خاقان عظیم کے ڈیتھ آرڈر جاری نہ کریں گے ہم اسے ہلاک نہیں کریں گے''۔ دوسری طرف سے تیمور نے کہا تو مارٹی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہاں۔ میں بھول گیا تھا کہ اسے ہلاک کرنے سے میں نے ہی تمہیں منع کر رکھا تھا۔ مجھے اس وقت چیف کی طرف سے اس بارے میں کوئی حکم نہ ملا تھا۔ اب جب چیف نے حکم دیا کہ ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرنا ہے تو میں نے تمہیں بتا دیا۔ بہرحال اب تم کہاں ہو اور وہ زوہاب۔ وہ کہاں ہے''...... مارٹی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''زوہاب اس وقت ڈاکٹر خاقان عظیم کے کمرے میں ہے باس۔ وہاں عمران اور اس کا ایک ساتھی بھی موجود ہے۔ مجھے چونکہ عمارت کے اس حصے میں جانے کی اجازت نہیں ہے اس لئے میں حویلی کے باہر رکا ہوا ہوں اور اب میں حویلی کے عقب میں موجود جنگل میں آ کر آپ کو کال کر رہا ہوں''...... تیمور نے کہا۔

''کیا تم کسی طریقے سے حویلی کے اندر داخل کر ڈاکٹر خاقان

عظیم تک پہنچ کر اسے ہلاک کر سکتے ہو۔ اسے ہلاک کرتے ہوئے اگر تمہیں عمران اور اس کے ساتھی سمیت زوہاب کو بھی ہلاک کرنا پڑے تو تمہیں اس کی بھی اجازت ہے۔ چیف کی طرف سے سخت احکامات ہیں کہ جلد سے جلد ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کر دیا جائے''...... مارٹی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''نو باس۔ حویلی میں مسلح گارڈز موجود ہیں اور ان سب نے مجھے زوہاب کے ساتھ اکثر باتیں کرتے دیکھا ہے۔ زوہاب جس پوزیشن میں ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ وہ عمران کے سامنے اپنی زبان کھول دے گا اور وہ عمران کو میرے بارے میں بھی بتا دے گا۔ جب تک عمران اندر ہے میرا اندر جانا رسک ہو گا''...... تیمور نے کہا۔

''اوہ۔ اگر زوہاب نے زبان کھول دی تو وہ اسے میرے بارے میں بھی بتا دے گا۔ وہ جانتا ہے کہ میں کون ہوں اور کہاں ہوتا ہوں''...... مارٹی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ یہ خطرہ تو بہرحال موجود ہے۔ زوہاب مرنے سے بے حد ڈرتا ہے اور عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ پتھروں کو بھی بول پڑنے پر مجبور کر سکتا ہے''...... تیمور نے کہا۔

''تب تو میرا یہاں رکنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ مجھے فوراً کلب چھوڑنا ہو گا''...... مارٹی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''موجودہ حالات کے مطابق تو آپ کے لئے یہی بیسٹ

آپشن ہے کہ آپ کلب میں نہ رہیں اور کسی دوسرے ٹھکانے میں منتقل ہو جائیں۔ زوہاب نے زبان کھول دی تو عمران کو آپ تک پہنچنے میں زیادہ دیر نہ لگے گی''...... تیمور نے کہا۔

''تم نے اچھا کیا ہے جو مجھے یہ سب کچھ بتا دیا ہے۔ میں ابھی آفس کے خفیہ راستے سے باہر نکل جاتا ہوں اور ایس پوائنٹ پر پہنچ جاتا ہوں۔ میں اپنا سیل فون بند کر رہا ہوں۔ اب تم نے مجھ سے رابطہ کرنا ہو تو میری سپیشل فریکوئنسی پر ٹرانسمیٹر پر مجھ سے رابطہ کرنا۔ اگر میں نے سیل فون آن رکھا تو عمران اسے ٹریک کرتا ہوا بھی مجھ تک پہنچ جائے گا''...... مارٹی نے کہا۔

''یس باس۔ آپ سیل فون یہیں آفس میں چھوڑ جائیں۔ عمران زیادہ سے زیادہ آپ کے کلب تک پہنچے گا لیکن وہ ایس پوائنٹ تک کسی بھی صورت نہ پہنچ سکے گا۔ اس پوائنٹ کے بارے میں زوہاب کو بھی علم نہیں ہے اور نہ کلب کے کسی آدمی کو یہاں تک کہ میں بھی ایس پوائنٹ کی لوکیشن سے لاعلم ہوں۔ آپ نے مجھے بھی اس پوائنٹ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا''...... تیمور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میرے لئے یہی مناسب ہو گا لیکن وہ اینڈریا۔ اینڈریا بھی ہوٹل میں موجود ہے۔ وہ لنچ کرنے کے لئے مجھ سے اجازت لے کر نیچے ہال میں گئی ہے اور شاید وہ اپنا سیل فون اپنے کمرے میں ہی بھول گئی ہے کیونکہ میرے کئی بار کال کرنے پر بھی

اس نے میری کال اٹنڈ نہیں کی۔ اگر زوہاب نے اس کے بارے میں عمران کو بتا دیا تو میرے لئے مشکل ہو جائے گی کیونکہ ایس پوائنٹ کے بارے میں یا تو میں جانتا ہوں یا پھر اینڈریا''...... مارٹی نے کہا۔

''ہوٹل میں کالا فرعون موجود ہے۔ آپ اس سے کہیں کہ وہ اینڈریا تک آپ کا پیغام پہنچا دے۔ آپ اینڈریا کو اپنے آفس میں بلائیں اور اسے بھی اپنے ساتھ لے کر خفیہ راستے سے نکل کر ایس پوائنٹ پر پہنچ جائیں''...... تیمور نے کہا۔

''کالا فرعون۔ ہاں ٹھیک ہے۔ میں اس کے ذریعے ہال میں اینڈریا تک پیغام پہنچاتا ہوں۔ میں اسے اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گا''...... مارٹی نے کہا۔

''یس باس''...... تیمور نے کہا۔

''تم اگر اپنے لئے وہاں خطرہ محسوس کر رہے ہو تو تم بھی وہاں سے اپنے ساتھیوں کو لے کر نکل جاؤ۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کی ہلاکت ہم وقتی طور پر ملتوی کر دیتے ہیں۔ عمران جب وہاں سے مطمئن ہو کر چلا جائے گا تو ہم پھر ڈاکٹر خاقان عظیم کو دیکھ لیں گے''۔ مارٹی نے کہا۔

''میں بھی یہی سوچ رہا تھا باس۔ بس آپ کا حکم چاہئے تھا۔ میں اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس آ رہا ہوں''...... تیمور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کوئی اور پلاننگ بناتا ہوں اور میں چیف سے

بھی بات کرتا ہوں۔ اگر چیف نے ڈاکٹر خاقان عظیم کی ہلاکت وقتی طور پر ملتوی کرنے کی میری تجویز مان لی تو ٹھیک ہے ورنہ میں کسی اور گروپ کے ساتھ خود روتان پہنچوں گا اور ڈاکٹر خاقان عظیم کو اس کی حویلی سمیت بموں اور میزائلوں سے اُڑا دوں گا“...... مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ مجھے کہتے تو میں اب تک نجانے کب کا ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی کو اس سمیت بموں اور میزائلوں سے تباہ و برباد کر چکا ہوتا لیکن آپ کا حکم تھا کہ مجھے یا زوہاب کو ڈاکٹر خاقان عظیم کو مخصوص انداز میں اذیتیں دے کر ہلاک کرنا ہے اور اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے اس کی حویلی کے پھاٹک کے آگے ڈالنا ہے اور ساتھ ہی بلیک کارڈ پھینکنا ہے جس پر ڈارک کنگ کا مخصوص تصویر اور نشان ہے“۔ دوسری طرف سے تیمور نے کہا۔

”کوٹھی سمیت ڈاکٹر خاقان عظیم کو اُڑانا ہمارے لئے آسان ثابت ہو سکتا تھا لیکن ہم تنظیم کے اصولوں کے تحت کام کرتے ہیں۔ جب تک ہم اپنے ٹارگٹ کو اذیتیں نہ دیں اور اس کی لاش کے ٹکڑے نہ کر دیں ہمارا مشن پورا نہیں ہوتا اور پھر ہمیں ہر ٹارگٹ کو ختم کرنے کے بعد وہاں تنظیم کا کارڈ بھی پھینکنا ضروری ہوتا ہے تاکہ پوری دنیا کو علم ہو جائے کہ ڈارک کنگ تنظیم کس قدر خوفناک اور بے رحم ہے اور اس کے پنجے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بہرحال۔ اب چیف سے بات کرنے پر ہی پتہ چلے گا کہ وہ ڈاکٹر

خاقان عظیم کو حویلی سمیت میزائلوں اور بموں سے اُڑانے کی اجازت دیتا بھی ہے یا وہ تنظیم کے اصولوں پر کاربند رہ کر ہمیں ڈاکٹر خاقان عظیم کو اذیتیں دے کر ہلاک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اگر چیف نے ایسا کرنے کا حکم دیا تو ظاہر ہے پھر ہمارا ڈاکٹر خاقان عظیم تک پہنچنا بھی بے حد ضروری ہو گا“...... مارٹی نے کہا۔

”یس باس“...... تیمور نے کہا۔

”تم نکلو وہاں سے“...... مارٹی نے کہا۔

”اوکے باس“...... تیمور نے کہا تو مارٹی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات تھے۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے میز پر پڑا ہوا اپنا جدید ساخت کا سیل فون اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ اور پھر اس نے کال سینڈ کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

”یس باس۔ کالا فرعون بول رہا ہوں“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”تم کہاں ہو کالے فرعون“...... مارٹی نے پوچھا۔

”میں ہوٹل کے ہال میں موجود ہوں باس“...... دوسری طرف سے کالے فرعون نے جواب دیا۔

”کیا اینڈریا بھی ہال میں موجود ہے“...... مارٹی نے پوچھا۔

”یس باس۔ وہ میری نظروں کے سامنے ہی بیٹھی ہے“۔ کالے فرعون نے کہا۔

''میری بات دھیان سے سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں یہ ہوٹل آ چکا ہے۔ عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ میری اور اینڈریا کی جان کو خطرہ ہے۔ تم فوراً اینڈریا کے پاس جاؤ اور اسے میرا پیغام دو کہ وہ فوراً میرے آفس پہنچ جائے۔ ابھی جاؤ اور اسے جلد سے جلد میرے آفس میں بھیج دو'' ...... مارٹی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''لیس باس۔ میں ابھی اس تک آپ کا پیغام پہنچا دیتا ہوں''۔ دوسری طرف سے کالے فرعون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ تم سیل فون اس کے پاس لے جاؤ اور میری اس سے بات کراؤ۔ میں اسے خود ہی کہہ دیتا ہوں۔ تمہاری بات سن کر وہ شاید وہاں سے جلد نہ اٹھے۔ میرا حکم سنتے ہی وہ وہاں سے دوڑ پڑے گی'' ...... مارٹی نے کہا۔

''لیس باس'' ...... کالے فرعون نے کہا اور سیل فون میں ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''باس'' ...... چند لمحوں بعد اسے پھر سے کالے فرعون کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔

''کیا ہوا۔ تم نے سیل فون اینڈریا کو کیوں نہیں دیا۔ نانسنس''۔ مارٹی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اینڈریا کے پاس اس کا منگیتر میڈرڈ آ گیا ہے باس۔ وہ اس کے پاس بیٹھ گیا ہے'' ...... دوسری طرف سے کالے فرعون نے کہا تو

مارٹی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یہ احمق میڈرڈ وہاں کیسے پہنچ گیا'' ...... مارٹی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ابھی آیا ہے باس۔ ہال میں داخل ہوتے ہی اس کی نظریں اینڈریا پر پڑیں تو وہ رکے بغیر اس کے پاس چلا گیا تھا'' ...... کالے فرعون نے کہا۔

''یہ میڈرڈ آسانی سے اینڈریا کو چھوڑنے والا نہیں ہے۔ اینڈریا ابھی اسی میک اپ میں ہے جس میک اپ میں وہ عمران کے فلیٹ کی نگرانی کرنے کے لئے گئی تھی'' ...... مارٹی نے کہا۔

''لیس باس۔ وہ اسی میک اپ میں ہے اور اس کے اس میک اپ کے بارے میں میڈرڈ جانتا ہے اسی لئے وہ اسے دیکھ کر سیدھا اس کے پاس گیا ہے'' ...... کالے فرعون نے کہا۔

''ہونہہ۔ عجیب مصیبت ہے۔ اب میڈرڈ کے سامنے تم اینڈریا سے میری بات بھی نہیں کرا سکتے'' ...... مارٹی نے کہا۔

''لیس باس'' ...... کالے فرعون نے کہا۔

''ایک کام کرو'' ...... چند لمحے سوچنے کے بعد مارٹی نے چونک کر کہا۔

''لیس باس۔ حکم دیں'' ...... کالے فرعون نے کہا۔

''یہ سیل فون لے جا کر میڈرڈ کو دے دو۔ اس سے کہنا کہ ہوانا سے مارٹو کی کال ہے'' ...... مارٹی نے کہا۔

”اوکے باس“...... کالے فرعون نے کہا اور پھر سیل فون میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔

”یس۔ میڈرڈ بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک تیز مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہوانا سے مارٹو بول رہا ہوں“...... مارٹی نے آواز بدل کر انتہائی سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ باس آپ۔ لیکن آپ نے ڈائریکٹ میرے نمبر پر کال کیوں نہیں کی۔ ایک انجان آدمی کے سیل فون پر کیوں کال کی ہے اور آپ کو کیسے معلوم ہوا ہے کہ میں یہاں موجود ہوں“...... دوسری طرف سے میڈرڈ کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”یہ سب میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ میں جانتا ہوں کہ تم اس وقت اینڈریا کے پاس موجود ہو۔ سنو۔ اینڈریا کی زندگی خطرے میں ہے۔ ہال میں کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو کسی بھی وقت اینڈریا کو ٹارگٹ کر سکتے ہیں۔ میں اس وقت پاکیشیا میں ہی موجود ہوں۔ تم اینڈریا سے کہو کہ وہ مارٹی کے پاس اس کے آفس میں پہنچ جائے۔ مارٹی کے آفس میں ایک خفیہ راستہ ہے۔ وہ اسے وہاں سے آسانی سے باہر نکال دے گا۔ اس کے آفس سے خفیہ راستہ ہوٹل کے عقب میں نکلتا ہے۔ میرے آدمی وہاں ایک بند باڈی والی وین لے کر پہنچ چکے ہیں۔ مارٹی اسے جیسے ہی باہر لائے گا میرے ساتھی اسے بند باڈی والی وین میں بٹھا کر مجھ تک پہنچا

دیں گے۔ اس کے بعد میں تم سے رابطہ کروں گا اور تمہیں بتاؤں گا کہ اینڈریا اور میں کہاں ہیں پھر تم بھی وہاں پہنچ جانا“...... مارتی نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

”لیکن باس......“ میڈرڈ نے کچھ کہنا چاہا۔

”یہ بحث کرنے کا وقت نہیں ہے نانسنس۔ جلدی کرو۔ اسے فوراً مارٹی کے آفس میں بھیج دو اور خود بھی ہوٹل سے نکل جاؤ بلکہ تم ایسا کرو کہ تم اس ہوٹل سے نکل کر ہوٹل سلوانا میں پہنچ جاؤ۔ ہوٹل سلوانا کے تھرڈ فلور پر کمرہ نمبر تین سو گیارہ میں آ جاؤ۔ میں اینڈریا کو بھی وہیں پہنچا دیتا ہوں“...... مارٹی نے کہا۔

”اس سے تو بہتر ہے کہ میں خود اینڈریا کو لے کر مارٹی کے پاس اس کے آفس میں چلا جاؤں۔ جہاں وہ اینڈریا کو خفیہ راستے سے نکالے گا میں بھی اسی کے ساتھ باہر چلا جاؤں گا اور وین میں بیٹھ کر ہم دونوں ہی آپ کے پاس پہنچ جائیں گے“...... دوسری طرف سے میڈرڈ نے کہا تو مارٹی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرو۔ تم بھی اینڈریا کے ساتھ مارٹی کے آفس میں چلے جاؤ۔ میں مارٹی اور باہر موجود اپنے آدمیوں کو بھی تمہارے بارے میں بتا دیتا ہوں“...... مارٹی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”اوکے باس“...... میڈرڈ نے کہا تو مارٹی نے رابطہ ختم کر دیا۔

”ہونہہ۔ یہ میڈرڈ آسانی سے اینڈریا کو چھوڑنے والا نہیں

ہے۔ جہاں دیکھو میرے معاملات میں ٹانگ اڑانے کے لئے پہنچ جاتا ہے۔ اب مجھے اس کا انتظام کرنا ہی پڑے گا“...... مارٹی نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے سیل فون میز کی سائیڈ پر رکھا اور پھر میز کی ایک دراز کھول لی۔ اس نے میز کی دراز سے ایک ریوالور نکال کر میز پر رکھا اور پھر اس نے دوسری دراز کھولی اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا سائیلنسر نکال لیا۔ اس نے ریوالور اٹھایا اور اس کی نال پر بڑے ماہرانہ انداز میں سائیلنسر لگانے میں مصروف ہو گیا۔ سائیلنسر ریوالور پر لگا کر اس نے ریوالور اپنی گود میں رکھا اور پھر وہ بے چین نظروں سے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ جیسے ہی میڈرڈ، اینڈریا کے ساتھ اندر آئے گا وہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر میڈرڈ کو سائیلنسر لگے ریوالور سے فائر کر کے ہلاک کر دے گا اور پھر وہ اینڈریا کو لے کر آفس کے خفیہ راستے سے باہر نکل جائے گا۔

جولیا نے ہوٹل روباب کے کمپاؤنڈ میں کار موڑی اور اسے پارکنگ ایریا کی طرف لیتی چلی گئی۔ پارکنگ میں اس نے کار روکی اور پھر وہ دونوں کار سے نکل کر باہر آ گئے۔ روباب ہوٹل نیا تعمیرشدہ جدید ترین فائیو سٹار ہوٹل تھا۔ جس کی عظیم الشان پانچ منزلہ عمارت تھی۔ ہوٹل کے چاروں اطراف میں نیلی روشنیاں ناچ رہی تھیں۔ پارکنگ سے نکل کر دونوں ہوٹل کے داخلی دروازے کی طرف بڑھے۔ دروازے پر دو مسلح دربان موجود تھے۔ دونوں جیسے ہی آگے بڑھے دربانوں نے انہیں روک لیا۔

”ٹکٹ پلیز“...... ان میں سے ایک نے کہا۔

”ٹکٹ۔ کیا مطلب۔ کیا اس ہوٹل کے اندر داخل ہونے کے لئے اب پہلے ٹکٹ لینا پڑے گا“...... صفدر نے چونک کر کہا۔

”جی ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ دائیں طرف بکنگ ہے“...... اس آدمی نے کہا۔

وہ دائیں طرف آ گئے۔ بکنگ سے دو ٹکٹ لئے اور پھر دروازے کی طرف آئے۔ عین اس وقت ایک گینڈے جیسا موٹا آدمی ٹکٹ دیئے بغیر اندر داخل ہو گیا۔ دربانوں نے اسے نہ صرف سیلوٹ کیا بلکہ ایک دربان نے اس کے لئے بڑے مؤدبانہ انداز میں داخلی دروازہ کھول دیا اور وہ آدمی رکے بغیر دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔

''یہ کون تھا''...... صفدر نے پوچھا۔

''یہ ہوٹل کے مالک اور جنرل منیجر جناب مارٹی ہیں''۔ دربان نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا کہا۔ یہ۔ یہ ہوٹل کے مالک ہے''...... صفدر نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ جولیا نے چونک کر صفدر کی طرف دیکھا۔

''کیوں۔ کیا ہوا۔ تم مارٹی کا نام سن کر اس طرح سے کیوں چونکے ہو''...... جولیا نے دبی آواز میں پوچھا۔

''اندر چلیں بتاتا ہوں''...... صفدر نے کہا۔ اس نے ٹکٹ دربان کو دیئے اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔

''اب ہم اندر آ گئے ہیں۔ اب تو بتا دو۔ کیا بات ہے''۔ جولیا نے پوچھا۔

''یہ شخص اگر اس ہوٹل کا مالک ہے۔ تب پھر ہم درست جگہ آ گئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''کیوں۔ یہ تم کس بنا پر کہہ رہے ہو''...... جولیا نے پوچھا۔

''یہ بہت بڑا جرائم پیشہ آدمی ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ آج تک اس کے خلاف کوئی جرم ثابت نہیں کیا جا سکا۔ اس پر شک ہزاروں بار کیا گیا۔ اس نے ہمیشہ شک کرنے والوں کو یہی کہا کہ میرے خلاف جرم ثابت کر دو اور مجھے گرفتار کر لو''...... صفدر نے اسے بتایا۔

''لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ڈارک کنگ کے کارندے ضرور اسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''آپ بھول گئیں۔ رابرٹ نے اس سلسلے میں دو ہی ہوٹلوں کے نام لیا تھا ہوٹل روباب اور ہوٹل سن سلک۔ اگر اس گروپ نے کسی ہوٹل میں ٹھہرنے کا پروگرام بنایا ہو گا تب وہ ان میں سے کسی ایک یا پھر دونوں میں ٹھہرے ہوں گے اور اگر ہوٹل کی بجائے کسی عمارت میں ٹھہرنے کا پروگرام بنایا ہو گا تو پھر بھی انہیں تلاش کرنا مشکل کام نہیں ہو گا۔ شہر میں ایسی عمارات کو بھی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ ویسے میں ایک بات بتا دوں عمارت کرائے پر لینے کی صورت میں ان کے خلاف جلد ہی شکایت لکھوا دی جاتی۔ آس پاس کے لوگ ان کی مجرمانہ سرگرمیوں کا نوٹس فوراً لیتے۔ لہٰذا میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ ان میں سے کسی ایک ہوٹل میں ہی ٹھہرے ہیں''...... صفدر نے تفصیلی بات کرتے ہوئے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے ۔ اب آگے بڑھو۔ لوگ ہمیں گھور رہے ہیں''...... جولیا نے منہ بنایا۔

"تو گھورنے دیں۔ ہمارا کیا جاتا ہے ویسے اس کلب میں آ کر تو لطف ہی آ گیا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس میں لطف آنے والی کون سی بات ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ہال میں ہمارے مطلوبہ حلیئے کی ایک لڑکی موجود ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

"اوہ اوہ۔ کہاں ہے وہ"...... جولیا نے چونک کر کہا۔ وہ چونکہ ایک منجھی ہوئی اور تربیت یافتہ لیڈی ایجنٹ تھی اس لئے اس نے حیرانی تو ضرور ظاہر کی تھی لیکن صفدر کی بات سن کر اس لڑکی کو ڈھونڈنے کے لئے چاروں طرف نہ دیکھا تھا۔ وہ دونوں ایک خالی میز کے گرد رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جولیا نے بیٹھتے ہی نہایت محتاط انداز میں ہال کا جائزہ لیا اور پھر کچھ فاصلے پر موجود ایک میز کے پاس بیٹھی ہوئی ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئی کیونکہ یہ لڑکی بالکل ویسی ہی تھی جس کا حلیہ عمران کے ساتھ والے فلیٹ کی مالکن عورت نے بتایا تھا۔

"تو یہ یہاں موجود ہے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ رابرٹ کی دی ہوئی ٹپ کام آ گئی ورنہ ہمیں اس کی تلاش میں نجانے کہاں کہاں جوتیاں چٹخانی پڑتیں"...... صفدر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔ اس نے اپنا حلیہ بھی نہیں بدلا ہے۔ کیا یہ میک اپ میں نہیں ہے"...... جولیا نے کہا اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا ایک غیر ملکی تیز تیز چلتا ہوا اس لڑکی کے پاس پہنچا۔

"ہیلو اینڈریا۔ کیسا رہا تمہارا کل کا کیس"...... اس نوجوان نے پوچھا۔ اس نے عبرانی زبان میں بات کی تھی اور اس قدر نارمل انداز میں بات کی تھی جیسے وہ اسے یقین ہو کہ عبرانی زبان وہاں کوئی نہیں جانتا ہو گا۔

"فرسٹ کلاس۔ میں نے معلومات حاصل کر کے باس کو دے دی تھیں۔ پھر میرا کام ختم"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"سنا ہے۔ شکار باس کے ہاتھ لگ گیا ہے"...... نوجوان نے کہا۔

"ہاں لگ گیا ہے۔ یہ بھی تو سننے میں آیا ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا کے چالاک ترین لوگ ہیں۔ اُڑتی چڑیا کے پر گن لیتے ہیں لہٰذا ان سے بچنا اس قدر آسان کام نہیں ہو گا۔ سلیمان کو اغوا کرانے میں باس کی میں نے مدد تو کی ہے لیکن مجھے فکر لگی ہوئی ہے کہ سلیمان کا اغوا کہیں ہمارے لئے لینے کے دینے والا معاملہ نہ بن جائے"...... اینڈریا نے کہا۔

"کیا مطلب"...... نوجوان نے چونک کر کہا۔

''میڈرڈ۔ مجھے ابھی تک یہ بات سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ باس سپیشل سکس پر شک کیوں کر رہا ہے۔ اگر اسے ان پر شک بھی ہے تو آخر اس نے عمران کے باورچی سلیمان کو ہی کیوں اغوا کرایا ہے کہ وہ سپیشل سکس سے انوسٹی گیشن کر کے ان میں سے اس غدار کو نشاندہی کرے گا جس نے محلوال گاؤں میں آنے والے ڈاکٹر خاقان عظیم کو اس بات سے خبردار کر دیا تھا کہ وہ حویلی میں داخل نہ ہو۔ کیونکہ وہاں اسے اغوا اور قتل کرنے کا پروگرام ترتیب دے دیا گیا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق یہ کام سپیشل سکس کا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ وہ لوگ مسلسل ایس پوائنٹ پر موجود تھے''...... اینڈریا نے کہا۔

''ہو سکتا ہے انہوں نے ایس پوائنٹ سے ہی فون کر کے ڈاکٹر خاقان عظیم کو سب کچھ بتا دیا ہو''...... نوجوان نے کہا جس کا نام اینڈریا نے میڈرڈ لیا تھا۔

''ہاں۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کو ایک نامعلوم کال بھی موصول ہوئی تھی لیکن میں نے جو تحقیقات کی ہیں ان کے مطابق کسی نے ڈاکٹر خاقان عظیم کی جیب میں ایک کاغذ ڈالا تھا۔ اسی کاغذ پر لکھ کر ڈاکٹر خاقان عظیم کو خبردار کیا گیا تھا۔ اسے فون تب موصول ہوا تھا جب وہ واپس اپنی حویلی میں پہنچ گیا تھا''...... اینڈریا نے کہا۔

''تب پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ سپیشل سکس میں موجود اس غدار نے محلوال میں پہلے ہی اپنا کوئی آدمی پہنچا دیا ہو اور اسے ہدایات

دی ہوں کہ وہ کاغذ پر تحریر لکھ کر ڈاکٹر خاقان عظیم کی جیب میں ڈال دے۔ اس کے بعد اسے فون کیا گیا ہو''...... میڈرڈ نے کہا۔

''ہونے کو بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن باس کی شک کی سوئی صرف سپیشل سکس پر ہی اٹکی ہوئی ہے اور اب یہ سلیمان کسی بھی طرح میرے دماغ کے کسی خانے میں فٹ نہیں ہو رہا ہے۔ اس کے بارے میں صرف یہی کہا جاتا ہے کہ وہ جاسوس خانساماں ہے اور بس۔ وہ احمق اور ادھیڑ عمر آدمی ہے وہ بھلا کیسے معلوم کرے گا کہ سپیشل سکس سے میں سے کون غدار ہے اور کون نہیں''۔ اینڈریا نے کہا۔ ان کی باتیں سن کر جولیا اور صفدر پر ساری بات واضح ہو گئی تھی کہ سلیمان کو کس مقصد کے لئے اغوا کیا گیا ہے لیکن یہ سپیشل سکس کون تھے ان کے بارے میں انہیں ابھی تک کوئی بات واضح طور پر معلوم نہ ہوئی تھی۔ اس لئے وہ خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔

''جو کچھ بھی ہے میں تو بس ایک ہی بات جانتا ہوں''۔ میڈرڈ نے کہا تو اینڈریا چونک پڑی۔

''کون سی بات''...... اینڈریا نے چونک کر کہا۔

''سلیمان کو اغوا کر کے باس اصل میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو الجھانا چاہتا ہے تاکہ وہ سب سلیمان کو تلاش میں لگے رہیں اور وہ ہماری طرف توجہ نہ دے سکیں گے اور اس دوران باس اپنا اصل مشن مکمل کر لے''...... میڈرڈ نے کہا تو اینڈریا چونک پڑی۔

''کیا مطلب۔ باس کسی اور مشن پر بھی کام کر رہا ہے کیا''۔ اینڈریا نے چونک کر کہا۔

''میرا مطلب ڈاکٹر خاقان عظیم کی ہلاکت سے ہی ہے''۔ میڈرڈ نے کہا تو اینڈریا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں سمجھ گئی''...... اینڈریا نے کہا۔ اسی لمحے ایک سیاہ فام ویٹر تیز تیز چلتا ہوا ان دونوں کی طرف آیا۔ اس کے ہاتھ میں سیل فون تھا۔ اس نے دونوں کے قریب آ کر آہستہ آواز میں کوئی بات کی تو وہ دونوں چونک پڑے۔ پھر ویٹر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا سیل فون میڈرڈ کو دے دیا۔ میڈرڈ نے سیل فون کان سے لگایا اور پھر وہ دھیمی آواز میں بات کرنے لگا۔ اس کی آواز اتنی آہستہ تھی کہ کوشش کے باوجود وہ اس کی کوئی بات نہ سن پا رہے تھے۔

''اب کیا کریں''......صفدر نے کہا۔

''خاموشی سے بیٹھے کر تیل اور تیل کی دھار دیکھو۔ مناسب وقت پر ہم کچھ کریں گے''...... جولیا نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میڈرڈ ابھی سیل فون پر بات کر رہا تھا کہ انہوں نے اینڈریا کو اچانک اٹھ کر کھڑے ہوتے دیکھا۔ میڈرڈ کا رخ دوسری طرف تھا اس لئے وہ اینڈریا کو اٹھتے نہ دیکھ سکا۔ اینڈریا مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ایک طرف بڑھتی چلی گئی۔

''اب مجھے اس کے پیچھے جانا ہو گا۔ تم میڈرڈ پر نظر رکھنا''۔ جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اینڈریا لفٹس کی

طرف جا رہی تھی۔ جولیا بھی تیز تیز چلتی ہوئی اس کے پیچھے لفٹس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اینڈریا جیسے ہی ایک لفٹ میں داخل ہوئی جولیا بھی فوراً اس لفٹ میں داخل ہو گئی۔ اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے اینڈریا چونکی لیکن پھر وہ مطمئن ہو گئی۔ اس نے آخری منزل کا بٹن دبا دیا۔

''معاف کیجئے گا۔ مجھے ذرا جلدی ہے''...... اینڈریا نے کہا۔

''کوئی بات نہیں مجھے بھی آخری منزل پر ہی جانا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ اچھا''...... اینڈریا نے کہا اور پھر لفٹ میں خاموشی چھا گئی۔ یہاں تک کہ لفٹ رک گئی۔ اینڈریا لفٹ رکتے ہی لفٹ سے نکل کر تیزی سے برآمدے میں بڑھتی چلی گئی جولیا نے بھی جلدی جلدی قدم اٹھائے۔ اس نے اینڈریا کو ایک کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ کمرے کے دروازے سے کان لگا چکی تھی۔

''اچھا ہوا تم خود یہاں آ گئی ہو اینڈریا۔ تمہارے ساتھ میڈرڈ بھی تو تھا۔ وہ کیوں نہیں آیا ہے''...... اندر سے ایک مرد کی تیز آواز سنائی دی۔

''وہ کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ میں اسے بتائے بغیر وہاں سے اٹھ کر تمہارے پاس آ گئی۔ کیوں۔ کیا مجھے نہیں آنا چاہئے تھا باس مارٹی''...... اینڈریا نے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے ہال میں اپنے ایک آدمی کو کال کیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ وہ میڈرڈ سے میری بات کرا دی۔ میڈرڈ مجھ سے بات کر رہا تھا۔ میں نے اسے کہا تھا کہ وہ تمہیں فوراً میرے پاس بھیج دے۔ میں تمہیں یہاں سے لے کر نکلنا چاہتا ہوں''...... باس مارٹی نے کہا۔

''لیکن کیوں۔ کچھ ہوا ہے کیا''...... اینڈریا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ عمران کو اس ہوٹل کے بارے میں پتہ چل چکا ہے۔ اسے اس بات کا بھی علم ہوگیا ہے کہ پاکیشیا میں ڈارک کنگ کے گروپ کا سربراہ میں ہوں۔ وہ یا اس کے ساتھی کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ میں یہاں سے ایک سیف پوائنٹ پر شفٹ ہو رہا ہوں۔ میرے جانے کے بعد تم چونکہ یہاں اکیلی رہ جاتی اس لئے میں نے تمہیں بھی ساتھ لے جانے کا سوچا تھا۔ میں نے تمہیں کئی بار کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن شاید تمہارا سیل فون تمہارے پاس موجود نہ تھا''...... مارٹی نے کہا۔

''ہاں۔ میں اپنا سیل فون اپنے روم میں بھول گئی تھی۔ لیکن مجھے کسی سے کیا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ میں نے تو بس عمران کے فلیٹ کی نگرانی کی تھی اور بس''...... اینڈریا نے کہا۔

''تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نہیں جانتی ہو اینڈریا۔ وہ بہت خطرناک ہیں۔ سلیمان کے اغوا میں تمہارا بھی ہاتھ

ہے۔ تمہارے بارے میں انہیں آسانی سے اس عورت کے ذریعے کلیو مل سکتا ہے جس کی تم نے مدد لی تھی۔ وہ عمران یا اس کے ساتھیوں کو تمہارا حلیہ بتا سکتی ہے اور تمہارے حلیئے کی بنا پر تمہیں تلاش کرتے ہوئے وہ یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ تم نے ابھی تک وہی میک اپ کر رکھا ہے۔ تمہیں چاہئے تھا کہ یہاں آ کر کم از کم اپنا میک ہی بدل لیتی۔ بہرحال ان ساری باتوں کو چھوڑو۔ میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا ہوں اس لئے تم میرے ساتھ چلو۔ ہم دونوں عقبی راستے سے نکل کر سیف پوائنٹ پر جائیں گے''...... مارٹی کی آواز سنائی دی۔

''حیرت ہے۔ ڈارک کنگ کے ٹاپ گروپ کا باس مارٹی جو خود کو بڑا تیس مار خان کہتا ہے۔ اس قدر بزدلانہ اور حیرت انگیز باتیں کر رہا ہے''...... اینڈریا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ان لوگوں کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ ان لوگوں سے بچنے کے لئے ہمیں یہ سب کرنا ہی ہو گا اینڈریا۔ تم چلو۔ ابھی چلو میرے ساتھ اور......'' مارٹی کہتے کہتے رک گیا۔

''کیا ہوا''...... اینڈریا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''خاموش رہو''...... اندر سے باس مارٹی کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو اسی لمحے جولیا کو خطرہ سا محسوس ہوا۔ وہ تیزی سے مڑی اور سائیڈ پر موجود ایک پلر کے پیچھے آ گئی۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور بھاری بھرکم اور گینڈے جیسی جسامت والا آدمی ہاتھ میں

مشین پسٹل لئے تیزی سے باہر آ گیا اور حیرت زدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ جولیا اسے پلر کی ایک سائیڈ سے آسانی سے دیکھ سکتی تھی۔ ادھیڑ عمر کے اس طرح حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے پر جولیا سمجھ گئی کہ اسے باہر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا اسی لئے وہ تیزی سے دروازے کی طرف آیا تھا اور اس نے فوراً دروازہ کھول لیا تھا۔ جولیا نے فوراً ہی خطرہ بھانپ لیا تھا اس لئے وہ تیزی سے پلر کے عقب میں پہنچ گئی تھی اور باس کو وہاں دروازے پر کوئی دکھائی نہ دیا تھا۔

باس چند لمحے چاروں طرف دیکھتا رہا پھر اس نے سر جھٹکا اور واپس مڑ گیا۔ اندر جاتے ہی اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اندر سے چٹخنی لگنے کی آواز سن کر جولیا تیزی سے پلر کے پیچھے سے نکلی اور اس کے کان دوبارہ دروازے سے لگ گئے۔

''مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے باہر کوئی ہماری باتیں سن رہا ہے۔ اسی لئے میں باہر گیا تھا لیکن باہر کوئی نہیں تھا''...... مارٹی کی آواز سنائی دی تو جولیا کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے آپ زیادہ ہی خوفزدہ ہیں باس۔ اس خوف نے ہی شاید آپ کو اس قدر وہمی بنا دیا ہے''...... اینڈریا کی جھلاہٹ بھری آواز سنائی دی۔ باس نے کوئی جواب نہ دیا۔ ابھی جولیا نے یہ باتیں سنی تھیں کہ اچانک اسے اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ جولیا تیزی سے مڑی لیکن دیر ہو

چکی تھی۔ اسی لمحے اس کے سر پر قیامت سی ٹوٹ پڑی اور اس کی آنکھوں کے سامنے رنگ برنگے تارے سے ناچ اٹھے۔ جولیا نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے اسے اپنے سر پر ایک اور ضرب لگتی ہوئی محسوس ہوئی اور دوسرے لمحے اس کے دماغ پر اندھیرے کی دبیز چادر سی پھیل گئی اور وہ خالی ہوتی ہوئی کسی ریت کی بوری کی طرح گرتی چلی گئی۔

عمران نے روباب ہوٹل جانے کا پروگرام بنایا تھا۔ وہ زوہاب کی بتائی ہوئی اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ آیا روباب ہوٹل کا مالک مارٹی ہی ڈارک کنگ کے گروپ کا باس ہے یا نہیں۔ اس کے لئے اس کا ایک بار مارٹی سے ملنا ضروری تھا۔ وہ تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا روباب ہوٹل پہنچا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی تو یہ دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا کہ پارکنگ میں جولیا کی کار بھی موجود تھی۔

''کیا مطلب۔ یہ جولیا یہاں کیا کر رہی ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے پارکنگ بوائے اس کے پاس آیا اور اس نے اسے پارکنگ کارڈ دے دیا اور واپس جانے کے لئے مڑا۔

''سنو''...... عمران نے اس لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی صاحب''...... لڑکے نے رک کر اور اس کی طرف مڑتے

ہوئے کہا۔

''اس کار کے بارے میں کچھ جانتے ہو''...... عمران نے جولیا کی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں صاحب۔ یہ کار ایک گھنٹہ پہلے یہاں آئی ہے''۔ لڑکے نے جواب دیا۔

''کون تھا اس کار میں''...... عمران نے پوچھا۔

''دو افراد تھے جناب۔ ایک خاتون تھیں اور ایک نوجوان آدمی''...... لڑکے نے کہا۔

''تم نے کہا ہے کہ کار ایک گھنٹہ پہلے آئی ہے پھر تمہیں یہ بات کیسے یاد ہے کہ اس کار میں ایک مرد اور ایک عورت تھی''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اس کار کے بعد صرف ایک اور کار آئی تھی جناب یا پھر اب آپ آئے ہیں۔ اس لئے مجھے یاد رہ گیا''...... لڑکے نے جواب دیا۔

''کیا وہ دونوں ہوٹل میں گئے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں''...... لڑکے نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ پارکنگ سے نکل کر باہر آیا ہی تھا کہ اسی لمحے ایک نوجوان تیز تیز چلتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ عمران نے اسے دیکھ کر فوراً پہچان لیا۔ یہ تنویر تھا۔

''تم یہاں''...... تنویر نے آگے بڑھ کر عمران سے مخاطب ہو کر

کہا۔

''کیوں۔ مجھے یہاں دیکھ کر تمہارے پیٹ میں گڑبڑ شروع ہو گئی ہے کیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ جولیا اور صفدر تمہاری اور سلیمان کی تلاش میں یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق تمہیں فلیٹ سے سلیمان سمیت اغوا کر لیا گیا ہے''...... تنویر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''مجھے اور سلیمان کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ میں کچھ سمجھا نہیں''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے اور دوسرے ساتھیوں کو مس جولیا نے کال کر کے بتایا تھا کہ راستے میں صفدر نے ایک کار میں سلیمان کو بے ہوشی کی حالت میں جاتے دیکھا تھا۔ وہ ایک چوراہے پر موجود تھے۔ کار ان سے پہلے نکل گئی تھی اس لئے وہ اس کار کے پیچھے نہ جا سکے تھے۔ اس کے بعد وہ دونوں تمہارے فلیٹ پر پہنچے تو تمہارے فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ اندر گئے۔ فلیٹ کے اندر بے ہوشی کی گیس کی بو تھی۔ وہاں چار افراد کے جوتوں کے نشان تھے۔ انہوں نے چیف کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد جولیا اور صفدر نے تمہارے فلیٹ کے ساتھ والے فلیٹ کی ایک خاتون سے معلومات حاصل کیں تو اس نے انہیں بتایا کہ ایک غیر ملکی لڑکی پچھلے چند روز سے اس سے ملنے آتی رہی ہے اور اس نے باتوں باتوں میں عمران

اور سلیمان کے بارے میں خاصی معلومات حاصل کی تھیں۔ جولیا اور صفدر کے اندازے کے مطابق وہ لڑکی تمہارے فلیٹ کی نگرانی کر رہی تھی''...... تنویر نے عمران کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اب تم یہاں کیا کر رہے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''مس جولیا نے اس لڑکی کو تلاش کرنے کے لئے سب کو احکامات دیئے تھے۔ میں بھی لڑکی کی تلاش میں نکلا ہوا تھا۔ میں اس راستے سے گزر رہا تھا تو میں نے جولیا کی کار اس ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھی۔ اس کے ساتھ صفدر تھا۔ کچھ سوچ کر میں بھی یہاں آ گیا۔ میں باہر رک کر ان کا انتظار کر رہا تھا۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد میں نے سوچا کہ میں اندر جا کر دیکھوں کہ جولیا اور صفدر کہاں ہیں۔ اس ہوٹل میں داخلے کے لئے ٹکٹ لینی پڑتی ہے۔ میں نے ٹکٹ لی اور ہال میں داخل ہوا۔ ہال میں کافی لوگ موجود تھے لیکن مجھے جولیا اور صفدر کہیں دکھائی نہ دیئے۔ ان کے بارے میں، میں نے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی، چند ویٹرز سے بھی بات کی لیکن ان کے کہنے کے مطابق یہاں جولیا اور صفدر آئے ہی نہیں تھے جبکہ ان کی کار بدستور پارکنگ میں موجود ہے۔ مجھے معاملہ گڑبڑ لگا تو میں کچھ سوچ کر ہوٹل سے باہر آ گیا اور یہ سوچنے لگا کہ مجھے اس سلسلے میں اب کیا کرنا چاہئے۔ پھر میں نے سوچا کہ میں چیف کو کال کر کے ساری صورتحال بتا دوں۔ میں چیف کو کال کرنے کے لئے سائیڈ پارک کی طرف جا رہا تھا تو تم مجھے دکھائی

دیئے اور میں یہاں آ گیا“...... تنویر نے کہا۔

”تمہارے کہنے کے مطابق اگر وہ دونوں اس ہال میں ہی گئے تھے پھر وہ اچانک غائب کیسے ہو گئے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ سلیمان کے اغوا ہونے کا سن کر وہ بھی حیران ہو رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ سلیمان کو اغوا کرنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔

”میں خود بھی حیران ہوں کہ آخر وہ گئے کہاں۔ میں نے تو پورا ہوٹل چھان مارا ہے لیکن وہ مجھے کہیں نہیں ملے“...... تنویر نے کہا۔

”پورے ہوٹل کی تلاشی۔ تم نیند میں تو نہیں ہو تنویر“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب“...... تنویر نے چونک کر اس کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ عمران کا انداز طنزیہ تھا۔

”اس پورے ہوٹل کی تلاش لینے کے لئے تو سو آدمیوں کی ضرورت پڑے گی اور تم کہہ رہے ہو کہ تم اکیلے نے پورے ہوٹل کو چھان مارا ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ میرا مطلب تھا میں نے ہال اور دوسری عام جگہوں پر انہیں دیکھ لیا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ انہیں اس لڑکی کا پتہ چل گیا ہو۔ وہ لڑکی اسی ہوٹل میں مقیم ہو۔ کیا تم نے ہوٹل کے کمرے چیک کئے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں اکیلا یہ سب نہیں کر سکتا تھا۔ میں اسی سلسلے میں چیف سے بات کرنا چاہتا تھا کہ چیف سے ہدایات لے کر کوئی قدم اٹھاؤں اور جا کر ہوٹل کے منیجر سے بات کروں اور پھر اس کے ساتھ مل کر ہوٹل کے کمروں کی چیکنگ کروں کہ وہ دونوں کہاں ہیں“...... تنویر نے کہا۔

”اچھا ہوا کہ تم ڈائریکٹ ہوٹل منیجر کے پاس نہیں پہنچ گئے ورنہ جس طرح جولیا اور صفدر غائب ہوئے ہیں اسی طرح تمہیں بھی غائب کر دیا جاتا“...... عمران نے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

”مجھے بھی غائب کر دیا جاتا۔ کیا مطلب کیا تم پاگل ہو گئے ہو“...... تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”تم ہوٹل کے جس منیجر کی بات کر رہے ہو اس کا نام مارٹی ہے اور اس کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ بین الاقوامی تنظیم ڈارک کنگ کے گروپ کا مقامی باس ہے اور یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے اسی کی ہدایات پر ہو رہا ہے اور تم نے جولیا اور صفدر کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس سے تو مجھے یہی لگ رہا ہے کہ مارٹی یا اس کے ساتھیوں کو ان دونوں کا علم ہو گیا ہو گا اور انہوں نے انہیں غائب کر دیا ہے۔ اب مارٹی ہی ہمیں بتائے گا کہ سلیمان، جولیا اور صفدر کہاں ہیں“...... عمران نے کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا اور پھر عمران نے اسے مختصر طور پر ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ میں ہونے والی کارروائی کے بارے میں بتا دیا۔

"تو پھر ہمیں فوراً جا کر اس مارٹی کی گردن دبوچ لینی چاہئے۔ میں اس کی بوٹیاں اُڑا دوں گا اگر اس نے جولیا اور صفدر کے بارے میں نہ بتایا تو"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"شانت ہو جاؤ بھائی۔ جولیا اور صفدر اگر اس ہوٹل میں ہیں تو مجھے یقین ہے کہ سلیمان بھی یہیں ہو گا لیکن یہ ان کا اڈا ہے اس لئے ہمیں انتہائی محتاط انداز میں کام کرنا ہو گا۔ ڈارک کنگ ایک بے رحم اور انتہائی سفاک تنظیم کا نام ہے۔ یہ جہاں بھی اپنا گروپ بناتی ہے اس گروپ کے لئے بے رحم، سفاک اور جلاد صفت انسانوں کا ہی انتخاب کرتی ہے تاکہ خصوصیات کی وجہ سے دنیا میں ڈارک کنگ کا نام مشہور رہے۔ مارٹی اور اس کا گروپ بھی کم خطرناک نہیں ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری ڈائریکٹ کارروائی کے نتیجے میں وہ سلیمان، صفدر اور جولیا کو نقصان پہنچا دیں"...... عمران نے کہا۔

"اگر یہ لوگ، بے رحم، سفاک اور جلاد صفت ہیں تو میں بھی ان کے لئے خونخوار درندہ بن جاؤں گا اور ان کا ایسا بھیانک حشر کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی ان کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی۔ تمہیں کچھ نہیں کرنا تو نہ کرو۔ میں اندر جا رہا ہوں اور اندر جاتے ہی میں مارٹی کا بھیانک حشر کروں گا"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر تم نے اپنے طور پر ہی کارروائی کرنی ہے تو پھر جاؤ۔ لیکن

چیف کو بھی تم ہی جواب دو گے۔ یہ سوچ لو"...... عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم کیا چاہتے ہو"...... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ چلو"...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں آگے بڑھے۔ عمران نے ونڈو سے جا کر ٹکٹ حاصل کیا۔ تنویر کے پاس پہلے ہی ٹکٹ موجود تھا اس لئے اس نے نیا ٹکٹ نہ لیا تھا۔ عمران ٹکٹ لے کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا تو تنویر بھی اس کے ساتھ چل پڑا۔

"یہ اپنی نوعیت کا پہلا ہوٹل ہے جس میں داخل ہونے کے لئے پہلے ٹکٹ لینا پڑتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"اس ہوٹل میں مال پلازہ، جم اور بچوں کے لئے پلے لینڈ بھی بنائے گئے ہیں۔ باہر ان کے باقاعدہ بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ شاید اسی لئے اندر داخل ہونے کے لئے ٹکٹ جاری کئے جاتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مین ڈور کے پاس پہنچ کر انہوں نے دربانوں کو ٹکٹیں دکھائیں اور پھر وہ دروازے سے ہال میں داخل ہو گئے۔ عمران نے ہال پر ایک طائرانہ نظر ڈالی اور پھر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں دو لڑکیاں موجود تھیں۔ دائیں طرف ایک لڑکی الگ سے انکوائری کے لئے بیٹھی ہوئی تھی۔

"یس پلیز"...... لڑکی نے انہیں دیکھ کر کاروباری انداز میں

مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام اینگری برڈ ہے۔ میں لائٹ سٹی سے آیا ہوں۔ ایک بگ ڈیل کے سلسلے میں مجھے ہوٹل کے مالک مارٹی سے ملنا ہے"۔ عمران نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔

"آپ باس سے کس بگ ڈیل کے سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں جناب"...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوٹل بزنس کی بات ہے جو میں مسٹر مارٹی سے ہی کروں گا"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"لیکن باس تو یہاں موجود نہیں ہیں۔ وہ یہاں آئے ضرور تھے لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے سر خاور نے بتایا ہے کہ باس چلے گئے ہیں"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"یہ سر خاور کون ہیں اور مسٹر مارٹی کہاں گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"سر خاور باس کے نمبر ٹو ہیں۔ ان کے بعد وہی ہوٹل کا انتظام سنبھالتے ہیں اور باس کہاں گئے ہیں یہ بات سوائے سر خاور کے کوئی نہیں جانتا"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"یہ سر خاور کہاں ملیں گے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ اپنے آفس میں موجود ہیں لیکن......" لڑکی کہتے کہتے رک گئی۔

"لیکن کیا"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ بغیر اپوائنٹمنٹ کے کسی سے نہیں ملتے۔ آپ مجھے اپنا کارڈ دے دیں۔ میں ان کو آپ کے بارے میں بتا دیتی ہوں اگر وہ چاہیں گے تو آپ سے مل لیں گے ورنہ معذرت کر لیں گے"...... لڑکی نے کہا۔

"آپ ہمیں ان کے آفس کا راستہ بتا دیں۔ ہم ایک بار خود جا کر ان سے بات کریں گے۔ اگر انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا تو ہم واپس آ جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ آپ رکیں میں سر سے فون پر بات کرتی ہوں۔ کیا نام بتایا تھا آپ نے"...... لڑکی نے گھبرا کر کہا۔

"آپ انہیں اینگری برڈ کا نام اور ٹپ کے لئے بلیک لائن بتا دیں"...... عمران نے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگی اور پھر اس نے رسیور کان سے لگا لیا۔

"سر کاؤنٹر پر دو صاحبان آئے ہیں۔ وہ باس سے ملنا چاہتے تھے لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ باس نہیں ہے اور ساتھ ہی میں نے انہیں آپ کے بارے میں بھی بتا دیا۔ اس لئے اب وہ ہوٹل بزنس کے سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... لڑکی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور پھر خاموش ہو کر دوسری طرف کی بات سننے لگی۔

"یس سر۔ ایک صاحب نے اپنا نام اینگری برڈ اور ٹپ کے طور پر انہوں نے بلیک لائن بتایا ہے"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"او کے۔ تو پھر میں ان سے کیا کہوں"...... لڑکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر"...... لڑکی نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"سوری۔ سر نہ تو کسی اینگری برڈ کے بارے میں کچھ جانتے اور نہ ہی انہیں آپ کی دی ہوئی بلیک لائن ٹپ کے بارے میں کچھ معلوم ہے ۔ اس لئے آپ جا سکتے ہیں"...... لڑکی نے کہا تو اس کا جواب سن کر تنویر طیش بھرے انداز میں لڑکی کی طرف بڑھا لیکن عمران نے فوراً ہاتھ اٹھا کر اسے آگے بڑھنے سے روک دیا۔

"آپ ایک منٹ میری سر خاور سے بات کرائیں"...... عمران نے اس بار قدرے سرد لہجے میں کہا تو لڑکی کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔ اس کا ہاتھ بے اختیار ایک بار پھر فون کی طرف بڑھا اور اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور رسیور کان سے لگا لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے سر خاور سے بات کرتی عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس سے رسیور کھینچ کر اپنے کان سے لگا لیا۔

"سر خاور۔ میں اینگری برڈ ہوں۔ ٹپ کے لئے آپ کو بلیک لائن کا نام بتایا گیا تھا۔ بلیک لائن پاکیشیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ہے جس کے پاس اتنے اختیارات موجود ہیں کہ ایک منٹ کے اندر آپ کا یہ ہوٹل نہ صرف خالی کرایا جا سکتا ہے بلکہ اسے مکمل طور

پر سیلڈ بھی کیا جا سکتا ہے۔ آپ کے پاس سوچنے کے لئے دو منٹ ہیں۔ دو منٹ میں یا تو آپ ہم سے ملاقات کریں گے یا پھر اپنے ہوٹل کو سیلڈ کرانے کے لئے تیار ہو جائیں"۔ عمران نے دوسری طرف سے سر خاور کی بات سنے بغیر تیز اور سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہوٹل سیلڈ ہو جائے گا"۔ لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لڑکی نے چونک کر فوراً رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر۔ یس سر۔ او کے سر"...... لڑکی نے دوسری طرف کی بات سنتے ہوئے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"سر آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... لڑکی نے کہا تو عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔ لڑکی نے اشارے سے ایک ویٹر کو اپنی طرف بلایا۔

"ان دونوں صاحبان کو سر خاور کے آفس میں لے جاؤ"۔ لڑکی نے کہا۔

"آئیں جناب"...... ویٹر نے کہا اور پھر وہ ایک طرف چل پڑا تو عمران اور تنویر اس کے پیچھے چل پڑے۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو۔ اس لڑکی سے اس طرح بات کرنے کی

کیا ضرورت تھی تمہیں''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''یہ ایک پبلک ہوٹل ہے۔ یہاں غیر ملکیوں کے ساتھ مقامی افراد بھی موجود ہیں۔ ہال میں مقامی افراد کی زیادہ تعداد ہے۔ میں خواہ مخواہ یہاں بکھیڑا کھڑا نہیں کرنا چاہتا تھا''۔ عمران نے کہا تو تنویر خاموش ہو گیا۔ ویٹر انہیں کاؤنٹر کی سائیڈ پر بنی ہوئی ایک راہداری کی طرف لے گیا اور پھر وہ دو تین راہداریوں سے گزار کر انہیں ایک کمرے کے دروازے کے پاس لے آیا۔

''یہ سپیشل لفٹ ہے جناب۔ آپ لفٹ میں چلے جائیں۔ لفٹ آپ کو انڈر گراؤنڈ فلور پر لے جائے گی اور ایک راہداری میں کھلے گی۔ آپ لفٹ سے نکل کر بالکل سیدھے جائیں گے تو سامنے آپ کو سر خاور کا آفس نظر آ جائے گا''...... ویٹر نے کہا۔

''کیوں۔ کیا تم ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''نہیں جناب۔ مجھے اس سے آگے جانے کی اجازت نہیں ہے''...... ویٹر نے کہا۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھا لیکن وہ ایک عام سا ویٹر تھا۔ اس کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر موجود نہیں تھا جس پر عمران شک کرتا۔ ویٹر نے دروازے کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو اسی لمحے دروازہ کھل گیا۔ عمران نے تنویر کو اشارہ کیا اور لفٹ میں داخل ہو گیا۔ تنویر بھی اس کے ساتھ اندر آ گیا۔ اس کے اندر آتے ہی لفٹ کا دروازہ بند ہوا اور وہ تیزی سے

نیچے اترتی چلی گئی۔

لفٹ واقعی ایک راہداری میں جا کر رک گئی۔ وہ لفٹ سے نکل کر باہر آ گئے۔ راہداری بالکل ویران تھی۔ دائیں بائیں کمرے موجود تھے۔ عمران کو انجانے خطرے کا احساس ہو رہا تھا۔ تنویر بھی کافی محتاط دکھائی دے رہا تھا۔

''گویا جال بچھایا جا چکا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے''...... تنویر نے جواب دیا۔ اس کا ہاتھ اپنی جیب میں تھا۔ اس نے جیب میں موجود مشین پسٹل پکڑ رکھا تھا جسے وہ خطرے کی صورت میں کسی بھی وقت نکال سکتا تھا۔

''سر خاور کے آفس میں جانے سے پہلے ہمیں ان کمروں کو ایک نظر دیکھ لینا چاہئے''...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر انہوں نے ایک ایک کمرے کے تالے کے سوراخ سے اندر جھانکنا شروع کر دیا۔ کئی کمرے انہیں بالکل خالی نظر آئے۔ کئی کمروں میں سامان رکھا نظر آیا۔ لیکن کسی کمرے میں بھی کوئی انسان نظر نہ آیا۔ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ وہ سب کہیں چھپے ہوئے تھے۔ آخر وہ سامنے والے کمرے کے دروازے کے پاس پہنچ گئے۔ دروازہ بند تھا۔ دروازے کے باہر کوئی نیم پلیٹ نہیں لگی ہوئی تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر دروازے کے کی ہول سے

آنکھ لگائی تو کمرے میں تیز روشنی تھی۔ اس روشنی میں اسے کمرے کا منظر دکھائی نہ دے رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے دروازے کے عین سامنے تیز روشنی کا بلب روشن ہو۔ یہی روشنی عمران کی آنکھ میں پڑی تھی۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر وہ سیدھا ہوا اور اس نے تنویر کو ہوشیار رہنے کا اشارہ کیا۔ تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر فوراً جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ عمران نے دروازے پر انگلی کا ہک بنا کر دستک دی۔

''اندر آ جاؤ''...... اندر سے ایک تیز اور غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''اندر کوئی گڑبڑ ضرور ہے اور یہ روشنی نجانے کیسی تھی''۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر راہداری کی طرف دیکھا اور پھر دروازے پر ہلکا سا دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا گویا اندر سے بند نہیں تھا۔

''پنجرہ۔ یہ کمرہ ہمارے لئے ایک پنجرہ ہے''...... عمران نے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

''پنجرہ''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے بھی جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔

''اوہ۔ یہ کیا ہے''...... اچانک تنویر نے کہا تو عمران تیزی سے مڑا اور یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ راہداری کے دائیں بائیں سے

گہرے دھوئیں کی چادر سی پھیلنے لگی اور پھر دھوئیں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ صرف درمیان میں ایک جگہ بچی تھی۔ جہاں ابھی تک دھواں نہیں پہنچا تھا لیکن کسی لمحے بھی دھواں وہاں بھی پہنچ سکتا تھا۔ عمران کا ذہن پوری طرح بیدار تھا۔ گویا دشمن چاہتا ہے میں ہم سر خاور کے آفس میں داخل ہوں۔ اس خیال کے ساتھ ہی اس نے سامنے والے خالی کمرے کے دروازے پر ایک زوردار ٹکر رسید کی۔ وہ کھل گیا۔ لیکن گرا نہیں۔ عمران آن واحد میں کمرے میں داخل ہو گیا۔ تنویر بھی اچھل کر اس کے پیچھے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرہ خالی تھا۔ کمرے میں دھواں نہ تھا لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی انہیں احساس ہونے لگا تھا کہ وہاں کوئی چھپا ہوا ہے۔ سامنے ہی دیوار میں ایک اور دروازہ تھا۔ انہوں نے اس کو دھکیلا لیکن وہ اندر سے بند تھا۔

''اس طرف جو کوئی بھی ہے۔ دروازہ کھول کر سامنے آ جائے ورنہ میں یہ دروازہ بھی توڑ دوں گا''...... عمران نے بلند آواز اور انتہائی سرد لہجے میں کہا لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ عمران نے تنویر کو اشارہ کیا تو تنویر نے آگے بڑھ کر دروازے کو زوردار ٹکر ماری۔ پھر وہ پیچھے ہٹا اور پھر اس نے تیزی سے دوڑ کر ایک بار پھر دروازے کو ٹکر ماری۔ دروازہ کی چولیں ہل گئیں لیکن نہ وہ ٹوٹا اور نہ کھلا۔ تنویر ایک بار پھر پیچھے ہٹا۔ اس نے دوڑ لگا کر دروازے کو ایک بار پھر ٹکر مارنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ وہ

دروازے سے ٹکراتا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ دروازے کو کھلتا دیکھ کر تنویر نے خود کو فوراً روک لیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو کھلے ہوئے دروازے سے ہوتا ہوا وہ یقیناً دوسری طرف جا گرتا۔ کمرے میں ایک لڑکی اور چھ آدمی موجود تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جن کا رخ ان کی طرف تھا۔

''مشین پسٹل پھینک دو اور اندر آ جاؤ''...... لڑکی نے انہیں دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''اگر ہم ایسا نہ کریں تو''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تو تمہاری موت یقینی ہو گی۔ اپنے پیچھے دیکھو''...... لڑکی نے طنزیہ لہجے میں کہا تو عمران اور تنویر نے پلٹ کر دیکھا اور یہ دیکھ کر انہوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ ان کے عقب میں بھی پانچ مشین گن بردار کھڑے تھے۔ وہ نجانے کب ان کے پیچھے اندر آ گئے تھے۔

''اب کیا کہتے ہو''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھینک دو پسٹل''...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیکن......'' تنویر نے کہنا چاہا۔

''میرے بھائی ہم گیارہ مشین گنوں کی زد میں ہیں۔ ان میں سے ایک بھی مشین گن چل گئی تو ہمارے جسم چھلنی ہو جائیں گے۔ مشین گنوں کی گولیاں کھا کر ہم دونوں کو بے موت بھی مرنا پڑے گا

اور کنوارا بھی۔ میرا تو ایسا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ اگر تم نے کنوارا مرنے کا پروگرام بنا لیا ہے تو تمہاری مرضی''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل ایک طرف پھینک دیا۔ اسے مشین پسٹل پھینکتا دیکھ کر تنویر تلملا کر رہ گیا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اکیلا ہی ان گیارہ افراد پر ٹوٹ پڑے لیکن عمران کے مشین پسٹل پھینکنے کا مطلب تھا کہ اس نے خود کو ان کے سامنے سرنڈر کر دیا ہے۔ اس نے بھی منہ بناتے ہوئے مشین پسٹل پھینک دیا۔

''گڈ۔ اب آ جاؤ اندر''...... لڑکی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے میں آ گیا۔ کمرہ زیادہ بڑا نہ تھا۔ کمرے میں کسی قسم کا کوئی سامان موجود نہ تھا۔

''کیا پروگرام ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''رنگین''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''رنگ تو خیر میں روشنی کی شکل میں تمہارے سیکنڈ باس کے کمرے میں بھی دیکھ چکا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا اسی لئے ان کے کمرے میں داخل نہیں ہوئے''۔ لڑکی نے کہا۔

''ہاں ایسے رنگ مجھے اچھے نہیں لگتے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اب تو تم دونوں کو اس کمرے میں جانا ہی پڑے گا''۔ ایک مشین گن بردار نے کہا۔

”وہ کس لئے“...... عمران نے پوچھا۔

”گیارہ مشین گنوں کی موجودگی میں کہہ رہے ہیں کہ وہ کس لئے“...... اس نے کہا۔

”ہاں کہہ رہا ہوں۔ کہنے میں کیا حرج ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”احمقانہ باتیں چھوڑو اور قدم اٹھاؤ“...... اس آدمی نے کہا۔

”اگر نہ اٹھاؤں تو کیا کرو گے“...... عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہمیں فائرنگ کرنے کی اجازت ہے۔ چاروں اطراف سے تم پر فائرنگ ہو گی اور پھر تمہارے جسم چھلنی ہو جائیں گے“...... لڑکی نے کہا۔

”تم سب احمق ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے اینگری مین یہاں اکیلا آیا ہو گا۔ ہوٹل کے باہر میرے بے شمار مسلح ساتھی موجود ہیں۔ اگر ہم نے دس منٹ تک ان سے رابطہ کر کے انہیں اپنی خیریت سے مطلع نہ کیا تو وہ ہوٹل میں گھس جائیں گے اور پھر تمہارے اس ہوٹل کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بلیک لائن کو تو ہم نہیں جانتے لیکن ہمیں یہ ضرور علم ہے کہ تم عمران ہو اور یہ تمہارا ساتھی یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتا ہے۔ ہوٹل میں خطرے کے پیش نظر ہم نے بھی حفاظت کے تمام

انتظامات کر رکھے ہیں۔ اگر نیچے پاکیشیا سیکرٹ سروس موجود ہے تو پھر وہ بھی اس وقت ہمارے مسلح افراد کے گھیرے میں ہو گی۔ وہ ہوٹل کی اینٹ سے اینٹ کیا بجائیں گے۔ ہمارے ساتھی ان سب کو ایک لمحے میں ہلاک کر دیں گے۔ یہ عام ہوٹل نہیں ہے۔ ہم نے اس ہوٹل کی حفاظت کے جدید ترین انتظامات کر رکھے ہیں“......لڑکی نے کہا۔

”تم کون ہو“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام اینڈریا ہے۔ اینڈریا مارین۔ مجھے معلوم ہے کہ تم یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہو عمران لیکن میں اور میرے ساتھی تمہارا مقصد پورا نہیں ہونے دیں گے“......لڑکی نے غراتے ہوئے کہا۔

”تو تمہارا تعلق ڈارک کنگ سے ہے“...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں“...... اینڈریا نے بے خوفی سے کہا۔

”تو ہمارے ساتھیوں کو غائب کرنے میں تمہارا ہاتھ ہے“۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ وہ ہمارے قبضے میں ہیں“...... اینڈریا نے جواب دیا۔

”کہاں ہیں وہ“......عمران نے پوچھا۔

”وہ جہاں بھی ہیں۔ خیریت سے ہیں اور تمہیں بھی وہیں پہنچا

دیا جائے گا''...... اینڈریا نے کہا اور پھر اچانک عمران کو اپنے عقب میں خطرے کا احساس ہوا۔ وہ تیزی سے مڑا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ ان کے عقب میں موجود دو مشین گن بردار دبے پاؤں ان کے قریب پہنچ گئے تھے۔ جیسے ہی وہ مڑے ان دونوں کے سروں پر ایک ساتھ قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے ایک بار پھر ان کے سروں پر دھماکے ہوئے اور پھر عمران کو اپنے دماغ میں اندھیرا بھرتا ہوا محسوس ہوا۔ تیسری ضرب نے اسے دنیا مافیا سے بے گانہ کر دیا اور وہ بے ہوش ہو کر گرتا چلا گیا۔

سلیمان نے کمرے کا جائزہ لیا۔ اس میں ایک ہی دروازہ تھا۔ چھت بہت اونچی تھی۔ دو روشن دان تھے۔ جو چھت کے حساب سے ہی اونچے تھے۔ نیچے دروازے کے سامنے ایک کھڑکی بھی تھی لیکن اس کا دروازہ بھی بند تھا اور صاف ظاہر ہے، دروازے کے دوسری طرف اس میں لوہے کی سلاخیں بھی موجود ہوں گی۔ گویا فرار ہونے کے فی الحال کوئی امکانات نہیں تھے۔ کمرے سے باہر انہوں نے کیا انتظامات کر رکھے تھے اس بارے میں اسے کچھ اندازہ نہیں تھا۔ اب وہ مجبور تھا تفتیش کرنے پر، لہٰذا اس نے چہرے پر مسکراہٹ طاری کر لی۔

''تم لوگ۔ میرا مطلب ہے کہ ڈارک کنگ تنظیم کا گروپ پاکیشیا میں کب سے موجود ہے''...... سلیمان نے پوچھا۔

''ہم یہاں پچھلے تین ہفتوں سے موجود ہیں۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... آفندی نے چونک کر کہا۔

"ویسے ہی پوچھ رہا ہوں"...... سلیمان نے کہا۔

"پاکیشیا میں ڈارک کنگ کا کوئی گروپ پہلے کبھی نہیں بھیجا گیا تھا اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کی گئی تھی۔ اب اچانک ہی اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی تو چیف نے باس اور اس کے گروپ کو یہاں بھیج دیا اور ہمارے گروپ کو پاکیشیا بھیجنے کے بعد ڈارک کنگ کے چیف کا خیال ہے کہ پوری دنیا میں اس تنظیم کے آدمیوں کی سب سے زیادہ ضرورت پاکیشیا میں ہی تھی لیکن یہ بات بہت دیر بعد محسوس کی گئی۔ اب سے دس سال پہلے یہ قدم اٹھا لیا جاتا تو آج حالات اور ہوتے"...... آفندی نے کہا تو سلیمان چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کس کے حالات۔ تنظیم کے، پاکیشیا کے یا پھر دنیا کے"...... سلیمان نے پوچھا۔

"دنیا کے"...... آفندی نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو کہ اگر تنظیم کے آدمی دس سال پہلے پاکیشیا میں آجاتے تو کیا آج پوری دنیا میں حالات اور ہوتے"...... سلیمان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہی بات ہے"...... آفندی نے کہا۔

"لیکن کیسے۔ آخر پاکیشیا میں ایسی کی بات ہے کہ پوری دنیا پر اثر انداز ہوسکتا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"بس ہے۔ تم اس چکر میں نہ پڑو"...... آفندی نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں بھی تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں"...... سلیمان نے کہا۔

"کون سی بات"...... آفندی نے چونک کر کہا۔

"یہ کہ میں ہر آدمی سے الگ الگ تفتیش کرنے کا عادی ہوں"...... سلیمان نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... آفندی نے چونک کر اسے گھور کر کہا۔

"مطلب یہ کہ میں ایک وقت میں صرف ایک آدمی سے بات کروں گا۔ وہ بھی اس انداز میں کہ میری اور اس کی باتیں کوئی اور نہ سن سکے"...... سلیمان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس کا بھی انتظام کر دیا جاتا ہے۔ آؤ۔ میں تمہیں سپیشل سکس کے کمرے میں لے چلتا ہوں"...... آفندی نے کہا اور پھر وہ مڑا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ سلیمان بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ وہ دونوں کمرے سے نکل کر ایک راہداری میں آئے اور پھر دو تین راہداریوں سے گزر کر ایک اور کمرے کے دروازے کے پاس آ گئے۔ آفندی نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال کر دروازے کی طرف کیا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔ آلے سے روشنی کی شعاع سی نکل کر دروازے پر پڑی تو دروازہ سرر کی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا۔

”آؤ“...... آفندی نے کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا تو سلیمان بھی ایک طویل سانس لیتا ہوا اس کے پیچھے اندر آ گیا۔ یہ وہی کمرہ تھا جو اس نے اسکرین پر دیکھا تھا۔ کمرے کے وسط میں چھ افراد راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہرے ستے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ انہیں کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ چونک پڑے۔

”سنو۔ اس کا نام سلیمان ہے اور یہ یہاں ایک تفتیشی افسر کی حیثیت سے بلایا گیا ہے۔ باس نے اسے خاص طور پر تم سے پوچھ گچھ کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ تمہیں اس کے ساتھ مکمل تعاون کرنا ہے۔ یہ تم سے جو کچھ بھی پوچھے اسے سچ سچ جواب دینا۔ یہ اس بات کی تحقیقات کرے گا کہ تم میں سے اصل غدار کون ہے۔ اگر تم نے اس سے تعاون نہ کیا تو باس نے واضح پیغام دیا ہے کہ تم سب کو مجرم گردانا جائے گا اور تم سب کو بھیانک موت سے ہمکنار کر دیا جائے گا۔ اصل مجرم کو سامنے لانے کے لئے سلیمان کی مدد کرو اور اپنی جانیں بچا لو“...... آفندی نے اندر آتے ہی ان چھ افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم اس سے تعاون کریں گے“...... ان چھ کے چھ افراد نے ایک ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ تم سے الگ الگ پوچھ گچھ کرے گا“...... آفندی نے کہا۔

”ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے“...... ان سب نے کہا۔

”سلیمان۔ تم ان میں سے پہلے کس سے بات کرنا پسند کرو گے“...... آفندی نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کسی سے بھی کرا دو“...... سلیمان نے کہا تو آفندی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریموٹ کنٹرول نما آلے کے چند بٹن پریس کئے تو سرررر سرررر کی آوازوں کے ساتھ پانچ افراد پر چھت سے شیشے کی ٹیوبیں نکل کر آ گریں اور وہ ان ٹیوبوں میں قید ہو گئے۔ سب سے پہلی کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی پر ٹیوب نہیں آئی تھی۔

”تو پھر اس سے بات کر لو“...... آفندی نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تمہارا نام“...... سلیمان نے اس سے پوچھا۔

”نام بتانے کی اجازت نہیں“...... آفندی نے فوراً کہا۔

”تفتیش تم کر رہے ہو یا میں“...... سلیمان نے جھلا کر کہا۔

”تفتیش کا دائرہ ہم مقرر کریں گے۔ تم نہیں“...... آفندی نے غرا کر کہا۔

”عجیب مصیبت ہے“...... سلیمان نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

”بھئی ذرا شوخ نظر آؤ۔ تمہاری تو بہت تعریف سنی ہے“۔ آفندی نے کہا۔

”نہ جانے کس بے وقوف نے میری تعریف کر ڈالی“۔ سلیمان نے کہا۔

”یہ تم تفتیش کر رہے ہو“...... آفندی نے تلملا کر کہا۔

''اچھا۔تم مقامی آدمی ہو یا غیر ملکی''...... سلیمان نے پوچھا۔

''اس سوال کا بھی تفتیش سے کوئی تعلق نہیں''...... آفندی نے جلدی سے کہا۔

'' مسٹر آفندی اگر ہر سوال کا جواب تم دو گے تو پھر اس سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''جو سوال تفتیش سے باہر ہو گا۔ اس کا جواب نہیں دلوایا جائے گا''...... آفندی نے کہا۔

''تب پھر یہ بھی سن لو۔ اس طرح اصل مجرم سامنے نہیں آ سکے گا''...... سلیمان نے کہا۔

''سامنے نہ آ سکا تو دردناک موت کے لئے تیار رہنا''۔ آفندی نے کہا۔

''بہت دیکھی ہیں دردناک موتیں''...... سلیمان نے جل کر کہا۔

''ارے۔ کتنی بار مر چکے ہو بھئی''...... آفندی نے کہا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''یہ تو ہمارا روز کا کام ہے''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''معلوم ہوتا ہے تم وقت ضائع کرنے کے بادشاہ ہو اب تک کوئی کام کا سوال نہیں پوچھا اس سے''...... آفندی نے کہا۔

''تم پوچھنے دو تب نا''...... سلیمان نے کہا۔

''شروع کرو۔ میں کوشش کروں گا کہ رکاوٹ نہ ڈالوں''۔

آفندی نے کہا۔

''بہت بہت شکریہ۔ ہاں مسٹر گمنام۔ گمنام اس لئے کہ میں تمہارا نام نہیں جانتا۔ تم اس گروہ میں کب سے ہو''...... سلیمان نے پوچھا۔

''پھر غلط سوال پوچھا۔ میں کہہ چکا ہوں۔ اس قسم کے سوالات نہیں پوچھے جا سکتے۔ جن سے گروہ کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکیں''...... آفندی نے جھلا کر کہا۔

''حد ہو گئی آخر میں معاملے کی تہہ تک کس طرح پہنچوں گا''...... سلیمان نے جھلا کر کہا۔

''جیسے بھی پہنچ سکتے ہو۔ پہنچو۔ یہ تمہارا معاملہ ہے''...... آفندی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا مسٹر آفندی۔ سمجھوں گا تم سے بھی''...... سلیمان نے کہا۔

''مجھ سے کیوں۔ میں تو ان چھ میں شامل ہی نہیں ہوں''۔ آفندی نے کہا۔

''یہی تو مصیبت ہے''...... سلیمان نے جھلا کر کہا۔

''کام کرنا ہے یا میں باس کو اطلاع دوں''...... آفندی نے دھمکی دی۔

''دھمکی دے کر کام نہیں کروا سکو گے''...... سلیمان نے بھی فیصلہ کن انداز میں کہا۔

''میں دوسرے طریقے سے بھی کام کروا سکتا ہوں لیکن وقت

ضائع ہو گا اس لئے بغیر دھمکی ہی ٹھیک ہے''...... آفندی نے کہا۔

''اچھا بھائی۔ تم سے ایک آخری سوال''...... سلیمان نے کہنا شروع کیا۔

''آخری سوال۔ ابھی تو پہلا سوال بھی نہیں پوچھا گیا''...... اس نے کہا۔

''وہ تم پوچھنے کی اجازت نہیں دو گے۔ لہٰذا میں آخری پوچھ رہا ہوں۔ کوئی اعتراض''...... سلیمان نے کہا۔

''نہیں اعتراض کیسا''...... آفندی نے کہا۔

''ہاں تو مسٹر آخری سوال''...... سلیمان نے اس آدمی سے کہا۔

''معاف کیجئے گا جناب۔ میرا نام آخری سوال نہیں ہے''۔ اس آدمی نے کہا۔

''اوہو۔ کیا مصیبت ہے۔ یہاں تو ہر شخص علامہ بنا ہوا ہے''۔ سلیمان نے تنگ آ کر کہا۔

''تم مہا علامہ بن جاؤ''...... آفندی نے مشورہ دیا۔

''سوال یہ ہے کہ جب میں تم سے کوئی سوال پوچھ ہی نہیں سکتا تو کیا سوال پوچھوں''...... سلیمان نے کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی''...... آفندی نے اسے گھور کر کہا۔

''میں جو سوال پوچھتا ہوں۔ جناب کہہ دیتے ہیں یہ سوال نہیں پوچھا جا سکتا۔ تو پھر میں کون سا سوال پوچھ سکتا ہوں یہ بھی تو بتا دیں''...... سلیمان نے کہا۔

''میں کیا جانوں۔ جاسوس خانساماں تم ہو یا میں''...... آفندی نے کہا۔

''میں تو اس وقت خود کو جاسوس خانساماں نہیں بلکہ گھسیارہ محسوس کر رہا ہوں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... آفندی نے مسکرا کر کہا۔

''تب پھر باس کو بلاؤ۔ میں ان سے بات کر لیتا ہوں''۔ سلیمان نے کہا۔

''تفتیش مکمل ہونے سے پہلے انہیں نہیں بلایا جا سکتا۔ باس کی ہدایت یہی ہے''...... آفندی نے کہا۔

''اچھا بابا۔ تم باقی پانچ پر سے بھی ٹیوبز ہٹا لو۔ اب میں ترکیب نمبر چار سو بیس کام میں لاؤں گا''...... سلیمان نے کہا۔

''ترکیب نمبر چار سو بیس۔ کیا مطلب''...... آفندی نے حیران ہو کر کہا۔

''میں تمہیں اپنی باتوں کا مطلب کیوں بتاؤں۔ تم نے مجھے اپنی کسی بات کا مطلب بتایا ہے کیا''...... سلیمان نے کہا۔

''اچھا اچھا۔ میں ان سب کی ٹیوبیں ہٹا دیتا ہوں۔ پتا نہیں کس مصیبت کو اٹھا لائے ہیں ہم''...... آفندی نے جھلا کر کہا۔

''اب تو اٹھا لائے ہو بھگتو''۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ویسے تم عجیب آدمی ہو۔ تمہارے سر پر موت منڈلا رہی ہے

اورتم مسکرا رہے ہو''...... آفندی نے کہا۔

''بس کیا بتاؤں۔ عادت سی ہو گئی ہے مسکرانے کی ورنہ موت سے خوف ناک چیز بھلا اس دنیا میں کیا ہو گی''...... سلیمان نے کہا۔

''ہاں دوست۔ یہ تو تم نے درست کہا''...... آفندی نے سرد آہ بھری۔

''تم نے مجھے دوست کہہ کر اس قدر سرد آہ کیوں بھری ہے۔ کیا موت سے ملاقات کر چکے ہو''...... سلیمان نے پوچھا۔

''ہم جس گروہ میں کام کر رہے ہیں وہاں زندگی اور موت ساتھ ساتھ چلتی ہیں کیا پتا کب زندگی کی پٹڑی پر چلتے چلتے موت کی پٹڑی پر پاؤں آ جائے''...... اس نے کہا۔

''اچھا تو تم نے سرد آہ اس لئے بھری تھی''...... سلیمان نے بڑی معصومیت سے کہا تو آفندی اسے دیکھ کر غرا اٹھا۔ اس نے ریموٹ کنٹرل کے بٹن پریس کئے تو سرسر کی آوازوں کے ساتھ باقی پانچ افراد پر پڑی ہوئی شیشے کی ٹیوبیں اٹھ کر چھت کی طرف بلند ہوتی چلی گئیں۔ سلیمان آگے بڑھا اور اس نے پہلے آدمی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔ وہ کچھ دیر اس کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا رہا پھر وہ دوسرے آدمی کے سامنے آ گیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑا ہو گیا۔

''اب یہ تم کیا کر رہے ہو۔ ان سے کچھ پوچھ کیوں نہیں رہے''...... آفندی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''دل ہی دل میں پوچھ رہا ہوں''...... سلیمان نے جواب دیا تو آفندی چونک پڑا۔

''دل ہی دل میں۔ کیا مطلب۔ دل ہی دل میں پوچھنے سے کیا ہو گا''...... آفندی نے چونک کر کہا۔

''کچھ ہو نہ ہو کم از کم تمہیں یہ کہنے کا موقع نہیں ملے گا کہ اس سوال کا جواب نہیں دیا جا سکتا''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو آفندی اسے گھور کر رہ گیا۔ سلیمان نے ایک بار پھر اس آدمی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور پھر وہ اگلے آدمی کی طرف بڑھ گیا۔

''ادھر دیکھو۔ میری آنکھوں میں۔ نظریں چرانے کی کوشش نہ کرو''...... سلیمان نے اچانک ایک آدمی کے سامنے رک کر کہا۔

''کک۔ کک۔ کیا ہے''...... اس آدمی نے خود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''تو وہ تم ہو۔ جس نے اپنی تنظیم سے غداری کی''...... سلیمان نے سرد آواز میں کہا۔

''نن۔ نہیں۔ میں وہ نہیں ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں وہ آدمی نہیں ہوں''...... اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''مسٹر آفندی۔ اس آدمی کی طرف دیکھو۔ یہ گھبرایا ہوا لگتا ہے اور اس کے چہرے کی رنگت بھی بدلی ہوئی ہے''...... سلیمان نے

آفندی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں میں دیکھ رہا ہوں۔ اس کے چہرے کی رنگت واقعی تیزی سے بدل رہی ہے۔ تو کیا تمہیں اس پر شک ہے''...... آفندی نے پوچھا۔

''شک نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارا اور تمہاری مجرم تنظیم ڈارک کنگ کا مجرم یہی ہے''...... سلیمان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو آفندی بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... آفندی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس آدمی کا چہرہ بھی سلیمان کی بات سن کر زرد پڑ گیا تھا۔

''غلط۔ تم غلط بول رہے ہو۔ میں مجرم نہیں ہوں۔ میں نے تنظیم سے کوئی غداری نہیں کی ہے''۔ اس آدمی نے تیز و تند لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... سلیمان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''دامار۔ میرا نام دامار ہے'' اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب یا تو تم مجھے اجازت دو میں اس سے سوالات کر سکوں یا پھر تم میری اس بات پر یقین کرو غدار یہی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''پھر نہیں۔ اس سلسلے میں باس سے بات کرنی پڑے گی''۔ آفندی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے جیب سے ایک

ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے لے کر تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ دامار، سلیمان کی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''سنو۔ مجھے اس بات کا پختہ یقین ہے کہ تم ہی اصل غدار ہو۔ اگر تم میرے سامنے اس بات کا اقرار کر لو گے تو میں تمہارے لئے تمہارے باس سے سفارش کر سکتا ہوں۔ وہ تمہیں ہلاک نہیں کرے گا۔ ورنہ میں واقعی آسانی سے ثابت کر دوں گا کہ تم ہی اصل غدار ہو''...... سلیمان نے اس آدمی کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیسے ثابت کرو گے تم''...... دامار نے اسے گھورتے ہوئے غرا کر کہا اور پھر وہ فوراً چونک پڑا۔ جیسے بے خیالی میں اس کے منہ سے ایسی بات نکل گئی ہو۔ سلیمان کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''میرا مطلب ہے تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ میں ہی غدار ہوں۔ یہ الزام تو تم ہم میں سے کسی پر بھی لگا سکتے ہو''...... دامار نے خود کو سنبھال کر فوراً کہا۔

''اب تم کچھ بھی کہہ لو۔ تم نے ابھی جو کہا تھا وہ بات تمہارے حلق کا پھندہ بن چکی ہے اور مجھے یقین ہے کہ باس یہ سب کچھ مانیٹر کر رہا ہے اور اس نے بھی تمہاری یہ بات سن لی ہو گی''۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں یہ ساری کارروائی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں''...... اسی لمحے ایک دیوار کے پیچھے سے تیز آواز

سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے۔ آفندی باس کو کال کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آواز سن کر وہ بھی چونک پڑا اور تیزی سے اس طرف آ گیا۔

"باس۔ کیا یہ آپ ہیں"...... آفندی نے کہا۔

"ہاں۔ میں جاسوس خانساماں کی ساری کارروائی دیکھ رہا تھا اس نے جس انداز میں دامار سے باتیں کی ہیں اور دامار نے اس کی باتوں پر جو ری ایکٹ کیا ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہی غدار ہے"...... باس کی کرخت آواز سنائی دی۔

"نن۔ نن۔ نو باس۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں آپ کا وفادار ہوں۔ میں نے غداری نہیں کی ہے"...... دامار نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"آفندی۔ اسے بلیک روم میں پہنچا دو۔ میں وہاں آ کر خود اس سے بات کروں گا"...... باس کی آواز سنائی دی۔ بلیک روم کا سن کر دامار کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"یس باس اور اس جاسوس خانساماں کا کیا کرنا ہے"...... آفندی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اسے بھی بلیک روم میں لے آؤ۔ اس نے میری مدد کی ہے اس لئے میں اسے انعام دینا چاہتا ہوں"...... باس نے کہا۔

"باس میں ایک بار پھر کہتا ہوں"...... دامار نے چلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا منہ بند کرو"...... باس نے کہا۔ ایسے میں سلیمان بہت ہی محتاط انداز میں ان چھ میں سے دامار کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک آدمی کو دیکھ کر مسکرانے لگا تو اس آدمی کے چہرے کا رنگ یکلخت بدل سا گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ سلیمان اسے پہچان چکا تھا۔

اسی لمحے آفندی نے اسے بازو سے پکڑ لیا اور کمرے سے باہر کی طرف بڑھا۔ باہر مسلح پہرے دار دامار کو جکڑ چکے تھے۔ اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں بے پناہ خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ان حالات میں سلیمان کا جی چاہا کہ چیخ کر کہہ دے یہ مجرم نہیں ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ لیکن اس نے خود پر قابو پا لیا اور اپنے آپ سے کہا۔ نہ جانے اس نے کتنے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہو گا۔ آج یہ اپنے ان جرائم کی سزا پائے گا اور پھر وہ ان کے پاس سے گزرتے ہوئے باہر نکل آئے۔ باہر ایک برآمدہ تھا سلیمان نے غور سے عمارت کا جائزہ لینا شروع کر دیا کیونکہ اگر اسے عمارت کے محل وقوع کا اندازہ ہو جاتا تو وہ اپنے بچاؤ کے لئے کچھ نہ کچھ کر سکتا تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ایک بار اگر وہ باس کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تو پھر اس کا زندہ بچنا آسان نہیں ہو گا۔ لہٰذا باس کا کمرہ آنے سے پہلے پہلے اسے کچھ کرنا تھا اور آخر وہ لمحہ آ ہی گیا۔ سامنے برآمدے کا موڑ آ رہا تھا۔ سلیمان کا دل زور سے دھڑکا اس نے اپنے آپ کو پوری طرح تیار کر لیا۔ اب آس پاس اور کوئی نہیں تھا۔ صرف آفندی اس کا بازو

کلائی سے پکڑے اسے آگے لئے جا رہا تھا۔ تاہم دائیں بائیں، آگے پیچھے فرار کو کوئی راستہ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ موڑ مڑنے کے بعد آگے کیا تھا یہ وہ نہیں جانتا تھا۔ بہرحال اس نے کوشش کرنے کا فیصلہ کر لیا اور جونہی موڑ آیا۔ اس نے آفندی کی ٹانگوں میں یک دم ٹانگ اڑا دی۔

آفندی منہ کے بل نیچے گرا تو سلیمان نے فوراً ایک زوردار ٹھوکر اس کی پسلیوں پر رسید کی۔ آفندی کے منہ سے چیخ نکلی۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن سلیمان اچھل کر اس کے سر کے پاس آیا اور پھر اس کی پاؤں کی ٹھوکر پوری قوت سے آفندی کے سر پر ماری۔ آفندی کو جھٹکا لگا اور وہ ساکت ہو گیا۔ سلیمان جھکا اور اس نے آن واحد میں اس کی جیب سے پستول نکال لیا اور سامنے دیکھا۔ اب پھر اس کے سامنے ایک برآمدہ تھا اور برآمدے میں دونوں طرف کمروں کے دروازے تھے۔ انداز بالکل کسی ہوٹل کا سا تھا۔

''تو کیا یہ کوئی ہوٹل ہے''...... سلیمان نے سوچا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ برآمدے کے آخر میں اسے لفٹ نظر آئی۔ بس پھر کیا تھا اس نے دوڑ لگا دی۔ آن کی آن میں وہ لفٹ میں داخل ہو گیا اور نچلی منزل کا بٹن دبا دیا۔ لفٹ نیچے جانے لگی۔ اس سے پہلے کہ لفٹ رکتی اسی لمحے لفٹ کے اندر تیز روشنی چمکی اور دوسرے لمحے سلیمان کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ اسے اپنا جسم بے جان ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

عمران کے ذہن پر سیاہ چادر جس تیزی سے پھیلی تھی اسی طرح تیزی سے سمٹتی چلی گئی اور پوری طرح شعور میں آتے ہی عمران نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک بڑے سے تہہ خانے نما کمرے میں ایک کرسی پر رسیوں سے جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے ساتھ اسی انداز کی کرسیوں پر جولیا، صفدر، تنویر اور سلیمان جکڑے ہوئے تھے۔ ان سب کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں جبکہ ایک آدمی سب سے آخر میں موجود سلیمان کی ناک سے ایک شیشی کا دہانہ لگائے کھڑا تھا جبکہ عمران کے ساتھ ہی کرسی پر موجود صفدر کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ اس کے علاوہ کمرے میں اور کوئی چیز نہ تھی البتہ سامنے ایک اونچی پشت والی کرسی پڑی ہوئی تھی۔ اسی لمحے آدمی مڑا تو اس کا رخ عمران کی طرف ہو گیا۔

''کیا ہم روباب ہوٹل کے تہہ خانے میں ہیں''...... عمران نے

کہا۔

''ہاں۔ اس آدمی نے جھٹکے دار لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سامنے موجود دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا تھا۔ اسی لمحے صفدر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

''یہ ہم کہاں ہیں''...... صفدر نے گردن سیدھی کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مشترکہ قید خانے میں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن ہمیں اس طرح کرسیوں پر رسیوں سے کیوں باندھا گیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''شاید پاکیشیا میں موجود ڈارک کنگ کا یہ گروپ اس قدر باوسائل نہیں ہے کہ یہاں راڈز والی کرسیوں کا انتظام کر سکے اس لئے انہوں نے ہمیں عام سی کرسیوں پر رسیوں سے باندھ دیا ہے''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے جولیا بھی کراہتی ہوئی ہوش میں آ گئی۔

''یہ ہم کہاں ہیں۔ کیا مطلب''...... جولیا نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم یہاں کیسے پہنچے''...... عمران نے پوچھا تو جولیا نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''میں ہال میں بیٹھا مس جولیا کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک مجھے

اپنی گردن میں تیز چبھن کا احساس ہوا۔ ایک ویٹر نے میرے قریب سے گزرتے ہوئے میری گردن میں کوئی سوئی سی چبھا دی تھی۔ میں نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے مجھے اپنا جسم بے جان ہوتا ہوا محسوس ہوا اور پھر میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اس کے بعد مجھے یہاں ہوش آیا ہے''...... صفدر نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اور سلیمان کو بھی ہوش آ گیا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک گینڈا نما آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح دو آدمی تھے۔ گینڈے نما آدمی کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں اور پھر وہ اس اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ اس کی کرسی کے عقب میں دونوں مشین گن بردار اکڑ کر کھڑے ہو گئے۔

''تو تم ہو وہ افسانوی کردار علی عمران جس کا شہرہ پوری دنیا میں ہے''...... گینڈے نما آدمی نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے سب مجھے پرنس کہتے ہیں۔ پرنس آف ڈھمپ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب اس پرنس کی موت آئی ہے۔ اسی لئے میرے سامنے موجود ہے''...... گینڈے نما آدمی نے کہا۔

''موت۔ وہ کیوں۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے

تھے۔ اس نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے کلائیوں پر بندھی ہوئی رسیاں کاٹنا شروع کر دیں تھیں۔

"تم ہمارے بدترین دشمن ہو اور ہم دشمنوں کو کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑتے"...... اس آدمی نے کہا۔

"لیکن میری اور تمہاری دشمنی کی وجہ کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہاری وجہ سے ہمارے ساتھی ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرنے میں ناکام ہوئے ہیں۔ یہ ہماری تنظیم کی پہلی ناکامی ہے جو تمہاری وجہ سے ہوئی ہے اس لئے تمہیں ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے"۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

"کیا تم مارٹی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں مارٹی ہوں"...... اس آدمی نے کہا۔

"کیا تم بین الاقوامی تنظیم ڈارک کنگ کے پاکیشیائی گروپ کے باس ہو"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ میں پاکیشیائی گروپ کا باس ہوں"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرنے کی کوشش کا بھی تم اعتراف کرتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرنے کے احکامات میں نے

ہی دیئے تھے۔ تمہاری وجہ سے وہ بچ گیا تھا لیکن اب تمہاری موت کے بعد میں اپنی ساری توجہ اور اپنے سارے گروپ کو اس کام پر لگا دوں گا تاکہ ڈاکٹر خاقان عظیم کو جلد سے جلد ہلاک کیا جا سکے"۔ باس نے کہا۔

"لیکن تم ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کیوں کرنا چاہتے ہو"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری اس سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے اور نہ میں اسے جانتا ہوں۔ اسے ہلاک کرنے کے لئے مجھے اوپر سے احکامات ملے ہیں اور میں حکم کا غلام ہوں"...... مارٹی نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرنے کے احکامات تمہیں ڈارک کنگ کے چیف نے دیئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ ڈارک کنگ کا چیف کون ہے۔ اس کا نام کیا ہے اور وہ کہاں رہتا ہے"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں جانتا"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"لیکن تم یہ تو جانتے ہو گے کہ ڈارک کنگ تنظیم کا تعلق کس ملک اور کس قومیت سے ہے۔ کیا یہ کوئی صامالی تنظیم ہے یا اس کا تعلق یہودی لابی سے ہے"...... عمران نے کہا۔

''مجھے یہ بھی نہیں معلوم''...... مارٹی نے کہا۔

''تب تو تم یہ بھی نہیں جانتے ہو گے کہ ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں یہ بھی نہیں جانتا''...... مارٹی نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہاری باتوں سے مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ تم سچ بول رہے ہو۔ تمہارا یہ سچ میرے لئے باعث اطمینان ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ تم سے مجھے ڈارک کنگ کے بارے میں کوئی معلومات نہیں مل سکتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میرے پاس کوئی معلومات نہیں ہیں۔ اگر ہوتی تو بھی میں تمہیں کچھ نہ بتاتا''...... مارٹی نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر مارٹی چونک پڑا۔

''کیا ہوا۔ کیوں آئے ہو''...... مارٹی نے چونک کر کہا تو وہ آدمی آگے بڑھا اور اس نے مارٹی کے کان میں کوئی بات کی جسے سن کر مارٹی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''اوہ ٹھیک ہے''...... مارٹی نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے آنے والا آدمی اور دونوں مسلح افراد بھی اس کے پیچھے واپس مڑ گئے۔ عمران اور اس کے ساتھی چونکہ رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے اس لئے انہیں شاید ان کی کوئی فکر نہ تھی۔

''اب ان رسیوں سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے اور پھر کچھ ہی دیر میں اس کی دونوں کلائیوں پر بندھی ہوئی رسیاں کٹ چکی تھی۔ ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس نے تیزی سے اپنے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ رسیوں سے آزاد ہو کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ہمیں بھی کھولو''...... جولیا نے کہا تو عمران تیزی سے صفدر کی طرف بڑھا اور اس نے صفدر کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ صفدر کی رسیاں کھول کر وہ تنویر کی طرف بڑھا۔ اس نے تنویر کی رسیاں کھولنا شروع کیں تو صفدر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا۔

''تم ان سب کو آزاد کرو۔ میں باہر دیکھتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو یہ ایک راہداری تھی جو آگے جا کر گھوم جاتی تھی۔ چند ہی لمحوں میں صفدر اور اس کے باقی ساتھی بھی آزاد ہو کر اس کے پاس کھڑے تھے۔

''آؤ''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب دبے قدموں آگے بڑھنے لگے۔ ان کے پاس اسلحہ نام کی کوئی چیز نہ تھی اور پھر وہ جیسے ہی راہداری گھوم کر دوسری طرف پہنچے انہیں ایک کمرے کے کھلے دروازے سے مارٹی کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ عمران اور اس کے چند ساتھی میرے قبضے میں ہیں''...... مارٹی کہہ رہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اندر جھانکا تو مارٹی ایک بڑے ہال نما کمرے میں کرسی پر بیٹھا فون پر بات کر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں جدید ساخت کا سیل فون تھا۔ دروازے کی طرف اس کی پشت تھی۔ یہ مشینری روم تھا وہاں وہ آدمی بھی موجود تھا جو مارٹی کو اطلاع دینے آیا تھا۔

''یس چیف۔ میں ابھی جا کر ان سب کا خاتمہ کر دیتا ہوں۔ میں اپنے ہاتھوں سے ان سب کو فائرنگ کر کے چھلنی کروں گا''۔ دوسری طرف کی بات سن کر مارٹی نے کہا اور پھر اس نے سیل فون آف کر کے اس آدمی کے حوالے کیا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور پھر وہ سب پلٹ کر پنجوں کے بل دوڑتے ہوئے اس موڑ کو کراس کر کے دوسری طرف آ کر رک گئے۔ عمران ایک سائیڈ پر تھا جبکہ جولیا اور باقی سب دوسری سائیڈ پر اور پھر انہیں تیز تیز قدموں کی آوازیں قریب آتی سنائی دینے لگیں۔ یہ تین افراد تھے۔ پھر موڑ گھوم کر سب سے پہلے مرفی سامنے آیا۔ اس سے دو قدم پیچھے دونوں مشین گن بردار تھے۔ پھر جیسے ہی وہ موڑ گھومے عمران بجلی کی سی تیزی سے مارٹی پر اس طرح جھپٹا کوئی چیتا اپنے شکار پر جھپٹتا ہے اور دوسرے لمحے مارٹی چیختا ہوا اچھل کر اپنے پیچھے آنے والے دونوں مشین گن برداروں کے ساتھ جا ٹکرایا اور پھر وہ تینوں نیچے گرے ہی تھے کہ صفدر اور تنویر بجلی کی سی تیزی سے

ان مشین گنوں پر جھپٹے جو ان دونوں کے ہاتھوں سے نکل کر نیچے گری تھیں۔

''تنویر تم دوسرے کمرے میں جا کر سب کو ختم کر دو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکلخت گھوم کر اٹھتے ہوئے مارٹی کی کنپٹی پر اس طرح لات جما دی کہ مارٹی چیختا ہوا واپس گرا اور ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا جبکہ صفدر نے عمران سے بھی زیادہ تیزی سے ایکشن میں آیا تھا۔ اس کی ایک لات ایک مشین گن بردار کی کنپٹی پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے مشین گن کا دستہ پوری قوت سے دوسرے اٹھنے والے آدمی کے سر پر مار دیا تھا۔ وہ موڑ مڑنے کے دوران ہی مشین گن کو نال سے پکڑ چکا تھا۔ عمران کی بات سنتے ہی تنویر دوڑتا ہوا واپس اس کمرے کی طرف چلا گیا تھا جہاں سے مارٹی اور اس کے ساتھی آئے تھے۔ اسی لمحے دور سے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ کئی انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔

''ان دونوں کو ہلاک کر دو صفدر''...... عمران نے کہا تو صفدر نے مشین گن سیدھی کی اور پھر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ مارٹی کے دونوں ساتھیوں کے جسموں کو زور دار جھٹکے لگے اور وہ ساکت ہو گئے۔

''گڈ۔ اب اس مارٹی صاحب کو اٹھاؤ اور اسے اسی کمرے میں لے چلو جہاں ہمیں باندھا گیا تھا''...... عمران نے کہا تو صفدر نے

مشین گن جولیا کو پکڑا دی۔ اسی لمحے تنویر دوڑتا ہوا واپس آ گیا۔

"وہاں سات افراد اور ایک لڑکی موجود تھی۔ میں نے سب کو ہلاک کر دیا ہے"...... تنویر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وہاں موجود مشینری بھی تباہ کر دینی تھی"...... عمران نے کہا۔

"میں نے مشینری پر گولیاں برسا کر سب کچھ تباہ کر دیا ہے"۔ تنویر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کے ہاتھ پر ریسٹ واچ موجود تھی۔ اس نے ریسٹ واچ آن کی اور تیزی سے صدیقی کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اسے کال کرنے لگا۔

"ییس صدیقی بول رہا ہوں۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب۔ کہاں ہیں آپ۔ اوور"...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

"میری بات دھیان سے سنو۔ میں، صفدر، تنویر، جولیا اور سلیمان کے ساتھ اس وقت ہوٹل روباب کے تہہ خانے میں موجود ہوں۔ گو کہ یہاں کے حالات مکمل طور پر میرے کنٹرول میں ہیں اور ہوٹل کا منیجر مارٹی بھی ہمارے قبضے میں ہے لیکن یہ سارا ہوٹل ایک مجرم تنظیم ڈارک کنگ کے پاکیشائی گروپ کے کنٹرول میں ہے۔

سارے ہوٹل میں بدمعاش اور غنڈے موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت اس ہوٹل کے ہال میں پہنچ جاؤ مکمل طور پر تیار ہو کر آنا۔ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی یہاں ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پندرہ منٹ میں ہوٹل روباب پہنچ جاؤں گا۔ اوور"...... صدیقی نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کیا اور ایک بار پھر واچ ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ وہ ٹائیگر کو کال کرنا چاہتا تھا۔ ابھی وہ ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر ہی رہا تھا کہ اچانک وہاں تیز نیلی روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی اس قدر تیز تھی کہ عمران کی آنکھیں بری طرح سے چندھیا گئیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اسی لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے یکلخت اس کے جسم سے جان کھینچ لی گئی ہو۔ اسے اپنا جسم نہ صرف اکڑتا ہوا محسوس ہوا بلکہ اپنے دماغ میں بھی اندھیرا بھرتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے سر جھٹکنے کی کوشش کی لیکن اس کی گردن بھی نہ ہل سکی اور دوسرے لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ تاریکی کی انتہائی گہری دلدل میں گرتا چلا جا رہا ہو۔

عمران کی کال ملتے ہی صدیقی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہوٹل روباب پہنچ گیا۔ انہوں نے اپنی کاریں پارکنگ میں روکیں اور پھر وہ تیزی سے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ہوٹل کے ہال میں داخل ہو رہے تھے۔ سامنے کاؤنٹر تھا جہاں کاؤنٹر گرلز موجود تھیں۔ صدیقی اور اس کے ساتھی کاؤنٹر پر جانے کی بجائے ہال کی طرف بڑھ گئے۔ ایک خالی میز دیکھ کر وہ اس کے گرد موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ عمران نے صدیقی کو خاص طور پر ہدایات دی تھیں کہ وہ ہوٹل کے ہال میں رک کر اس کی کال یا پھر اس کا انتظار کریں گے۔ انہوں نے کافی منگوائی اور پھر وہ عمران کا انتظار کرنے لگے لیکن کافی دیر گزر گئی اور عمران اور اس کے ساتھی وہاں نہ آئے اور نہ عمران نے کوئی کال کی تو وہ سب ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگے۔

''اب کیا کریں۔ ہمیں یہاں رک کر کب تک ان کا انتظار کرنا

ہے''...... خاور نے کہا۔

''عمران صاحب کی ہدایات دی تھیں کہ جب انہیں ضرورت ہو گی تو وہ خود کال کریں گے یا ہم سے آ کر مل لیں گے۔ اب ظاہر ہے جب تک وہ خود نہیں آتے یا ان کی کال نہیں آتی ہمیں ان کا انتظار کرنا ہی پڑے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''لیکن ہمیں یہاں آئے آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت ہو چکا ہے نہ عمران صاحب آئے ہیں اور نہ ان کی کوئی کال آئی ہے''۔ نعمانی نے کہا۔

''اس کے باوجود ہمیں انتظار کرنا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''وہ ہیں کہاں''...... چوہان نے پوچھا۔

''اس ہوٹل کے کسی تہہ خانے میں۔ ان کے کہنے کے مطابق سچوئیشن ان کے کنٹرول میں ہے اور ہوٹل کا مالک بھی ان کے قبضے میں ہے''...... صدیقی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ انہیں وہاں بیٹھے مزید ایک گھنٹہ گزر گیا لیکن نہ عمران نے کال کی اور نہ ہی وہ آیا۔ تو ان سب کے چہروں پر تفکر کے سائے لہرانے لگے۔

''میرے خیال میں اب ہمیں خود عمران صاحب سے رابطہ کر لینا چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی مشکل میں ہوں''...... چوہان نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ اکیلے نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ مس جولیا، صفدر اور تنویر بھی

موجود ہے اور ان کے کہنے کے مطابق حالات ان کے کنٹرول میں ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''تو پھر ابھی تک وہ آئے کیوں نہیں اور انہوں نے کوئی کال بھی نہیں کی''...... نعمانی نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ وہ کہیں مصروف ہوں''...... صدیقی نے کہا۔

''تو کیا ہم یہاں اسی طرح ان کا انتظار ہی کرتے رہیں گے''۔ خاور نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ عمران صاحب کا حکم ہم کیسے ٹال سکتے ہیں''۔ صدیقی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اس ہوٹل میں ان کے آنے کا مقصد کیا تھا اور وہ تہہ خانے میں کیا کر رہے ہیں''...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد خاور نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میری عمران صاحب سے تفصیلی بات نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے جو کچھ بتایا تھا وہ میں نے تمہیں بتا دیا تھا''...... صدیقی نے کہا۔

''تم کہہ رہے تھے کہ سلیمان بھی ان کے ہمراہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ سلیمان انہیں مل گیا ہے اور سلیمان کو اغوا کرنے میں اس ہوٹل کے منیجر کا ہاتھ تھا''...... نعمانی نے کہا۔

''ہاں۔ صورتحال تو ایسی ہی لگ رہی ہے''...... صدیقی نے جواب دیا۔ انہوں نے مزید آدھا گھنٹہ انتظار کیا لیکن جب عمران

کی کال نہ آئی اور نہ ہی وہ خود آیا تو ان کے صبر کا پیمانہ جیسے لبریز ہو گیا۔

''اب تو مجھے بھی یہی لگ رہا ہے کہ عمران صاحب اور ان کے ساتھی خطرے میں ہیں ورنہ اب تک وہ خود آ جاتے یا کال کر لیتے''...... صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اب کیا کرنا ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''میں ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں''...... صدیقی نے کہا اور اس نے جیب سے خصوصی سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ چونکہ یہ پبلک مقام تھا اس لئے وہ سب کے سامنے لاؤڈر آن نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے نمبر پریس کر کے ایک بٹن پریس کیا اور پھر سیل فون کان سے لگا لیا۔ کچھ دیر تک اس نے سیل فون کان سے لگائے رکھا پھر اس نے سیل فون کان سے ہٹا لیا۔

''کیا ہوا''...... چوہان نے پوچھا۔

''عمران صاحب کال رسیو نہیں کر رہے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔ اس نے ری ڈائل کا بٹن پریس کیا اور پھر سیل فون کان سے لگا لیا۔ چند لمحوں بعد اس نے سیل فون کان سے ہٹا لیا۔

''میں مس جولیا، صفدر یا پھر تنویر سے رابطہ کرتا ہوں''...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کر کے اس نے کالنگ بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا

لیکن چند لمحوں بعد اس نے سیل فون پھر کان سے ہٹا لیا۔

''کیوں۔ مس جولیا کا نمبر بھی نہیں مل رہا ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''نہیں۔ عمران صاحب اور مس جولیا کے سیل فون آن ہیں۔ کالنگ رنگ جا رہی ہے لیکن وہ کال اٹنڈ نہیں کر رہے ہیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''تو صفدر کے نمبر پر ٹرائی کرو''...... چوہان نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلایا اور اس بار صفدر کے نمبر پریس کئے اور پھر کالنگ بٹن پریس کر کے اس نے سیل فون کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف مسلسل کال بیل جا رہی تھی لیکن صفدر بھی کال اٹنڈ نہیں کر رہا تھا۔ صدیقی نے ایک دو بار پھر عمران سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن جب عمران نے اس کی کال رسیو نہ کی تو اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس نے سیل فون جیب میں رکھا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میں واش روم میں جا کر ان سے واچ ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ تم تینوں ہوشیار رہنا''...... صدیقی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صدیقی تیز تیز چلتا ہوا ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

''تم دیکھ رہے ہو۔ ہال میں جگہ جگہ لمبے تڑنگے اور طاقتور جسموں والے غنڈہ ٹائپ آدمی گھومتے پھر رہے ہیں۔ ان کے پہلو

ابھرے ہوئے ہیں جیسے انہوں نے پہلوؤں میں بھاری ریوالور یا پھر مشین پسٹل لگا رکھے ہوں''...... صدیقی کے جانے کے بعد چوہان نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ میں نے ان کی تعداد بھی نوٹ کی ہے۔ یہ دس افراد ہیں اور بظاہر عام انداز میں ادھر ادھر گھومتے پھر رہے ہیں''۔ نعمانی نے جواب دیا۔

''میں اس ہوٹل میں پہلے بھی آ چکا ہوں۔ سارے ہوٹل پر غنڈوں اور بدمعاشوں کا قبضہ ہے اور یہ بے حد بے رحم اور سفاک لوگ ہیں۔ دشمنوں کی بوٹیاں اُڑا کر رکھ دیتے ہیں''...... خاور نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''تم یہاں کس سلسلے میں آتے ہو''...... چوہان نے پوچھا۔

''جب میں فری ہوتا ہوں تو ایسے ہی ہوٹلوں کا وزٹ کر کے ان ہوٹلوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہتا ہوں۔ اس ہوٹل کا مالک مارٹی ہے جو غیر ملکی ہے لیکن خود کو مقامی کہتا ہے۔ اس کے خلاف میرے پاس بہت سے ثبوت ہیں کہ یہ ہوٹل کی آڑ میں نہ صرف غیر قانونی اسلحہ کا دھندہ کرتا ہے بلکہ منشیات کی سپلائی میں بھی ملوث ہے''...... خاور نے کہا۔

''کیا تمہاری کبھی اس مارٹی سے ملاقات ہوئی ہے''...... نعمانی نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں مصروفیات کی وجہ سے اس ہوٹل پر زیادہ توجہ نہیں

دے سکا تھا۔ ایک بار میں نے ہال میں مارٹی کو دیکھا ضرور تھا لیکن اس سے مل نہیں سکا تھا''...... خاور نے کہا۔

''دیکھنے میں کیسا ہے یہ مارٹی''...... چوہان نے پوچھا۔

''بھاری بھرکم اور گینڈے جیسا پلا ہوا ہے۔ شکل سے ہی انتہائی ہتھ چھٹ، بے رحم اور سفاک دکھائی دیتا ہے''...... خاور نے جواب دیا۔

''اوپر گیلری کی طرف دیکھو۔ کہیں یہ مارٹی تو نہیں ہے''۔ چوہان نے کہا تو خاور نے چونک کر دائیں طرف موجود ایک گیلری کی طرف دیکھا جہاں ایک بھاری بھرکم آدمی تیز تیز چلتا ہوا دوسری طرف جا رہا تھا۔

''ہاں۔ یہی ہے مارٹی لیکن......'' خاور نے چونک کر کہا۔

''لیکن کیا''......نعمانی نے پوچھا۔

''صدیقی تو کہہ رہا تھا کہ عمران صاحب نے اسے بتایا تھا کہ یہ مارٹی ان کے قبضے میں ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہ یہاں کیا کر رہا ہے''...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے صدیقی تیز تیز چلتا ہوا وہاں آ گیا۔ اس کے چہرے پر اسی طرح پریشانی کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

''کیا ہوا''...... خاور نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں نے عمران صاحب سمیت، صفدر، جولیا اور تنویر کے واچ ٹرانسمیٹر پر کال کرنے کی کوشش کی تھی۔ انہیں کال جا رہی ہے لیکن وہ ٹرانسمیٹر کال بھی اٹنڈ نہیں کر رہے ہیں''...... صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''وہ کریں گے بھی نہیں''...... خاور نے کہا تو صدیقی چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... صدیقی نے چونک کر کہا۔ وہ سب نہایت دھیمی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔ ویسے بھی ان کے ارد گرد میزوں پر کوئی موجود نہ تھا اس لئے وہ اطمینان سے باتیں کر رہے تھے۔

''تم نے کہا تھا کہ عمران صاحب نے کہا ہے کہ حالات ان کے کنٹرول میں ہیں اور ہوٹل کا مالک مارٹی ان کے قبضے میں ہے''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ عمران صاحب نے یہی کہا تھا''...... صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''جبکہ مارٹی یہاں آزاد گھوم رہا ہے''...... چوہان نے کہا تو صدیقی بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ مارٹی یہاں کہاں سے آ گیا۔ وہ تو عمران صاحب کے قبضے میں تھا''...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ سب اسے بتانے لگے کہ انہوں نے بھاری بھرکم اور گینڈے جیسی جسامت والے مارٹی کو اوپر گیلری میں دوسری طرف

جاتے دیکھا تھا۔

''ہونہہ۔ اگر مارٹی یہاں ہے تو پھر عمران اور ان کے ساتھی کہاں ہیں اور وہ میری کال اٹنڈ کیوں نہیں کر رہے ہیں''۔ صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اس مارٹی نے ہی کوئی چکر چلایا ہو گا اور مجھے اب یقین ہو گیا ہے کہ عمران صاحب اور ان کے ساتھی مشکل میں ہیں''...... خاور نے کہا۔

''تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے''...... صدیقی نے اسی انداز میں کہا۔

''ہمیں فوراً مارٹی تک پہنچنا چاہئے۔ اب وہی بتائے گا کہ عمران صاحب اور باقی سب کہاں ہیں''...... نعمانی نے کہا۔

''عمران صاحب نے بتایا تھا کہ اس مارٹی کا تعلق بین الاقوامی مجرم تنظیم ڈارک کنگ سے ہے۔ وہ انتہائی تربیت یافتہ ہو گا اور جیسا کہ تم بتا رہے ہو کہ وہ انتہائی بھاری بھرکم اور گینڈے جیسا آدمی ہے تو پھر وہ آسانی سے زبان بھی نہیں کھولے گا۔ اس کی زبان کھلوانے کے لئے ہمیں ہی کوئی چکر چلانا پڑے گا''...... صدیقی نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''کیسا چکر''...... ان تینوں نے ایک ساتھ کہا تو صدیقی نے نہایت آہستہ آواز میں انہیں بتانا شروع کر دیا کہ وہ مارٹی کے ساتھ کیا چکر چلانا چاہتا ہے۔

''تمہارے خیال میں کیا وہ اس چکر میں آ جائے گا''...... ساری بات سن کر نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایسے لوگ خفیہ سیکورٹی فورسز کے ہوٹلوں میں چھاپے سے گھبرا جاتے ہیں۔ ہوٹلوں کی ساکھ بچانے کے لئے وہ ان چاہے کام بھی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور پھر آج کل پاکیشیا میں نئے سپیشل آرمی سیکشن ریڈ سیکشن کا چرچا ہے۔ اس ریڈ سیکشن نے بھی ہوٹلوں، کلبوں اور نائٹ کلبوں سمیت، بار رومز اور کرمنلز کے خلاف شہرہ حاصل کر رکھا ہے۔ ریڈ سیکشن کا سن کر انڈر ورلڈ والوں کے بھی ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں پھر یہ مارٹی کیا چیز ہے''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو ٹھیک ہے آؤ۔ کاؤنٹر پر چلتے ہیں''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں کاؤنٹر گرلز موجود تھیں۔

''ہمیں ہوٹل کے مالک مسٹر مارٹی سے ملنا ہے''...... صدیقی نے لڑکی کے پاس آ کر کرخت لہجے میں کہا تو لڑکی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

''لیکن باس تو نہیں ہیں''...... لڑکی نے جواب دیا۔

''سنو لڑکی۔ ہمارا تعلق ریڈ سیکشن سے ہے۔ ہم نے ابھی کچھ دیر پہلے اوپر گیلری میں مارٹی کو دیکھا تھا۔ وہ جہاں بھی موجود ہے

اس سے ہماری فوراً بات کراؤ۔ اس سے کہو کہ ریڈ سیکشن نے اس ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اگر اس نے جلد سے جلد آ کر مجھ سے بات نہ کی تو ریڈ سیکشن اس ہوٹل کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا''...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا تو لڑکی کے چہرے پر خوف کے تاثرات دکھائی دینے لگے۔

''ایک منٹ۔ میں باس سے بات کرتی ہوں''...... لڑکی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے فوراً ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگی۔ صدیقی نے اس کے پریس کئے ہوئے نمبر نوٹ کر لئے تھے۔ لڑکی نہایت دھیمی آواز میں فون پر بات کر رہی تھی۔

''باس۔ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... لڑکی نے رسیور پر ہاتھ رکھ کر صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کراؤ بات''...... صدیقی نے کہا تو لڑکی نے رسیور اس کی طرف بڑھا دیا۔

''ہیلو''...... صدیقی نے کہا۔

''ہوٹل روباب کا مالک اور جنرل منیجر مارٹی بول رہا ہوں۔ آپ کون صاحب ہیں''...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''میرا نام کرنل صدیقی ہے اور میرا تعلق ریڈ سیکشن سے ہے''...... صدیقی نے آواز میں بھاری پن پیدا کرتے ہوئے انتہائی

سخت لہجے میں کہا۔

''ریڈ سیکشن۔ اوہ۔ ریڈ سیکشن کا یہاں کیا کام۔ بہرحال فرمائیں۔ آپ کس سلسلے میں آئے ہیں''...... مارٹی نے پوچھا۔

''مسٹر مارٹی۔ میں آپ کے ہوٹل کی تلاشی لینا چاہتا ہوں''۔ صدیقی نے کہا۔

''تلاشی۔ کیا۔ کیا مطلب۔ ایسی کیا بات ہو گئی جناب''۔ مارٹی نے کہا۔

''ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ کے ہوٹل کے تہہ خانے میں منشیات اور بڑی تعداد میں غیر قانونی اسلحے کے ذخائر موجود ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ بالکل غلط ہے۔ آپ شوق سے تلاشی لے سکتے ہیں''۔ مارٹی نے کہا۔

''او کے۔ آپ اپنے ساتھیوں کو ہدایات کر دیں کہ وہ ہمارے ساتھ تعاون کریں اور یہ بات بھی سن لیں کہ ہم یہاں اکیلے نہیں آئے ہیں۔ باہر ہمارے بے شمار مسلح ساتھی سادہ لباسوں میں موجود ہیں۔ اگر آپ نے اور آپ کے آدمیوں نے ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا تو پھر ریڈ سیکشن ہوٹل کے اندر آ جائے گا اور پھر یہاں جو بھی نقصان ہو گا اس کی ساری ذمہ داری آپ پر ہو گی''...... صدیقی نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اور میرے ساتھی آپ

سے مکمل تعاون کریں گے۔ آپ کاؤنٹر پر رکیں میں خود آپ کے پاس آ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے مارٹی نے کہا۔

''لیکن کاؤنٹر گرل تو کہہ رہی تھی کہ آپ ہوٹل میں موجود نہیں ہیں''...... صدیقی نے زیرلب مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں ابھی پہنچا ہوں۔ آپ ایک منٹ رکیں پلیز''...... مارٹی نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ صدیقی نے رسیور کاؤنٹر گرل کو دے دیا۔

''تمہارا باس آ رہا ہے''...... صدیقی نے کہا تو لڑکی نے ایک طویل سانس لے کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سامنے گیلری میں وہ گینڈے نما آدمی دکھائی دیا۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا سائیڈ میں موجود سیڑھیوں کی طرف آ رہا تھا۔ سیڑھیوں کی طرف آ کر وہ کسی فٹبال کی طرح اچھلتا ہوا سیڑھیوں سے اترتا ہوا دکھائی دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ کاؤنٹر کے پاس پہنچ گیا۔ کاؤنٹر گرل نے صدیقی کی طرف اشارہ کیا تو مارٹی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

''آپ ہیں کرنل صدیقی''...... مارٹی نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اچھا ہوا تم خود آ گئے۔ ہم تمہارے ساتھ مل کر پورے ہوٹل کی تلاشی لیں گے''...... صدیقی نے بھاری پن سے کہا۔

''ضرور لیں۔ لیکن پہلے میری بات سن لیں''...... مارٹی نے کہا۔

''سنائیں۔ کیا بات سنانا چاہتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''کیا آپ کا تعلق واقعی آرمی کے ریڈ سیکشن سے ہے''۔ مارٹی نے کہا۔ اس کے لہجے میں پریشانی کا عنصر واضح طور پر محسوس ہو رہا تھا اور وہ خاصا بے چین بھی نظر آ رہا تھا۔

''کیوں۔ کیا آپ کو کوئی شک ہے''...... صدیقی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''آپ آخر تلاشی کیوں لینا چاہتے ہیں''...... مارٹی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''بہت سی وجوہات ہیں۔ کوئی ایک بات ہو تو بتائی بھی جائے''...... صدیقی نے کہا۔

''لیکن اگر آپ میرے ہوٹل کے خلاف کوئی بات ثابت نہ کر سکے تو''...... مارٹی نے کہا۔

''اس صورت میں آپ سے معافی مانگ لی جائے گی''۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور اس طرح میرے ہوٹل کی بدنامی جو ہو گی۔ اس کا کیا ہو گا''...... مارٹی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''یہ ہوٹل پہلے بھی کم بدنام نہیں ہے''...... صدیقی نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ تلاشی نہ لیں اور یہ رپورٹ لکھ دیں کہ تلاشی لی گئی کچھ برآمد نہیں ہوا''...... مارٹی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ کیونکہ میں راشی افسر کا نہیں ہوں"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوچ لیں۔ میں آپ کو منہ مانگی قیمت دے سکتا ہوں"۔ مارٹی نے کہا۔

"پیش کش چاہے کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ میری طرف سے انکار ہی ہوگا"...... صدیقی نے کہا۔

"اچھا خیر۔ اب ایک آخری بات۔ اگر آپ میرے ہوٹل کے خلاف کوئی بات ثابت نہ کر سکے تو میں آپ پر کیس کر دوں گا"۔ مارٹی نے کہا۔

"مجھے منظور ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو آپ تلاشی لینے پر بضد ہیں"...... مارٹی نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... صدیقی نے کہا۔

"او کے۔ تو جائیں۔ لیں تلاشی اور اگر کوئی قابل اعتراض چیز نکل آئے تو میرے سامنے لے آئیں"...... مارٹی نے کہا۔

"ضرور کیوں نہیں۔ آپ اپنا کوئی قابل اعتماد آدمی ساتھ کر دیں"...... صدیقی نے کہا۔ اس نے گھنٹی بجائی۔ ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"کارٹر۔ یہ لوگ ہمارے ہوٹل کی تلاشی لینا چاہتے ہیں"۔ مارٹی نے کہا۔

"لیکن کیوں سر"...... کارٹر نے منہ بنایا۔

"ان کا تعلق ریڈ سیکشن سے ہے۔ لہٰذا یہ تلاشی لیں گے کیوں لینا چاہتے ہیں اس کا یہ کوئی جواب نہیں دے رہے"...... مارٹی نے منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت عجیب بات ہے سر"...... کارٹر نے کہا۔

"ہاں۔ بہرحال ان کے ساتھ تعاون کرو۔ میں کسی بھی طرح اپنے ہوٹل کی ساکھ کو متاثر نہیں ہونے دینا چاہتا ہوں"...... مارٹی نے کہا تو کارٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صدیقی نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ کارٹر کے ساتھ چل پڑے۔ انہوں نے سب سے پہلے انڈر گراؤنڈ فلور رخ کیا کیونکہ عمران کے کہنے کے مطابق وہ اس ہوٹل کے تہہ خانے میں ہی موجود تھا اور اس کے ساتھ صفدر، تنویر، جولیا اور سلیمان بھی موجود تھے۔ لفٹ سے نکل کر جب وہ ایک راہداری میں آئے تو صدیقی نے ہلکی سی بو محسوس کی۔ اس بو کو محسوس کرتے ہی وہ چونک پڑا اور پھر وہ غور سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا"...... خاور نے پوچھا۔

"یہاں سکنگ ٹارس گیس کی بو پھیلی ہوئی ہے"...... صدیقی نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"بو تو واقعی ہے لیکن بہت کم اور تم سکنگ ٹارس گیس کا نام لے رہے ہو۔ کیا یہ کوئی خاص گیس ہے"...... چوہان نے چونکتے ہوئے

کہا۔

"ہاں۔ یہ ایک خاص گیس ہے جو بلیو لائٹ کے ذریعے فائر کی جاتی ہے۔ بلیو لائٹ ایک بلب سے بھی فائر کی جا سکتی ہے جس کے پھیلتے ہی ہوا سے آکسیجن ختم ہو جاتی ہے اور وہاں ایک تیز اور انتہائی ناگوار بو پھیل جاتی ہے جس کا اثر انسانی جسم پر ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں ہوتا ہے۔ یہ گیس عام گیسوں کی طرح کام نہیں کرتی کہ دماغ پر اثر کر سکے۔ یہ گیس روشنی کے ذریعے ہی اثر انداز ہوتی ہے اور اگر کوئی انسان اس روشنی کی زد میں آ جائے تو اس کا جسم ایک لمحے میں ساکت ہو جاتا ہے اور پھر اس کا دماغ بھی سن ہو کر تاریک ہو جاتا ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو یہاں اس گیس سے ٹارگٹ کیا گیا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے یہی لگ رہا ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"لیکن ہم اس بات کو ثابت کیسے کریں گے کہ یہاں ایسی کوئی گیس پھیلائی گئی تھی اور اس گیس سے ہمارے ساتھیوں کو ہی بے ہوش کیا گیا ہے"...... نعمانی نے کہا۔ وہ عبرانی زبان میں بات کر رہے تھے تاکہ ان کے ساتھ آنے والا کارٹر ان کی باتیں نہ سمجھ سکے۔ وہ حیرانی سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"اس کے لئے مجھے اپنے ایک دوست کو بلانا ہوگا۔ وہ ایسی ہی گیسوں پر کام کرتا ہے۔ اگر اس نے یہ بات ثابت کر دی کہ یہاں

واقعی سکنگ ٹارس گیس پھیلی ہوئی ہے تو پھر ہم مارٹی سے سختی سے بات کر سکیں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"اس کے لئے یہ سب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم مارٹی کے پاس جاتے ہیں اور اس کی گردن دبوچ لیتے ہیں۔ اسے میرے سپرد کر دینا پھر دیکھنا وہ کیسے زبان نہیں کھولتا"...... خاور نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ہمیں مخصوص طریقے سے ہی کام لینا ہوگا۔ ایک تو یہ مارٹی انتہائی کائیاں آدمی ہے اور دوسرا عمران صاحب اور ان کے ساتھی اس کے قبضے میں ہیں۔ اگر ہم نے اس کے ساتھ زبردستی کی تو عمران صاحب اور ان کے ساتھی مزید مشکل میں پھنس جائیں گے"...... صدیقی نے کہا تو خاور نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تو پھر کیا کرنا ہے"...... خاور نے پوچھا۔

"ہمیں ہوٹل کے ایک ایک حصے اور ایک ایک انچ کی تلاشی لینی ہے"...... صدیقی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ انہوں نے گیس کے چھٹنے کا انتظار کیا۔ جب بو بالکل ختم ہو گئی صدیقی آگے بڑھا اور ایک ایک چیز کا جائزہ لینے لگا۔ اس کے ساتھی بھی ایک ایک انچ کو چیک رہے تھے۔

"اوہ۔ یہ دیکھو۔ یہ کیا ہے"...... اچانک نعمانی نے چونک کر کہا۔ صدیقی تیزی سے اس طرف بڑھا۔ کمرے کے فرش پر سرخ رنگ کے پاؤڈر کے ذرات پڑے تھے۔ اس نے جھک کر ان

ذرات کو سونگھا۔

"یہ بلاشبہ وہ ریڈ پاؤڈر ہے جو آج کل عمران صاحب ہمیشہ اپنے جوتے کی ایڑی میں رکھتے ہیں۔ ایک روز میں نے ان کے جوتے کی ایڑی کھلتے دیکھی تھی جس سے یہ پاؤڈر نظر آیا تھا۔ یہ آگ لگنے پر تیزی سے سلگ اٹھتا ہے اور ہر طرف دھواں پھیلا دیتا ہے۔ یہ عمران صاحب کی نئی ایجاد ہے تاکہ وہ دشمنوں کی زد میں ہوں تو ہر طرف دھواں پھیلا کر ان سے بچ کر نکلنے کی کوشش کر سکیں۔ اس پاؤڈر کا یہاں ہونے کا مطلب ہے کہ عمران صاحب نے جوتے کی ایڑی زمین پر مار کر پاؤڈر نکالا تھا تاکہ اس کا فائدہ اٹھا سکیں لیکن سکنگ ٹارس ریز نے انہیں اس پاؤڈر کو سلگانے کا موقع نہیں دیا تھا"...... صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس پاؤڈر کے یہاں ہونے کا مطلب ہے کہ عمران صاحب اور ان کے ساتھی یہیں موجود ہیں"...... خاور نے کہا۔

"ہاں"...... صدیقی نے کہا۔

"تو چلو۔ انہیں تلاش کرتے ہیں"...... چوہان نے کہا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے پورا تہہ خانہ چھان مارا لیکن عمران اور اس کے ساتھی انہیں کہیں نہ ملے۔ تہہ خانے سے نکل کر وہ ہوٹل کی اوپر والی منزلوں پر گئے۔ انہوں نے ایک ایک کمرے کا باریک بینی سے جائزہ لیا لیکن عمران اور اس کے ساتھی یوں غائب تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

"کہاں جا سکتے ہیں وہ سب"...... صدیقی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"وہ یقیناً اس مارٹی کی قید میں ہیں۔ اب ہمیں اس مارٹی سے ہی بات کرنی پڑے گی"...... چوہان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ"...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ چاروں مارٹی کے ساتھی کارٹر کے ساتھ مارٹی کے آفس میں پہنچ گئے۔ کارٹر نے نہ تو ان کے کسی کام میں مداخلت کی تھی اور نہ ان سے کوئی سوال پوچھا تھا۔ وہ بس ان کی ہدایات پر عمل کر رہا تھا۔ وہ مارٹی کے آفس میں داخل ہوئے تو مارٹی انہیں بھاری میز کے پیچھے موجود اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھا دکھائی دیا۔ انہیں دیکھ کر وہ چونک پڑا اور اس کے لبوں پر بے اختیار طنز بھری مسکراہٹ ابھر آئی۔

"کچھ نہیں ملا نا"...... مارٹی نے انہیں دیکھ کر کہا۔

"بہت کچھ ملا ہے۔ میں آپ کو گرفتار کر رہا ہوں"...... صدیقی نے کہا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا۔ یہ ایک بین الاقوامی ہوٹل ہے اور ہم لوگ بھی غیر ملکی ہیں۔ مجھے گرفتار کرنے کی صورت میں آپ کی پوری حکومت ہل کر رہ جائے گی"...... مارٹی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں اپنا فرض پورا کروں گا۔ آپ کو گرفتار کروں گا اس کے بعد آفیسر جانیں۔ آپ جانیں"...... صدیقی نے کہا۔

"تو پھر میں اپنے وکیل کو فون کرنا پسند کروں گا۔ آپ مجھے

روک نہیں سکتے''...... مارٹی نے کہا۔

''وکیل کو فون ضرور کریں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن میں زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتا۔ لہٰذا وکیل سے کہہ دیں کہ وہ ریڈ سیکشن کے آفس آ جائیں''...... صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ وہ یہاں آئیں گے اور آپ کو مجھے گرفتار نہیں کرنے دیں گے''...... مارٹی نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

''پاگل نہ بنیں۔ وکیل صاحب کے پاس کوئی ایسا قانون نہیں ہے کہ آپ کو گرفتاری سے بچا سکیں۔ ہاں۔ وہ آپ کی ضمانت کرا سکتے ہیں''...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہرگز نہیں۔ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا''...... مارٹی نے قدرے اونچی آواز میں کہا۔

''ان کو ہتھکڑی لگا دو''...... صدیقی نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ مجھے کس جرم میں گرفتار کرنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ آپ کو یہ بھی بتانا ہو گا کہ آپ کے پاس میرے خلاف کیا ثبوت ہے''...... مارٹی نے غراتے ہوئے کہا۔ صدیقی نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر وہ آگے بڑھا اور اطمینان بھرے انداز میں مارٹی کے سامنے میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اگر تم گرفتاری سے بچنا چاہتے ہو اور اس ہوٹل کی ساکھ بچانا

چاہتے ہو تو ہم سے تعاون کرو اور میں تم سے جو سوال کروں مجھے اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دو''...... صدیقی نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''میں کر تو رہا ہوں تعاون۔ بہرحال پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو تم مجھ سے''...... مارٹی نے کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں''...... صدیقی نے ایک ایک لفظ رک رک کر کہا تو اس کی بات سن کر مارٹی یکلخت اچھل پڑا۔

''عمران اور اس کے ساتھی۔ کیا مطلب۔ کون ہے یہ عمران اور اس کے کن ساتھیوں کی بات کر رہے ہو تم''...... مارٹی نے فوراً خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''ہمارے سیکشن کو عمران نامی ایک آدمی کا فون آیا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ وہ اس ہوٹل کے تہہ خانے میں موجود ہے۔ اس کے ساتھ اس کے چار ساتھی بھی ہیں جن میں تین مرد اور ایک عورت ہے۔ عمران کے کہنے کے مطابق تم نے انہیں کہیں قید کر رکھا ہے اور انہیں ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں سچ بتا دو ورنہ......'' صدیقی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ کوئی بھی آپ کے سیکشن کو ایک کال کرتا ہے اور آپ بغیر کسی ثبوت کے اس کی بات مان کر ہر جگہ چاہئیں پہنچ جاتے

ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... مارٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہم نے اس کال کو ٹریس کیا تھا۔ وہ کال اسی ہوٹل سے کی گئی تھی''...... صدیقی نے کہا۔

''میں نہیں جانتا اور یہ بھی سچ ہے کہ میں نہ کسی عمران کو جانتا ہوں اور نہ اس کے ساتھی کو۔ میں ایک سیدھا سادا بزنس مین ہوں۔ اپنے بزنس پر توجہ دینے کے سوا میں دوسرا کوئی کام نہیں کرتا''...... مارٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں اور میرے ساتھی بے حد شرافت سے کام لے رہے ہیں مسٹر مارٹی۔ تمہارے لئے بہتر ہو گا کہ ہمیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بتا دو ورنہ......'' صدیقی نے غراتے ہوئے کہا تو مارٹی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''تم۔ تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ مارٹی کو دھمکی۔ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں''...... مارٹی نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہم صرف دھمکیاں نہیں دیتے۔ جو کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اگر تم خود کو اور اپنے ہوٹل کو بچانا چاہتے ہو تو تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ سچ بول دو''...... اس بار چوہان نے کرخت لہجے میں کہا تو مارٹی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''تم میرے ساتھ اس انداز میں بات نہیں کر سکتے۔ میں اپنے ہوٹل میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتا۔ تم لوگوں کو اگر میں نے شرافت سے ہوٹل کی چیکنگ کی اجازت دے دی ہے تو اس کا یہ

مطلب نہیں ہے کہ تم جو کہو گے میں مانتا چلا جاؤں گا''...... مارٹی نے بھی جواباً غراتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ تیزی سے میز کے نیچے گیا۔

''خبردار۔ اپنا ہاتھ سامنے کرو ورنہ......'' نعمانی نے غرا کر کہا۔ مارٹی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ نعمانی کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا جس کا رخ ظاہر ہے اسی کی طرف تھا۔

''تت۔ تت۔ تم نے مجھ پر گن تانی ہے۔ مجھ پر۔ اس ہوٹل کے مالک مارٹی پر۔ کون ہو۔ کون ہو تم''...... مارٹی نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہاری موت''...... صدیقی نے کہا اور اس نے بھی مشین پسٹل نکال کر اس کی طرف کر دیا۔ اسے مشین پسٹل نکالتے دیکھ کر چوہان اور خاور نے بھی اپنے مشین پسٹل نکال لئے۔ چار مشین پسٹل دیکھ کر مارٹی یکلخت اچھل پڑا۔ اس کا ساتھی کارٹر جو ان کے ساتھ ہی موجود تھا۔ مشین پسٹل دیکھ کر تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھول کر باہر جاتا اسی لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ کارٹر کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر دروازے کے پاس گرا اور ساکت ہو گیا۔ خاور نے یکلخت اس پر فائرنگ کر دی تھی۔ اپنے ساتھی کو اس طرح گولیوں کا نشانہ بنتے دیکھ کر مارٹی یکلخت اچھل کر

کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔ ان سب نے دیکھ لیا تھا کہ مارٹی کا آفس مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے۔ اندر کی آواز نہ باہر جا سکتی تھی اور نہ باہر کی کوئی آواز اندر آ سکتی تھی اسی لئے خاور نے کارٹر کو وہاں سے جانے کا موقع نہ دیا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا۔ تم نے کارٹر کو گولی مار دی''۔ مارٹی کے حلق سے ڈری ڈری سی آواز نکلی۔

''ہمارے پاس کسی کو بھی بغیر وارننگ دیئے گولی مارنے کا اختیار ہے۔ اگر تم نے ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا تو ہم تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کر سکتے ہیں''...... صدیقی نے سرد لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم۔ تم ریڈ سیکشن سے نہیں ہو۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... مارٹی نے کہا تو صدیقی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیا۔

''ہم جو بھی ہیں۔ تمہاری لئے خوفناک عذاب ہیں اور اگر تم اس عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ ہمیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں شرافت کے ساتھ بتا دو''...... صدیقی نے کہا۔

''کیا میں بیٹھ سکتا ہوں''...... مارٹی نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''بیٹھ جاؤ۔ لیکن کوئی شرارت کی تو تمہیں بے حد مہنگی پڑے

گی''...... چوہان نے کہا تو مارٹی ایک طویل سانس لے کر بیٹھ گیا۔

''اب بولو کیا چاہتے ہو''...... مارٹی نے کہا۔

''ہمارے ساتھیوں کو تم نے قید میں رکھا ہوا ہے۔ اب اگر تم ہمیں صرف اتنا بتا دو کہ وہ کہاں ہیں تو تم لوگوں کے ساتھ رعایت ہو سکتی ہے ورنہ تمہیں یہاں گولیاں مار کر ہم نکل جائیں گے اور پھر تمہارے اس سارے ہوٹل کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو ہم کسی نہ کسی طرح سے ڈھونڈ ہی لیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''تو ڈھونڈا کیوں نہیں۔ میں نے تو تمہیں پوری آزادی دے رکھی تھی''...... مارٹی نے اس بار اطمینان بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''بتاؤ کہاں ہیں عمران صاحب اور ان کے ساتھی۔ جلدی بتاؤ ورنہ......'' خاور نے غصیلے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے مشین پسٹل مارٹی کے سر سے لگا دیا۔

''اگر تم نے مجھے ہلاک کیا تو پھر تمہارے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں تک پہنچنا مشکل نہیں ناممکن ہو جائے گا۔ اس لئے سوچ لو''...... مارٹی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... صدیقی نے کہا۔

''جب تم لوگوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ تمہارا تعلق پاکیشیا

سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر میں بھی اس بات سے انکارنہیں کروں کہ تمہارے ساتھی میرا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے چار ساتھی میرے قبضے میں ہیں‘‘۔ مارٹی نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔
اس کا اطمینان اور اس کی مسکراہٹ دیکھ کر ان کے چہروں پر حیرت اور قدرے الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کچھ دیر قبل مارٹی کے چہرے پر پریشانی اور تردد کے تاثرات تھے لیکن اب اچانک جیسے اس کی ساری پریشانی زائل ہو گئی تھی اور وہ بے حد مطمئن دکھائی دے رہا تھا۔

’’کہاں ہیں وہ۔ کیا وہ خیریت سے ہیں‘‘...... نعمانی نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

’’ابھی تک تو زندہ اور خیریت سے ہیں لیکن......‘‘ مارٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’لیکن۔ لیکن کیا‘‘...... صدیقی نے غرا کر کہا۔

’’اگر تم لوگ مجھ سے ایسے ہی سختی سے بات کرتے رہے اور مجھے تمہاری کسی بات پر غصہ آ گیا پھر شاید ہی تمہارے ساتھی زندہ بچ سکیں‘‘...... مارٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’کیا مطلب‘‘...... ان سب نے چونک کر کہا۔

’’اپنے عقب میں دیکھو‘‘...... مارٹی نے کہا تو صدیقی نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ وہ مارٹی سے نظریں نہ ہٹانا چاہتا تھا۔ چوہان، خاور اور نعمانی نے سر موڑ کر ایک دیوار کی طرف دیکھا تو

ان کے چہروں پر یکلخت حیرت، غصے اور پریشانی کے تاثرات پھیل گئے۔

’’تم نہیں دیکھو گے اپنے ساتھیوں کا حشر‘‘...... مارٹی نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’کیا دیکھ رہے ہو تم‘‘...... صدیقی نے مارٹی سے نظریں ہٹائے بغیر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

’’دیوار پر ایک اسکرین نصب ہے۔ اسکرین پر ایک ہال نما کمرہ دکھائی دے رہا ہے۔ عمران صاحب، مس جولیا اور ان کے ساتھی اس کمرے میں موجود ہیں اور راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے ہیں۔ ان کے سر ڈھلکے ہوئے ہیں جس کا مطلب ہے کہ یہ سب بے ہوش ہیں۔ کمرے کی دیواروں پر نئے اور پرانے زمانے کے اذیت رساں آلات موجود ہیں۔ شاید یہ کوئی ٹارچر روم ہیں جہاں ان سب کو رکھا گیا ہے‘‘...... نعمانی نے دیوار پر لگی اسکرین پر نظر آنے والا منظر دیکھتے ہوئے کہا تو صدیقی کو اپنا دل دہلتا ہوا محسوس ہوا۔

’’میں اس اسکرین کو ہی دیکھ کر مطمئن ہوا تھا۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جہاں پہنچایا ہے وہاں کے انچارج سے میں نے کہا تھا کہ جب وہ ان سب کو ٹارچر روم میں پہنچا دیں تو مجھے اسکرین پر ان کی لائیو کوریج دکھائے اور اس نے یہی کیا ہے۔ تم بھی دیکھ لو ایک نظر‘‘...... مارٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے ضرورت نہیں ہے۔ اب بتاؤ یہ کون سی جگہ ہے جہاں انہیں قید رکھا گیا ہے''...... صدیقی نے سرد لہجے میں کہا۔

''کیا میں تمہیں احمق دکھائی دیتا ہوں''...... مارٹی نے کہا۔

''کیا مطلب''......صدیقی نے اسی انداز میں کہا۔

''میں تمہیں ان کے بارے میں نہیں بتاؤں گا۔ ابھی میرے ساتھی کا فون آنے والا ہے۔ اگر تم نے مجھے بات نہ کرنے دی تو تم دیکھ لینا۔ میرا ساتھی تمہارے ان ساتھیوں کو ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ یہ جن کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ الیکٹرک چیئرز ہیں۔ میرے ساتھی کو بس ایک بٹن پریس کرنے کی ضرورت ہے۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا اسی لمحے تمام راڈز والی کرسیوں میں کرنٹ دوڑ جائے گا اور پھر تمہارے ساتھی ان کرسیوں پر ہی جل کر خاکستر ہو جائیں گے''...... مارٹی نے کہا تو صدیقی غرا کر رہ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتے اچانک سامنے میز پر پڑے مارٹی کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ مارٹی نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھانا چاہا۔

''خبردار۔ فون اٹھایا تو گولی مار دوں گا''...... صدیقی نے غرا کر کہا اور ہاتھ بڑھا کر فون اٹھا لیا۔ اس نے اسکرین پر ڈسپلے دیکھا تو اسکرین پر فرانک کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

''کون ہے یہ فرانک''......صدیقی نے پوچھا۔

''اس سنٹر کا انچارج جہاں تمہارے ساتھیوں کو قید کیا گیا ہے''۔

مارٹی نے جواب دیا۔

''تو یہ لوگ اس ہوٹل میں نہیں ہیں''......صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے انہیں خفیہ راستے سے فوری طور پر یہاں سے نکال کر سپیشل سنٹر میں پہنچا دیا تھا''...... مارٹی نے کہا۔

''کہاں ہے تمہارا یہ سپیشل سنٹر''......صدیقی نے پوچھا۔

''پہلے میرے ساتھی سے مجھے بات کر لینے دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ یہ سمجھ لے کہ میں کسی مصیبت میں ہوں۔ ایسا ہوا تو وہ کرنٹ والا بٹن پریس کر دے گا پھر نہ کہنا کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے ساتھیوں کا کیا حشر ہوا تھا''...... مارٹی نے کہا تو صدیقی نے غراتے ہوئے سیل فون اس کی طرف بڑھا دیا۔

''اس کا لاؤڈر آن کرو اور ہمارے سامنے بات کرو''......صدیقی نے کہا۔

''او کے''...... مارٹی نے کہا اور اس نے بٹن پریس کیا اور ساتھ ہی اسپیکر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس''...... مارٹی نے کرخت لہجے میں کہا۔

''فرانک بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس فرانک۔ میرے آفس کی اسکرین آن ہوگئی ہے اور مجھے وہ سب دکھائی دے رہے ہیں''...... مارٹی نے کہا۔

''میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے باس۔ راڈز والی

کرسیوں کے ساتھ میں نے الیکٹرک وائر بھی لگا دیئے ہیں۔ اب آپ کے حکم کی دیر ہے۔ میں ایک بٹن پریس کروں گا تو پانچوں کرسیوں پر کرنٹ دوڑ جائے گا اور یہ سب ایک لمحے میں جل کر راکھ ہو جائیں گے''...... دوسری طرف سے فرانک نے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ابھی نہیں۔ ابھی تھوڑا انتظار کرو۔ جب میں تمہیں حکم دوں گا تو پھر تم نے ان کی کرسیوں پر کرنٹ دوڑانا ہے اور سنو۔ میں تمہیں ہر آدھے گھنٹے کے بعد کال کروں گا۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو پھر تم مزید صرف ایک منٹ کا انتظار کرنا اور ان کی کرسیوں میں کرنٹ چھوڑ دینا۔ سمجھ گئے تم''...... مارٹی نے کہا تو وہ سب اسے تیز نظروں سے گھورنے لگے۔

''اوکے باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور مارٹی نے فون آف کر دیا۔

''اب بولو''...... مارٹی نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم نے یہ بات اپنی جان بچانے کے لئے کی ہے کہ تم ہر آدھے گھنٹے بعد اسے کال کرو گے تاکہ ہم تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں''...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... مارٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب کیا چاہتے ہو تم''...... صدیقی نے غرا کر کہا۔

''سادہ سی بات ہے۔ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے

ہے۔ ڈارک کنگ کا حکم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر میری اور میرے گروپ کی راہ میں رکاوٹ بننے کی کوشش کریں تو انہیں ان کے انجام تک پہنچا دیا جائے۔ عمران اور اس کا باورچی اور عمران کے تین ساتھی پہلے ہی میرے قبضے میں ہیں۔ ان کی موت کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اب جبکہ تم یہاں پہنچ گئے ہو تو تمہیں بھی عمران کے پاس پہنچا دیا جائے اور پھر تم سب کو میں ایک ساتھ ہلاک کروں''...... مارٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور تمہارا یہ خواب شرمندہ تعبیر ہو جائے گا''...... صدیقی نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ بالکل''...... مارٹی نے کہا۔

''وہ کیسے''...... صدیقی نے کہا۔

''ایسے''...... مارٹی نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اچانک وہاں تیز نیلے رنگ کی روشنی چمکی اور اس روشنی کے چمکتے ہی صدیقی کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے یکلخت دھند چھا گئی۔ یہ دھند ایک لمحے کے لئے چھائی اور پھر اس دھند نے یکلخت تاریکی کا روپ دھار لیا اور صدیقی کو اپنے احساسات فنا ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے مارٹی کا فلک شگاف قہقہہ سنا۔

صالحہ نے کار ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی کے گیٹ کے قریب روکی تو ایک طرف درخت کی آڑ میں چھپا ہوا ایک لمبا تڑنگا اور ورزشی جسم کا مالک نوجوان نکل کر اس کے سامنے آ گیا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا صالحہ کی کار کی طرف بڑھا۔ صالحہ اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

''میں ٹائیگر ہوں مس صالحہ''...... ٹائیگر نے قریب آ کر صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا تو صالحہ کے ساتھ بیٹھا ہوا کیپٹن شکیل بھی چونک پڑا۔ وہ صالحہ کی کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

''اوہ۔ تم۔ تم نے بڑا شاندار میک اپ کر رکھا ہے۔ میں تمہیں بالکل بھی نہ پہچان سکی تھی''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی۔ شاندار میک اپ ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''باس کا حکم تھا اس لئے میں نے سپیشل میک اپ کر رکھا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو صالحہ اور کیپٹن شکیل نے اثبات

میں سر ہلا دیا۔

''تم نے چیف کو کال کی تھی''...... صالحہ نے کہا۔

''جی ہاں۔ مجھے مدد کی ضرورت تھی۔ میں باس کو کافی دیر سے فون کر رہا تھا لیکن باس سے میرا رابطہ ہی نہ ہو رہا تھا اس لئے مجھے مجبوراً چیف سے بات کرنی پڑی۔ چیف نے کہا کہ وہ ممبران میں سے کسی کو میرے پاس بھیج دیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''چیف نے ہمیں تمہاری مدد کے لئے بھیجا ہے۔ کیا معاملہ ہے''...... صالحہ نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔ دوسری طرف سے کیپٹن شکیل بھی کار سے اتر کر باہر آ گیا۔

''یہ ایک ریٹائرڈ سائنس دان ڈاکٹر خاقان عظیم صاحب کی حویلی ہے۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کو ایک بین الاقوامی تنظیم ڈارک کنگ سے جان کا خطرہ ہے۔ اس تنظیم کے افراد ان پر مسلسل حملے کر رہے ہیں اور باس نے میری ڈیوٹی لگائی ہے کہ میں یہاں رہ کر ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہر قسم کے حملوں سے بچاؤں۔ حویلی کافی بڑی ہے۔ میں ساری حویلی پر اکیلا نظر نہیں رکھ سکتا تھا اس کام کے لئے مجھے مدد کی ضرورت تھی۔ اسی لئے میں نے چیف سے بات کی تھی اور چیف نے آپ دونوں کو بھیجا ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر خاقان عظیم کے بارے میں انہیں ساری تفصیل بتانی شروع کر دی۔ اس نے عمران کے وہاں آنے اور ڈاکٹر خاقان عظیم پر ہونے والے حملوں کے بارے میں بھی سب کچھ بتا دیا۔

''اب کہاں ہے ڈاکٹر خاقان عظیم''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''وہ حویلی کے اندر ہی موجود ہیں اور باس کے حکم پر انہوں نے خود کو ایک کمرے میں بند کر رکھا ہے۔ باس نے انہیں حکم دیا تھا کہ چاہے کچھ ہو جائے وہ کسی بھی صورت میں کمرے سے باہر نہیں نکلیں گے اور وہ باس کے حکم پر عمل کر رہے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر وہ محفوظ ہیں تو پھر تم نے ہمیں کیوں بلایا ہے''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے خدشہ ہے کہ کہیں ڈاکٹر خاقان عظیم کی اس حویلی پر میزائلوں اور بموں سے نہ حملہ کر دیا جائے۔ میں نے حویلی کے اندر اور باہر تمام چیکنگ کر لی ہے۔ مجھے ایسا کچھ نہیں ملا ہے جو خطرے کا باعث بن سکتا ہو لیکن اس حویلی کے عقب میں ایک جنگل ہے۔ دشمن اس جنگل کے راستے حویلی تک پہنچ سکتے ہیں۔ اگر میں جنگل کی طرف رک کر حویلی کی حفاظت کروں تو یہ بھی ممکن ہے کہ دشمن مین گیٹ سے اندر پہنچ جائیں اور اگر میں یہاں رکتا ہوں تو خطرہ جنگل کی طرف سے برقرار رہتا ہے۔ دشمن ڈاکٹر خاقان عظیم کے ملازم کی شکل میں اندر موجود تھا اس لئے ڈاکٹر خاقان عظیم کے ملازمین میں سے اب کوئی ایسا قابل اعتماد آدمی نہیں ہے جو میرا ساتھ دے سکے لیکن اس کے باوجود میں نے ڈاکٹر خاقان عظیم کے دو ملازموں کو حویلی کی چھت پر چڑھایا ہوا ہے تاکہ وہ چاروں

طرف سے حویلی پر نظر رکھ سکیں۔ لیکن وہ ان پڑھ افراد ہیں۔ ان کے پاس سیل فون بھی نہیں ہیں۔ ان سے معلوم کرنے کے لئے مجھے یا تو خود چھت پر جانا پڑتا ہے یا پھر انہیں چھت سے نیچے بلانا پڑتا ہے اور اب ایک ایسی صورتحال پیدا ہو گئی ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ اس پریشانی کے مدنظر مجھے چیف سے بات کر کے آپ کو بلانا پڑا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا پریشانی ہے''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''چھت پر میں نے جن دو ملازمین کو چھوڑا تھا وہ دونوں ہلاک ہو چکے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا تو وہ دونوں بری طرح سے چونک پڑے۔

''اوہ۔ کیسے''...... صالحہ نے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ ان دونوں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور وہاں سے مجھے ایسا کوئی کلیو نہیں ملا ہے جس سے یہ پتہ چل سکے کہ ان ملازموں کو کس نے ہلاک کیا ہے۔ میں نے کوٹھی کے اندر باہر مکمل چیکنگ کر لی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اور ڈاکٹر خاقان عظیم۔ کیا وہ اپنے کمرے میں محفوظ ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے انہیں ملازموں کے قتل کے بارے میں بتا دیا ہے۔ یہ جان کر وہ اور زیادہ خوفزدہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے تہیہ کر لیا ہے کہ جب تک باس نہیں آ جاتے وہ کمرے سے باہر

نہیں آئیں گے۔ میں باس کے آنے سے پہلے اس قاتل کو ڈھونڈنا چاہتا ہوں جس نے ملازموں کو قتل کیا ہے اور یہ کام میرے اکیلے کے بس کا نہیں ہے کیونکہ اگر میں حویلی کے اندر رہ کر قاتل کو ڈھونڈنے لگ گیا تو باہر سے مزید حملہ آور بھی یہاں پہنچ سکتے ہیں اور میرے لئے ان پر نظر رکھنا مشکل ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو تم چاہتے ہو کہ ہم حویلی کے باہر رہ کر حویلی پر نظر رکھیں اور تم اندر جا کر اس قاتل کو تلاش کرسکو جس نے چھت پر دو ملازموں کو ہلاک کیا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم تینوں مل کر اس قاتل کو تلاش کریں۔ جس طرح سے ان ملازمین کو قتل کیا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اور قاتل یا بہت سے قاتل حویلی کے اندر موجود ہیں۔ ہمیں مل کر ان سے ڈاکٹر خاقان عظیم کو بچانا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے آؤ۔ دیکھتے ہیں''......کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ حویلی کے پھاٹک کی طرف بڑھے۔ ٹائیگر نے چھوٹے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی تو اندر سے فوراً دروازہ کھول دیا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی ایک بوڑھے ملازم کا چہرہ دکھائی دیا جو کافی سہما ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ میرے ساتھی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا تو بوڑھے ملازم نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ٹائیگر کے ساتھ اندر آئے اور پھر ٹائیگر انہیں لئے حویلی کے رہائشی حصے کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں رہائشی حصے سے ایک تیز چیخ کی آواز سنائی دی۔ چیخ کی آواز سن کر وہ تینوں بری طرح سے اچھل پڑے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تو ڈاکٹر خاقان عظیم کی چیخ تھی''...... ٹائیگر نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے دوڑ لگا دی۔ اسے دوڑتا دیکھ کر کیپٹن شکیل اور صالحہ بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ تھوڑی دیر میں وہ رہائش گاہ کے اندر ایک کمرے کے دروازے کے پاس موجود تھے۔ وہاں اب مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور اس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دینی شروع کر دی۔

''ڈاکٹر صاحب۔ میں ٹائیگر ہوں۔ کیا آپ خیریت سے ہیں''...... ٹائیگر نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے اونچی آواز میں کہا لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔

''ڈاکٹر خاقان عظیم صاحب کیا آپ خیریت سے ہیں''۔ ٹائیگر نے اور بے چین لہجے میں کہا لیکن اب بھی اندر سے کوئی آواز نہ سنائی دی تو ٹائیگر کے چہرے پر موجود پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''ڈاکٹر خاقان عظیم۔ ڈاکٹر خاقان عظیم۔ کیا آپ خیریت سے ہیں''۔ ٹائیگر نے بے چین ہو کر زور زور سے ڈاکٹر خاقان عظیم کے

کمرے کے دروازے پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے لیکن اندر مکمل طور پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

''یااللہ رحم۔ ڈاکٹر خاقان عظیم ضرور کسی مصیبت میں ہیں''...... اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو ٹائیگر نے پریشان کے عالم میں کہا۔

''اس طرح تو وقت ضائع ہو جائے گا۔ دروازہ توڑ دیا جائے''...... صالحہ نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے اچھل کر پوری قوت سے دروازے پر لات ماری تو دروازہ ٹوٹ کر اندر گرتا چلا گیا۔ دروازہ اس قدر مضبوط نہ تھا اس لئے آسانی سے ٹوٹ گیا تھا۔ دروازہ ٹوٹتے ہی وہ تینوں تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ اندر موت کا سناٹا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھے اور پھر دھک سے رہ گئے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بہت کم اتنے خوفناک منظر دیکھے ہوں گے۔ کمرے میں ایک آدمی فرش پر پڑا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اس قدر دہشت تھی کہ باہر کو ابل آئی تھی۔ پورا جسم خون میں نہایا ہوا تھا۔ اور وہ مر چکا تھا۔

''اوہ میرے خدا۔ یہ تو مر چکا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''یہ مرا نہیں ۔ اسے قتل کیا گیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''قتل۔ لیکن کیسے۔ جسم خون سے تر نظر آ رہا ہے لیکن زخم کوئی نظر نہیں آ رہا۔ یہ کیسا قتل ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''یہ میری زندگی کا انوکھا ترین قتل ہے''...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا۔

''کیا یہی ڈاکٹر خاقان عظیم ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ یہ ڈاکٹر خاقان عظیم نہیں ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا ڈاکٹر خاقان عظیم کے ساتھ کمرے میں کوئی اور بھی موجود تھا''...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کمرے میں اکیلے تھے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر یہ کون ہے اور اسے کس نے ہلاک کیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے پہلے اسے حویلی میں دیکھا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ اس آدمی کا تعلق اس حویلی سے نہیں ہے''...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ یہ حویلی کا آدمی نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر یہ اندر کیسے آ گیا اور اسے کس نے قتل کیا ہے اور ڈاکٹر خاقان عظیم کہاں ہیں''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ باتیں تو میرے لئے بھی حیران کن ہیں۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اسے میں نے توڑا ہے۔ یہ آدمی کون ہے۔ کمرے میں کیسے داخل ہوا تھا۔ اسے کس نے قتل کیا ہے اور ڈاکٹر خاقان عظیم

کہاں ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''اس کا جواب تو خیر یہ دیا جا سکتا ہے کہ قاتل آیا اس نے ڈاکٹر خاقان عظیم کو کسی طرح دروازہ کھولنے پر مجبور کیا اور پھر دروازہ کھلتے ہی وہ اندر داخل ہو گیا۔ اسے دیکھ کر ڈاکٹر خاقان عظیم ڈر گئے ہوں گے۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر اس سے پہلے کہ قاتل ڈاکٹر خاقان عظیم پر حملہ کرتا ڈاکٹر خاقان عظیم نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے ہلاک کر دیا''...... صالحہ نے اپنے طور پر تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''اگر ایسا ہوتا تو ڈاکٹر خاقان عظیم کو اسی کمرے میں اس لاش کے پاس ہی ہونا چاہئے تھا۔ اگر وہ باہر گئے ہوتے تو کمرے کا دروازہ کھلا ہونا چاہئے تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ سب سے زیادہ الجھن والی بات یہ ہے کہ دروازہ اندر سے بند کیوں ملا''...... ٹائیگر نے کہا۔ کیپٹن شکیل آگے بڑھا اور لاش پر جھک کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

''حیرت ہے۔ یہ مر چکا ہے اس کا سارا جسم خون سے بھرا ہوا ہے لیکن اس کے جسم پر نہ تو کسی گولی کا نشان دکھائی دے رہا ہے اور نہ کسی اور آلے کے زخم کا۔ اگر ڈاکٹر خاقان عظیم نے اسے ہلاک کیا ہے تو کیسے۔ جب کسی آلے کا استعمال نہیں کیا گیا ہے تو پھر اس کا سارا جسم خون سے کیوں بھرا ہوا ہے''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ صالحہ بھی آگے بڑھی اور اس نے لاش کو

الٹا سیدھا کر کے بغور اس کا معائنہ کرنا شروع کر دیا لیکن لاش پر کسی زخم کا کوئی نشان موجود نہ تھا۔

''عجیب ترین موت ہے۔ یوں لگتا ہے۔ جیسے خون اس کے تمام مساموں سے بہہ نکلا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''لیکن ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل بڑبڑایا۔

''میں کیا بتا سکتا ہوں۔ اگر اس لاش کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے تب ہی پتہ چل سکتا ہے کہ ایسا کیوں کر ہوا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میری تو عقل جواب دیتی محسوس ہو رہی ہے''...... صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل کی نظر کسی چیز پر پڑی تو وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ چیز اٹھا لی۔ یہ ایک بٹن تھا جس پر مخصوص سیاہ چہرہ بنا ہوا تھا۔ یہ بٹن ڈارک کنگ کا مخصوص نشان تھا۔

''گویا وہ اپنا مخصوص نشان چھوڑ گئے ہیں۔ کہاں سے ملا یہ''۔ صالحہ نے کہا۔ اس نے کیپٹن شکیل کو بٹن اٹھاتے نہ دیکھا تھا۔

''یہ میز پر پڑی اس ایش ٹرے کے نیچے دبا ہوا ملا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''گویا وہ ثبوت چھوڑ گئے ہیں کہ یہ کام ڈارک کنگ کا ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''اصل مسئلہ یہ ہے کہ دروازہ اندر سے بند کیوں تھا اور ڈاکٹر خاقان عظیم کہاں ہیں''...... ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسی سوال نے تو ہمیں بری طرح چکرایا ہوا ہے"۔ صالحہ نے کہا۔

"ہمیں ایک بار پوری حویلی کو چیک کرنا چاہئے ہوسکتا ہے کہ اس بار کوئی کلیو مل جائے"...... کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں ۔ یہ ٹھیک ہے"...... صالحہ نے کہا اور پھر وہ ان تینوں نے پوری حویلی کو چیک کیا لیکن پوری حویلی میں انہیں کسی تہہ خانے کا کوئی نشان نظر نہ آیا۔ البتہ چھت تک ایک پائپ لگا ہوا تھا۔ اس کے ذریعے کسی کا نیچے اترنا مشکل نہیں تھا۔ لیکن دن کے وقت کسی کی نظروں میں آئے بغیر یہ کام نہیں کیا جا سکتا البتہ رات کی تاریکی میں یہ کام آسانی سے ہوسکتا ہے۔

"اس پائپ کو بھی چیک کر ہی لیتے ہیں۔ ہوسکتا ہے۔ انہوں نے اس بات کی پرواہ نہ کی ہو کہ دن کا وقت ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔ وہ تیزی سے عمارت کے دوسرے حصے کی طرف گیا اور وہاں سے ایک سیڑھی اٹھا کر لے آیا۔ سیڑھی لگا کر انہوں نے پائپ کا معائنہ کیا گیا۔ اس پر جگہ جگہ رگڑ کے تازہ نشانات تھے۔ منڈیر پر بھی نشانات موجود تھے۔

"بس۔ یہ بات ثابت ہوگئی۔ مرنے والا پائپ کے راستے اندر داخل ہوا تھا بلکہ ہوئے تھے۔ دونوں چھت پر آئے۔ چھت پر انہوں نے دونوں ملازموں کو سائیلنسر لگے ریوالور سے ہلاک کیا اور

پھر وہ نیچے آ گئے۔ انہوں نے ڈاکٹر خاقان عظیم کا کمرہ کسی طرح کھلوایا یا پھر خود کسی ماسٹر کی سے کھول لیا اور پھر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئے ڈاکٹر خاقان عظیم نے ان پر کسی سائنسی اسلحے سے حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں ایک آدمی مارا گیا اور دوسرے نے ڈاکٹر خاقان عظیم کو اتنا موقع نہ دیا کہ اس پر حملہ کرسکیں۔ دوسرے آدمی نے ڈاکٹر خاقان عظیم کو قابو میں کیا اور پھر وہ ڈاکٹر خاقان عظیم کو لے کر نکل گیا۔ یہاں تک تو بات سمجھ آتی ہے لیکن یہ بات اب بھی سمجھ نہیں آئی کہ اگر دوسرا آدمی ڈاکٹر خاقان عظیم کو لے کر نکل گیا ہے تو پھر کمرے کا دروازہ اندر سے کیوں بند تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ اندر سے دروازہ بند ہونے کا مطلب اب بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"اس کارڈ کی موجودگی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ ڈارک کنگ پاکیشیا میں پوری طرح سرگرم ہوچکی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ اس تنظیم کے مقاصد ابھی تک معلوم نہیں ہو سکے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ ایک بے رحم، سفاک اور انتہائی ظالم مجرم تنظیم ہے۔ جہاں جاتی ہے بس قتل و غارت کرتی ہے۔ دہشت پھیلاتی ہے۔ خاص خاص لوگوں کو چن چن کر ہلاک کرتی ہے۔ کیوں ہلاک کرتی ہے۔ یہ کسی کو اندازہ نہیں۔ ہاں اس قتل وغارت سے ملک کے حالات میں زبردست تبدیلی رونما ہو جاتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔ وہ

دونوں اسی کمرے میں موجود تھے جہاں خون آلود لاش پڑی ہوئی تھی۔ ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک انہوں نے گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سنی۔ یہ آواز انہیں عقبی دیوار کی طرف سے سنائی دی تھی۔ وہ چونک کر مڑے اور پھر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

مارٹی اپنے آفس میں اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے ہاتھ میں سیل فون تھا اور وہ تیزی سے نمبر پریس کر رہا تھا۔ ابھی اس نے نمبر پریس کر کے کالنگ بٹن پریس نہ کیا تھا کہ اچانک سامنے میز پر پڑے ہوئے کئی رنگوں کے فون سیٹوں میں سے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بجتے ہی اس پر لگا ہوا ایک بلب جلنا بجھنا شروع ہو گیا۔ مارٹی نے چونک کر فون کی طرف دیکھا پھر اس نے سیل فون کا کالنگ بٹن پریس کئے بغیر اسے فوراً میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارٹی بول رہا ہوں''...... مارٹی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ڈارک کنگ ہیڈ کوارٹر سے کال ہے''...... دوسری طرف سے

ایک مشینی آواز سنائی دی تو مارٹی چونک پڑا۔

''اوکے''...... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے رسیور میں ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک انتہائی سرد اور کرخت آواز سنائی دی۔

''یس۔ پاکیشیا سے مارٹی بول رہا ہوں''...... مارٹی نے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کوڈ''...... دوسری طرف سے اسی طرح سخت اور کرخت آواز میں کہا گیا۔

''سپیشل مشن''...... مارٹی نے کہا۔

''تمہارا اصل نام''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کاسرو فلائیڈ''...... مارٹی نے جواب دیا۔

''سپیشل کوڈ بولو''...... دوسری طرف سے اسی انداز میں کہا گیا۔

''سپیشل مشن ہی سپیشل کوڈ ہے''...... مارٹی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ چیف باس سے بات کرو''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر فون میں ایک مرتبہ پھر سے کلک کی آواز سنائی دی اور ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔ سرخ رنگ کا یہ فون سیٹلائٹ فون تھا جس کی کال نہ کہیں سنی جا سکتی تھی اور نہ ٹریس کی جا سکتی تھی اس لئے مارٹی اطمینان سے بات کر رہا تھا۔ یہ فون براہ راست

ڈارک کنگ تنظیم کے ہیڈ کوارٹر سے منسلک تھا۔ اس فون پر ہمیشہ ڈارک کنگ کے ہیڈ کوارٹر سے ہی کالز آتی تھیں، اسی لئے مارٹی فون کی گھنٹی بجتے دیکھ کر چونک پڑا تھا اور رسیور اٹھا کر نہایت مؤدبانہ انداز میں بات کر رہا تھا۔

''چیف باس بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے پھاڑ کھانے والے آواز سنائی دی تو مارٹی یکلخت کانپ اٹھا۔ چیف باس ہمیشہ اسی انداز میں بات کرتا تھا اور اس کی آواز سن کر مارٹی کا نہ صرف خون خشک ہو جاتا تھا بلکہ اس کا جسم یوں کانپنا شروع ہو جاتا تھا جیسے اسے اچانک جاڑے کا بخار چڑھ گیا ہو۔

''یس۔یس چیف باس۔پاکیشیا سے کاسرو فلائیڈ بول رہا ہوں''۔ مارٹی نے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کاسرو۔ تم نے ابھی تک مشن کے بارے میں کوئی رپورٹ کیوں نہیں دی''...... دوسری طرف سے چیف باس نے نہایت غصیلے لہجے میں کہا۔

''مشن پر کام جاری ہے چیف باس۔ میں نے سوچا تھا کہ مشن مکمل کرنے کے بعد آپ کو مکمل رپورٹ دوں گا۔ مکمل کامیابی کی رپورٹ''...... مارٹی جس کا اصل نام کاسرو فلائیڈ تھا، نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں احکامات دیئے تھے نانسنس کہ مشن کے دوران ہر پیشرفت سے تم مجھے آگاہ کرو گے''...... چیف باس نے غصے سے

دھاڑتے ہوئے کہا تو مارٹی کے چہرے پر خوف کے تاثرات مزید گہرے ہو گئے۔

”سس۔ سس۔ سوری چیف باس۔ مصروفیات کی وجہ سے مجھے ہیڈ کوارٹر کال کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔ سوری۔ رئیلی سوری“۔ کاسرو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”اب بتاؤ کیا رپورٹ ہے۔ ڈاکٹر خاقان عظیم ہلاک ہوا ہے یا نہیں“...... دوسری طرف سے چیف باس نے اسی طرح غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”نو چیف باس۔ ابھی تک وہ ہلاک نہیں ہوا ہے۔ ہمارے آدمیوں میں سے کسی نے اس کی مدد کی تھی اور وہ عین اس وقت اس پوائنٹ سے ہٹ گیا تھا جہاں اسے ٹارگٹ کیا جانا تھا“۔ کاسرو نے کہا۔

”تمہارے آدمیوں نے ڈاکٹر خاقان عظیم کی مدد کی تھی۔ کیا مطلب۔ کون ہے وہ جس نے تنظیم سے غداری کرنے کی کوشش کی ہے“۔ چیف باس نے چونک کر کہا تو کاسرو نے اب تک کی ساری تفصیل چیف باس کو بتانی شروع کر دی۔

”لیکن فکر کی کوئی بات نہیں ہے چیف باس۔ ہم نے اس غدار کو ڈھونڈ نکالا ہے اور میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ میں نے اس کے سر میں گولی ماری تھی اور پھر اس کی لاش برقی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ

میں نے اپنے دو خاص ٹارگٹ کلرز کو ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی میں بھیج دیا ہے۔ وہ اپنے ساتھ سائنسی اسلحہ لے کر گئے ہیں۔ امید ہے جلد ہی وہ اپنا کام مکمل کر لیں گے اور ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کر کے ہی واپس لوٹیں گے“...... کاسرو نے تفصیل بتانے کے بعد کہا۔

”اور ان لوگوں کا کیا ہوا ہے جو تنظیم کی راہ میں رکاوٹ بن رہے تھے“...... چیف باس نے پوچھا۔

”عمران، اس کا باورچی اور عمران کے چار ساتھی میری قید میں ہیں چیف باس۔ میرے ساتھیوں نے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا رکھے ہیں اور وہ اس وقت بلائنڈ پوائنٹ پر موجود ہیں جہاں نہ کوئی پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی وہ ہوش میں آ کر وہاں سے نکل سکتے ہیں“...... کاسرو نے کہا۔

”انہیں زندہ کیوں رکھا گیا ہے نانسنس۔ جب وہ قابو آ گئے تھے تو تم نے اب تک انہیں ہلاک کیوں نہیں کیا ہے“...... چیف باس نے ایک بار پھر غصے میں آتے ہوئے کہا۔

”ان کے چند ساتھی اور ہیں چیف باس جو عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سب کو بھی قابو کر لوں اور پھر ان سب کو ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں ہلاک کروں۔ میں نے ان کی ہلاکت کا خاص انتظام کیا ہے۔ ان سب کی موت بے حد بھیانک اور عبرتناک ہو گی اور میں چاہتا

ہوں کہ ان سب کو ہلاک کرنے کی باقاعدہ فلم بنا کر پاکیشیا سمیت عالمی میڈیا میں دے دوں تاکہ پوری دنیا کو اس بات کا پتہ چل سکے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہلاکت ڈارک کنگ کے ہاتھوں ہوئی ہے اور ڈارک کنگ ان سب کو کس قدر ہولناک اور دردناک موت سے ہمکنار کرے گا کہ ان کی ہلاکت پوری دنیا کے لئے عبرت بن جائے گی اور ڈارک کنگ کا نام پوری دنیا میں دہشت کی علامت بن جائے گا اور پھر کسی بھی ملک کی سرکاری ایجنسیوں میں اتنی ہمت نہ ہو گی کہ وہ ڈارک کنگ کے خلاف سر بھی اٹھا سکیں''...... کاسرو نے متانت بھرے لہجے میں کہا۔

''گڈ شو۔ یہ تم نے بہت اچھا سوچا ہے کاسرو۔ یہ بتاؤ کہ تم نے انہیں بھیانک اور ہولناک انداز میں ہلاک کرنے کا کیا پروگرام ترتیب دیا ہے''...... چیف باس نے پوچھا تو کاسرو چیف باس کو عمران اور اس کے ساتھیوں کو دردناک اور ہولناک انداز میں ہلاک کرنے کے پروگرام کے بارے میں بتانے لگا۔

''ٹھیک ہے۔ انہیں ہلاک کرنے کا یہ طریقہ واقعی انتہائی خوفناک اور ہولناک ہے۔ ان کی ہلاکت کے مناظر دیکھنے کے لئے میں خود بھی پاکیشیا آؤں گا اور پھر انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوتا ہوا دیکھوں گا''...... چیف باس نے کہا۔

''یس چیف باس۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے ہولناک مناظر آپ خود یہاں آ کر اپنی

آنکھوں سے دیکھیں''...... کاسرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں دو دنوں تک پاکیشیا پہنچ جاؤں گا۔ تب تک تم ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرو اور عمران کے باقی ساتھیوں کو بھی قابو کرنے کی کوشش کرو''...... چیف باس نے کہا۔

''یس چیف باس۔ میں دونوں کام جلد ہی مکمل کر لوں گا''۔ کاسرو نے جواب دیا۔

''گڈ لک''...... دوسری طرف سے چیف باس نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی کاسرو نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے رسیور رکھا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر یوں گہرے گہرے سانس لینا شروع ہو گیا جیسے دور سے دوڑ لگا کر آیا ہو اور اس کا سانس پھول گیا ہو۔ اس کے لبوں پر عجیب اور انتہائی پراسرار مسکراہٹ دکھائی دے رہی تھی۔ چند لمحوں تک وہ کچھ سوچتا رہا پھر وہ سیدھا ہوا اور اس نے میز پر پڑے ہوئے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔ اس نے تیزی سے نمبر پریس کئے اور رسیور کان سے لگا لیا۔

''بی پوائنٹ''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک تیز اور بھاری آواز سنائی دی۔

''مارٹی بول رہا ہوں''...... کاسرو نے تیز اور سرد آواز میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ ڈارس بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے یکلخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"وہ لوگ کہاں ہیں اور کس حالت میں ہیں"...... کاسرو نے اسی طرح سرد اور سخت آواز میں کہا۔

"میں نے انہیں ڈارک روم میں پہنچا دیا ہے باس۔ ان سب کو بلیک کیج میں بند کر دیا گیا ہے اور انہیں طویل مدت کی بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے گئے ہیں۔ جب تک انہیں اینٹی انجکشن نہیں لگائے جائیں گے اس وقت تک وہ کسی بھی صورت میں ہوش میں نہیں آئیں گے"...... دوسری طرف سے ڈارس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں، وقتاً فوقتاً انجکشن لگاتے رہنا تاکہ ان کے ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہ رہے۔ میری اطلاع کے مطابق عمران اور اس کے ساتھی انتہائی قوت مدافعت کے مالک ہیں۔ بے ہوشی کے انجکشن اور بے ہوشی کی گیس ان پر زیادہ دیر تک اثر انداز نہیں ہوتی۔ وہ حیرت انگیز طور پر اپنی قوت مدافعت سے جلد ہی ہوش میں آ جاتے ہیں۔ اگر انہیں تسلسل کے ساتھ بے ہوشی کے انجکشن لگتے رہیں تو ان کے ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہ رہے گا۔ چیف باس چاہتے ہیں کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی بھیانک موت اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور وہ ایک دو روز میں یہاں پہنچ جائیں گے اس لئے جب تک وہ نہیں آتے ہمیں انہیں ہر حال میں زندہ رکھنا ہے۔ سمجھ گئے تم"...... کاسرو نے کہا۔

"یس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ ایک تو وہ پنجروں میں قید ہیں

اور دوسرا میں نے ان پنجروں کے ساتھ الیکٹرک وائر بھی لگا دیئے ہیں۔ اول تو انہیں ہوش نہیں آئے گا اور اگر آ گیا تو ان کے جسموں میں حرکت ہوتے ہی فولادی پنجروں میں بجلی کی تیز رو دوڑ جائے گی جو انہیں پھر سے بے ہوش کر دے گی"...... ڈارس نے کہا۔

"تیز رو کی وجہ سے اگر ان میں سے کوئی ہلاک ہو گیا تو۔ نانسنس"...... کاسرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ نو باس۔ یہ اتنی تیز رو نہیں ہے کہ ان میں سے کوئی ہلاک ہو سکے۔ کنٹرولنگ سسٹم کے تحت انہیں اتنا ہی کرنٹ لگے گا کہ وہ بے ہوش ہو جائیں۔ جیسے ہی وہ بے ہوش ہو کر ساکت ہوں گے اسی وقت پنجروں کی سلاخوں میں دوڑتا ہوا کرنٹ ختم ہو جائے گا"...... ڈارس نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ پنجروں میں قید ہیں اور بے ہوش ہیں یہی کافی ہے۔ ان کے پنجروں کے ساتھ لگے وائر ہٹا دو۔ میں ان میں سے کسی ایک کو بھی آسان موت مرنے نہیں دوں گا۔ ان کی موت بھیانک اور انتہائی لرزہ خیز ہو گی۔ سب کے سب ایک جیسی موت مریں گے اور ان کی موت کا نظارہ دیکھنے کے لئے چیف باس خود یہاں پہنچ رہے ہیں تب تک انہیں زندہ رکھنے کی ذمہ داری تم پر ہے۔ اگر اس سے پہلے ان میں سے ایک بھی مر گیا تو میں تمہارا بھیانک حشر کروں گا۔ نانسنس"...... کاسرو نے غصیلے

لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے باس۔ میں ابھی ان کے پنجروں کے ساتھ لگے الیکٹرک وائر ہٹا دیتا ہوں''...... ڈارس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر ان کے جسموں میں معمولی سی بھی حرکت دیکھو تو انہیں فوراً بے ہوشی کے انجکشن لگا دینا۔ ان انجکشنوں کی بدولت ان کی قوت مدافعت بھی کم ہو جائے گی اور ان پر بے ہوشی کے اثرات تادیر تک قائم رہیں گے''...... کاسرو نے کہا۔

''یس باس۔ آپ کے حکم پر عمل کیا جائے گا''...... دوسری طرف سے ڈارس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کاسرو نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ڈارک کلب''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مارٹی بول رہا ہوں''...... کاسرو نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ کلائیڈ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''اینڈریو سے بات کراؤ''...... کاسرو نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رسیور میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔

''یس باس۔ اینڈریو بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد رسیور

سے ایک مردانہ اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''مارٹی بول رہا ہوں اینڈریو۔ میری بات دھیان سے سنو۔ میں نے اپنے ان تمام ساتھیوں کو فوری طور پر انڈر گراؤنڈ کر دیا ہے جو عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاش میں لگے ہوئے تھے۔ مشن مکمل کرنے کے لئے میں نے ایک بار پھر سپیشل سکس کو جو اب سپیشل فائیو بن چکے ہیں میدان میں اتار دیا ہے۔ سپیشل فائیو کا یہ گروپ ڈاکٹر خاقان عظیم کو ٹارگٹ کرنے کے لئے روانہ ہو چکا ہے۔ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک اور گروپ بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے گروپ کے ساتھ فوراً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے باقی ماندہ ممبران کو تلاش کرو اور انہیں بلیو لائٹ سے بے ہوش کرو اور انہیں بلائنڈ پوائنٹ پر پہنچا دو''...... کاسرو نے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی باس''...... دوسری طرف سے اینڈریو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے روباب کلب چھوڑ دیا ہے اور اب میں ماسٹر پوائنٹ پر موجود ہوں۔ تمہیں مجھ سے جب بھی بات کرنی ہو تو ماسٹر پوائنٹ کے نمبر پر کال کر لینا''...... کاسرو نے کہا۔

''اوکے باس''...... دوسری طرف سے اینڈریو نے کہا اور کاسرو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر کوئی خیال آنے پر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''سپیشل کلب''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

''مارٹی بول رہا ہوں''...... مارٹی نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ نیلسن بول رہا ہوں۔ حکم''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''آفندی اور اینڈریا ہلاک ہو چکے ہیں۔ وہ روباب ہوٹل کے تہہ خانے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے تھے۔ ان دونوں کی جگہ میں نے تمہیں اور لورین کو اپنا نمبر ٹو بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تم فوراً کلب چھوڑو اور میرے پاس ماسٹر پوائنٹ پر پہنچ جاؤ اور اپنے ساتھ لورین کو بھی لیتے آنا۔ مجھے تم دونوں سے ایک اہم کام لینا ہے''...... کاسرو نے کہا۔

''یس باس۔ اس اعتماد کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اپنا نمبر ٹو بنا لیا ہے۔ میں ابھی لورین کے ساتھ ماسٹر پوائنٹ پر پہنچ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے نیلسن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور کاسرو نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس''...... کاسرو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''نمبر تھری بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو کاسرو چونک پڑا۔

''نام بتاؤ''...... کاسرو نے اسی انداز میں کہا۔

''رچرڈ''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''اب بولو۔ کیوں فون کیا ہے۔ کیا تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ٹارگٹ ہٹ کر دیا ہے''...... کاسرو نے پوچھا۔ رچرڈ کا تعلق سپیشل فائیو سے تھا جسے اس نے ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا ہوا تھا۔

''ٹارگٹ ایک بار پھر ہمارے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے باس''...... دوسری طرف سے رچرڈ نے جواب دیا تو کاسرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا مطلب۔ اس بار تو اطلاع کے مطابق ڈاکٹر خاقان عظیم اپنی حویلی میں ہی موجود تھا اور اس نے خود کو ایک کمرے میں قید کر رکھا تھا۔ پھر تم اس تک کیوں نہیں پہنچ سکے اور وہ کیسے بچ نکلا ہے۔ نانسنس''...... کاسرو نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جنگل کے راستے ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ پہنچا تھا۔ چونکہ ہمیں یقین تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر وہاں موجود ہو سکتا ہے اس لئے ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم میں سے تین رہائش گاہ کے عقب میں موجود جنگل میں رہیں گے اور دو افراد رہائش گاہ میں داخل ہوں گے۔ ہمارے پاس آنکڑا گن تھی جس کے سرے پر آنکڑے لگے ہوئے تھے۔ ہمارے دو ساتھی جن کے نام رولس اور ولسن ہیں گن کی مدد سے چھت پر پہنچے

تو انہیں وہاں دو افراد دکھائی دیئے جو چھت سے رہائش گاہ کی حفاظت کر رہے تھے لیکن اس وقت وہ چھت کے کنارے پر بیٹھے سگریٹ پینے میں مصروف تھے۔ ان دونوں نے رولس اور ولسن کو چھت پر آتے نہ دیکھا تھا۔ رولس اور ولسن نے انہیں سائیلنسر لگے ریوالور سے ہلاک کیا اور پھر وہ دونوں نیچے پہنچ گئے۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ کا چونکہ سارا نقشہ ہمارے پاس تھا اور ہمیں حویلی کے اندر سے جو اطلاعات ملی تھیں ان سے ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر خاقان عظیم کہاں اور کس کمرے میں موجود ہیں۔ رولس اور ولسن اس کمرے تک پہنچ گئے۔ یہ ان دونوں خوش نصیبی تھی کہ اس دوران حویلی کا کوئی آدمی ان دونوں کے سامنے نہیں آیا تھا اور نہ ہی ان کی کسی سے مڈبھیڑ ہوئی تھی۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کے کمرے کے پاس پہنچ کر رولس اور ولسن نے کی ہول سے کمرے کے اندر ایک خاص گیس فائر کر دی جس کے نتیجے میں ان کے خیال کے مطابق ڈاکٹر خاقان عظیم کو بے ہوش ہو جانا چاہئے تھا۔ رولس اور ولسن نے کچھ دیر انتظار کیا اور پھر وہ ماسٹر کی سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے لیکن اندر جا کر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ڈاکٹر خاقان عظیم وہاں موجود نہ تھے۔ رولس اور ولسن کمرے میں ڈاکٹر خاقان عظیم کو تلاش کر رہے تھے کہ اچانک ایک دیوار سے روشنی کی ایک لہر سی آئی اور رولس کے جسم سے ٹکرائی۔ جیسے ہی روشنی کی لہر رولس کے جسم سے ٹکرائی وہ بغیر آواز نکالے یکلخت زمین پر گرا اور

ساکت ہو گیا اور پھر اچانک اس کے جسم کے ایک ایک مسام سے خون پھوٹ نکلا۔ رولس کو گرتے اور اس کے جسم سے خون نکلتے دیکھ کر ولسن چونک پڑا۔ اسی لمحے روشنی کی ایک اور لہر سی دیوار سے نکل کر ولسن کی طرف آئی لیکن ولسن نے کمال مہارت سے خود کو بچا لیا۔ اس پر بار بار روشنی کی لہر پھینکی جا رہی تھی لیکن ولسن انتہائی تیز اور تربیت یافتہ تھا۔ وہ خود کو روشنی کی لہر سے بچاتے ہوئے فوراً کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر خاقان عظیم نے اپنے کمرے اور رہائش گاہ میں سائنسی اسلحہ لگا لیا ہے۔ وہ کسی بھی وقت نشانہ بن سکتا تھا۔ اس لئے اس نے وہاں سے فوری طور پر نکل جانا ہی مناسب سمجھا اور پھر وہ نکل آیا''...... دوسری طرف سے سپیشل فائیو کے رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس سے پہلے تو اس نے اپنی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں کیا ہوا تھا''...... کاسرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ لیکن اب اس نے حفاظتی انتظامات کر لئے ہیں اس لئے اب حویلی کے اندر جانا ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے''...... رچرڈ نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا ولسن، رولس کی لاش وہیں چھوڑ آیا ہے''۔ کاسرو نے پوچھا۔

''یس باس۔ اسے اس بات کا موقع ہی نہ ملا تھا کہ وہ کمرے سے رولس کی لاش باہر لا سکے''...... رچرڈ نے جواب دیا۔

''تم اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ اب کہاں ہو''...... کاسرو نے پوچھا۔

''ہم جنگل میں مچانوں پر موجود ہیں باس۔ کچھ لوگ ہمیں جنگل میں چیک کرنے آئے تھے لیکن ہم نے مچانوں کو کیمو فلاج کر رکھا ہے۔ وہ ہمیں نہ ڈھونڈ سکے تھے اور جنگل کے مختلف حصوں کو چیک کر کے واپس چلے گئے تھے''...... رچرڈ نے کہا۔

''کیا وہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر تھے''...... کاسرو نے چونک کر کہا۔

'' وہ سول لباسوں میں تھے۔ اگر وہ سیکورٹی والے ہوتے تو یونیفارم میں ہوتے۔ اس لئے ممکن ہے کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی ہو''...... رچرڈ نے کہا۔

''کیا وہ لوگ اب بھی حویلی کے اندر ہیں''...... کاسرو نے بے چینی سے پوچھا۔

''نو باس۔ ان کے بارے میں ہمارے پاس کوئی معلومات نہیں ہیں۔ ہمارے ساتھیوں نے حویلی میں جو سائنسی آلات لگائے تھے وہ ہٹا لئے گئے ہیں اور ہمارا ایک آدمی جو پہلے سے ہی حویلی میں ایک ملازم کے روپ میں تھا اس سے بھی ہمارا رابطہ نہیں ہو رہا ہے اس لئے ہمارے پاس حویلی کے بارے میں اب کوئی معلومات نہیں ہیں''۔ رچرڈ نے کہا۔

''تو پھر تم ایک کام کرو''...... کاسرو نے کہا۔

''یس باس۔ حکم''...... رچرڈ نے کہا۔

''حویلی میں ہر طرف گیس کیپسول فائر کر دو۔ وہاں اس قدر گیس فائر کرو کہ حویلی کے اندر اور اس کے ارد گرد موجود زمین پر رینگنے والے حشرات الارض بھی بے ہوش ہو جائیں۔ پھر تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ حویلی میں جاؤ اور ان افراد کو تلاش کرو جنہیں تم نے جنگل میں چیکنگ کرتے دیکھا تھا۔ اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں تو انہیں اس حویلی سے نکال کر جنگل میں لے جاؤ اور پھر اس حویلی کو بموں اور میزائلوں سے اُڑا دو۔ حویلی کے تباہ ہوتے ہی ڈاکٹر خاقان عظیم بھی ہلاک ہو جائے گا۔ اس کے بعد تم سیکرٹ سروس کے ممبران کو لے کر بلائنڈ پوائنٹ پر پہنچ جانا اور انہیں ڈارس کے حوالے کر دینا''...... کاسرو نے رچرڈ کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن ہم اپنے ساتھ گیس گن اور میزائل لانچر نہیں لائے تھے باس۔ اس کے لئے ہم میں سے کسی ایک کو ویپن پوائنٹ پر جانا پڑے گا''...... دوسری طرف سے رچرڈ نے کہا تو کاسرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کتنی دیر میں یہ سامان تمہارے پاس آ جائے گا''...... کاسرو نے پوچھا۔

''دو گھنٹوں میں گیس گن، شیل اور میزائل لانچر ہمارے پاس ہوں گے باس''...... رچرڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کسی کو بھیج کر یہ سب کچھ منگواؤ اور پھر مجھے رپورٹ کرو''...... کاسرو نے کہا۔

''یس باس''...... رچرڈ نے کہا۔

''اس بات کا دھیان رہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو اس حویلی میں ہلاک نہیں ہونا چاہئے۔ انہیں بلائنڈ پوائنٹ پر تم نے زندہ سلامت پہنچانا ہے''...... کاسرو نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے رچرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کاسرو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات تھے۔

انہوں نے دیکھا کہ ایک دیوار کا درمیانی حصہ پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو رہا تھا اور وہاں تیز روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں اور ان سیڑھیوں پر ایک بوڑھا آدمی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اوپر آ رہا تھا۔

''یہ ڈاکٹر خاقان عظیم ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے رہائش گاہ کے نیچے تہہ خانہ بنایا ہوا ہے جس کا راستہ اسی کمرے میں ہے''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لگ تو ایسا ہی رہا ہے''...... صالحہ نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ اسی لمحے ڈاکٹر خاقان عظیم سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گئے۔

''میں تم تینوں کو دیکھ کر یہاں آیا ہوں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم

نے انہیں دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب سمجھ میں آیا ہے کہ یہ لاش یہاں کیوں پڑی ہے اور آپ کے کمرے سے غائب ہونے کے باوجود کمرہ اندر سے لاکڈ کیوں تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اس کمرے کے نیچے ایک سپیشل روم بنایا ہوا ہے اور اس کمرے میں آنے کے بعد میں عموماً سپیشل روم میں چلا جاتا ہوں جہاں سے نہ صرف میں حویلی کے اس کمرے بلکہ پوری حویلی کی بھی مانیٹرنگ کر سکتا ہوں''...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

''اگر آپ اپنے سپیشل روم میں موجود تھے تو یہ کون ہے اور اسے کس نے ہلاک کیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''یہ ڈارک کنگ کا رکن ہے جو اپنے ایک ساتھی کے ساتھ مجھے ہلاک کرنے کے لئے آیا تھا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا تو وہ تینوں چونک پڑے۔

''اوہ۔ تو کیا اسے واقعی آپ نے ہلاک کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اسے ایک ریز گن سے ہلاک کیا ہے''۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''اور وہ دوسرا آدمی۔ وہ کہاں ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''وہ بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے جواب دیا۔

''لیکن ہوا کیا تھا۔ دو آدمی آپ کے کمرے میں کیسے پہنچے تھے۔ میں تو عمارت کی مسلسل چیکنگ کر رہا تھا۔ بظاہر تو مجھے باہر کوئی خطرے والی بات دکھائی نہ دی تھی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جب مجھے پتہ چلا کہ مجھ پر قاتلانہ حملہ ہونے والا ہے اور مجھے ہلاک کرنے والے ٹارگٹ کلرز کی سب سے بڑی اور بین الاقوامی مجرم تنظیم ڈارک کنگ کے لوگ ہیں تو میں نے سپیشل روم میں جا کر نہ صرف تمام حفاظتی انتظامات آن کر دیئے بلکہ اپنی جان بچانے کے لئے وہاں جا کر چھپ گیا۔ میں سپیشل روم میں بیٹھ کر پوری حویلی کو چیک کر رہا تھا تاکہ قاتل کسی بھی طرف سے حویلی میں داخل ہوں تو مجھے ان کا علم ہو سکے۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں عمران بیٹے کو سپیشل روم اور حفاظتی انتظامات کے بارے میں نہ بتا سکا تھا جبکہ مجھے اسے سب کچھ بتا دینا چاہئے تھا۔ بہرحال عمران بیٹے کے جانے کے بعد میں نے حویلی کی حفاظت کا محاذ سنبھال لیا اور پھر میں عمارت کے ایک ایک حصے کی چیکنگ کرنے لگا۔ مجھے معلوم تھا کہ عمران بیٹے نے اس نوجوان جس کا نام ٹائیگر ہے کو یہاں چھوڑا ہے تاکہ یہ حویلی کی حفاظت کر سکے۔ یہ بڑی جانفشانی سے اپنا کام کر رہا تھا اور سپیشل روم میں بیٹھ کر میں بھی ارد گرد کی چیکنگ کر رہا تھا تو میں نے اچانک حویلی کے عقب میں موجود جنگل سے دو افراد کو اس طرف آتے دیکھا۔ ان کے پاس مشین گنیں اور دو آنکڑا گنیں تھیں۔ گنوں کے آگے آنکڑے لگے ہوئے

تھے۔ انہوں نے عمارت کے قریب آ کر گنوں سے آنکڑے فائر
کئے جو چھت کے پاس منڈیر کے قریب پھنس گئے۔ میں نے فوراً
چھت کو چیک کیا تو وہاں مجھے حویلی کے دو ملازم دکھائی دیئے
جنہیں ٹائیگر نے چھت پر جانے کا کہا تھا وہ اپنی ڈیوٹی کرنے کی
بجائے چھت کے ایک کونے میں کھڑے سگریٹ پھونکتے ہوئے
گپیں لڑا رہے تھے۔ انہیں آنکڑوں کا علم ہی نہ ہوا تھا جو نیچے
موجود دو افراد نے چھت پر پھینکے تھے۔ دونوں افراد آنکڑے پھنسنے
کے بعد رسیوں کی مدد سے چھت پر پہنچے اور پھر انہوں نے چھت
کی منڈیر سے چھت پر جھانکا تو انہیں دونوں ملازم دکھائی دے
گئے۔ ان میں سے ایک آدمی نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور
نکالا اور ان دونوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا اور پھر وہ چھت پر
پہنچ گئے۔ میں انہیں بدستور مانیٹر کر رہا تھا۔ چھت پر پہنچ کر وہ
زینوں کی طرف بڑھے اور پھر وہ زینے اتر کر نیچے آ گئے۔ اس
وقت حویلی کے اس حصے میں کوئی نہ تھا جہاں میں کمرے میں چھپا
ہوا تھا۔ ٹائیگر بھی چیکنگ کرنے کے لئے عمارت سے باہر گیا ہوا
تھا۔ اب مجھے ہی ان دونوں کو سنبھالنا تھا۔ یہاں میں تمہیں ایک
اور بات بتاتا چلوں کہ حفاظتی سسٹم آن کرنے کے بعد میں نے
پوری عمارت کا جائزہ لیا تو مجھے عمارت کے مختلف حصوں میں سائنسی
آلات دکھائی دیئے جن سے نہ صرف عمارت کے ایک ایک حصے کو
مانیٹر کیا جا سکتا تھا بلکہ یہاں ہونے والی آوازیں بھی دور کسی

دوسرے آلے سے سنی جا سکتی تھیں چونکہ یہ آلے عمارت کے ہر
حصے میں لگے ہوئے تھے اس لئے انہیں ایک ایک کر کے اتار کر
ضائع کرنا میرے اکیلے کا کام نہ تھا اس لئے میں نے سپیشل روم
میں بیٹھ کر سائنسی آلات سے ہی ان دوسرے آلات کو ناکارہ بنا دیا
تھا۔ بہرحال وہ دونوں چھت سے اتر کر اس کمرے کے پاس آ گئے
جس میں ان کے خیال کے مطابق میں چھپا ہوا تھا۔ انہوں نے
کمرے کے دروازے کے کی ہول پر ایک سلنڈر لگایا اور پھر اندر
گیس چھوڑنی شروع کر دی جو ظاہر ہے بے ہوشی کی گیس ہو سکتی
تھی لیکن میں چونکہ کمرے میں موجود نہ تھا اس لئے بھلا مجھ پر اس
گیس کا اثر کیسے ہو سکتا تھا۔ میں سپیشل روم میں بیٹھا خاموشی سے
ان کی حرکات و سکنات دیکھ رہا تھا۔ گیس پھیلانے کے بعد وہ کچھ
دیر باہر رکے رہے پھر جب کمرے سے گیس کے اثرات ختم ہو گئے
تو انہوں نے آٹومیٹک لاک ماسٹر کی سے کھولا اور کمرے میں داخل
ہو گئے۔ میں ان کے کمرے میں ہی آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جیسے
ہی وہ کمرے میں آئے میں نے کمرے کی دیواروں میں چھپی ہوئی
ریز گنز سے ان میں سے ایک آدمی کا نشانہ لگا کر اس پر ریز فائر کر
دی۔ ریز اس آدمی سے ٹکرائی اور یہ فوراً ہلاک ہو گیا اور اس کے
مساموں سے خون بہہ نکلا۔ میں نے دوسرے آدمی کو بھی ریز گن
سے نشانہ بنانا چاہا لیکن وہ پہلے آدمی سے کہیں زیادہ تیز، پھرتیلا اور
چالاک تھا۔ اس نے گن سے نکلنے والی ریز دیکھ کر فوراً ایک طرف

چھلانگ لگا دی اور پھر میں جب جب اس پر ریز فائر کرتا رہا وہ چھلانگیں لگاتا ہوا اس ریز سے بچتا رہا اور پھر موقع پاتے ہی وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ چونکہ ریز گن میں نے اسی کمرے میں لگائی ہوئی ہے اس لئے میں اسے کمرے سے باہر جاتا دیکھ کر بے بس ہو گیا اور اسے حویلی سے نکل بھاگنے کا موقع مل گیا۔ وہ زینہ چڑھ کر سیدھا چھت پر گیا تھا اور پھر اسی رسی سے وہ چھت سے اتر گیا تھا۔ جاتے ہوئے اس نے نہایت ماہرانہ انداز میں دونوں آنکڑوں کو کھول لیا تھا جس کے ساتھ رسیاں منسلک تھیں۔ وہ دونوں گنز لے کر جنگل کی طرف بھاگ گیا۔ جاتے ہوئے وہ اپنے اس ساتھی کی لاش بھی یہیں چھوڑ گیا تھا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اس پر کون سی ریز فائر کی تھی''...... ٹائیگر نے ڈاکٹر خاقان عظیم کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ایل بی سکس ریز''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''تو کیا اس ریز سے انسانی جسم پر کسی زخم یا جلنے کا کوئی نشان نہیں بنتا''...... صالحہ نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ گن انسانی جسم کے اندر سرایت کرتی ہے اور اندرونی اعضاء کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اس ریز سے دل پھٹ جاتا ہے جس سے کسی بھی انسان کی ایک لمحے سے بھی کم وقت میں موت واقع ہو جاتی ہے اور پھر اس کے جسم میں پھیلنے والا خون اس کے جسم

کے مساموں سے پھوٹ نکلتا ہے''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ ریز آپ کی اپنی ایجاد ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ریز بنا کر میں پہلے ہی حکومت کے حوالے کر چکا ہوں تاکہ اس سے ریز ویپن تیار کئے جا سکیں۔ چونکہ یہ میرا فارمولا تھا اس لئے میں نے اس کا چھوٹا سا تجربہ اپنی رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے بھی کیا تھا اور چند ریز گنز بنا کر انہیں اس کمرے کی دیواروں میں چھپا دیا تھا جنہیں کنٹرول کر کے میں دیواروں سے باہر نکال سکتا ہوں اور ان کا استعمال کر سکتا ہوں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ کیا میں آپ سے چند سوال پوچھ سکتی ہوں''...... صالحہ نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

''ہاں۔ ضرور''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کو ہلاک کرنے کے لئے ڈارک کنگ جیسی بین الاقوامی تنظیم کام کر رہی ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ عمران بیٹے نے مجھے اس بارے میں بتایا تھا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''لیکن کیوں۔ اس تنظیم کو آپ سے کیا دشمنی ہے جو وہ خاص طور پر آپ کو ہلاک کرنے کے لئے یہاں پہنچی ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''یہ میں نہیں جانتا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''کیا آپ ریٹائرڈ ہونے کے باوجود بھی ذاتی طور پر کوئی ایجاد کر رہے ہیں''...... صالحہ نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے اس رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے چند چھوٹی موٹی ایجادات کی ہیں لیکن یہ ایجادات ایسی نہیں ہیں جن کے لئے مجھے قتل کیا جائے''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے جواب دیا۔

''کیا آپ نے اپنی حویلی یا کسی اور جگہ ذاتی لیبارٹری بھی بنائی ہوئی ہے''...... صالحہ نے پوچھا۔

''نہیں۔ جب میں کسی نئی ایجاد میں مصروف ہی نہیں تو بھلا مجھے ذاتی لیبارٹری بنانے کی کیا ضرورت ہے''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''کیا آپ کے پاس کوئی ایسا فارمولا ہے جو آپ نے اب تک حکومت کے حوالے نہ کیا ہو یا پھر کسی فارمولے کی کاپی آپ کے پاس موجود ہو''...... صالحہ نے کہا تو کیپٹن شکیل اور ٹائیگر اس کی طرف تحسین بھری نظروں سے دیکھنے لگے کیونکہ صالحہ واقعی ڈاکٹر خاقان عظیم سے اہم سوال پوچھ رہی تھی۔

''نہیں۔ میں بھلا ایسا کیوں کروں گا۔ میرے تمام فارمولے حکومت کی تحویل میں ہیں اور میں تو کیا دنیا کے کسی سائنس دان کو اس بات کی اجازت نہیں ہوتی ہے کہ وہ اپنے کسی بھی فارمولے کی کاپی اپنے پاس محفوظ رکھ سکے۔ اس کے رائٹس صرف اور صرف

حکومت اور متعلقہ سائنسی ادارے تک محدود ہوتے ہیں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''حیرت ہے۔ آپ کے پاس کسی فارمولے کی کاپی نہیں ہے۔ آپ ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ نے کوئی ذاتی لیبارٹری بھی نہیں بنائی جہاں آپ کسی نئے فارمولے پر کام کر رہے ہوں تو پھر اس ڈارک کنگ کو اس طرح آپ کے پیچھے آنے اور آپ کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت آن پڑی ہے''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس بات کا جواب تو میرے پاس بھی نہیں ہے''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کوئی تو بات ضرور ہے جو ڈارک کنگ جیسی تنظیم آپ کی ہلاکت کے لئے پاکیشیا میں موجود ہے۔ کہیں آپ ہم سے کوئی بات چھپا تو نہیں رہے''...... ٹائیگر نے ڈاکٹر اعظم کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ بالکل نہیں۔ میں بھلا کوئی بات کیوں چھپاؤں گا''۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''اچھا کیا آپ کو معلوم ہے عمران اور ان کے ساتھی غائب ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم چونک پڑے۔

''اوہ نہیں۔ مجھے تو کسی نے یہ اطلاع نہیں دی''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

"اور وہ اسی سلسلے میں غائب ہوئے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے غائب ہونے کی تفصیل ڈاکٹر خاقان عظیم کو بتانی شروع کر دی۔

"اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ کیا آپ نے عمران بیٹے اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے متفکرانہ لہجے میں کہا۔

"ہم کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ آپ کی حفاظت بھی ضروری ہے"...... صالحہ نے کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مجھے سچ میں عمران بیٹے اور اس کے ساتھیوں کے لئے فکر ہو رہی ہے۔ اللہ کرے وہ جہاں بھی ہوں ٹھیک ہوں۔ تندرست ہوں"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے اسی طرح تفکر بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ اچھی طرح سوچ کر بتائیں کہ آخر آپ کو ہلاک کر کے ڈارک کنگ کو کیا مفاد حاصل ہوسکتا ہے یا پھر پاکیشیا کو کیا مشکلات پیش آ سکتی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ابھی تک تو میرے ذہن میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں یاد کرنے کی کوشش کرتا ہوں"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا اور پھر وہ سوچ میں ڈوب گئے۔

"یاد کریں۔ یہ بہت ضروری ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں کوشش کرتا ہوں"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے

کہا۔

"کہیں آپ کے پاس کوئی غیر قانونی چیز تو موجود نہیں"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"کیا مطلب۔ کیا میں تمہیں غیر قانونی دھندہ کرنے والا انسان لگتا ہوں"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ میں امکانی بات کر رہا ہوں۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ آپ کے پاس کوئی ایسا راز ہو جس سے اس مجرم تنظیم کو نقصان پہنچ سکتا ہو اور وہ اس راز کے آشکار ہونے کے خوف سے آپ کو ہلاک کرنا چاہتے ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ میرا کسی کرمنل تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ ہی میں کوئی ایسا راز جانتا ہوں جس سے میری زندگی کو خطرہ لاحق ہو"۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

"تو بلا وجہ تو آپ کو ہلاک کرنا عجیب سی بات ہے۔ آپ کو ایک بین الاقوامی تنظیم ہلاک کرنا چاہتی ہے آخر کیوں"...... صالحہ نے کہا۔

"اس بات کا تو میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں سب سے پہلے یہی پتہ لگانا چاہئے کہ آخر یہ مجرم تنظیم ڈاکٹر صاحب کے پیچھے کیوں پڑی ہے اور انہیں کیوں ہلاک کرنا چاہتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن اس بات کا پتہ چلے گا کیسے''...... صالحہ نے کہا۔

''اس کے لئے ظاہر ہے ہمیں نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا اور پورے معاملے کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لینا ہو گا۔ چھوٹی سے چھوٹی بات پر غور کرنا پڑے گا تب ہی شاید کوئی کلیو مل سکے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''آپ کے دوست کون کون ہیں''...... صالحہ نے کچھ سوچ کر ڈاکٹر خاقان عظیم سے پوچھا۔

''بہت ہیں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''ان کے نام اور کیا وہ آپ کے ہم پیشہ ہیں ۔ میرا مطلب ہے سائنسی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔میرے کافی دوست سائنس دان ہیں اور دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے دوستوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے جواب دیا۔

''سائنس دانوں میں کتنے دوست ہیں اور کون کون اور ان میں سب سے زیادہ کلوز دوست کون ہے''...... صالحہ نے پوچھا۔

''سائنس دانوں میں دوستوں کی کافی تعداد ہے اور سب کا تعلق اس لیبارٹری سے ہے جہاں میں کام کرتا تھا۔ سب سے کلوز دوست ڈاکٹر عرفان لاشاری ہیں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''کیا وہ اب بھی حاضر سروس ہیں یا آپ کی طرح ریٹائرڈ ہو چکے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ ریٹائرڈ نہیں ہوئے ہیں۔ اب بھی زیرو لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''کیا آپ ان سے ملتے ہیں''...... صالحہ نے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ میرے دور کے رشتہ داروں میں سے ایک ہیں۔ اس لئے ان سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''فون پر یا بالمشافہ''...... صالحہ نے پوچھا۔

''دونوں ہی طرح۔ کبھی فون پر اور کبھی وہ میرے پاس آ جاتے ہیں اور میرا دل چاہے تو میں ان سے ملنے ان کی رہائش گاہ بھی چلا جاتا ہوں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''کہاں ہے ان کی رہائش گاہ''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''وہ شہر میں رہتے ہیں۔ نیو کالونی میں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے جواب دیا۔

''ان کی زندگی کا کوئی اہم راز جو آپ کو معلوم ہو''...... صالحہ نے کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم چونک پڑے۔

''ان کا راز''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ اگر وہ حاضر سروس ہیں اور لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں تو پھر یقیناً وہ اپنی ایجادات کے بارے میں آپ کو بتاتے رہتے ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے کوئی جدید ایجاد کی ہو اور اس کے بارے میں آپ کو بتایا ہو اور پھر انہیں افسوس ہوا ہو

کہ اس ایجاد کے بارے میں انہیں آپ کو کچھ نہیں بتانا چاہئے تھا''...... صالحہ نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہے لیکن ایک منٹ......'' ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا اور پھر کہتے کہتے رک گئے۔

''کیا ہوا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''آپ کی اس بات پر میرا ماتھا ٹھنکا ہے۔ آپ ڈاکٹر عرفان لاشاری کے بارے میں جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ ان کے بارے میں تو ایسا کچھ نہیں ہے لیکن......'' ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا اور ایک بار پھر کہتے کہتے رک گئے۔

''لیکن کیا''...... کیپٹن شکیل نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرے ایک اور دوست ہیں ڈاکٹر شعیب۔ وہ بھی سائنس دان ہیں۔ انہوں نے میرے ساتھ مل کر ملک و قوم کے لئے بہت کچھ ایجاد کیا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی اور میری کاوشوں سے ملک دفاعی لحاظ سے بہت مضبوط ہوا ہے۔ وہ بھی میری طرح ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اور اسی قصبے میں رہتے ہیں۔ وہ میرے اچھے دوست ہیں لیکن بہت کم مجھ سے ملتے ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ انہوں نے اپنی رہائش گاہ کے نیچے ایک لیبارٹری بنائی ہوئی ہے جو ان کی ذاتی لیبارٹری ہے اور وہ زیادہ وقت اسی لیبارٹری میں ہی گزارتے ہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق وہ ایک ایسی ایجاد کرنا

چاہتے ہیں کہ اگر دشمن ملک پاکیشیا پر ایٹمی میزائلوں کی بارش بھی کر دے تو اس کی تباہی کی زد میں پاکیشیا کا ایک فرد بھی نہ آ سکے اور کسی پر بھی ایٹمی مواد کا اثر نہ ہو۔ وہ پاکیشیا میں موجود چند جڑی بوٹیوں اور کیمیکلز کو ملا کر ایک ایسا انجکشن تیار کرنا چاہتے ہیں جسے لگنے کے بعد کوئی بھی انسان ایٹمی اثر سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا۔ اس پر کسی بھی قسم کے کیمیائی اثرات مرتب نہ ہوں گے۔ ڈاکٹر شعیب کے مطابق وہ اس انجکشن کا کامیاب تجربہ کر چکے ہیں اور وہ بہت جلد اس انجکشن کا فارمولا حکومت کے حوالے کرنے والے تھے لیکن پھر ایک روز ان کا مجھے فون آیا اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اس انجکشن کے بارے میں انہوں نے مجھے جو کچھ بتایا تھا وہ سب جھوٹ تھا۔ ان کا ایسا انجکشن بنانے کا ارادہ ضرور تھا لیکن وہ اپنے اس تجربے میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میں اس بارے میں سب کچھ بھول جاؤں۔ ان کی بات کو شاید میں سچ مان جاتا لیکن فون پر انہوں نے جو آخری بات کی تھی وہ میرے لئے انتہائی حیران کن تھی۔ جسے سن کر میں پریشان بھی ہو گیا تھا۔ میں نے اس بات کی وجہ پوچھنے کے لئے متعدد بار ڈاکٹر شعیب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ان سے ملنے ان کی رہائش گاہ پر بھی گیا لیکن انہوں نے مجھ سے ملنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ یہ بات میرے ذہن سے محو ہو گئی تھی''۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ ...

”کیا بات کی تھی انہوں نے آخر ۔جس کی وجہ سے آپ اس قدر پریشان ہوگئے تھے“...... صالحہ نے پوچھا۔

”انہوں نے کہا تھا کہ اگر میں نے اس انجکشن کے بارے میں کسی کو کچھ بھی بتایا تو میری زندگی کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں“۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا تو وہ تینوں چونک پڑے۔

”اوہ۔ ایسا کیوں کہا تھا انہوں نے“...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نہیں جانتا۔ میں بھی اسی بات کی وجہ جاننا چاہتا تھا لیکن اس کے بعد نہ میرا ان سے رابطہ ہوا اور نہ ملاقات“۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے جواب دیا۔

”تو کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ انہیں اس بات کا احساس ہو گیا ہو کہ انہوں نے انجکشن کے بارے میں آپ کو بتا کر بڑی غلطی کر دی ہے اور اپنی اس غلطی کا ازالہ کرنے کے لئے ہی انہوں نے آپ کو ہلاک کرانے کے لئے ڈارک کنگ کی خدمات حاصل کی ہوں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”میں بھلا اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

”خیر۔ ہم ڈاکٹر شعیب صاحب سے بھی مل لیتے ہیں۔ اب اجازت دیں“...... صالحہ نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے اٹھتے دیکھ کر کیپٹن شکیل اور ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”ارے ارے۔میں تو آپ کی کوئی خاطر مدارت ہی نہیں کرسکا“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے انہیں اٹھتے دیکھ کر کہا۔

”شکریہ۔ اس کی ضرورت نہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”آپ ہمیں ڈاکٹر شعیب صاحب کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دیں اور اگر ان کا کوئی فون نمبر ہے تو وہ بھی بتا دیں“...... صالحہ نے کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم نے انہیں فون نمبر اور ڈاکٹر شعیب کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دیا۔ وہ شکریہ ادا کر کے ان کے کمرے سے باہر آ گئے۔ ان کے باہر نکلتے ہی ڈاکٹر خاقان عظیم نے ایک بار پھر کمرہ اندر سے بند کر لیا۔

”کیا خیال ہے۔ اس معاملے میں ڈاکٹر شعیب ملوث ہو سکتا ہے“...... صالحہ نے کیپٹن شکیل اور ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ڈاکٹر شعیب اگر تابکاری اثرات سے بچاؤ کا انجکشن تیار کر رہا تھا اور اس کا مقصد اس انجکشن کی تیاری قوم کی فلاح کے لئے تھی تو یہ ان کا اچھا اقدام اور اچھی سوچ تھی اور ڈاکٹر خاقان عظیم کے کہنے کے مطابق وہ ایسا انجکشن بنانے میں کامیاب بھی ہو گئے تھے اور جلد ہی اس کا فارمولا حکومت کے حوالے کرنے والے تھے پھر انہیں اچانک کیا ہوا کہ انہوں نے ڈاکٹر خاقان عظیم کو فون کر کے کہا کہ یہ ان کا محض آئیڈیا تھا۔ وہ ابھی تک اس انجکشن کو تیار نہیں کر سکے ہیں اور پھر ان کے آخری الفاظ کہ اگر ڈاکٹر خاقان عظیم نے اس بارے میں کسی کو بتایا تو ان کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو سکتا

ہے۔ ان باتوں سے تو مجھے کسی سازش کی بو آتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے اور یہ سازش کیا ہے اس کے بارے میں ڈاکٹر شعیب ہی کچھ بتا سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو کیا ہم چل کر ڈاکٹر شعیب سے ملاقات کریں''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ ہمیں اس معاملے میں ہر پہلو پر نظر رکھنی ہو گی۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کی زندگی خطرے میں ہے انہیں ہلاک کرنے کے لئے پاکیشیا میں ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم موجود ہے اور یہ ایسی تنظیم ہے جو چھوٹے موٹے معاملات ہاتھ میں نہیں لیتی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو چلو۔ ڈاکٹر خاقان عظیم جہاں ہیں وہ ان کے لئے واقعی محفوظ جگہ ہے اور وہ وہاں اپنی حفاظت بہتر طور پر کر سکتے ہیں اس لئے ہمارا یہاں رہنا ضروری نہیں ہے۔ ہمیں ان محرکات کو چیک کرنا چاہئے جو ڈاکٹر خاقان عظیم کے سر پر خطرات کی صورت میں منڈلا رہے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ ڈاکٹر شعیب کی رہائش گاہ سے نکلتے چلے گئے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں ان کی کار دارالحکومت کی جانب اُڑی چلی جا رہی تھی۔

کاسرو اپنے آفس میں داخل ہوا ہی تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے آگے بڑھ کر دیکھا تو میز پر سفید رنگ کے فون پر لگا ہوا بلب سپارک ہو رہا تھا۔ وہ گھوم کر میز کی دوسری طرف آیا اور پھر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارٹی بول رہا ہوں''...... اس نے رسیور کان سے لگا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''رچرڈ بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے سپیشل فائیو کے رکن کی آواز سنائی دی۔

''یس رچرڈ۔ کیا رپورٹ ہے''...... کاسرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سوری باس۔ ہم ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ کو اُڑانے میں ناکام ہو گئے ہیں''...... دوسری طرف سے رچرڈ نے جواب دیا تو

کاسرو بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ کیسے ناکام ہوا ہے تمہارا حملہ''...... کاسرو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''ہم نے میزائل لانچروں سے ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ پر جنگل سے یکے بعد دیگرے کئی میزائل فائر کئے تھے باس۔ ان میزائلوں سے ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی کے پرخچے اُڑ جانا چاہئے تھے لیکن ہوا اس کے برعکس۔ میزائل جنگل سے نکل کر جیسے ہی ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ سے ٹکرانے کے لئے عمارت کے قریب پہنچے وہ میگنٹ پاور کی زد میں آ کر رہائش گاہ کے قریب بغیر بلاسٹ ہوئے گر کر ناکارہ ہو گئے''...... رچرڈ نے جواب دیا تو کاسرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

'میگنٹ پاور۔ کیا مطلب۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ کے پاس میگنٹ پاور کہاں سے آ گئی''...... کاسرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا باس لیکن ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ اور اس کے اردگرد کے ایک ہزار میٹر کے دائرے میں ہر طرف میگنٹ پاور ریز پھیلی ہوئی ہے اور اس دائرے میں جانے والے میزائل اور بم ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ شاید اس کا انتظام ڈاکٹر خاقان عظیم نے کیا ہے۔ وہ ایک سائنس دان ہیں اور اس نے اپنی حفاظت کے لئے یہ سارے انتظامات کئے ہیں''...... رچرڈ نے کہا تو کاسرو نے

بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ کے گرد میگنٹ پاور ریز کا دائرہ ہے''...... کاسرو نے پوچھا۔

''میزائلوں کو ناکارہ ہوتے دیکھ کر میں نے سٹارکر ریز فائر کی تھی تاکہ پتہ چلایا جا سکے کہ میزائلوں کے ناکام اور ناکارہ ہونے کی کیا وجوہات ہوسکتی ہیں۔ ان ریزز کی وجہ سے اردگرد پھیلی ہوئی ریزز کا بھی پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ جب میں نے سٹارکر ریز فائر کی تو کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ مکمل طور پر میگنٹ پاور ریز کے حصار میں ہے اور یہ ریز اس قدر طاقتور ہے کہ اگر ایٹمی میزائل بھی فائر کیا جائے تو وہ بھی اس ریز کی رینج میں آتے ہی ناکارہ ہو کر گر سکتا ہے''...... رچرڈ نے کہا۔

''یہ ڈاکٹر خاقان عظیم تو ہماری توقع سے زیادہ خطرناک ثابت ہو رہا ہے۔ اپنی حفاظت کے لئے یہ اس قدر انتظامات کر سکتا ہے اس کا تو مجھے گمان بھی نہ تھا''...... کاسرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... رچرڈ نے کہا۔

''تو پھر اب کیا کیا جائے۔ کیا تمہارے پاس میگنٹ ریز کا کوئی توڑ موجود نہیں ہے کہ کسی طرح اس ریز کو ہٹا دیا جائے اور ڈاکٹر خاقان عظیم کو نشانہ بنایا جا سکے''...... کاسرو نے کہا۔

"نو باس۔ میگنٹ پاور ریز جسے کوڈ میں ایم پی کہا جاتا ہے کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ یہ ریز آن اور آف ہو سکتی ہیں اور اسے اسی مشین سے آف کیا جا سکتا ہے جس سے اسے آن کر کے سرکل کی شکل میں پھیلایا جاتا ہے۔ ایم پی مشین اس وقت ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ کے اندر موجود ہے۔ جب تک اسے آف یا تباہ نہ کر دیا جائے اس وقت تک ریز کا ختم ہونا ناممکن ہے۔ میزائل فائر کرنے سے پہلے میں نے عمارت کے قریب جا کر ریڈ شیل بھی فائر کئے تھے لیکن ان شیلز کا بھی یہی انجام ہوا۔ شیل عمارت کی طرف فائر کئے گئے تو وہ عمارت کے باہر ہی گر کر ناکارہ ہو گئے اس کے بعد میزائلوں کا بھی یہی حشر ہوا تھا"...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کہا تھا کہ تمہارا ایک آدمی اب بھی ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ میں موجود ہے۔ اس سے رابطہ کرو کہ وہ اس مشین کو کسی طرح سے آف یا پھر تباہ کرنے کی کوشش کرے"...... کاسرو نے کہا۔

"میں اس سے متعدد بار رابطہ کرنے کی کوشش کر چکا ہوں باس لیکن وہ میری کال رسیو نہیں کر رہا ہے۔ نجانے وہ کس مشکل میں ہے یا پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایم پی ریز کی وجہ سے میری کال اسے رسیو ہی نہ ہو رہی ہیں اور وہ بھی اسی وجہ سے مجھ سے رابطہ نہ کر پا رہا ہے"...... رچرڈ نے کہا۔

"ہاں۔ یہ عین ممکن ہے۔ پھر اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ مجھے ہر صورت میں ڈاکٹر خاقان عظیم کی ہلاکت چاہئے اور اسے ہلاک کرنے کی ذمہ داری تم پر ہے۔ اب تم خود اس مسئلے کا حل ڈھونڈو اور جیسے بھی ممکن ہو ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کر دو"۔ کاسرو نے کہا۔

"لیکن باس۔ ایم پی ریز کی موجودگی میں میرا کسی بھی طرح رہائش گاہ کو تباہ کرنا ناممکن ہے"...... رچرڈ نے احتجاجی لہجے میں کہا۔

"یہ میں نہیں جانتا۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ کے اندر خود جاؤ اور اندر جا کر ڈاکٹر خاقان عظیم پر اٹیک کر دو۔ کچھ بھی کرو لیکن ڈاکٹر خاقان عظیم کا ہلاک ہونا بے حد ضروری ہے اور اس سلسلے میں اب میں تمہاری کوئی بھی تاویل سننا پسند نہیں کروں گا۔ اب تم مجھے اس وقت کال کرنا جب تم ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کر دو۔ تب تک تم مجھ سے رابطہ نہ کرنا۔ سمجھ گئے تم"...... کاسرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں کوشش کرتا ہوں"...... رچرڈ نے جیسے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

"کچھ بھی کرو ۔ مجھے صرف کامیابی کی رپورٹ چاہئے"...... کاسرو نے اسی طرح انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے غصے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"نانسنس۔ اگر سپیشل سکس میں غدار شامل نہ ہوتا تو اب تک

ڈاکٹر خاقان عظیم کا کانٹا کب کا نکل چکا ہوتا۔ اسے ہلاک کرنا جتنا آسان تھا اب اتنا ہی مشکل ہوتا چلا جا رہا ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر ڈاکٹر خاقان عظیم ہلاک کیسے ہو گا۔ میگنٹ پاور ریز کی وجہ سے واقعی ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ ناقابل تسخیر بن چکی ہے جسے کسی بم یا میزائل سے تباہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے اپنی حفاظت کے لئے اس قدر انتظامات کئے ہوں گے اس کا مجھے تصور تک نہ تھا''...... کاسرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے میز پر رکھے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں کی طرف دیکھا اور پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کہ گھنٹی سرخ فون کی نہیں بلکہ سفید رنگ کے فون کی ہی بج رہی تھی جس پر اس کے گروپ کے افراد ہی رابطہ کر سکتے تھے جبکہ سرخ رنگ کا فون صرف ڈارک کنگ تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کے لئے مخصوص تھا۔ کاسرو نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔
''مارٹی بول رہا ہوں''...... کاسرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔
''نیلسن بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے اس کے نئے نمبر ٹو نیلسن کی آواز سنائی دی۔
''یس نیلسن۔ کیا رپورٹ ہے''...... کاسرو نے کہا۔
''آپ نے مجھے اور لورین کو جو کام سونپا تھا باس وہ ہم نے پورا کر لیا ہے''...... دوسری طرف سے نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا

تو کاسرو کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔
''گڈ شو۔ کوئی تو اچھی خبر ملی۔ اس کے بارے میں کہاں سے اور کیسے پتہ چلا اور اب وہ کہاں ہے''...... کاسرو نے پوچھا۔
''اس کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے ہم نے انڈرورلڈ سے معلومات حاصل کی تھیں۔ شروع شروع میں تو اس کے بارے میں ہمیں کوئی کلیو نہ مل رہا تھا لیکن پھر جب ہم ڈاٹ کلب میں گئے اور وہاں بیٹھے شراب پی رہے تھے تو لورین نے شراب سرو کرنے والے کے سامنے لٹل ماسٹر کا نام لے دیا جسے سن کر ویٹر چونک پڑا۔ اس نے ہم سے پوچھا کیا ہم لٹل ماسٹر کو ڈھونڈ رہے ہیں جس کا اصل نام میگزان ہے تو ہم نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ لٹل ماسٹر کے بارے میں جانتا ہے تو اس نے ہمیں کوئی جواب نہ دیا ہم نے اس سے بہت پوچھنے کی کوشش کی لیکن وہ جواب دیئے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہمارے پاس ایک اور ویٹر آیا اور اس نے ہمیں ایک چٹ دی۔ اس چٹ کو ہم نے کھول کر دیکھا اس پر ایک فون نمبر تھا۔ ویٹر کے کہنے کے مطابق یہ نمبر اس ویٹر کا تھا جس نے ہمیں شراب سرو کی تھی۔ ہم فوراً وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر کلب سے نکل کر واپس اس ہوٹل میں پہنچ گئے جہاں ہماری رہائش تھی۔ ہوٹل میں پہنچ کر میں نے اس ویٹر کو فون کیا جس کا ہمیں نمبر دیا گیا تھا۔ اس ویٹر کا نام احمد علی تھا۔ اس نے ہمیں ایک جگہ کا پتہ بتایا کہ اگر ہم لٹل ماسٹر

کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں کہ وہ کہاں موجود ہے تو اس کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ جائیں۔ ہم فوراً ہوٹل سے نکلے اور اس کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ گئے۔ وہ ہمیں دوسرے کلب میں ملا تھا جو اس کے کلب سے کافی فاصلے پر تھا۔ ہم کلب میں جا کر ہال میں بیٹھ گئے تو تھوڑی دیر کے بعد وہ ویٹر بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس نے ہم سے پوچھا کہ ہم لٹل ماسٹر کو کیوں ڈھونڈ رہے ہیں۔ ہم بھلا اسے کیسے بتا سکتے تھے کہ ہم لٹل ماسٹر کو کیوں ڈھونڈ رہے ہیں۔ ہم نے اسے آفر دی کہ اگر وہ ہمیں لٹل ماسٹر کے بارے میں بتا دے تو ہم اس کا اسے خاطر خواہ انعام دیں گے۔ اس نے انعام کے بارے میں پوچھا تو ہم نے کہا کہ ہم اسے ایک ہزار ڈالر دے سکتے ہیں لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ اگر ہم اسے دس ہزار ڈالر دیں تو وہ نہ صرف ہمیں لٹل ماسٹر بلکہ اس کا پتہ ٹھکانہ بھی بتا سکتا ہے۔ چونکہ آپ کا حکم تھا کہ ہمیں ہر حال میں لٹل ماسٹر کو تلاش کرنا ہے اس لئے ہم نے اس کی آفر مان لی اور اسے آدھا معاوضہ پیشگی ادا کر دیا۔ اس نے ہمیں دارالحکومت کے ایک نواحی علاقے کا پتہ بتا دیا۔ ہم نے اسے اپنے ساتھ لیا اور اس علاقے میں پہنچ گئے۔ علاقے کا نام موہال ہے۔ وہ ہمیں موہال کے ایک کچے علاقے میں لے گیا جہاں ایک پرانے مکان کے بارے میں اس نے بتایا کہ لٹل ماسٹر، ایک مقامی آدمی کے روپ میں وہاں رہ رہا ہے۔ اس نے میک اپ کیا ہوا ہے اور اس میک اپ کے

مطابق اس کا نام سلطان یعقوب تھا۔ ہم نے اس بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس ویٹر نے ہمیں صحیح معلومات دی تھیں۔ ہم ویٹر کے ساتھ اس رہائش گاہ میں داخل ہوئے اور اندر جاتے ہی ہم نے ہر طرف بے ہوشی کی گیس پھیلا دی۔ رہائش گاہ میں دو افراد موجود تھے۔ ہم نے انہیں قابو کیا اور پھر ہم نے انہیں کرسیوں پر رسیوں سے جکڑ دیا۔ ہم اپنے ساتھ سپیشل میک اپ واشر لے گئے تھے جس سے ہر قسم کا میک اپ واش کیا جا سکتا تھا۔ ہم نے میک اپ واشر سے دونوں افراد کے چہروں پر موجود میک اپ واش کیا تو ان میں سے ایک لٹل ماسٹر تھا جبکہ دوسرا اس کا ساتھی ہوشن تھا۔ ہم ان دونوں کو وہاں سے اٹھا کر سٹار پوائنٹ پر لے گئے اور اب وہ دونوں سٹار پوائنٹ پر راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے ہیں''۔ دوسری طرف سے نیلسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویٹر، لٹل ماسٹر کے بارے میں کیسے جانتا تھا''...... کاسرو نے پوچھا۔

''وہ اسی علاقے کا رہنے والا تھا باس اور یہاں رہائش گاہ حاصل کرنے کے لئے لٹل ماسٹر نے اس کی ہی خدمات حاصل کی تھیں۔ ویٹر کے کہنے کے مطابق وہ اکثر ان سے ملنے ان کی رہائش گاہ میں جاتا رہتا تھا۔ ایک روز وہ ان سے ملنے ان کی رہائش گاہ میں گیا تو لٹل ماسٹر کمرے میں اپنے باس سے ٹرانسمیٹر پر باتیں کر

رہا تھا۔ اس نے دروازے کے باہر رک کر اس کی باتیں سن لی تھیں جس سے اسے معلوم ہو گیا کہ یہ آدمی میک اپ میں ہے اور اس کا اصل نام لٹل ماسٹر ہے اور وہ پاکیشیا میں ایکریمی ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ جلد ہی اس کے بارے میں حکومت کے کسی اعلیٰ عہدے دار کو بتا دے گا لیکن اس سے پہلے اس کی ہم سے ملاقات ہو گئی اور ہم چونکہ غیر ملکی تھے اس لئے اس کے دل میں یہ لالچ آ گیا کہ ہو سکتا ہے کہ ہم اسے انعام دیں اور ایسا ہی ہوا تھا۔ اس لئے اس نے ہمیں اس کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی تھی“۔ نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ اس ویٹر کا کیا کیا تم نے“...... کاسرو نے پوچھا۔

”ہم نے اسے ہلاک کر کے وہیں پھینک دیا تھا“...... نیلسن نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم ایک اور کام کرو“...... کاسرو نے کہا۔

”یس باس۔ حکم“...... نیلسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ان دونوں کو لے کر تم سٹار پوائنٹ پر پہنچ جاؤ۔ جب تک وہ وہاں نہیں پہنچ جاتے اس وقت تک انہیں ہوش نہیں آنا چاہئے“۔ کاسرو نے کہا۔

”یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی“...... دوسری طرف سے نیلسن نے کہا تو کاسرو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”یہ پاکیشیا میں ڈارک کنگ گروپ کی پہلی کامیابی ہے کہ نیلسن

اور لورین نے اس انسان کو ڈھونڈ نکالا ہے جو یہاں ایکریمی ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ وہ یہاں جس مشن پر آیا ہے وہی ہمارا مشن ہے اور ہم یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ ہماری بجائے کوئی اور اس مشن میں کامیابی حاصل کرے۔ یہ ڈارک کنگ کا مشن ہے اور اسے پورا بھی ڈارک کنگ ہی کرے گا“...... کاسرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ آدھے گھنٹے بعد سفید رنگ کے فون کی ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی۔ کاسرو نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”مارٹی بول رہا ہوں“...... کاسرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”بلینڈی بول رہا ہوں باس۔ میرے پاس نیلسن اور لورین آئے ہیں۔ ان کے ساتھ دو بے ہوش افراد بھی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ نے انہیں ان آدمیوں کو سٹار پوائنٹ پر لانے کا حکم دیا ہے“...... دوسری طرف سے ایک آدمی کی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ تم ان آدمیوں کو رسیو کر کے بلیک روم میں لے جا کر کرسیوں پر جکڑ دو۔ میں تھوڑی دیر تک خود وہاں آ کر خود ان سے بات کروں گا اور سنو۔ یہ دونوں ایکریمی ایجنٹ ہیں۔ یہ انتہائی تربیت یافتہ ہیں۔ جب تک میں نہیں آتا ان دونوں میں سے کسی کو بھی ہوش میں نہیں آنا چاہئے“...... کاسرو نے کہا۔

”یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی“...... دوسری طرف سے بلینڈی نے جواب دیا۔

”لورین اور نیلسن سے کہو کہ وہ واپس اپنے ٹھکانوں پر جا سکتے

ہیں۔ ضرورت ہوئی تو میں خود انہیں کال کر لوں گا“...... کاسرو نے کہا۔

”یس باس۔ میں انہیں کہہ دیتا ہوں“...... بلینڈی نے کہا تو کاسرو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات تھے۔

”مجھے جلد سے جلد جا کر ان ایکریمی ایجنٹوں سے بات کرنی چاہئے۔ ان سے معلومات مل گئیں تو ہمارا مشن اور آسان ہو جائے گا اور میں اس بار جلد سے جلد چیف باس کو کامیابی کی خبر دینا چاہتا ہوں“...... کاسرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ میز کے پیچھے سے نکل کر تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور پھر کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے کار ایک نئی اور فرنشڈ کوٹھی کے گیٹ پر روکی تو اس کے پیچھے صالحہ اور کیپٹن شکیل کی بھی کار رک گئی۔ گیٹ پر دو مسلح گارڈ موجود تھے۔ گیٹ پر کاریں رکتے دیکھ کر وہ چونک پڑے۔ ایک گارڈ تیزی سے ٹائیگر کی کار کی طرف بڑھا۔

”فرمائیں“...... گارڈ نے ٹائیگر کی کار کی کھڑکی کی طرف آتے ہوئے بے حد سخت لہجے میں پوچھا۔

”ہمیں ڈاکٹر شعیب سے ملنا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”کیا آپ نے ان سے ملاقات کا وقت لے رکھا ہے“۔ گارڈ نے اسی انداز میں کہا۔

”ہاں۔ ہم ملٹری انٹیلی جنس سے آئے ہیں۔ یہ کارڈ لے جا کر انہیں دکھاؤ“...... ٹائیگر نے بھی سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر گارڈ کی طرف بڑھا دیا۔ گارڈ نے کارڈ لے کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ یہاں رکیں میں ڈاکٹر صاحب کو بتا کر آتا ہوں"...... گارڈ نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہ گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔
ٹائیگر، کیپٹن شکیل اور صالحہ نے اس طرف آتے ہوئے ایک جگہ رک کر اس بات کی مشاورت کی تھی کہ وہ ڈاکٹر شعیب سے کس حیثیت میں ملیں گے۔ ان کی اطلاع کے مطابق ڈاکٹر شعیب انتہائی بدمزاج اور سخت گیر آدمی تھا جو کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا اور سیدھے منہ بات کرنا اس نے سیکھا ہی نہ تھا۔ اگر یہ لوگ اس سے ملنے جاتے تو وہ ان سے ملنے سے صاف انکار کرسکتا تھا جبکہ اس وقت ان کا ڈاکٹر شعیب سے ملنا بے حد ضروری تھا۔ مشاورت کرنے کے بعد کیپٹن شکیل کے کہنے پر صالحہ نے چیف سے بات کی تو چیف نے انہیں کہا کہ وہ ڈاکٹر شعیب کی طرف روانہ ہو جائیں وہ سیکرٹری داخلہ سر سلطان کو فون کر کے اس بات کی ہدایات دے دیتے ہیں کہ وہ وزارت سائنس سے بات کر کے ڈاکٹر شعیب سے بات کریں اور ان سے کہیں کہ ان سے ملٹری انٹیلی جنس کے تین آفیسر ملنے آ رہے ہیں۔ وہ نہ صرف ان سے ملاقات کریں بلکہ ان کے ساتھ مکمل تعاون بھی کریں۔ چیف سے بات کر کے وہ مطمئن ہو گئے اور پھر وہ تینوں یہاں پہنچ گئے۔
تھوڑی دیر میں وہ گارڈ واپس آ گیا۔ اس کے اشارے پر دوسرے گارڈ نے گیٹ کھول دیا۔

"آپ اپنی کاریں اندر لے جائیں"...... گارڈ نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کار آگے بڑھا دی اور کار کوٹھی کے پورچ میں لے گیا جہاں پہلے ہی جدید ماڈل کی تین کاریں موجود تھیں۔ اس کی کار کے پیچھے کیپٹن شکیل بھی کار اندر لے آیا اور پھر وہ تینوں کاروں سے نکل کر باہر آ گئے۔ اسی لمحے ایک سوٹ بوٹ والا ادھیڑ عمر آدمی برآمدے سے اتر کر ان کی طرف آیا۔
"آپ میرے ساتھ آئیں"...... اس آدمی نے کہا اور پھر وہ انہیں لئے عمارت کے رہائشی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ اس آدمی نے انہیں قیمتی فرنیچر سے سجے ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا۔
"آپ کچھ دیر انتظار کریں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو آپ کی آمد کے بارے میں اطلاع دیتا ہوں"...... اس آدمی نے کہا۔
"آپ ان کے سیکرٹری ہیں"...... صالحہ نے پوچھا۔
"جی ہاں"...... اس آدمی نے جواب دیا۔
"آپ کا نام"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔
"اسرار زیدی"...... اس آدمی نے جواب دیا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسرار زیدی وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے کشمشی رنگ کا شاندار سوٹ پہنا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں پر سونے کے فریم والا خوبصورت اور قیمتی چشمہ لگا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے ایک دبلا پتلا سیاہ فام آدمی بھی اندر داخل ہوا۔ سیاہ فام آدمی افریقی دکھائی دے رہا

تھا۔ دبلا پتلا ہونے کے باوجود اس کے چہرے کے خدوخال اس بات کو ظاہر کر رہے تھے کہ وہ بہترین لڑاکا ہے اور اس کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں گزری ہے۔ اس کے چہرے پر پرانے زخموں کے بے شمار نشان بھی دکھائی دے رہے تھے۔

''میرا نام ڈاکٹر شعیب ہے''...... ادھیڑ عمر آدمی نے اندر آ کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام احسن ہے، یہ عبدالحئی صاحب ہیں اور یہ میری اسسٹنٹ مس صوبیہ ہیں اور ہم ملٹری انٹیلی جنس کے آفیسرز ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر شعیب کے چہرے پر واقعی درشتگی اور سختی کے تاثرات نمایاں تھے اس نے ان سے ہاتھ بھی نہ ملائے تھے اور بڑے مغرورانہ انداز میں ان کے سامنے اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''مجھے سیکرٹری داخلہ سر سلطان کا فون آیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس کے تین آفیسر مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں ان سے ملاقات بھی کروں اور ان سے تعاون بھی۔ ملاقات تو ہو گئی۔ یہ بتائیں آپ کو مجھ سے کیا تعاون درکار ہے''...... ڈاکٹر شعیب نے ان کی طرف دیکھ کر بڑے سخت لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نمایاں تھے جیسے اسے یہ تینوں ایک آنکھ نہ بھائے ہوں اور وہ بہ امر مجبوری ان سے مل رہا ہو۔

''ہم آپ سے کچھ معلومات حاصل کرنے آئے ہیں''...... کیپٹن

شکیل نے سنجیدگی سے کہا۔

''معلومات۔ کیسی معلومات''...... ڈاکٹر شعیب نے چونک کر کہا۔

''پہلے آپ اپنے اس ساتھی کے بارے میں بتائیں۔ یہ کون ہے اور یہاں کیا کر رہا ہے''...... کیپٹن شکیل نے اس دبلے پتلے افریقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو ڈاکٹر شعیب کی کرسی کے دائیں طرف یوں اکڑ کر کھڑا ہو گیا تھا جیسے اس کا خاص باڈی گارڈ ہو۔

''یہ میرا باڈی گارڈ ہے اور ہر وقت میرے ساتھ ہی رہتا ہے''...... ڈاکٹر شعیب نے رعب بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا یہ افریقی ہے''...... کیپٹن شکیل نے اس سے پوچھا۔

''ہاں''...... ڈاکٹر شعیب نے کہا۔

''لیکن یہ آپ کا باڈی گارڈ کیسے بن گیا''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''ایک مرتبہ میں افریقہ کی سیر کے لئے گیا تھا۔ وہاں اس نے میرے لئے ایک گائیڈ کے فرائض انجام دیئے تھے۔ میں اس کا کام دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا اور میں نے اسے مستقل طور پر اپنے ساتھ رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ وہاں بہت تنگ دستی کی زندگی گزار رہا تھا۔ میں نے اسے آفر کی تو اس نے میری آفر قبول کر لی اور تب سے یہ میرے ساتھ ہے۔ یہ اکیلا تھا۔ لہٰذا میرے ساتھ پاکیشیا آ گیا اور اس وقت سے میرے ساتھ ہے''...... ڈاکٹر شعیب نے کہا۔

''تو کیا آپ افریقی زبان جانتے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

"ہاں۔لیکن اب مجھے اس سے افریقی زبان میں بات کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی"...... ڈاکٹر شعیب نے کہا۔

"وہ کیوں"...... صالحہ نے پوچھا۔

"میں نے اسے مقامی زبان سکھا دی ہے۔ اسے اب مقامی زبان پر مکمل عبور حاصل ہے"...... ڈاکٹر شعیب نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ آپ اس سے کہیں کہ یہ یہاں سے چلا جائے۔ ہمیں آپ سے اکیلے میں کچھ باتیں کرنی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ یہ میرا خاص آدمی ہے۔ آپ نے جو بات کرنی ہے اس کے سامنے کریں"...... ڈاکٹر شعیب نے کہا۔

"نہیں۔ ہماری باتیں سیکرٹ ہیں اور ہم اس کے سامنے آپ سے وہ باتیں نہیں کر سکتے"...... کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر شعیب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔تم جاؤ"...... ڈاکٹر شعیب نے کہا تو افریقی نژاد آدمی نے ان تینوں کو گھور کر دیکھا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"اس کا نام کیا ہے"...... اس آدمی کے جانے کے بعد صالحہ نے پوچھا۔

"اس کا اصل نام ڈیانگ ہے لیکن میں نے اسے یہاں نیا نام دیا ہے۔ بلیک ماسٹر اور اب یہ خود کو بلیک ماسٹر ہی کہتا ہے"۔ ڈاکٹر

شعیب نے کہا۔

"بلیک ماسٹر۔ اچھا نام ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بہرحال اب وہ چلا گیا ہے۔ اب بتاؤ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... ڈاکٹر شعیب نے اس بار خشک لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر خاقان عظیم پر ڈارک کنگ کے کلرز دو مرتبہ قاتلانہ حملے کر چکے ہیں۔ آپ نے انہیں اپنی ایک ایجاد کا راز بتایا تھا اور پھر آپ نے انہیں کہا تھا کہ آپ نے جس ایجاد کے بارے میں انہیں بتایا تھا وہ صرف آئیڈیا تھا اور اس کے ساتھ آپ نے انہیں یہ بھی کہا تھا کہ اگر انہوں نے کسی سے آپ کی ایجاد کا ذکر کیا تو ان کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ کیا یہ درست ہے۔ کیا واقعی آپ نے ان سے ایسا ہی کہا تھا"...... کیپٹن شکیل نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر ڈاکٹر شعیب کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا لیکن اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔

"نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میری ڈاکٹر خاقان عظیم سے ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ نہ میں نے انہیں اپنی کسی ایجاد کے بارے میں کچھ بتایا تھا اور نہ ہی انہیں ایسا کچھ کہا تھا"...... ڈاکٹر شعیب نے سخت لہجے میں کہا

"تو کیا آپ نے ڈاکٹر خاقان عظیم کو اس انجکشن کے بارے میں نہیں بتایا تھا جس سے ہر قسم کے کیمیائی اثرات کو زائل کیا جا سکتا ہے اور ایٹمی حملہ ہونے کی صورت میں اس انجکشن کے ذریعے

ہر انسان کو آسانی سے بچایا جا سکتا ہے“...... صالحہ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں ایسے کسی انجکشن کے بارے میں نہیں جانتا“۔ ڈاکٹر شعیب نے کہا۔

”کیا آپ کی کوئی ذاتی لیبارٹری موجود ہے جہاں ریٹائرمنٹ کے بعد آپ اب بھی تجربات کر رہے ہوں“...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں نے کوئی ذاتی لیبارٹری نہیں بنائی ہے اور ریٹائرمنٹ کے بعد بھلا مجھے تجربات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں لینڈ لارڈ آدمی ہوں۔ میرے پاس زمین جائیداد کی کوئی کمی نہیں ہے میں یہاں آرام وآسائش کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ ویسے بھی میں نے ساری زندگی تجربات اور ایجادات ہی کی ہیں۔ اب میں تھک چکا ہوں اس لئے پرسکون کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ ایسے جھمیلوں سے اب میں دور رہنا چاہتا ہوں“...... ڈاکٹر شعیب نے کہا۔ اس کے چہرے اور اس کے بولنے کے انداز سے نہ صرف کیپٹن شکیل، صالحہ بلکہ ٹائیگر کو بھی صاف لگ رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

”لگتا ہے آپ نے ہمارے ساتھ تعاون نہ کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”جب میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے ڈاکٹر خاقان عظیم سے ایسی

کوئی بات نہیں کی۔ نہ میں کوئی ایجاد کر رہا ہوں اور نہ ہی میری کوئی ذاتی لیبارٹری ہے تو آپ لوگ کیوں میری بات پر یقین نہیں کر رہے۔ سچ بتانا اگر تعاون کرنا نہیں ہے تو پھر تعاون کیسے کیا جاتا ہے“...... ڈاکٹر شعیب نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

”جبکہ آپ کے لب و لہجے سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں“...... صالحہ نے کہا تو ڈاکٹر شعیب یکلخت بھڑک اٹھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو نانسنس۔ میں غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں۔ مطلب تم مجھے جھوٹا کہہ رہی ہو۔ بولو“...... ڈاکٹر شعیب نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”مہربانی کر کے آپ بیٹھ جائیں اور اپنے لب و لہجے کو کنٹرول میں رکھیں۔ ہم یہاں سرکاری حیثیت سے آپ سے پوچھ گچھ کرنے آئے ہیں۔ اگر آپ اس لب و لہجے میں بات کریں گے تو پھر ہم یہاں سے ابھی اور اسی وقت اٹھ کر واپس چلے جائیں گے اور اپنے محکمے کو آپ کے عدم تعاون کی رپورٹ دے دیں گے۔ اس کے بعد ہم نہیں آپ کو ہمارے پاس آنا ہوگا۔ آپ کو کیسے اور کس انداز میں ہمارے ہیڈکوارٹر لے جایا جائے گا اس کا شاید آپ کو اندازہ بھی نہ ہو۔ وہاں آپ سے سوال پوچھنے کا انداز مختلف ہوگا جس سے یقیناً آپ کو تکلیف ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ آپ ہمارے ساتھ کول ڈاؤن رہیں اور اطمینان سے بیٹھ کر ہماری باتوں کے

جواب دیں''۔ کیپٹن شکیل نے اس بار بڑے سرد لہجے میں کہا۔ اس کا سرد لہجہ سن کر ڈاکٹر شعیب کا چہرہ غصے سے اور زیادہ سرخ ہو گیا۔ وہ ان تینوں کو کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا لیکن پھر اس نے خود کو کول ڈاؤن کیا اور ایک طویل سانس لے کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے نہ ہوتا اور آپ سے تعاون کرنے کے لئے سیکرٹری داخلہ نے نہ کہا ہوتا تو میں ابھی اور اسی وقت آپ کو یہاں سے گٹ آؤٹ کر دیتا''...... ڈاکٹر شعیب نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور تلخی اور غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

''سیدھی سی بات ہے آپ کے تعاون کرنے میں ہی آپ کی بھلائی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

'' آپ چاہتے کیا ہیں''...... ڈاکٹر شعیب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

'' ہم آپ کی رہائش گاہ کی تلاشی لینا چاہتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ آپ میری رہائش گاہ کی تلاشی کیوں لیں گے میں نے کیا جرم کیا ہے''...... ڈاکٹر شعیب نے ایک بار پھر غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''اگر آپ نے کوئی جرم نہیں کیا تو آپ کو تلاشی دینے میں کیا

اعتراض ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''آپ نہیں جانتی۔ ہر انسان کی کچھ کمزوریاں ہوتی ہیں۔ رہائش گاہ کی تلاشی کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ کمزوریاں آپ کے علم میں آ جائیں گی لہٰذا میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا''...... ڈاکٹر شعیب نے غرا کر کہا۔

''اس بات کے واضح امکانات موجود ہیں کہ آپ نے ڈاکٹر خاقان عظیم پر قاتلانہ حملے کرائے ہوں۔ لہٰذا آپ کو تلاشی تو دینا ہی ہو گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ کبھی نہیں۔ میں کسی بھی صورت میں آپ کو اپنی رہائش گاہ کی تلاشی لینے کی اجازت نہیں دے سکتا ہوں۔ آپ کے لئے بہتر یہی ہو گا کہ اس سے پہلے کہ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے آپ تینوں یہاں سے واپس چلے جائیں۔ اب میں سیکرٹری داخلہ کی بھی پرواہ نہیں کروں گا''...... ڈاکٹر شعیب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ کی یہ دھمکی آپ کے لئے مشکل پیدا کر سکتی ہے۔ یہ سن لیں کہ ہم اکیلے نہیں ہیں۔ آپ کی رہائش گاہ سے کچھ دور ہماری مسلح فورس موجود ہے۔ اگر آپ نے ہم سے تعاون نہ کیا تو ہم فورس کو کاشن دے دیں گے۔ اس کے بعد فورس آپ کی رہائش گاہ میں داخل ہو جائے گی اور پھر......'' کیپٹن شکیل نے کہا اور جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔ اس کی بات سن کر ڈاکٹر شعیب بری طرح سے اچھل پڑا۔

”میری رہائش گاہ کے باہر مسلح فورس۔ کیا مطلب۔ میں نے ایسا کیا کیا ہے کہ میری رہائش گاہ کے باہر مسلح فورس پہنچ گئی ہے“...... ڈاکٹر شعیب نے اس بار قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر کیپٹن شکیل کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

”ہمیں آپ کے بارے میں کچھ معلومات ملی ہیں۔ ہم ان معلومات کی تصدیق کے بعد یہاں آئے ہیں“...... کیپٹن شکیل نے جان بوجھ کر ڈاکٹر شعیب کو مزید ڈراتے ہوئے کہا۔

”معلومات۔ کیا معلومات ہیں“...... ڈاکٹر شعیب نے کہا۔

”یہی کہ آپ بین الاقوامی مجرم تنظیم ڈارک کنگ کی یہاں نمائندگی کر رہے ہیں اور ڈاکٹر خاقان عظیم پر حملہ کرانے کے پیچھے آپ کا ہاتھ ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”یہ جھوٹ ہے۔ سراسر مجھ پر بہتان ہے۔ کس نے کہا ہے کہ میں کسی مجرم تنظیم کی سرپرستی کر رہا ہوں اور ڈاکٹر خاقان عظیم پر میں نے قاتلانہ حملے کرائے ہیں“...... ڈاکٹر شعیب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ ثابت کرنا ہمارا کام ہے۔ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ اسی میں آپ کی بھلائی ہے ورنہ ہمیں مجبوراً فورس کو کاشن دینا پڑے گا۔ فورس آپ کی رہائش گاہ میں داخل ہو گئی تو پھر ہمیں آپ کے تعاون کی بھی ضرورت نہیں ہو گی۔ ثبوت کی تلاش کے لئے فورس

آپ کی رہائش گاہ کی ایک ایک اینٹ اکھاڑ کر رکھ دے گی“۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو ڈاکٹر شعیب کا رنگ بدل گیا۔

”نن نن۔ نہیں رکو۔ فورس کو نہ بلاؤ۔ میں تعاون کرتا ہوں۔ تم لے لو میری رہائش گاہ کی تلاشی لیکن یاد رکھو تمہیں یہاں سے کچھ نہیں ملے گا“...... ڈاکٹر شعیب نے غصے اور بے بسی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی صالحہ اور ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر انہوں نے کوٹھی کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ ان کے ذہن میں کچھ باتیں الجھن پیدا کر رہی تھیں وہ ان الجھنوں کو سلجھانا چاہتے تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ دارالحکومت میں ڈارک کنگ کے آدمی موجود نہیں ہیں۔ ڈارک کنگ کا نام لے کر کوئی اور پارٹی یہ کام کر رہی ہے اور ہو سکتا ہے اس پارٹی کا سربراہ ڈاکٹر شعیب ہو۔ اسی لئے انہوں نے پوری کوٹھی کی انتہائی باریک بینی سے تلاشی لی لیکن کوئی قابل اعتراض چیز نہ ملی۔ پوری طرح تسلی کر لینے کے بعد وہ ڈاکٹر شعیب کے پاس واپس آ گئے۔

”آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ ہمیں آپ کی کوٹھی کی تلاشی کے دوران کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ملی لیکن آپ کا ملازم میری سمجھ میں نہیں آیا“...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں جناب۔ کیا کوئی سیاہ فام ملازم رکھنا جرم ہے“۔ ڈاکٹر

شعیب نے منہ بنا کر کہا۔

”نہیں جرم نہیں ہے۔ میں اس سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ضرور کریں“...... ڈاکٹر شعیب نے کہا۔ کیپٹن شکیل اسے ایک الگ کمرے میں لے گیا۔

”ہاں بھئی۔ وہ پیغام تم نے کس کو پہنچایا تھا“...... کیپٹن شکیل نے اندھیرے میں تیر چلایا۔

”جی۔ کون سا پیغام“...... سیاہ فام نے چونک کر کہا۔

”وہی جس کے بارے میں ڈاکٹر شعیب صاحب نے ہدایات دی تھیں کہ کسی اور کو اس بارے میں معلوم نہیں ہونا چاہئے“۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”آپ۔ آپ کو یہ بات کس طرح معلوم ہوئی“...... سیاہ فام کے لہجے میں حد درجے حیرت تھی۔

”میں کچھ خفیہ علم جانتا ہوں“...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے ان کا پیغام ہوٹل روباب کے مالک مارٹی تک پہنچایا تھا“...... سیاہ فام نے کہا۔

”بہت خوب۔ تمہارا شکریہ۔ تم نے میری الجھن دور کر دی“۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکل آیا اور سیدھا ڈاکٹر شعیب کی طرف آیا۔

”ڈاکٹر صاحب کیا آپ ہوٹل روباب کے مالک کو جانتے ہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ڈاکٹر شعیب بری طرح سے چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا۔

”کون ہوٹل روباب کا مالک۔ میں کسی کو نہیں جانتا“...... ڈاکٹر شعیب نے ہکلا کر کہا۔

”عبدالحئی۔ اس سیاہ فام کو بلاؤ“...... کیپٹن شکیل نے ٹائیگر سے کہا۔

”کیا مطلب“...... ڈاکٹر شعیب نے چونک کر کہا۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سیاہ فام ملازم کو لے کر آ گیا۔

”ڈاکٹر صاحب نے تمہارے ہاتھ ایک پیغام ہوٹل روباب کے مالک مارٹی کو بھیجا تھا اور ہدایت دی تھی کہ پیغام اس کے سوا کسی کو نہ دے۔ یہ بات ٹھیک ہے نا“...... کیپٹن شکیل نے سیاہ فام سے کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں جناب“...... سیاہ فام نے کہا۔

”یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو“...... ڈاکٹر شعیب نے چلا کر کہا۔

”کیوں جناب۔ کیا یہ بات آپ نے انہیں نہیں بتائی“...... سیاہ فام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں“...... ڈاکٹر شعیب نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا۔

”اوہ۔ لیکن انہوں نے مجھ سے اس انداز میں بات کی تھی جیسے

یہ بات آپ نے انہیں بتائی ہے''...... سیاہ فام نے خوف سے سفید پڑتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ نانسنس''...... ڈاکٹر شعیب چیختے ہوئے کہا تو سیاہ فام بوکھلائے ہوئے انداز میں مڑا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور باہر نکل گیا۔

''آپ تو جانتے ہی ہوں گے کہ روباب ہوٹل کے مالک مارٹی کا تعلق ڈارک کنگ سے ہے اور ڈارک کنگ نے ہی ڈاکٹر خاقان عظیم پر قاتلانہ حملے کرائے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کام میں نے کرایا ہے''۔ ڈاکٹر شعیب نے تلملا کر کہا۔

''تب پھر آپ کو یہ بتانا ہو گا کہ وہ پیغام کیا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''سوری۔ میں نہیں بتا سکتا۔ یہ ایک کاروباری راز ہے''۔ ڈاکٹر شعیب نے کہا۔

''آپ کاروباری آدمی نہیں ہیں۔ ریٹائرڈ سائنس دان ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں کاروبار بھی کرتا ہوں۔ اس ملک میں میرے کئی کارخانے ہیں''...... ڈاکٹر شعیب نے کہا۔

''یہ کاروباری راز آپ کو بتانا ہو گا۔ ورنہ میں آپ کو گرفتار کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''آپ اور مجھے گرفتار کریں گے۔ یہ مت بھولیں کہ میں پاکیشیا کا نامور سائنس دان ہوں۔ پورا ملک مجھے جانتا ہے اور میری ملک وقوم کے لئے بے پناہ خدمات ہیں''...... ڈاکٹر شعیب نے کہا۔

''ہمیں آپ سے ہر صورت میں اس سوال کا جواب چاہئے۔ اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ اس سوال کا جواب آپ ہمیں دیں یا پھر ہم آپ کو اپنے ساتھ ہیڈ کوارٹر لے جائیں تب اس سوال کے ساتھ آپ سے اور بھی سوال پوچھے جائیں گے جن کے جواب دینے میں آپ کو یقیناً مشکل پیش آ سکتی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں نے کوئی جرم نہیں کیا''...... ڈاکٹر شعیب نے کہا۔

''اگر یہ بات ہے تو پھر آپ یہ کیوں نہیں بتا دیتے کہ روباب ہوٹل کے مالک کو آپ نے کیا پیغام دیا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کہہ چکا ہوں۔ کاروباری راز ہے''...... ڈاکٹر شعیب نے کہا۔

''تو آپ نہیں بتائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ بالکل نہیں''...... اس بار ڈاکٹر شعیب نے سخت اور دو ٹوک لہجے میں کہا۔

''تو پھر آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

''تو کیا تم مجھے گرفتار کر کے لے جاؤ گے''...... ڈاکٹر شعیب نے غرا کر کہا۔

''آپ تعاون نہیں کریں گے تو ہمیں ایسا کرنے کا اختیار حاصل ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں دیکھوں گا کہ مجھے کون گرفتار کرتا ہے''...... ڈاکٹر شعیب نے پرغرور انداز میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اچانک ڈاکٹر شعیب کی کرسی کے نیچے سے زمین غائب ہو گئی ہو۔ انہوں نے یکلخت ڈاکٹر شعیب کو کرسی سمیت کھلی ہوئی زمین میں گرتے دیکھا۔ وہ اٹھ کر تیزی سے اس طرف بڑھے لیکن پھر ٹھٹھک کر رہ گئے۔ ڈاکٹر شعیب جیسے ہی کرسی سمیت کھلی ہوئی زمین میں گرا اسی لمحے زمین برابر ہو گئی۔

''یہ کیا ہوا''...... صالحہ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ فرار ہو رہا ہے۔ پکڑو اسے۔ اگر وہ ایک بار ہاتھ سے نکل گیا تو دوبارہ اسے پکڑنا مشکل ہو جائے گا''...... کیپٹن شکیل نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے زمین پر جھک کر اس جگہ کا جائزہ لینا شروع کر دیا جہاں زمین دائرے کی شکل میں کھلی تھی اور ڈاکٹر شعیب کرسی سمیت اس دائرے میں گر گیا تھا اور زمین برابر ہو گئی تھی۔ وہاں اسے دائرے کی شکل میں لکیر سی بنی ہوئی دکھائی دے رہی تھی لیکن وہاں ایسا کوئی سسٹم موجود نہ تھا جس سے زمین کے اس حصے کو کھولا جا سکتا ہو۔

''باہر چلو۔ اس سیاہ فام کو پکڑنا ضروری ہے۔ وہ ڈاکٹر شعیب کا راز دار ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے باہر کی طرف لپکا۔ صالحہ اور ٹائیگر بھی اس کے پیچھے باہر آئے اور پھر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئے کہ ساری کوٹھی بھائیں بھائیں کر رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کوٹھی میں سرے سے کوئی آدمی موجود ہی نہ ہو۔

''کیا مطلب۔ یہ سیاہ فام اور کوٹھی میں موجود تمام افراد کہاں گئے''...... صالحہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''پوری کوٹھی کو چیک کرو اور جو ہاتھ لگے اسے پکڑ لو''۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ تینوں پوری کوٹھی میں پھیل گئے۔ جب وہ یہاں آئے تو انہوں نے کوٹھی کے باہر دو گارڈز دیکھے تھے۔ اندر انہیں وہ ادھیڑ عمر سیکرٹری ملا تھا جس نے انہیں لے جا کر ڈرائنگ روم میں بٹھایا تھا اور پھر ڈاکٹر شعیب ایک دبلے پتلے سیاہ فام کے ساتھ اندر آیا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ کوٹھی میں یہی پانچ افراد تھے لیکن ڈاکٹر شعیب سمیت اس کے چاروں ساتھی کوٹھی سے یوں غائب ہو چکے تھے جیسے وہ کبھی یہاں موجود ہی نہ ہوں۔

''لگتا ہے وہ لوگ نکل گئے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''لیکن کہاں۔ ڈاکٹر شعیب تو ہمارے سامنے زمین میں سما گیا تھا۔ اس کے نکلنے کے تو چانس ہو سکتے ہیں کہ اس نے زیرزمین

کوئی خفیہ راستہ بنا رکھا ہو لیکن وہ ملازم اور کوٹھی کے دوسرے لوگ۔ وہ سب کہاں غائب ہو سکتے ہیں اور وہ بھی اتنی جلدی''۔ صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کوٹھی میں یقیناً کوئی خفیہ راستہ موجود ہے اور وہ سب اسی خفیہ راستے سے نکلے ہیں۔ تلاش کرو۔ ایک بار پھر اس کوٹھی کو چیک کرو۔ یہاں ہمیں ضرور کوئی خفیہ راستہ مل جائے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ ایک بار پھر کوٹھی کا باریک بینی سے جائزہ لینے لگے لیکن انہیں وہاں کوئی خفیہ راستہ نہ ملا۔

''اس خفیہ راستے کو تلاش کرنے کے لئے ہمیں ڈرائنگ روم کا فرش اکھاڑنا پڑے گا جہاں ڈاکٹر شعیب کرسی سمیت گرا تھا۔ زمین کو کھولنے کا سسٹم یقیناً اس کی کرسی میں نصب تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن فرش کنکریٹ کا ہے۔ اسے اکھاڑنے کے لئے ہمیں اس پر بم مارنے پڑیں گے''...... صالحہ نے کہا۔

''اور ہمارے پاس اس وقت بم موجود نہیں ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو پھر اب کیا کریں''...... صالحہ نے پوچھا۔

''فی الحال ہمیں یہاں سے چلنا چاہئے۔ مجھے نجانے کیوں یہاں خطرہ محسوس ہو رہا ہے''...... کیپٹن شکیل نے چاروں طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیسا خطرہ''...... صالحہ نے چونک کر کہا۔ ٹائیگر بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''باہر نکلو پھر بتاتا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ سب پورچ کی طرف آئے۔ ٹائیگر نے گیٹ کھولا اور پھر وہ بھی اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے گیٹ سے کاریں باہر نکالیں اور پھر وہ ابھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں کان پھاڑ دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں پھٹ پڑیں کہ وہ ابھی جس کوٹھی سے نکل کر آئے تھے وہ تنکوں کی طرح بکھر کر ہوا میں بلند ہو رہی تھی۔

''مجھے اسی بات کا خدشہ تھا۔ اگر ہم اس رہائش گاہ میں رکے رہ جاتے تو اس کوٹھی کے ساتھ ہمارا بھی یہی انجام ہوتا جو اس کوٹھی کا ہوا ہے''...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو صالحہ جو اس کی کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی، نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے انہوں نے نیلے رنگ کی ایک کار کو تیزی سے ایک سڑک کی طرف مڑتے دیکھا۔

''میں نے اس کار میں ڈاکٹر شعیب کے اس دبلے پتلے سیاہ فام ملازم کی جھلک دیکھی ہے''...... صالحہ نے کہا تو کیپٹن شکیل چونک پڑا۔

''اوہ۔ تو پھر ہمیں اس کے پیچھے جانا چاہئے''... کیپٹن شکیل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے یکلخت کار کی رفتار بڑھا دی۔ اس کی کار کی رفتار بڑھی تو پیچھے آنے والے ٹائیگر نے بھی کار کی رفتار بڑھا دی۔ موڑ مڑ کر وہ جیسے ہی دوسری طرف آئے تو اُنہیں نیلی کار آندھی و طوفان کی طرح ایک طرف جاتی ہوئی دکھائی دی۔ کیپٹن شکیل نے بھی اپنی کار مزید تیزی سے دوڑانی شروع کر دی۔ نیلی کار شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف دوڑ رہی تھی۔ کیپٹن شکیل نے اس کار سے مناسب فاصلہ رکھ کر اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے صالحہ کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صالحہ نے سامنے ڈیش بورڈ پر پڑا ہوا اپنا سیل فون اٹھا لیا۔

''ٹائیگر کی کال ہے۔ وہ شاید یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ ہم اتنی تیزی سے اس نیلی کار کے پیچھے کیوں جا رہے ہیں''...... صالحہ نے اسکرین پر ڈسپلے دیکھ کر کہا۔

''تو بتا دو اسے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ نے ٹائیگر کی کال اٹنڈ کی اور اسے تفصیل بتادی۔ کیپٹن شکیل کی نظریں بدستور نیلی کار پر جمی ہوئی تھیں۔ نیلی کار مخصوص رفتار سے دوڑ رہی تھی جیسے وہ اپنے تعاقب سے قطعی طور پر انجان ہو۔

''اس کی بے خبری دیکھ کر مجھے عجیب سا احساس ہو رہا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ وہ کیا''...... صالحہ نے پوچھا۔

''یا تو یہ مجرم ہے ہی نہیں اور اگر ہے تو پھر اسے جرائم کا کوئی تجربہ نہیں اور یہ اس لائن میں نیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے بتایا۔

''جبکہ سائنس دان بہت پرانا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''یہ سڑک کسی دوسرے شہر کو نہیں جاتی صرف پہاڑوں تک جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ پھر یہ اس سنسان علاقے میں کیوں جا رہا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ تعاقب ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ آخر انہوں نے اگلی کار کی رفتار کم ہوتے محسوس کی اور پھر کار سڑک سے نیچے اتر کر رک گئی۔ جیسے ہی کار رکی انہوں نے بھی درختوں کے ایک جھنڈ میں اپنی کار روک دی۔ نیلی کار کے دونوں سائیڈ کے دروازے کھلتے دیکھ کر وہ چونک پڑے۔ کار سے سیاہ فام کے ساتھ انہوں نے ڈاکٹر شعیب کو نکلتے دیکھا۔

''اوہ۔ اس کے ساتھ تو ڈاکٹر شعیب بھی ہے''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ شاید وہ پچھلی سیٹ پر چھپا ہوا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ ڈاکٹر شعیب اور اس کا سیاہ فام ملازم کار سے نکل کر آہستہ آہستہ ایک طرف بڑھ رہے تھے۔ اسی لمحے ٹائیگر کی کار بھی وہاں پہنچ گئی اور پھر وہ کار سے نکل کر ان کے پاس پہنچ گیا۔ ڈاکٹر شعیب اور اس کا سیاہ فام ملازم ایک پہاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے اور پھر انہوں نے ان دونوں کو پہاڑی پر چڑھتے دیکھا۔

''آؤ۔ یہاں چٹانیں بکھری ہوئی ہیں۔ ہم ان کی آڑ لے کر

ان کے پیچھے جا سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ وہاں بکھری ہوئی چٹانوں کی آڑ لیتے ہوئے اس پہاڑی کی طرف بڑھنے لگے جس پر ڈاکٹر شعیب اور اس کا سیاہ فام ملازم چڑھتے جا رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گئے اور پھر وہ پہاڑی کی دوسری طرف اترنے لگے۔

''چلو۔ ہمیں جلدی اس پہاڑی پر چڑھنا ہے۔ ورنہ وہ دوسری طرف جا کر کہیں بھی غائب ہو سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ تیزی سے پہاڑی کی طرف لپکا۔ اس کے پیچھے جولیا اور ٹائیگر بھی اس پہاڑی پر چڑھنا شروع ہو گئے۔ پہاڑی زیادہ بلند نہ تھی۔ جلد ہی وہ پہاڑی کی چوٹی پر تھے۔ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر انہوں نے دوسری طرف دیکھا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ وہاں نہ تو ڈاکٹر شعیب دکھائی دے رہا تھا اور نہ ہی اس کا سیاہ فام ملازم۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز
ڈارک کنگ
وقار عظیم
پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام
PP
PAKISTANIPOINT.COM
پاکستانی پوائنٹ
Aik Rabta Apnon Sey

عمران سیریز نمبر 95B

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 175/-

Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

محترم قارئین۔

السلام علیکم۔ میرے نئے ناول ''ڈارک کنگ'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ کہانی جس طرح سسپنس سے بھرپور انداز میں اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے مجھے یقین ہے کہ آپ اسے پڑھنے کے لئے بے چین ہو رہے ہوں گے۔ اس ناول میں آپ کو بلیک زیرو اپنی زندگی میں پہلی بار اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک عام ممبر کے طور پر کام کرتا ہوا دکھائی دے گا۔

ناول میں جاسوس خانساماں کے طور پر سلیمان بھی کام کر رہا ہے۔ یہ سب کافرستان کے ایک جنگل میں قید ہو کر کن مشکلات کا شکار ہوئے اور انہیں کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا یہ آپ کے لئے یقیناً بے حد دلچسپ سچوئیشن ہو گی اور میرا دعویٰ ہے کہ جب تک آپ مکمل ناول نہ پڑھ لیں گے آپ بے قرار رہیں گے۔ میرا نئے تجربے کا حامل یہ ناول آپ کو کیسا لگا اس کے بارے میں خطوط لکھ کر ضرور آگاہ کیجئے گا۔ البتہ ناول پڑھنے سے پہلے ایک خط کا مطالعہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کم نہیں ہے۔

کراچی سے اسرار زیدی صاحب لکھتے ہیں۔ میں آپ کے لکھے ہوئے ناولوں کا دیوانہ ہوں۔ آپ کے ناول ہر ماہ دستیاب نہیں ہو رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے جبکہ میں اور مجھ جیسے بے شمار قارئین آپ کے ناول ہر ماہ پڑھنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے

عمرو عیار کے خاص نمبر پھر سے لکھنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ بھی قابل تعریف ہے۔ آپ کے بچوں کے لئے لکھے ہوئے ناول بھی بے مثال ہوتے ہیں۔ کیا یہ سلسلہ اب مسلسل جاری رہے گا یا آپ نے چند مخصوص ناول لکھنے ہیں۔

محترم اسرار زیدی صاحب۔ سب سے پہلے آپ کا خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ میرے ناول ہر ماہ شائع نہیں ہو رہے ہیں تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ ایک ماہ میرے عمران اس کی ٹیم پر مشتمل ناول شائع ہوں گے جبکہ اگلے ماہ بچوں کے ناول جن میں عمرو عیار، شیخ چلی اور ٹارزن کے خاص نمبر شامل ہیں،شائع ہوں گے۔ یہ سلسلہ کب تک جاری رہتا ہے اس کا فیصلہ تو آنے والا وقت ہی کر سکتا ہے لیکن بہرحال میری یہی کوشش ہو گی کہ آپ کو زیادہ سے زیادہ ناول پڑھنے کو مل سکیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

کاسرو نے کار نئی کالونی کے ایک بلاک کی نئی اور فرنشڈ کوٹھی کے گیٹ پر روکی اور پھر اس نے مخصوص انداز میں ہارن بجانا شروع کر دیا۔ جیسے ہی اس نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا اسی لمحے کوٹھی کا گیٹ آٹومیٹک طریقے سے کھلتا چلا گیا۔ جیسے ہی گیٹ کھلا کاسرو کار لے کر اندر چلا گیا اور اس نے کار پورچ میں لے جا کر روک دی۔

کار روک کر وہ کار سے باہر آیا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا سامنے موجود برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ برآمدے میں آیا ہی تھا کہ سامنے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان آدمی کمرے سے نکل کر باہر آ گیا۔ کاسرو کو دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

’’آپ آ گئے باس‘‘...... نوجوان نے اسے سلام کر کے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... کاسرو نے جواب دیا۔

"آئیں۔ میں آپ کو تہہ خانے میں لے چلتا ہوں۔ وہ دونوں وہیں ہیں"...... نوجوان نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کاسرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ نوجوان کے ساتھ چل پڑا۔

"بلینڈی"...... کاسرو نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... نوجوان نے کہا۔

"کوٹھی خالی کیوں ہے۔ یہاں تم نے حفاظت کے لئے سیکورٹی گارڈز کو کیوں نہیں رکھا"...... کاسرو نے پوچھا۔ اسے کوٹھی میں واقعی کوئی دکھائی نہ دیا تھا۔

"کوٹھی کی حفاظت ہم سائنسی آلات سے کرتے ہیں باس۔ جس کا کنٹرول روم نیچے تہہ خانے میں ہے۔ کنٹرول روم سے ہم کوٹھی کے ایک ایک حصے پر نظر رکھ سکتے ہیں اور اگر کوئی غیر متعلق آدمی یہاں آ جائے تو اسے دیواروں میں چھپی ہوئی مشین گنوں سے فائرنگ کر کے ہلاک بھی کر سکتے ہیں۔ ساری مشین گنوں پر سائیلنسر لگے ہوئے ہیں اس لئے فائرنگ ہونے کی صورت میں مرنے والے کو اس بات کا بھی علم نہیں ہوگا کہ اس پر کہاں سے فائرنگ ہوئی ہے"...... نوجوان بلینڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ انتظامات تم نے کئے ہیں"...... کاسرو نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں نے انجینئرنگ میں ماسٹر ڈگری حاصل کر رکھی ہے۔ ایسے چھوٹے موٹے کھیل تماشے میرے بائیں ہاتھ کا کمال

ہے"...... بلینڈی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کاسرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلینڈی کی رہنمائی میں کاسرو مختلف راہداریوں سے ہوتا ہوا ایک کمرے میں پہنچا تو بلینڈی نے کمرے کی ایک دیوار کے پاس آ کر دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں ٹانگ ماری تو اچانک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار تیزی سے ایک طرف ہٹتی چلی گئی۔ سامنے سیڑھیاں تھیں۔

وہ سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے میں آ گئے۔ بلینڈی، کاسرو کو لے کر تہہ خانے کے ایک کمرے میں آیا جہاں دو راڈز والی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان کرسیوں پر دو غیر ملکی آدمی راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے سر ڈھلکے ہوئے تھے اور وہ بے ہوش دکھائی دے رہے تھے۔ تہہ خانے میں پانچ افراد اور موجود تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں موجود تھیں اور وہ بے حد چوکنے اور چوکس دکھائی دے رہے تھے۔ کاسرو نے راڈز والی کرسیوں پر جکڑے دونوں افراد کی طرف غور سے دیکھا اور پھر وہ ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ راڈز والی کرسیوں کے سامنے ایک اور کرسی رکھی ہوئی تھی۔

"تشریف رکھیں باس"...... بلینڈی نے کاسرو سے کہا تو کاسرو اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

"انہیں کب تک ہوش آئے گا"...... کاسرو نے دونوں غیر ملکیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"خود بخود انہیں ہوش میں آنے میں کافی وقت لگے گا باس۔ آپ کہیں تو میں انہیں ابھی چند لمحوں میں ہوش میں لے آتا ہوں"۔ بلینڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لاؤ انہیں ہوش میں"...... کاسرو نے کہا تو بلینڈی نے اپنے ایک مشین گن بردار ساتھی کو اشارہ کیا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ سیاہ رنگ کی لمبے منہ والی ایک بوتل لے کر واپس آ گیا۔

"یہ اینٹی گیس ہے باس۔ اسے سونگھتے ہی دونوں کو ہوش آ جائے گا"...... بلینڈی نے کاسرو سے مخاطب ہو کر کہا جو اس آدمی کے ہاتھ میں لمبے منہ والی بوتل کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ بلینڈی کی بات سن کر کاسرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلینڈی کے اشارے پر وہ آدمی بے ہوش افراد کی طرف بڑھا اور پھر اس نے بوتل کا ڈھکن کھول کر دہانہ اس آدمی کی ناک سے لگا دی۔ کمرے میں عجیب اور کسیلی سی بو پھیل گئی۔ اسی لمحے اس آدمی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو مشین گن بردار نے بوتل کا دہانہ اس آدمی کی ناک سے ہٹا دیا اور دوسرے آدمی کی طرف بڑھ گیا اور اس کے ناک سے بوتل کا دہانہ

لگا دیا۔ چند لمحے تک پہلا غیر ملکی کسمساتا رہا پھر اسے جیسے ہی ہوش آیا اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ

جھٹکا کھا کر رہ گیا اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا ہے۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم اور مجھے اس طرح کیوں باندھا گیا ہے"...... غیر ملکی نے ہوش میں آتے ہی بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں سامنے بیٹھے کاسرو اور اس کے پیچھے کھڑے مشین گن برداروں پر جم ہوئی تھیں۔ کاسرو نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ دوسرے آدمی کو دیکھ رہا تھا۔ اس آدمی جسم میں بھی حرکت کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوتے دیکھ کر مشین گن بردار بوتل لے کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے بوتل پر ڈھکن لگا کر اسے بند کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا اور تیز تیز چلتا ہوا اپنے دوسرے مشین گن بردار ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہے۔ کون ہو تم"۔ ہوش میں آنے والے غیر ملکی نے کاسرو کی طرف دیکھتے ہوئے اس بار بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... کاسرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میر جمال۔ میرا نام میر جمال ہے"...... اس آدمی نے فوراً کہا تو کاسرو کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"میں تمہارا نقلی نام نہیں پوچھ رہا۔ تم نے شاید اپنے ساتھی لطل

ماسٹر کی طرف نہیں دیکھا۔ ایک بار اس کی طرف دیکھ لو پھر مجھے اپنا اصل نام بتاؤ۔ مجھے امید ہے لٹل ماسٹر کو دیکھ کر تمہیں اپنا اصل نام ضرور یاد آ جائے گا''...... کاسرو نے کہا تو اس آدمی نے چونک کر اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''جس طرح لٹل ماسٹر کا میک اپ صاف کیا جا چکا ہے اسی طرح تمہارا میک اپ بھی صاف ہو چکا ہے۔ اب بتاؤ اپنا نام اور یہ بھی بتاؤ کہ میگراتھ عرف لٹل ماسٹر سے تمہارا کیا تعلق ہے۔ کیا تم بھی اس کی طرح ایکریمی ایجنٹ ہو''...... کاسرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا نام ماتھر ہے اور میں اس کا ملازم ہوں۔ یہ ایکریمی ایجنٹ ہے یا نہیں اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے''۔ غیر ملکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم اس کے ساتھ کیا کر رہے ہو''...... کاسرو نے پوچھا۔

''میں اس کا ملازم ہوں۔ یہ مجھے ایکریمیا سے اپنے ساتھ لایا تھا۔ میرا کام اس کی خدمت کرنا ہے اور بس۔ اس نے اپنا میک اپ کیا اور میرا بھی کر دیا۔ مجھے اپنے معاوضے سے مطلب ہے اور بس''...... ماتھر نے کہا۔ اسی لمحے دوسرے آدمی کو بھی ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بھی غیر شعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن جلد ہی اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا

ہے۔ اس کی بھی حالت ماتھر جیسی ہی ہوئی تھی۔

''تمہارا اصل نام میگراتھ ہے اور تم لٹل ماسٹر کے نام سے مشہور ہو اور تمہارا تعلق ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی بلیک ہیڈ سے ہے اور تم پاکیشیا میں ایک اہم مشن مکمل کرنے کی غرض سے آئے ہو۔ بولو یہ سچ ہے یا نہیں''...... کاسرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو غیر ملکی چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ نہ میں ایکریمی ایجنٹ ہوں اور نہ ہی میرا کسی سرکاری ایجنسی سے کوئی تعلق ہے۔ میں یہاں کسی مشن پر بھی نہیں ہوں''......لٹل ماسٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم یہ تو مانتے ہو کہ تمہارا نام میگراتھ ہے اور تم لٹل ماسٹر کے نام سے مشہور ہو''...... کاسرو نے کہا۔

''نہیں۔ میں کسی میگراتھ یا لٹل ماسٹر کو بھی نہیں جانتا''......لٹل ماسٹر نے خود کو سنبھال کر اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا اور تمہارے ساتھی کا میک اپ واش ہو چکا ہے اس کے باوجود تم ایسا کہہ رہے ہو''...... کاسرو نے کہا۔

''ہاں''......لٹل ماسٹر نے کہا۔

''تو پھر تم کون ہو اور پاکیشیا میں اس طرح مقامی لوگوں جیسا میک اپ کر کے کیا کر رہے تھے''...... کاسرو نے کہا۔

''میں ایکریمیا سے اپنے چند دشمنوں سے جان بچا کر آیا

ہوں۔ وہ لوگ میرے پیچھے یہاں تک پہنچ گئے تھے اس لئے مجھے مجبوراً اپنا اور اپنے ملازم کا میک اپ کرنا پڑا اور پھر ہم ایک غیر معروف علاقے میں آ کر چھپ گئے''...... لعل ماسٹر نے پر اعتماد لہجے میں کہا تو کابرو کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تم خود کو بہت چالاک سمجھتے ہو میگراتھ لیکن میرے پاس اس بات کے سارے ثبوت ہے کہ تمہارا نام میگراتھ عرف لعل ماسٹر ہے اور تمہارا تعلق ایکریمی ایجنسی بلیک ہیڈ سے ہے اور تم یہاں جس مشن کو مکمل کرنے کے لئے آئے ہو اس کی بھی ساری تفصیلات میرے پاس موجود ہیں''...... کاسرو نے کہا۔

''تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہے''...... لعل ماسٹر نے کہا۔

''مجھے جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور میرا تعلق کس ایجنسی یا تنظیم سے ہے''...... کاسرو نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں تمہیں نہیں جانتا''...... لعل ماسٹر نے منہ بنا کر کہا۔

''میرا تعلق ڈارک کنگ سے ہے''...... کاسرو نے کہا تو لعل ماسٹر بے اختیار چونک پڑا۔

''ڈارک کنگ۔ تمہارا مطلب ہے وہ مجرم تنظیم جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ تنظیم دنیا کی انتہائی ظالم، بے رحم اور سفاک ترین تنظیم ہے جو انسانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح ہلاک کرتی ہے اور ہر طرف اپنی دہشت کے نشان چھوڑ جاتی ہے''...... لعل ماسٹر

نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں اسی تنظیم سے تعلق رکھتا ہوں''...... کاسرو نے جواب دیا۔

''لیکن تم یہاں پاکیشیا میں کیا کر رہے ہو۔ تمہاری تنظیم کی کارروائیاں تو ایکریمیا اور یورپی ممالک تک محدود تھیں''...... لعل ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈارک کنگ نے اپنا دائرہ کار بڑھا دیا ہے اور اب یہ تنظیم پوری دنیا میں پھیل رہی ہے۔ بہت جلد اس تنظیم کے پنجے پوری دنیا میں گڑ جائیں گے اور پھر ہر طرف اس تنظیم کا نام گونجے گا۔ ہر طرف اسی تنظیم کا راج ہو گا۔ ڈارک کنگ تنظیم کا راج''...... کاسرو نے کہا تو لعل ماسٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اس ملک میں تم کیا کرنے آئے ہو''...... لعل ماسٹر نے پوچھا۔

''وہی جو تم کرنے آئے ہو''...... کاسرو نے کہا تو لعل ماسٹر چونک پڑا۔

''میں تو اپنے دشمنوں سے بچنے کے لئے یہاں آ کر چھپا ہوں اور بس''...... لعل ماسٹر نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ تم یہاں ایک مشن مکمل کرنے آئے ہو اور میں اس مشن کے بارے میں تفصیلات بھی جانتا ہوں''...... کاسرو نے منہ بنا کر کہا۔

"کون سا مشن"...... لعل ماسٹر نے چونک کر کہا۔

"بلیک مشن"...... کاسرو نے کہا تو لعل ماسٹر یکلخت چونک پڑا لیکن اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا۔

"میں کسی بلیک مشن کے بارے میں نہیں جانتا"...... لعل ماسٹر نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا تمہارا یہ ملازم جانتا ہے بلیک مشن کے بارے میں"۔ کاسرو نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہ میرا ملازم ہے۔ میری خدمت بجا لاتا ہے اور بس"...... لعل ماسٹر نے جواب دیا۔

"بلینڈی"...... کاسرو نے اپنے پاس کھڑے بلینڈی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... بلینڈی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اپنے ساتھیوں سے کہو کہ اس کے ملازم پر فائرنگ کر کے اسے چھلنی کر دیں"...... کاسرو نے بے رحمانہ لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف لعل ماسٹر بلکہ اس کا ساتھی ماتھر بھی چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ ظلم ہے۔ یہ......" لعل ماسٹر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کی بات پوری ہوتی اچانک کمرہ ریٹ ریٹ اور ماتھر کی تیز چیخ کی آواز سے گونج اٹھا۔ پانچوں مشین گن برداروں نے ایک ساتھ ماتھر پر فائرنگ کر دی تھی اور اس کا جسم

گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔ اس کے منہ سے نکلنے والی آخری چیخ بے حد بھیانک تھی۔ دوسرے لمحے وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا۔ کیا ہے۔ تم نے ماتھر کو کیوں مار دیا ہے"...... اپنے ساتھی کو ہلاک ہوتا دیکھ کر لعل ماسٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔

"یہ ہمارے لئے بے کار آدمی تھا اور ہم بے کار آدمیوں کو زندہ نہیں رکھتے۔ اس سے پہلے کہ تم بھی میرے لئے بے کار آدمی ثابت ہو بہتر ہے سچ بتا دو"...... کاسرو نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔

"کک کک۔ کیسا سچ"...... لعل ماسٹر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"بلیک مشن میں تم نے اب تک کیا کیا ہے۔ کیا تم نے بلیک مشن مکمل کر لیا ہے"...... کاسرو نے پوچھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میرا واقعی کسی بلیک مشن سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... لعل ماسٹر نے کہا۔

"کیا تم مرنا چاہتے ہو"...... کاسرو نے سرد لہجے میں کہا۔

"نن نن۔ نہیں بالکل نہیں"...... لعل ماسٹر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"تو یہ راگ الاپنا بند کرو کہ تم بلیک مشن کے بارے میں نہیں جانتے اور تمہارا اس مشن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تمہیں بتا چکا

ہوں میرے پاس اس بات کے حتمی ثبوت ہیں یہ ثبوت مجھے تمہاری ایجنسی سے ہی حاصل ہوئے ہیں۔ ڈارک کنگ تنظیم کا ایک آدمی تمہاری ایجنسی میں بھی کام کر رہا ہے اور اس نے بلیک ہیڈ ایجنسی کے چیف کی سیکرٹری مارتھا کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے اور تم جانتے ہو کہ تمہارا چیف جو کچھ کرتا ہے وہ سب مارتھا کو بتا دیتا ہے۔ ہمارے ساتھی کے سامنے مارتھا فوراً زبان کھول دیتی ہے اور اسے سب کچھ بتا دیتی ہے۔

جب چیف نے تمہیں اپنے پاس بلا کر بلیک مشن کے بارے میں تفصیل بتائی تھی اور تمہیں پاکیشیا روانہ ہونے کے لئے کہا تھا تو ہمارے آدمی کے کہنے پر مارتھا نے تمہاری اور تمہارے چیف کی ہر بات کی ریکارڈنگ کی تھی۔ وہی ریکارڈنگ چیف باس نے مجھے بھیج دی ہے۔ کہو تو میں تمہیں سناؤں''...... کاسرو نے کہا تو اس کی باتیں سن کر لٹل ماسٹر کے چہرے پر پریشانی اور تشویش کے سائے لہرانے لگے۔

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ ڈارک کنگ کا کوئی آدمی مارتھا سے منسلک ہے''...... لٹل ماسٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... کاسرو نے کہا۔

''کون ہے وہ۔ اس کا نام کیا ہے''...... لٹل ماسٹر نے بے چینی سے پوچھا تو کاسرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''تمہیں اس کا نام نہیں بتایا جا سکتا ہے اور یہ مت بھولو کہ تم

اس وقت میری قید میں ہو۔ میں چاہوں تو تمہارے ساتھی کی طرح تمہیں بھی اسی طرح موت کے گھاٹ اتار سکتا ہوں لیکن میں تمہیں ایک موقع دینا چاہتا ہوں۔ اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو بلیک مشن کے بارے میں تفصیل بتاؤ کہ تم نے اس مشن میں کہاں تک کامیابی حاصل کی ہے اور پاکیشیا کے ٹاپ میزائل اسٹیشن کے بارے میں تم نے کیا معلومات حاصل کی ہیں۔ یہ میزائل اسٹیشن کہاں پر واقع ہے اور اس کی حفاظت کے کیا انتظامات ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق تم نے اپنے چیف کو ٹرانسمیٹر کال کی تھی کہ تمہیں اس میزائل اسٹیشن کا نقشہ مل گیا ہے اور تم جلد ہی اس نقشے کی مدد سے اس مقام پر پہنچ جاؤ گے جہاں میزائل اسٹیشن بنایا گیا ہے اور وہاں جا کر تم اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کر دو گے۔ بولو۔ یہ سب درست ہے نا''...... کاسرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو لٹل ماسٹر کے چہرے پر خوف اور پریشانی کے تاثرات واضح ہوتے ہوئے دکھائی دیئے۔

''تت۔ تت تم یہ سب کیسے جانتے ہو''...... لٹل ماسٹر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میرا تعلق ڈارک کنگ سے ہے اور میں بتا چکا ہوں کہ ہمارا ایک آدمی تمہاری ایجنسی میں موجود ہے۔ تم جو ٹرانسمیٹر اپنے ساتھ لائے تھے یہ ٹرانسمیٹر تمہیں تمہارے چیف نے دیا تھا اور تمہارے چیف نے ٹرانسمیٹر دینے کا حکم مارتھا کو دیا تھا۔ مارتھا نے

ٹرانسمیٹر تمہیں دینے سے پہلے ہمارے آدمی کو دیا تھا جس نے ٹرانسمیٹر میں ایک مائیکرو بگ لگا دیا تھا جو سینکڑوں ہزاروں کلو میٹر تک کے سگنلز بھی رسیو کر سکتا ہے۔ اس ٹرانسمیٹر سے تم نے اب تک اپنے چیف کو جتنی بھی کالز کی ہیں یا رسیو کی ہیں ان کا سارا ریکارڈ ہمارے پاس محفوظ ہے''...... کاسرو نے کہا تو لٹل ماسٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ تم کہہ رہے ہو کہ تمہارا تعلق ڈارک کنگ سے ہے تو پھر تم ہماری ایجنسی کے خلاف کیوں کام کر رہے ہو اور تمہارا بلیک مشن سے کیا تعلق ہے''...... لٹل ماسٹر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''جس مشن کے لئے تم آئے ہو۔ ہمیں بھی یہی مشن دیا گیا ہے''...... کاسرو نے کہا تو لٹل ماسٹر چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہارا مشن بھی میزائل اسٹیشن کی تباہی ہے''...... لٹل ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... کاسرو نے کہا۔

''تمہیں یہ مشن کس نے دیا ہے''...... لٹل ماسٹر نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا''...... کاسرو نے کہا۔

''بہرحال۔ اگر تمہارا بھی مشن اس میزائل اسٹیشن کی تباہی سے ہے تو پھر تم میرے راستے کی رکاوٹ کیوں بن رہے ہو۔ کیا فرق پڑتا ہے کہ اس میزائل اسٹیشن کو تم تباہ کرو یا ہم کریں''...... لٹل ماسٹر

نے کہا۔

''بہت فرق پڑتا ہے۔ ہم ایک بار جو مشن لیتے ہیں اسے ہر صورت میں پورا کرتے ہیں اور اس مشن کو مکمل کرنے کا کریڈٹ بھی لیتے ہیں۔ ہم کوئی بھی کام کریں۔ کام مکمل ہونے کے بعد وہاں اپنا نشان ضرور چھوڑ آتے ہیں تاکہ پوری دنیا کو اس بات کا علم ہو سکے کہ یہ کارروائی ڈارک کنگ کی ہے۔ ہم ڈارک کنگ کا نام پوری دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہر مشن کا کریڈٹ حاصل کرنا ہماری ضرورت ہے''...... کاسرو نے کہا۔

''تو تم مجھے اس مشن پر کام کرنے سے اس لئے روکنا چاہتے ہو تاکہ تم اس مشن کو ڈارک کنگ کی طرف سے پورا کر سکو''...... لٹل ماسٹر نے کہا۔

''ہاں''...... کاسرو نے کہا۔

''تم یہ کام مجھ پر چھوڑ دو۔ میں میزائل اسٹیشن کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس میزائل اسٹیشن کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں۔ میں نے اس میزائل اسٹیشن تک رسائی حاصل کرنے کا بھی پروگرام ترتیب دے دیا ہے۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ اس میزائل اسٹیشن کو میں تباہ کر دوں گا اور میں وہاں تمہاری وہ نشانی بھی چھوڑ دوں گا جس سے یہ ظاہر ہو گا کہ یہ مشن تم نے، میرا مطلب ہے ڈارک کنگ نے مکمل کیا ہے۔ ہمارا اور تمہارا مقصد ایک ہی ہے تو پھر اس بات سے کیا فرق

پڑتا ہے کہ اس میزائل اسٹیشن کو تم تباہ کرو یا ہم"...... لٹل ماسٹر نے کہا۔

"نہیں۔ ہم اپنا کام خود کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں کسی اور کی مدد لینے کی عادت نہیں ہے۔ اس مشن کو ہم خود مکمل کریں گے تاکہ اس کا اصل کریڈٹ ہمیں ملے۔ تم مجھے بس وہ نقشہ دے دو"...... کاسرو نے کہا۔

"میرے پاس کوئی نقشہ نہیں ہے"...... لٹل ماسٹر نے منہ بنا کر کہا۔ اسے اس بات کا غصہ آ رہا تھا کہ اس نے کاسرو کو آفر دی تھی کہ مشن وہ پورا کرے گا اور وہاں ڈارک کنگ کا نشان چھوڑ دے گا تاکہ پوری دنیا کو پتہ چل سکے کہ پاکیشیائی میزائل اسٹیشن کی تباہی ڈارک کنگ کے ہاتھوں ہوئی ہے لیکن کاسرو نے اس آفر کو بھی ٹھکرا دیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ تب تمہاری زبان کھلوانے کے لئے مجھے دوسرا انتظام کرنا پڑے گا جو تمہاری صحت کے لئے اچھا نہیں ہو گا"۔ کاسرو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کرو گے تم"...... لٹل ماسٹر نے چونک کر کہا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔ بلینڈی"...... کاسرو نے پہلے اس سے اور پھر اپنے ساتھی بلینڈی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... بلینڈی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے بتایا تھا کہ تمہارے پاس ریڈاس انجکشن موجود ہے"۔ کاسرو نے کہا تو اس کی بات سن کر لٹل ماسٹر چونک پڑا۔

"یس باس۔ اس انجکشن کی ایک شیشی میرے پاس موجود ہے"...... بلینڈی نے جواب دیا۔

"اسے لاؤ"...... کاسرو نے کہا تو بلینڈی نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یہ ریڈس انجکشن سے تمہاری کیا مراد ہے"...... لٹل ماسٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ افریقی نسل کے سرخ مینڈکوں کا زہر ہے۔ ایک بار کسی جاندار کے جسم میں اس کی معمولی سی مقدار بھی اتر جائے تو پھر"۔ کاسرو نے کہا اور پھر جان بوجھ کر خاموش ہو گیا۔

"تو پھر کیا"...... لٹل ماسٹر نے قدرے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر کچھ نہیں۔ زہر چند ہی لمحوں میں اپنا کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ زہر خون میں شامل ہو کر تیزی سے پورے جسم میں پھیل جاتا ہے اور پھر سارے خون کو تیزابی بنا دیتا ہے۔ تیزاب بن کر خون پہلے رگیں کاٹتا ہے پھر یہ جسم کی جس شریان میں جاتا ہے اسے کاٹتا چلا جاتا ہے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں انسان کا جسم گلنا سڑنا شروع ہو جاتا ہے۔

اس زہر کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ یہ دل پر فوراً اثر

نہیں کرتا۔ دل کا کام چونکہ خون کو پمپ کرنا ہوتا ہے اس لئے اس کے متحرک ہونے کی وجہ سے زہر رگوں اور جسم کے مختلف حصوں کو نقصان پہنچاتا ہے جس کے نتیجے میں انسان یا کسی بھی جاندار کو انتہائی اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر جب تک اس کا دل کام کرنا بند نہیں کرتا اس وقت تک اس کی موت واقع نہیں ہوتی۔اذیت کا یہ عمل ایک گھنٹے تک جاری رہتا ہے۔تم ایکریمی ایجنٹ ہو یہ بات سوچ سکتے ہو کہ اس ایک گھنٹے کے عمل میں تمہیں کتنی اذیت اور تکلیف برداشت کرنی پڑ سکتی ہے اور مرنے سے پہلے تمہارا کیا حشر ہوسکتا ہے''...... کاسرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو لٹل ماسٹر کا رنگ زرد ہو گیا۔

''اتنا ظلم۔تت۔تت۔تم مجھ پر اتنا ظلم کرو گے''...... لٹل ماسٹر نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''یہ تو معمولی ظلم ہے۔تم کہو تو میں بلینڈی سے ابھی کلہاڑی منگواتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ وہ ایک ایک کر کے تمہارے اعضاء کاٹنا شروع کر دے اور پھر تمہارے زخموں پر تیزاب ڈالنا شروع کر دے تاکہ تم اذیت کا صحیح لطف لے سکو۔ ہمارے پاس کانڈاکا کے سیاہ مکوڑے بھی موجود ہیں۔تمہیں ایک ڈرم میں ڈال کر وہ مکوڑے تمہارے جسم پر چھوڑے جا سکتے ہیں اور تم کانڈا کے مکوڑوں کے بارے میں تو جانتے ہی ہو گے۔ یہ ایسے مکوڑے ہیں جو کسی بھی جاندار کے جسم کے اندر سوراخ بنا کر گھس جاتے ہیں اور

اندر ہی اندر اس جاندار کو کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس جاندار کا کیا حشر ہوسکتا ہے جس کے جسم میں کانڈا کے مکوڑے گھس گئے ہوں یہ بھی تم خود ہی سوچ سکتے ہو لیکن ہر صورت میں انجام تمہاری موت ہی ہو گا بھیانک اور انتہائی اذیت ناک موت''...... کاسرو نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا اور اس کی خوفناک باتیں سن کر لٹل ماسٹر کے جسم میں تھرتھری سی دوڑ گئی۔ اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ اسی لمحے بلینڈی اندر داخل ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ایک سرنج تھی جس میں ہلکے زرد رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ وہ سرنج لے کر لٹل ماسٹر کی طرف بڑھا اور اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔

''رکو۔ رکو۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے یہ انجکشن نہ لگانا''...... سرنج اور اس میں بھرا ہوا زرد محلول دیکھ کر لٹل ماسٹر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بلینڈی اس صورت میں رک سکتا ہے جب تم مجھے میزائل اسٹیشن کا نقشہ دینے اور بلیک مشن کی تمام تفصیلات بتانے کے لئے حامی بھرو''...... کاسرو نے کہا۔

''اگر میں نے ایسا کیا تو چیف مجھے کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس سے یہ بات نہیں چھپ سکے گی کہ بلیک مشن میں نے مکمل کیا ہے یا نہیں''...... لٹل ماسٹر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”زندہ تو تم یہاں بھی نہیں رہو گے۔ فرق یہ ہو گا کہ اپنے چیف کے ہاتھوں تم آسان موت مرو گے جبکہ یہاں تمہیں اذیت ناک موت مل سکتی ہے“...... کاسرو نے کہا تو لٹل ماسٹر خاموش ہو گیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بھیانک اور اذیت ناک موت نہیں مرنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں نقشہ دینے کے لئے تیار ہوں“......لٹل ماسٹر نے یکلخت شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

”گڈ ۔ نقشے کے ساتھ تمہیں وہ ساری معلومات بھی بتانی ہوں گی جو تم نے حاصل کی ہیں اور تمہیں یہ بھی بتانا ہو گا کہ تم نے اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کے لئے کیا منصوبہ بندی کی ہے“۔ کاسرو نے کہا۔

”کیا اس صورت میں تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے“......لٹل ماسٹر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا لیکن جب تک ہم مشن مکمل نہیں کر لیتے تمہیں ہماری قید میں ہی رہنا ہو گا۔ مشن مکمل ہوتے ہی تمہیں چھوڑ دیا جائے گا پھر تم اپنی مرضی سے جہاں چاہو جا سکتے ہو“...... کاسرو نے کہا۔

”مجھے منظور ہے“......لٹل ماسٹر نے کہا تو کاسرو نے بلینڈی کو اشارے سے پیچھے ہٹنے کا کہا۔ بلینڈی اثبات میں سر ہلا کر پیچھے ہٹتا چلا گیا اور کاسرو، لٹل ماسٹر کی طرف دیکھنے لگا۔

”اب شروع ہو جاؤ“...... کاسرو نے کہا تو لٹل ماسٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ریکارڈ شدہ ٹیپ کی طرح بولنا شروع کر دیا۔

”میزائل اسٹیشن کا نقشہ کہاں ہے“...... کاسرو نے ساری تفصیل سن کر کہا۔

”وہ میرے دماغ میں نقش ہے۔ اصل نقشہ میں نے جلا دیا تھا“......لٹل ماسٹر نے جواب دیا۔

”تو کیا تم دوبارہ وہ نقشہ بنا سکتے ہو“...... کاسرو نے پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن میں ایک اور بھی کام کر سکتا ہوں“......لٹل ماسٹر نے کہا۔

”کیا کام“...... کاسرو نے چونک کر کہا۔

”اس مشن کو تم مکمل کرو لیکن اگر تم مجھے ساتھ لے جاؤ تو تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے یہ مشن مکمل کرنا اور آسان ہو سکتا ہے۔ میں نے اس سارے علاقے کا سروے کر رکھا ہے جہاں میزائل اسٹیشن موجود ہے“......لٹل ماسٹر نے کہا تو کاسرو خاموش ہو گیا۔

”اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ تم ہمیں دھوکہ نہیں دو گے اور ہمارے ساتھ کام کرو گے“...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کاسرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”گارنٹی تو نہیں ہے۔ اگر یقین کر سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں

تمہارے پاس قید رہنے کے لئے تیار ہوں''...... لٹل ماسٹر نے کہا تو
کاسرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ٹھیک ہے۔ اس بارے میں بعد میں سوچا جائے گا کہ مشن پر
تمہیں اپنے ساتھ لے جایا جائے یا نہیں۔ ڈارک کنگ تنظیم پاکیشیا
میں ایک ساتھ کئی مشنز پر کام کر رہی ہے۔ پہلے ان مشنز کو مکمل کیا
جائے گا اس کے بعد آخر میں میزائل اسٹیشن کو تباہ کیا جائے گا۔ تب
تک تم ہماری قید میں رہو گے''...... کاسرو نے کہا تو لٹل ماسٹر نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

انہوں نے پوری پہاڑی علاقہ چھان مارا لیکن انہیں ڈاکٹر
شعیب اور اس کا سیاہ فام ساتھی کہیں دکھائی دیئے۔

''آخر یہ دونوں غائب کہاں ہو گئے ہیں۔ ہمارے خیال کے
مطابق جب تک ہم چوٹی پر پہنچے ہیں اس دوران وہ زیادہ سے
زیادہ اس پہاڑی کی دوسری طرف ہی اترے ہوں گے''...... ٹائیگر
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں خود بھی حیران ہوں۔ ہم نے اس پہاڑی اور اس کے ارد
گرد کا سارا علاقہ چھان مارا ہے لیکن وہ دونوں ایسے غائب ہو گئے
ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ایک بات تو طے ہے کہ وہ لوگ ارد گرد ہی کہیں موجود ہیں۔
یہاں یقیناً ایسا کوئی خفیہ راستہ موجود ہے جس میں داخل ہو کر وہ
غائب ہوئے ہیں۔ ہمیں وہ خفیہ راستہ تلاش کرنا ہے اور بس''۔
صالحہ نے کہا۔

''ہم نے ایک بار نہیں کئی بار اس جگہ کا جائزہ لیا ہے لیکن یہاں ایسا کوئی نشان تک موجود نہیں ہے جس سے اس بات کا پتہ چلتا ہو کہ یہاں کوئی خفیہ جگہ یا کوئی خفیہ راستہ موجود ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہاں ہر طرف چٹانیں ہیں اور یہ پہاڑی بھی ٹھوس چٹانوں پر مشتمل ہے اس لئے یہاں ان کے قدموں کے نشان بھی نہیں بنے ہیں ورنہ ہم ان کے قدموں کے نشان دیکھ کر وہاں پہنچ جاتے جہاں جا کر وہ غائب ہوئے ہیں''...... ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ واقعی ان کے قدموں کا کوئی نشان نہیں ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''ہمارے پاس زمین کے نیچے موجود کسی خلاء کا پتہ لگانے والا آلہ بھی نہیں ہے۔ اگر وہ آلہ ہوتا تو ہم اس ساری جگہ کی سرچنگ کر کے پتہ لگا لیتے کہ یہاں کس حصے میں خلاء ہے جہاں ڈاکٹر شعیب اور اس کا سیاہ فام ساتھی جا کر غائب ہوا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا تمہارے پاس ہے ایسا آلہ''...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ لیکن میری رہائش گاہ میں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو جاؤ اور جا کر اپنی رہائش گاہ سے وہ آلہ لے آؤ۔ تب تک ہم یہاں مزید چیکنگ کر لیتے ہیں۔ تمہارے آنے سے پہلے اگر ہمیں کچھ مل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ اس آلے سے ہم اس جگہ کو تلاش

کریں گے جو مجرموں کا ٹھکانہ ہوسکتا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے میں چلا جاتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''رکو''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ چونک پڑے۔

''کیا ہوا''...... صالحہ نے پوچھا۔

''ہم سب ایک ساتھ چلتے ہیں پھر ایک ساتھ ہی واپس آ کر اس جگہ کی سرچنگ کریں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیوں ہم دونوں کے یہاں رکنے میں کیا حرج ہے۔ جب ٹائیگر کہہ رہا ہے کہ یہ آلہ لے کر آ جائے گا تو پھر''...... صالحہ نے کہا۔

''ہمارا واسطہ بین الاقوامی مجرم تنظیم ڈارک کنگ سے ہے۔ اگر انہوں نے یہاں ٹھکانہ بنا رکھا ہے تو پھر انہوں نے اس کی حفاظت کا بھی جدید ترین انتظام کر رکھا ہو گا۔ ان کے انتظامات ایسے ہوں گے کہ ان کے زمین دوز ٹھکانے کو کسی عام سائنسی آلے سے چیک کرنا مشکل ہی ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو پھر ہم انہیں کیسے تلاش کریں گے''...... صالحہ نے کہا۔

''انتظار کر کے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے اور حیرت سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنے لگے۔

''انتظار کر کے۔ کیا مطلب''...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

''ہمیں ان لوگوں کے باہر آنے کا انتظار کرنا ہو گا۔ یہ تو ممکن نہیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے اپنے خفیہ ٹھکانے میں ہی چھپے رہیں۔ کسی

ضرورت کے لئے انہیں اپنے ٹھکانے سے باہر نکلنا ہی پڑے گا اور ان کے باہر آنے کے بعد ہی اس بات کا پتہ چل سکتا ہے کہ ان کا خفیہ ٹھکانہ کہاں ہے اور خفیہ ٹھکانے میں جانے کا راستہ کہاں ہے‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’تو کیا ان کے باہر آنے تک ہمیں یہیں رہنا ہوگا اور ہم تین ہیں جبکہ یہ دور دور تک پھیلا ہوا پہاڑی سلسلہ ہے وہ نجانے کہاں ہوں اور ان کے خفیہ ٹھکانے کا راستہ کس پہاڑی کے پیچھے ہو‘‘۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’اس کے لئے ہمیں پوری پہاڑیوں پر نظر رکھنے کے لئے ضروری تیاری کرنی پڑے گی اور یہ تیاری ہم یہاں بیٹھ کر نہیں کر سکتے‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’کیسی تیاری‘‘...... صالحہ نے پوچھا۔

’’ہم یہاں ریڈ سینسر لگا دیتے ہیں جن کے ساتھ مانیٹر کرنے والے جدید کیمرے بھی نصب ہوں گے۔ ان سب سینسر کا رسیور ہمارے پاس ہوگا پھر وہ جہاں سے بھی راستہ بنا کر باہر آئیں گے ان کے بارے میں ہمیں پتہ چل جائے گا اور پھر ہم ان کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’یہ واقعی مناسب طریقہ ہے۔ اس طرح ہمیں کم از کم ان پہاڑیوں کی خاک تو نہ چھاننی پڑے گی‘‘...... صالحہ نے مسکرا کر کہا تو کیپٹن شکیل بھی مسکرا دیا۔

’’تو پھر ایسا کرتے ہیں کہ میں یہاں رکتا ہوں۔ آپ دونوں شہر جائیں اور جو ضروری سامان لانا ہے جا کر لے آئیں۔ اس دوران اگر مجھے یہاں کہیں کوئی ہلچل محسوس ہوئی تو میں اس پر نظر رکھوں گا‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ ورنہ وہ یہ ٹھکانہ بدل بھی سکتے ہیں‘‘۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’تو پھر آؤ۔ ہم دونوں جا کر ضروری سامان لے آتے ہیں‘‘۔ صالحہ نے کہا۔

’’ایک منٹ۔ مجھے ایک اور خیال آ رہا ہے‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

’’کیسا خیال‘‘...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

’’یہ درست ہے کہ ڈاکٹر خاقان عظیم اپنی حفاظت کر سکتے ہیں اور انہوں نے اپنی حفاظت کے جدید ترین انتظامات بھی کر رکھے ہیں لیکن اگر ڈارک کنگ کا مقصد ہر صورت میں ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرنے کا ہے تو پھر وہ انہیں ہلاک کرنے کے لئے ان کی رہائش گاہ کو بھی تو تباہ کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے انہیں بموں اور میزائلوں کی ضرورت ہو گی۔ اگر انہوں نے بموں اور میزائلوں سے ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی پر حملہ کیا تو پھر شاید ڈاکٹر خاقان عظیم خود کو کسی بھی طرح نہ بچا سکیں گے‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’ہاں۔ ایسا ممکن ہے‘‘...... صالحہ نے کہا۔

"اس کے لئے ہمیں ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہدایات دینی ہوں گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیسی ہدایات"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ان کا حویلی میں رہنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ میرے خیال میں ہمیں سب سے پہلے ان کی فول پروف حفاظت کا انتظام کر دینا چاہئے۔ اگر ہم انہیں وہاں سے نکال کر فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر میں چھپا دیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ پھر ڈارک کنگ انہیں ڈھونڈتے ہی رہ جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ آئیڈیا بھی برا نہیں ہے لیکن ڈاکٹر خاقان عظیم نے ہمارے ساتھ فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر جانے سے انکار کر دیا تو"...... صالحہ نے کہا۔

"وہ حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہماری بات ضرور مان جائیں گے۔ ان کی حفاظت ہماری اولین ترجیح ہونی چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو پھر پہلے ہم ڈاکٹر خاقان عظیم کے پاس چلتے ہیں۔ ان سے بات کرتے ہیں اور اگر وہ رضا مند ہو گئے تو ہم انہیں فور سٹارز ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیں گے اور پھر اس کے بعد شہر سے اپنا مطلوبہ سامان لے کر یہاں آ جائیں گے"...... صالحہ نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر انہوں نے ٹائیگر کو وہیں چھوڑا اور پھر وہ واپس ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی کی طرف روانہ ہو گئے۔

ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی میں پہنچ کر انہیں دو نئی خبریں ملیں۔ ایک تو یہ کہ ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی پر جنگل کی طرف سے میزائلوں سے حملہ کیا گیا تھا جو پھٹے بغیر عمارت کے پاس گر گئے تھے۔ وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس کے خالی شیل بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کے کہنے کے مطابق یہ حملہ انہوں نے اپنی ایجاد میگنٹ پاور سے ناکام بنایا تھا۔ انہوں نے حویلی کے گرد ہر طرف میگنٹ ریز پھیلا دی تھی جس کے دائرے میں آتے ہی نہ صرف بے ہوشی کے شیل بلکہ تباہ کن میزائل بھی ناکارہ ہو جاتے تھے۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کے کہنے کے مطابق ان کے پاس دوسری بڑی خبر یہ تھی کہ انہیں حویلی میں موجود ایک ایسے آدمی کا پتہ چل گیا تھا جس نے ان کے ملازم کا میک اپ کر رکھا تھا۔ اس کے پاس ٹرانسمیٹر تھا جس پر وہ اپنے ساتھیوں سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے اسے عمارت کی دیواروں میں چھپی ہوئی ایک ریز گن سے ریز مار کر بے ہوش کر دیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے عمارت کی حفاظت کے انتظامات اور سخت کر دیئے تھے۔

"اب وہ آدمی کہاں ہے جس نے آپ کے ملازم کا میک اپ کر رکھا تھا"...... صالحہ نے پوچھا۔

"اسے میرے آدمیوں نے ایک کمرے میں بند کر رکھا ہے۔ انہوں نے اس آدمی کو کرسی پر رسیوں سے باندھ دیا ہے"۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے جواب دیا۔

”ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر خاقان عظیم انہیں لے کر عمارت کے دوسرے حصے میں آئے اور پھر ایک کمرے کے دروازے پر آ کر رک گئے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔

”وہ اس کمرے میں ہے“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ دروازہ کھولیں“...... صالحہ نے کہا کیونکہ دروازہ باہر سے لاکڈ تھا۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے جیب سے چابیوں کا ایک گچھا نکالا اور پھر اس نے دروازے کا لاک کھولنا شروع کر دیا۔ لاک کھول کر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی وہ اندر داخل ہوئے تو انہیں سامنے کرسی پر ایک نوجوان آدمی رسیوں میں جکڑا ہوا دکھائی دیا۔ اس آدمی کو نائیلون کی رسیوں سے نہایت مضبوطی سے باندھا گیا تھا۔ شکل وصورت سے وہ غیر ملکی معلوم ہو رہا تھا۔

”مجھے اس پر شک ہوا تو میں نے اس کے چہرے پر میک اپ واش کرنے والا لوشن لگا دیا۔ لوشن لگتے ہی اس کے چہرے کا میک اپ صاف ہو گیا تھا“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔ نوجوان ہوش میں تھا وہ ڈاکٹر خاقان عظیم کی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ صالحہ اور کیپٹن شکیل اس کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔

”تمہارا نام کیا ہے“...... کیپٹن شکیل نے اس کی طرف غور سے

دیکھتے ہوئے کہا۔

”موت کا کوئی نام نہیں ہوتا۔ بس یہ سمجھ لو کہ میں ڈاکٹر خاقان عظیم کی موت ہوں اور بس“...... اس آدمی نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”تم اس حویلی میں ملازم کے روپ میں کب سے موجود ہو“۔ کیپٹن شکیل نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”دو روز سے“...... اس آدمی نے کہا۔

”دو روز سے اگر تم یہاں تھے اور تمہارا ارادہ ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرنے کا تھا تو تم نے اس دوران انہیں ہلاک کیوں نہیں کیا تھا“۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اسے ہلاک کرنے کی ذمہ داری میری نہیں تھی۔ اگر مجھے حکم دیا گیا ہوتا تو میں اب تک اسے ہلاک کر چکا ہوتا۔ ہم حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے“...... اس آدمی نے کہا۔

”کس کے حکم پر تم ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرتے“...... صالحہ نے پوچھا۔

”باس کے حکم پر“...... اس آدمی نے کہا۔

”تمہارے باس کا نام مارٹی ہے اور وہ ڈارک کنگ کا یہاں گروپ باس ہے۔ اس کی ہی بات کر رہے ہو نا“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں“...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تو تم مانتے ہو کہ تمہارا تعلق ڈارک کنگ سے ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"ہاں"...... اس آدمی نے کہا۔

"تو پھر تمہیں اپنا نام بتانے میں کیا مسئلہ ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"تو بتاؤ اپنا نام"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا نام رابرٹ ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"اور تم بھی مارٹی گروپ سے تعلق رکھتے ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں بالکل"...... رابرٹ نے کہا۔

"تمہارا مقصد اگر ڈاکٹر خاقان عظیم پر حملہ کر کے انہیں ہلاک کرنے کا نہیں تھا تو پھر تم اس حویلی میں کیوں آئے تھے"۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"مجھے یہاں اپنے ساتھیوں کی مدد کرنے اور ڈاکٹر خاقان عظیم کی ایکٹیوٹیز پر نظر رکھنے کے لئے بھیجا گیا تھا"...... رابرٹ نے کہا۔

"تو تم مارٹی اور اپنے ساتھیوں سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرتے تھے"...... صالحہ نے پوچھا۔

"ہاں"...... رابرٹ نے کہا۔

"کہاں ہے وہ ٹرانسمیٹر"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"وہ میرے پاس ہے۔ میں نے اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا ہے"...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے جواب دیا۔

"آپ لائیں۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹا مگر انتہائی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر لے آئے۔

"یہ انتہائی جدید لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہے"...... کیپٹن شکیل نے ٹرانسمیٹر دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ فکسڈ ٹرانسمیٹر ہے"...... کیپٹن شکیل نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ یہ نارمل ٹرانسمیٹر ہے"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"تم مارٹی اور اپنے ساتھیوں سے کس فریکوئنسی پر بات کرتے ہو"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"یہ مت بھولو کہ تم اس وقت ہماری قید میں ہو۔ تمہارا انجام بھیانک ہو سکتا ہے۔ اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو تم سے جو پوچھا جا رہا ہے اس کا صحیح صحیح جواب دو"...... اس بار ڈاکٹر خاقان عظیم نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"صحیح بات یہ ہے کہ تم اپنی حفاظت کے جتنے بھی انتظام کر لو تمہاری موت طے ہے۔ مارٹی کا سپیشل فورگروپ تم تک ہر صورت

میں پہنچ جائے گا اور پھر وہ تمہیں اپنے ہاتھوں سے بھیانک موت
سے ہمکنار کرے گا۔ چاہے تم آسمان کی بلندیوں پر چلے جاؤ یا
زمین کی تہوں میں جا کر چھپ جاؤ۔ وہ تم تک ہر صورت میں پہنچے
گا''...... رابرٹ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''یہ سپیشل فور گروپ کیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے اس کی طرف
غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''مارٹی نے ایک ٹارگٹ کلر گروپ بنایا ہوا ہے۔ پہلے یہ چھ
افراد پر مشتمل تھا اور سپیشل سکس کہلاتا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی
نے غداری کی جسے مارٹی نے ہلاک کر دیا تو یہ سپیشل فائیو گروپ بن
گیا۔ اب اطلاع کے مطابق اس گروپ کا ایک اور آدمی مارا جا چکا
ہے اس لئے اب اس گروپ میں صرف چار افراد بچے ہیں اور یہ
گروپ سپیشل فور ہو گیا ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''کہاں ہے یہ گروپ''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا لیکن یہ طے ہے کہ وہ یہاں ضرور آئیں گے
اور پھر......'' رابرٹ نے کہا اور اپنی بات ادھوری چھوڑ کر خاموش ہو
گیا۔

''اور پھر کیا''...... صالحہ نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''اور پھر وہ ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کر کے ہی یہاں سے
واپس جائیں گے''...... رابرٹ نے کہا۔

''ڈارک کنگ تنظیم کی ڈاکٹر خاقان عظیم سے کیا دشمنی ہے جو تم

لوگ انہیں ہلاک کرنے پر تلے ہوئے ہو''...... صالحہ نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

''ہم مارٹی کے حکم کے غلام ہیں اور مارٹی ڈارک کنگ کے
چیف باس کا حکم کا پابند ہے۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کی ہلاکت کے
احکامات چیف باس کے ہیں۔ وہ ڈاکٹر خاقان عظیم کو کیوں ہلاک
کرانا چاہتا ہے اس بات کا علم تو شاید مارٹی کو بھی نہیں ہے''۔
رابرٹ نے کہا۔

''تو کیا سپیشل فور گروپ پھر مجھ پر حملہ کرے گا''...... ڈاکٹر
خاقان عظیم نے کہا۔

''ہاں۔ تم پر اس وقت تک حملے ہوتے رہیں گے جب تک تم
ہلاک نہیں ہو جاتے۔ ڈارک کنگ اپنا مشن پورا کرنے کے لئے
اپنی پوری قوت لگاتا ہے اور اس کی یہ کوشش آخری وقت تک جاری
رہتی ہے''...... رابرٹ نے خشک لہجے میں کہا۔

''تت۔ تت۔ تم تو میرا خون خشک کر رہے ہو''...... ڈاکٹر
خاقان عظیم نے کہا۔

''ابھی تو صرف تمہارا خون خشک ہو رہا ہے۔ سپیشل فور کو آنے
دو پھر تمہارے جسم سے جب تمہاری روح آزاد ہو جائے گی تو
تمہاری لاش بھی مکمل طور پر خشک ہو جائے گی''۔ رابرٹ نے کہا۔

''آپ کو اس کی باتوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر
صاحب۔ آپ اپنے حفاظتی انتظامات آن رکھیں اور ہم بھی آپ کی

حفاظت کریں گے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم آپ کو ڈارک کنگ کے حملوں سے بچائیں“...... صالحہ نے کہا۔

”اس کے لئے تو آپ کو یہاں میری حویلی میں رہنا پڑے گا“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

”آپ کی جان کو واقعی شدید خطرات ہے۔ ڈارک کنگ کے ممبران سائنسی آلات سے لیس ہے اور وہ آپ پر کسی بھی وقت دوبارہ حملہ کر سکتے ہیں اس لئے اگر ہمیں آپ کے پاس رہنا پڑے گا تو ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اچھی بات ہے۔ آپ میری اور حویلی کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کریں گے“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں۔ ہم آپ کی حفاظت ہر ممکن حد تک کریں گے“...... کیپٹن شکیل نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”اللہ اپنا رحم فرمائے۔ بہرحال آپ اپنی کارروائی شروع کریں۔ میں تو کمرے میں بند ہو رہا ہوں“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ آپ صبح سے پہلے دروازہ ہرگز نہ کھولئے گا۔ اگر ہم کہیں تب بھی نہ کھولئے گا“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اچھی بات ہے۔ نہیں کھولوں گا“...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا اور پھر وہ اپنے مخصوص کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

”ہم نے اب تک عمران صاحب اور باقی ساتھیوں کے لئے تو کچھ بھی نہیں کیا“...... صالحہ نے کہا۔

”یہ سارا کام انہی کی تلاش کے سلسلے میں تو ہے“...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس طرح تو وہ ملتے نظر نہیں آتے“...... صالحہ نے کہا۔

”تو پھر آپ کیا چاہتی ہیں مس صالحہ“...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

”میں چاہتی ہوں۔ ہمیں سامان لے کر پہاڑی علاقے میں ٹائیگر کے پاس جانا چاہئے۔ ان چٹانوں کو گھیر لیا جائے۔ ان کا چپہ چپہ چھان مارا جائے“...... صالحہ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن صبح سے پہلے ہم یہ کام بھی نہیں کر سکتے کیونکہ اگر ہم وہاں چلے گئے تو ہم ڈاکٹر خاقان عظیم صاحب کے لئے کچھ نہیں کر سکیں گے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اچھی بات ہے۔ یونہی سہی“...... صالحہ نے کہا پھر وہ انتظامات میں لگ گئے۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ کیپٹن شکیل، ٹائیگر کو کال کر کے ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور پھر اس نے کوٹھی کے گرد ایک چکر لگایا۔ اس نے اس بات کا بھی جائزہ لے لیا تھا کہ حملہ کس طرف سے ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس طرف پوری توجہ دی گئی تھی۔ رات کے ٹھیک دس بجے فون کی گھنٹی بجی۔ کیپٹن شکیل نے ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہدایات دی تھیں کہ وہ فون کا رسیور بھی نہیں اٹھائیں

گے۔ لہٰذا انہوں نے خود رسیور اٹھایا۔

''ہیلو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم جو کوئی بھی ہو میں نے تمہیں صرف یہ اطلاع دینے کے لئے فون کیا ہے کہ ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی میں ایک جگہ میگا پاور بم نصب کیا جا چکا ہے وہ اس قدر خفیہ جگہ پر نصب کیا گیا ہے کہ کوئی اس جگہ کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ ٹائم بم ہے اور اس بم پر صرف ایک گھنٹے کا وقت ایڈجسٹ کیا گیا ہے۔ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو ڈاکٹر خاقان عظیم کو یہاں سے لے کر فوراً نکل جاؤ''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تم کون بول رہے ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہارا اور ڈاکٹر خاقان عظیم کا مخلص''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''مخلص کا کوئی نام تو ہوتا ہے اور یہ اطلاع آپ تک کیسے پہنچی ہے''...... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

''افسوس۔ میں اس بات کا جواب نہیں دے سکتا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رسیور رکھ دیا گیا۔

''کیا ہوا''...... صالحہ نے جو اس کے قریب موجود تھی چونکتے ہوئے کہا۔

''ہمیں فون کے ذریعے اطلاع دی گئی ہے کہ حویلی خالی کر دیں کیونکہ اس میں میگا پاور بم نصب کر دیا گیا ہے۔ لیکن میرا خیال

ہے یہ ڈاکٹر خاقان عظیم کو گھر سے باہر نکالنے کی ترکیب ہے تاکہ وہ انہیں آسانی سے نشانہ بنا سکیں''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے یہاں میگنٹ پاور ریز پھیلا رکھی ہیں۔ ان ریز کی موجودگی میں جب یہاں میزائل بلاسٹ نہیں ہوئے تو پھر کوئی بم کیسے بلاسٹ ہو سکتا ہے۔ حویلی میں کوئی بم نہیں ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''اس کے باوجود ہمیں اس اطلاع کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا مطلب''...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

''ہمیں ایک بار پھر پوری حویلی کی چیکنگ کرنی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ مجرموں نے اس مقصد کے لئے حویلی کے کسی حصے میں ٹائم بم لگا دیا ہو کہ وہ جیسے ہی بلاسٹ ہو تو حویلی کے افراد فوراً باہر نکل کر دوڑیں۔ ان میں ظاہر ہے ڈاکٹر خاقان عظیم بھی شامل ہوں گے کیونکہ اگر وہ اپنے مخصوص کمرے سے باہر آ گئے تو انہیں آسانی سے ٹارگٹ کیا جا سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم حویلی کو چیک کر لیتے ہیں''...... صالحہ نے کہا پھر انہوں نے حویلی کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ لیکن کہیں کوئی بم نہ ملا۔

''نہیں۔ حویلی میں کہیں بھی بم نہیں ہے''...... کیپٹن شکیل نے

کہا۔

"اس کا مطلب ہے یہ بات صرف دھوکا دینے کے لئے کہی گئی تھی"...... صالحہ نے کہا۔

"ہم ایسی باتوں میں آنے والے بھلا کہاں"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد جنگل کی طرف دور ایک زور دار دھماکا ہوا۔ دھماکے سے حویلی کے در و دیوار ہل گئے لیکن دھماکہ چونکہ کافی دور ہوا تھا اس لئے حویلی کے کسی حصے کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔ وہ دونوں تیزی سے عمارت سے نکل کر باہر آئے اور عقب میں پہنچ گئے۔ انہیں دور آگ کے شعلے بلند ہوتے ہوئے دکھائی دیئے۔

"آؤ۔ آگے چل کر دیکھتے ہیں"...... صالحہ نے کہا۔

"نہیں۔ یہ دھماکہ دھوکہ دینے کے لئے کیا گیا ہے تاکہ ہم حویلی سے نکل کر اس طرف آ جائیں اور انہیں حویلی میں دوسری طرف سے داخل ہونے کا موقع مل جائے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بہرحال۔ اس کا مطلب تو پھر یہ ہے کہ بم والی اطلاع درست تھی"...... صالحہ نے کہا۔

"ان کا یہ وار بھی خالی گیا۔ ڈارک کنگ کے کارکن ایسے احمقانہ کام تو نہیں کر سکتے۔ کہیں ڈارک کنگ کا نام استعمال کر کے ڈرانے کی کوشش تو نہیں کی جا رہی"...... کیپٹن شکیل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"بالکل یہی خیال مجھے بار بار آ رہا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"لیکن بعض حالات بتا رہے ہیں کہ واقعی ڈارک کنگ تنظیم یہاں کام کر رہی ہے"...... کچھ دیر بعد کیپٹن شکیل نے پرسوچ لہجے میں کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ کبھی تم کچھ کہتے ہو اور کبھی کچھ"...... صالحہ نے کہا۔

"سیدھی سی بات ہے۔ اگر ڈارک کنگ کا صرف نام استعمال کیا جا رہا ہے۔ تو پھر عمران صاحب اور ہمارے ساتھی کیوں غائب ہیں انہیں معمولی قسم کے مجرم اتنی دیر تک تو اپنی قید میں نہیں رکھ سکتے پھر واقعات جس انداز میں پیش آئے وہ بھی اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ڈارک کنگ کا نام استعمال نہیں کیا جا رہا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"کون سی ترکیب"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"اگر ہم رابرٹ کو چھوڑ دیں تو"...... صالحہ نے کہا تو کیپٹن شکیل چونک پڑا۔

"اوہ۔ آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ رابرٹ کو چھوڑ دیا جائے اور پھر اس کا تعاقب کیا جائے تاکہ وہ جہاں جائے اس کے ٹھکانے کا پتہ چل سکے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ ہوسکتا ہے وہ ان پہاڑیوں کی طرف جائے جہاں ٹائیگر

موجود ہے یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کسی ایسے ٹھکانے کی طرف جائے جہاں عمران صاحب اور ان کے ساتھی موجود ہیں۔ کچھ تو معلوم ہوگا''...... صالحہ نے کہا۔

''گڈ شو۔ یہ ترکیب واقعی کارگر ثابت ہوسکتی ہے''...... کیپٹن شکیل نے خوش ہوکر کہا۔

''تب پھر ہمیں فوری طور پر روانہ ہو جانا چاہئے''...... صالحہ نے کہا۔

''آپ باہر جا کر تیار رہیں۔ میں اندر جا کر رابرٹ کو آزاد کر دیتا ہوں۔ میں چہرے پر نقاب لگا کر جاؤں گا اور اسے یہی بتاؤں گا کہ میرا تعلق سپیشل فور سے ہے۔ وہ یہاں سے جس قدر جلد ممکن ہو نکل جائے اور سیدھا ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے۔ وہ میری اس چال میں آ جائے گا اور باہر نکل جائے گا۔ اس کے بعد میں بھی باہر آؤں گا اور پھر ہم اس کا تعاقب کریں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صالحہ نے پورچ سے کار نکالی اور پھر وہ کار لے کر حویلی سے باہر آ گئی۔ اس نے حویلی کے باہر موجود گارڈز کو جان بوجھ کر حویلی کا پھاٹک کھلا رکھنے کی ہدایات دیں اور انہیں یہ بھی مشورہ دیا کہ وہ لان میں جا کر چھپ جائیں۔ وہ رابرٹ کو آزاد کر رہے ہیں تاکہ اس کا تعاقب کر کے اس کے ساتھیوں کا پتہ چلایا جا سکے۔ اس کے کہنے کا مطلب تھا کہ رابرٹ آزاد ہوکر باہر آئے تو اسے روکنے کی کوشش نہ کی جائے۔ وہ کار

لے کر حویلی سے باہر آ گئی اور اس نے کار کا انجن اسٹارٹ رکھ کر کار کی ساری لائٹس بجھا دیں۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ڈاکٹر خاقان عظیم کی ایک کار حویلی سے باہر آتے دیکھی۔ کار کی لائٹس آن تھیں اور کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی کو دیکھ کر صالحہ کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی کیونکہ وہ رابرٹ ہی تھا۔ کیپٹن شکیل نے اسے آزاد کر دیا تھا اور وہ حویلی سے ڈاکٹر خاقان عظیم کی ایک کار لے کر باہر آ گیا تھا۔ کار اس کے قریب سے گزر کر مین شاہراہ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اسی لمحے صالحہ نے کیپٹن شکیل کو تیزی سے دوڑ کر باہر آتے دیکھا۔ کیپٹن شکیل کار کے پاس آیا۔ اس نے سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔

''چلیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ نے کار کو گیئر لگایا اور سڑک کے اس طرف لے آئی جس طرف رابرٹ کی کار گئی تھی۔ چونکہ یہ سڑک متوازی تھی اور دور تک جا رہی تھی اس لئے انہیں دور جاتی ہوئی رابرٹ کی کار کی جلتی ہوئی ریڈ لائٹس صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

''کار اس کی کار کے قریب لے جائیں اور پھر مناسب فاصلہ رکھ کر اس کا تعاقب کریں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صالحہ نے کار کی رفتار بڑھائی اورمحتاط انداز میں رابرٹ کی کار کا تعاقب کرنے لگی۔

انٹر کام کی گھنٹی کی آواز سن کر کاسرو نے چونک کر فائل سے سر اٹھایا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کاسرو نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"نیلسن اور لورین آئے ہیں باس"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"انہیں اندر بھیج دو"...... کاسرو نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے فائل پر ایک نظر ڈالی اور پھر اس نے فائل بند کر کے سائیڈ پر رکھی ہوئی باسکٹ میں رکھ دی۔ اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کم اِن"...... کاسرو نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے ایک غیر ملکی نوجوان اور ایک غیر ملکی نوجوان لڑکی آگے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ نوجوان نے نیوی کلر کا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔ جبکہ لڑکی نے جینز اور شرٹ پہنی ہوئی

تھی اور اس کے جسم پر لیڈیز جیکٹ بھی تھی۔

"آؤ"...... کاسرو نے کہا تو وہ دونوں اندر آ گئے۔ انہوں نے کاسرو کو نہایت مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھو"...... کاسرو نے کہا تو وہ اس کا شکریہ ادا کر کے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ نے بلایا تھا باس"...... نیلسن نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"ہاں"...... کاسرو نے مختصر سے انداز میں کہا۔

"اس ایکریمی ایجنٹ میگراتھ نے کچھ بتایا یا نہیں"...... لورین نے کاسرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اسی سلسلے میں تم دونوں کو میں نے بلایا ہے۔ میگراتھ سے میں نے جو معلوم کرنا تھا وہ کر لیا ہے۔ اب تم دونوں کو اس کے ساتھ مل کر ایک مشن مکمل کرنا ہے"...... کاسرو نے کہا۔

"اس کے ساتھ مل کر"...... نیلسن نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ پاکیشیا کا ایک میزائل اسٹیشن جو اس نے رانگا جنگل میں بنایا ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق یہ میزائل اسٹیشن کافرستان، اسرائیل کی اہم تنصیبات کو ٹارگٹ کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس میزائل اسٹیشن میں دنیا کے انتہائی طاقتور اور ناقابل تسخیر میزائل لانچ کئے گئے ہیں جو ہر رکاوٹ کو کراس کر کے ہر صورت میں اپنے ٹارگٹ کو نشانہ بناتے ہیں۔

چیف باس کے حکم کے تحت ہمیں ہر حال میں اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنا ہے۔ اس کے لئے میں نے کئی جگہوں سے معلومات حاصل کی تھیں۔ میری معلومات کے مطابق بھی میزائل اسٹیشن رانگا جنگل میں ہی موجود تھا۔ اس بات کی تصدیق ایکریمی ایجنٹ میگراتھ عرف لٹل ماسٹر نے کر دی ہے۔ اسے بھی ایکریمیا کی طرف سے اس میزائل اسٹیشن کی تباہی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ایکریمیا کا خیال ہے کہ اگر پاکیشیا کافرستان اور اسرائیل کی تنصیبات کو نشانہ بنا سکتا ہے تو بہت جلد وہ ایسی ٹیکنالوجی بھی حاصل کر سکتا ہے جس سے وہ ڈائریکٹ ایکریمیا کی تنصیبات کو بھی نشانہ بنا سکے۔

چونکہ پاکیشیا اس میزائل اسٹیشن کے معاملے میں انتہائی راز داری سے کام کر رہا ہے اور اس کا میزائل اسٹیشن بنانے کا کام بھی پورا ہو چکا ہے اس لئے ایکریمیا کو بھی خطرات لاحق ہو گئے تھے۔ ایکریمیا نے اپنی سرکاری ایجنسی کے ایک ٹاپ ایجنٹ کو یہاں بھیج دیا تاکہ وہ پاکیشیائی میزائل اسٹیشن کو نہ صرف تلاش کر سکے بلکہ اسے تباہ بھی کر دے۔ یہ مشن ہمیں پہلے ہی مل چکا تھا اس لئے چیف باس کے کہنے کے مطابق اس مشن کو ہم ہی انجام تک پہنچائیں گے۔ اسی مقصد کے لئے میں نے لٹل ماسٹر کو تمہارے ذریعے ٹریس کرایا اور اسے اپنے پاس قید کر لیا۔ اس سے جب پوچھ گچھ کی گئی تو وہ ہم سے کہیں آگے نکل چکا تھا۔

اس کے پاس نہ صرف میزائل اسٹیشن کی مکمل معلومات تھیں بلکہ

وہ یہ بھی جانتا ہے کہ میزائل اسٹیشن کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں۔ چونکہ اس کے پاس میزائل اسٹیشن کا نقشہ بھی تھا اس لئے اس کے لئے میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنا زیادہ مشکل نہ تھا۔ اگر ہم اسے نہ پکڑتے تو اب تک شاید وہ اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کر چکا ہوتا اور اس طرح پاکیشیائی میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کا کریڈٹ ایکریمیا کو حاصل ہو جاتا۔ لیکن اب چونکہ لٹل ماسٹر ہمارے قبضے میں ہے اور اس نے ساری معلومات مجھے فراہم کر دی ہے۔ اس نے یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر ہم اس کی جان بخش دیں تو وہ ہمارے ساتھ مل کر اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

اس کی دی ہوئی معلومات کے مطابق واقعی وہ ہمارے لئے انتہائی کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم دونوں اس کے ساتھ جاؤ اور جا کر پاکیشیائی میزائل اسٹیشن کو تباہ کر دو اور وہاں ڈارک کنگ کا مخصوص نشان چھوڑ آؤ تاکہ پوری دنیا پر یہ آشکار ہو سکے کہ پاکیشیائی میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کا سہرہ ڈارک کنگ کے سر پر ہے“...... کاسرو نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے باس کہ لٹل ماسٹر ہمارے ساتھ مل کر کام کرے گا۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ اس نے ہمیں ڈاج دینے کے لئے اس بات کی حامی بھری ہو کہ وہ ہمارے ساتھ مل کر

پاکیشیائی میزائل اسٹیشن کو تباہ کرے گا''...... لورین نے کہا۔

''وہ ایسا کر سکتا ہے اس لئے میں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ ہم یہ کام خود کریں گے اور اسے یہی کہا تھا جب تک ہمارا مشن مکمل نہیں ہو جاتا اس وقت تک اسے ہماری قید میں رہنا پڑے گا اور وہ اس بات کے لئے تیار ہو گیا تھا لیکن جب میں نے آفس میں آ کر اس بارے میں کافی دیر تک سوچ و بچار کی تو میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر وہ واقعی ہمارے ساتھ مل جائے تو ہم آسانی سے پاکیشیائی میزائل اسٹیشن کو تباہ کر سکتے ہیں ورنہ اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے ہمیں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ لٹل ماسٹر بے حد خطرناک، کائیاں اور انتہائی ذہین ایجنٹ ہے اس لئے وہ ہمیں کسی بھی وقت دھوکہ دے سکتا ہے۔ وہ ہماری مدد اسی صورت میں کر سکتا ہے جب اس کا مائنڈ مکمل طور پر ہمارے کنٹرول میں رہے۔

چنانچہ میں نے لٹل ماسٹر کو ایس ایس ٹی کا انجکشن لگا دیا ہے۔ یہ ایک انتہائی خطرناک ڈرگ ہے۔ کچھ ہی دنوں میں وہ اس ڈرگ کا عادی ہو جائے گا اور وہ جب تک ہر دو گھنٹوں بعد یہ ڈرگ نہ لے گا اسے شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ دو گھنٹوں تک ڈرگ نہ لینے کی صورت میں اس کا سر درد سے پھٹنا شروع ہو جائے گا۔ اس کے پورے جسم میں شدید ترین تکلیف ہو گی اور پھر اس کے ناک اور منہ سے خون جاری ہو جائے گا۔ اس عمل کو روکنے اور

نارمل رہنے کے لئے اسے ہر صورت میں ہر دو گھنٹوں کے بعد ایس ایس ٹی انجکشن لینا پڑے گا۔ جب تک اسے ڈرگ کی ضرورت رہے گی وہ ہمارے کنٹرول میں رہے گا کیونکہ اگر اس ڈرگ کو لینے میں اس نے مزید ایک گھنٹہ ضائع کیا تو اسے ہلاک ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہ بچا سکے گی۔ تم دونوں کو ڈرگ دے کر اس کے ساتھ بھیج دیا جائے گا۔ اسے ہر دو گھنٹوں بعد انجکشن لینے کے لئے تمہاری منت کرنا پڑے گی اور اگر وہ تمہارے تعاون کرتا رہا تو تم اسے انجکشن دیتے رہنا دوسری صورت میں تم اس کے سامنے اس ڈرگ کی شیشی کو توڑ دینا۔ اس شیشی کے توڑنے کا مطلب اس کی بھیانک موت کی صورت میں نکلے گا۔ دوسرا اس انجکشن کے لینے کے بعد اس کی دماغی اور جسمانی حالت پر بھی کافی برا اثر پڑے گا۔ وہ نہ تمہیں چھوڑ کر بھاگ سکے گا اور نہ ہی تمہیں ڈاج دینے یا تم دونوں مین سے کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ ایس ایس ٹی انجکشن کی وجہ سے وہ مکمل طور پر تمہاری ٹرانس میں رہے گا اور وہی کرے گا جو تم اسے کرنے کا کہو گے اور اس کی مدد سے تم آسانی سے رانگا جنگل میں جا کر پاکیشیائی میزائل کو ٹارگٹ کر سکتے ہو''...... کاسرو نے کہا۔

''اگر لٹل ماسٹر نے ساری تفصیلات بتا دی ہیں تو ہمیں اسے اپنے ساتھ رکھ کر درد سر لینے کی کیا ضرورت ہے باس۔ آپ ہمیں اس کی دی ہوئی معلومات فراہم کر دیں۔ ہم اپنے طور پر رانگا جنگل

میں چلے جاتے ہیں اور جا کر پاکیشیائی میزائل اسٹیشن کو تباہ کر دیتے ہیں''...... لورین نے کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم یہ سب کر سکتی ہو لورین لیکن میں اس مشن کو جلد سے جلد مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ معلومات ملنے کے بعد بھی اس مشن پر کام کرنا آسان نہیں ہے اس لئے تم دونوں لٹل ماسٹر کو اپنے ساتھ رکھو۔ اس نے رانگا جنگل میں جانے اور وہاں موجود فورسز سے بچنے کے راستے بھی تلاش کر رکھے ہیں۔ یہی نہیں۔ اسے یہ سب بھی معلوم ہے کہ پاکیشیائی فورسز نے میزائل اسٹیشن کی حفاظت کے کیا انتظامات کر رکھے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم وہاں جا کر فورسز کے گھیرے میں آ جاؤ اور ان کے ہاتھوں اپنی جانیں گنوا بیٹھو۔ جب لٹل ماسٹر کی شکل میں تمہیں آسانی مل رہی ہے تو اس کا فائدہ نہ اٹھانا ہماری حماقت ہی ہو گی''...... کاسرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے باس۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم یہ مشن لٹل ماسٹر کے ساتھ جا کر مکمل کریں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے''۔ نیلسن نے کہا۔

''اور تمہیں لورین''...... کاسرو نے لورین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے باس۔ ہمارا مقصد ڈارک کنگ کو کامیابی سے ہمکنار کرنا ہے اور اس کے لئے اگر ہمیں کسی آدمی سے مدد مل رہی ہے تو ہمیں اسے واقعی نظر انداز نہیں کرنا

چاہئے''...... لورین نے کہا۔

''گڈ شو''...... کاسرو نے کہا۔

''کیا ہمیں آج ہی اس مشن کو مکمل کرنے جانا ہے''...... نیلسن نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں۔ تم دونوں ایک دو روز لٹل ماسٹر کے ساتھ رہو اس سے مشن کے بارے میں مزید جتنی معلومات حاصل کر سکتے ہو کرو اس کے بعد میں تمہیں جب کہوں گا تم اس کے ساتھ مشن مکمل کرنے کے لئے نکل جانا''...... کاسرو نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مشن مکمل کرنے کے لئے ہم تینوں ہی جائیں گے یا آپ ہمارے ساتھ مسلح گروپ بھی بھیجیں گے''...... لورین نے پوچھا۔

''تم دونوں کی موجودگی میں کسی گروپ کی کیا ضرورت ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم دونوں یہ مشن آسانی سے سر انجام دے سکتے ہو۔ لٹل ماسٹر محض تمہیں گائیڈ لائن دے گا اور بس''...... کاسرو نے کہا۔

''اوکے باس۔ تو پھر سمجھ لیں کہ ہم جلد سے جلد پاکیشیائی میزائل اسٹیشن کو اڑا کر اپنا مشن مکمل کر لیں گے''...... نیلسن نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ میں تمہیں کال کروں گا تو تم سٹار پوائنٹ پر پہنچ جانا۔ لٹل ماسٹر کو اسی پوائنٹ پر رکھا گیا ہے۔ ایک دو روز تک اسے ایس ایس ٹی دیا جائے گا تاکہ وہ اس ڈرگ کا مکمل

طور پر عادی بن جائے اور اس ڈرگ کے بغیر اسکا زندہ رہنا ناممکن ہو جائے اور وہ تمہاری منتیں کرنے پر مجبور ہو جائے۔ اسی ڈرگ کی وجہ سے تم اس پر مکمل کنٹرول کر سکتے ہو''...... کاسرو نے کہا۔

''یس باس''...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کاسرو کو سلام کیا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ ان کے جاتے ہی کاسرو نے میز کے کنارے پر رکھی ہوئی وہی فائل اٹھائی جو وہ ان دونوں کے آنے سے پہلے دیکھ رہا تھا۔ اس نے فائل اٹھا کر اپنے سامنے رکھی ہی تھی کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔

''اوہ۔ ہیڈ کوارٹر سے کال ہے''...... کاسرو نے کہا اور پھر اس نے فوراً ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارٹی بول رہا ہوں''...... کاسرو نے رسیور کان سے لگا کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ڈارک کنگ ہیڈ کوارٹر سے کال ہے''...... دوسری طرف سے ایک مشینی آواز سنائی دی تو کاسرو چونک پڑا۔

''اوکے''...... کاسرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے رسیور میں ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک انتہائی سرد اور

کرخت آواز سنائی دی۔

''یس۔ پاکیشیا سے کاسرو بول رہا ہوں''...... کاسرو نے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کوڈ''...... دوسری طرف سے اسی طرح سخت اور کرخت آواز میں کہا گیا۔

''سپیشل مشن''...... کاسرو نے کہا۔

''تمہارا اصل نام''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کاسرو فلائیڈ''...... کاسرو نے جواب دیا۔

''سپیشل کوڈ بولو''...... دوسری طرف سے اسی انداز میں کہا گیا۔

''سپیشل مشن ہی سپیشل کوڈ ہے''...... کاسرو نے کہا۔

''اوکے۔ چیف باس سے بات کرو''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ایک لمحے کے لئے رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے چیف باس کی سرد آواز سنائی دی۔

''یس چیف باس۔ کاسرو بول رہا ہوں پاکیشیا سے''...... کاسرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں تین ٹارگٹ دیئے گئے تھے۔ کیا پوزیشن ہے ان ٹارگٹس کی۔ انہیں ہٹ کیا ہے یا نہیں''...... دوسری طرف سے چیف باس نے تیز اور انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''نو باس۔ میں اور میرا گروپ کام کر رہا ہے۔ جلد ہی میں

آپ کو تینوں ٹارگٹس کے کامیابی سے ہٹ ہونے کی اطلاع مل جائے گی‘‘...... کاسرو نے اسی طرح بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’کیا مطلب۔ کیا ابھی تک تم نے اور تمہارے گروپ نے ایک ٹارگٹ بھی ہٹ نہیں کیا ہے‘‘...... دوسری طرف سے چیف باس نے چونک کر کہا۔

’’نو باس۔ ہمارے راستے میں کچھ رکاوٹیں آ گئی تھیں اس لئے ٹارگٹ ہٹ کرنے میں ہمیں کچھ پریشانی کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن اب حالات ہمارے کنٹرول میں ہیں۔ اب جلد ہی ہم تینوں ٹارگٹس ہٹ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے‘‘...... کاسرو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اسے ڈر تھا کہ اس کی ناکامی کی بات سن کر چیف باس کہیں اس پر بھڑک نہ پڑے۔

’’رکاوٹیں۔ کیا مطلب۔ کیسی رکاوٹیں‘‘...... چیف باس نے کہا۔

’’میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بات کر رہا ہوں چیف باس۔ ان کے بارے میں آپ کو میں نے تفصیل بتائی تھی۔ عمران کے ساتھ پہلے اس کا باورچی سلیمان اور تین ساتھی پکڑے گئے تھے اس کے بعد ہم نے مزید چار افراد کو پکڑا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ان کا تعلق بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ پاکیشیا آ کر اپنے ہاتھوں سے ان سب کو ہلاک کریں گے‘‘...... کاسرو نے جلدی جلدی سے کہا۔

’’ہاں۔ میں جلد ہی پہنچ جاؤں گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

باقی ممبران کا کیا ہوا۔ تم نے تو کہا تھا کہ میرے آنے سے پہلے تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کو بھی پکڑ لو گے‘‘...... چیف باس نے کہا۔

’’میرے پاس جن ممبران کی لسٹ ہے ان میں سے اب دو ہی ممبر باقی بچے ہیں باس جن میں سے ایک کا نام صالحہ ہے اور دوسرا کے نام کیپٹن شکیل ہے۔ یہ اصل نام ہیں یا نہیں یہ میں نہیں جانتا لیکن انٹرنیشنل کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے جو میں نے لسٹ حاصل کی تھی ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے یہی دو ممبران باقی بچے ہیں اور میں نے ایک گروپ کو ان کے پیچھے لگایا ہوا ہے۔ جلد ہی وہ ان دونوں کو بھی پکڑ لیں گے اور پھر ان دونوں کو بھی ان کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا جائے گا‘‘...... کاسرو نے کہا۔

’’عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں‘‘...... چیف باس نے پوچھا۔

’’وہ میرے خاص بلائنڈ پوائنٹ پر قید ہیں چیف باس‘‘۔ کاسرو نے کہا۔

’’ان میں سے کسی کو ہوش تو نہیں آیا‘‘...... چیف باس نے پوچھا۔

’’نو باس۔ اس بات کا مکمل طور پر خیال رکھا جا رہا ہے کہ انہیں کسی صورت بھی ہوش نہ آ سکے اس لئے انہیں وقفے وقفے سے طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے جا رہے ہیں۔ ان انجکشنوں کی

بدولت ابھی تک عمران سمیت کسی ایک کو بھی ہوش نہیں آیا ہے اور نہ ہی آنے دیا جائے گا''...... کاسرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں جلد ہی پہنچ کر تمہیں اطلاع دے دوں گا''...... چیف باس نے کہا۔

''یس چیف باس''...... کاسرو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر خاقان عظیم کو ٹارگٹ کرنے میں کیا مسئلہ ہے''۔ چیف باس نے پوچھا۔

''اس کی ہلاکت کے لئے سپیشل فور کام کر رہے ہیں چیف باس جلد ہی ان کی طرف سے خوشخبری مل جائے گی''...... کاسرو نے کہا۔

''ہونہہ۔ آخر تم وہاں کر کیا رہے ہو۔ ابھی تک تم نے ایک بھی کام مکمل نہیں کیا ہے۔ کیا یہ ہے تمہاری کارکردگی''...... دوسری طرف سے چیف باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری چیف باس۔ یہ ڈاکٹر خاقان عظیم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی چالاک ثابت ہو رہا ہے۔ وہ اپنی رہائش گاہ کے اندر مقید ہو گیا ہے اور اس نے رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے سائنسی انتظامات کر رکھے ہیں۔ سپیشل فور نے اس کی رہائش گاہ پر میزائل بھی فائر کئے تھے لیکن اس نے اپنی رہائش گاہ کے گرد میگنٹ ریز پھیلا دی ہے۔ سپیشل فور نے جیسے ہی میزائل فائر کئے۔ میزائل میگنٹ ریز کے حصار میں آ کر نہ صرف ناکارہ ہو گئے بلکہ بغیر پھٹے عمارت کے باہر گر گئے تھے''...... کاسرو نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم جلد سے جلد ان سائنسی انتظامات کا توڑ نکالو اور ہر صورت میں اسے ہلاک کرو''...... چیف باس نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے بھی سپیشل فور کو سختی سے ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ ہر صورت میں ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ میں داخل ہو جائیں اور جیسے بھی ممکن ہو ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کریں''...... کاسرو نے کہا۔

''اور تھرڈ مشن کی کیا پوزیشن ہے''...... چیف باس نے پوچھا۔

''اس پر بھی کام جاری ہے باس''...... کاسرو نے کہا۔

''کاسرو۔ جو کرنا ہے جلدی کرو۔ تینوں مشنز کو جلد سے جلد مکمل کرنے کے لئے اپنے کام کی رفتار تیز کر دو''...... چیف باس نے کہا۔

''یس چیف باس''...... کاسرو نے کہا تو دوسری طرف سے چیف باس نے رابطہ ختم کر دیا۔

''چیف باس ٹھیک کہہ رہا ہے۔ واقعی میں نے ابھی تک ایک بھی ٹارگٹ ہٹ نہیں کیا ہے جبکہ ڈارک کنگ کے تمام گروپ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے لئے مشہور ہیں لیکن یہاں آ کر میرا گروپ سستی کا شکار ہو گیا ہے اور جس طرف بھی بات کرو وہاں سے مسلسل ناکامی کی ہی اطلاع ملتی ہے۔ مجھے اپنے سارے گروپ سے سختی سے پیش آنا پڑے گا ورنہ کوئی بھی کام وقت پر پورا نہیں ہو سکے گا''...... کاسرو نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے سفید فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کر کے اس نے رسیور کان سے لگا لیا۔

''ہل پوائنٹ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مارٹی بول رہا ہوں۔ روانڈو سے بات کراؤ''...... کاسرو نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ ہولڈ کریں۔ میں ابھی بات کراتا ہوں''۔ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پھر رسیور میں ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''یس باس۔ روانڈو بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''تمہیں تھرڈ مشن سونپا گیا تھا روانڈو۔ کیا پیشرفت ہوئی ہے اس مشن میں''...... کاسرو نے انتہائی سرد اور خشک لہجے میں کہا۔

''مشن اختتام کے قریب ہے باس۔ میں نے سارا کام کر لیا ہے۔ بس مشن کا آخری حصہ باقی ہے۔ اسے مکمل کرنے میں مجھے دو سے تین روز لگیں گے اس کے بعد مشن مکمل ہو جائے گا''۔ دوسری طرف سے روانڈو نے کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ دو سے تین روز میں تم اپنا مشن مکمل کر لو گے''...... کاسرو نے پوچھا۔

''یس باس۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ میرے ٹارگٹ لیبارٹری سے باہر آ گیا ہے اور اپنی رہائش گاہ میں موجود ہے۔ پہلے میرا اس کی رہائش گاہ تک ڈائریکٹ پہنچنا مشکل تھا لیکن اب میری یہ مشکل آسان ہو گئی ہے''...... دوسری طرف سے روانڈو نے کہا۔

''کیسے''...... کاسرو نے پوچھا۔

''ٹارگٹ نے اپنی رہائش گاہ میں ایک دعوت کا اہتمام کیا ہے۔ اس کی دعوت میں اعلیٰ حکام کے ساتھ غیر ملکی سفیر بھی شامل ہو رہے ہیں۔ میں نے سارا پروگرام ترتیب دے دیا ہے۔ میں مہمانوں میں سے کسی کی جگہ لے کر اس کی رہائش گاہ میں پہنچ جاؤں گا اور پھر میرے لئے اسے ٹارگٹ کرنا آسان ہو جائے گا''...... روانڈو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے ہی مشن مکمل ہو جائے تم فوراً میرے پاس آ کر مجھے رپورٹ دو گے''...... کاسرو نے کہا۔

''یس باس''...... روانڈو نے کہا۔

''اس بات کا دھیان رکھنا کہ اس مشن کو مکمل کرتے ہوئے تم اپنے پیچھے کوئی نشانی نہیں چھوڑو گے۔ یہ ہمارا سپیشل مشن ہے جسے ہم نے انتہائی خفیہ طور پر مکمل کرنا ہے اور اپنے پیچھے ایسا کوئی نشان نہیں چھوڑنا تاکہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ مشن ڈارک کنگ نے مکمل کیا ہے''...... کاسرو نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اپنا کام پوری احتیاط سے

کروں گا۔ اپنے پیچھے ایسا کوئی نشان نہیں چھوڑوں گا کہ کسی کو اس بات کا معمولی سا بھی کلیو مل سکے کہ یہ کام ڈارک کنگ کا ہے“۔ دوسری طرف سے روانڈو نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ جلد سے جلد اپنا کام مکمل کرو۔ اب اس کام میں، میں ایک لمحے کی بھی تاخیر برداشت نہیں کروں گا“...... کاسرو نے اسی طرح نہایت سخت لہجے میں کہا۔

”یس باس“...... روانڈو نے کہا اور کاسرو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل کھولی اور اس کا مطالعہ کرنا شروع ہو گیا۔ یہ وہی فائل تھی جو وہ لورین اور نیلسن کے آنے سے پہلے پڑھ رہا تھا۔

”یہ تو انہی پہاڑیوں کی طرف جا رہا ہے“...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بدستور رابرٹ کی کار کا تعاقب کر رہے تھے اورانہوں نے جب رابرٹ کی کار مضافاتی علاقے کی طرف اسی سڑک پر جاتے دیکھی جو اس پہاڑی سلسلے کی طرف جاتی تھی جہاں ٹائیگر پہلے سے ہی موجود تھا تو وہ ان دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈارک کنگ کے گروپ کا ہیڈ کوارٹر انہی پہاڑیوں میں ہی کہیں پر موجود ہے“...... صالحہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہمیں اس کا نہایت ہوشیاری سے تعاقب کرنا ہے تاکہ یہ بھی کہیں ڈاکٹر شعیب کی طرح کسی پہاڑی کے پیچھے جا کر غائب نہ ہو جائے۔ اگر یہ اسی راستے سے پہاڑی کے کسی خفیہ غار میں گیا تو ہمیں پتہ چل سکتا ہے کہ وہ غار کہاں ہے اور اسے کیسے کھولا جا سکتا

ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ اگر ہم ہوشیاری سے اس کا تعاقب کریں تو اس بار ہم ان کے خفیہ ٹھکانے میں داخل ہونے کا راستہ چیک کر سکتے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''میں ٹائیگر سے فون کر بات کر لیتا ہوں۔ پہاڑی سلسلے میں جا کر یہ ہماری نظروں سے غائب بھی ہو گیا تو وہاں موجود ٹائیگر اسے چیک کر لے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیپٹن شکیل نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر ملانے لگا اور پھر اس نے ٹائیگر سے بات کی اور اسے ہدایات دینے لگا۔ ایک گھنٹے کے مزید سفر کے بعد وہ پہاڑی علاقے میں پہنچ گئے۔ رابرٹ کار لے کر سڑک کی سائیڈ پر اتر گیا اور پھر وہ کار سمیت ہی اس پہاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ڈاکٹر شعیب اور اس کا سیاہ فام ساتھی جا کر غائب ہوئے تھے۔ پہاڑی کے پاس پہنچ کر اس نے کار روک دی۔ انہوں نے بھی اس سے کچھ فاصلے پر کار روک دی اور کار سے نکل کر تیزی سے پتھروں اور چٹانوں کی آڑ لیتے ہوئے اس طرف دوڑنا شروع ہو گئے جہاں رابرٹ نے کار روکی تھی۔ اسی لمحے انہیں ایک چٹان کے پیچھے ٹائیگر دکھائی دیا۔ اس نے بھی ان دونوں کو دیکھ لیا تھا۔ انہیں دیکھ کر وہ تیزی سے چٹان کی اوٹ سے نکل کر ان کے پاس پہنچ گیا۔

''کون ہے یہ''...... ٹائیگر نے پوچھا تو انہوں نے اسے ساری

تفصیل بتا دی۔

''میں نے بھی یہاں ہر طرف نظر رکھی تھی لیکن مجھے یہاں کوئی دکھائی نہ دیا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ اب یہ ہمیں اپنے اس ٹھکانے تک لے جائے گا جہاں ڈاکٹر شعیب اور اس کا سیاہ فام ساتھی گئے تھے''۔ صالحہ نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شام کے سائے تیزی سے پھیل رہے تھے۔ پہاڑیوں کے پیچھے اندھیرا چھا رہا تھا اس لئے اب تک رابرٹ انہیں نہ دیکھ سکا تھا۔ وہ چونکہ مسلسل اس کے پیچھے تھے اس لئے انہوں نے اب تک اسے نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں انہوں نے رابرٹ کو پہاڑی پر چڑھنے کی بجائے پہاڑی کی سائیڈ سے دوسری طرف جاتے دیکھا۔ وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ پہاڑی کی دوسری طرف جاتے ہی رابرٹ سائیڈ پر پڑی ہوئی ایک چٹان کے پاس رک گیا۔ اس نے جیب سے کچھ نکالا اور پھر اس نے چٹان کی طرف ہاتھ بڑھا کر کچھ کیا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ چٹان بغیر آواز پیدا کئے صندوق کے ڈھکن کی طرح کھل رہی تھی۔ جیسے ہی چٹان کھلی رابرٹ اندر داخل ہو گیا اور اس کے اندر جاتے ہی انہوں نے چٹان کو بند ہوتے دیکھا۔

''جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ چٹان کا راستہ بند ہو جائے ہمیں

اندر جانا ہے''...... کیپٹن شکیل نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ کھلنے والی چٹان سے چند فٹ کے فاصلے پر دوسری چٹان کے پیچھے موجود تھے۔ یہ کہہ کر وہ تیزی سے اٹھا اور انتہائی برق رفتاری سے بند ہوتی ہوئی چٹان کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ ٹائیگر اور صالحہ نے بھی دیر نہ لگائی۔ چٹان نہایت آہستہ آہستہ بند ہو رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ چٹان مکمل طور پر بند ہوتی وہ تینوں کھلے ہوئے حصے میں داخل ہو گئے اور ان کے اندر داخل ہوتے ہی چٹان اپنی جگہ پر آ گئی اور کھلا ہوا راستہ بند ہو گیا۔

یہ ایک خاصا بڑا اور کشادہ غار تھا جو دور تک جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ جب تک غار سے چٹان اٹھی ہوئی تھی انہیں روشنی میں غار صاف دکھائی دے رہا تھا لیکن چٹان کے بند ہوتے ہی وہاں اندھیرا چھا گیا تھا۔ غار میں داخل ہوتے ہی وہ سائیڈ دیوار کے ساتھ لگ گئے تھے۔ انہیں خدشہ تھا کہ اندر جانے والے رابرٹ نے انہیں نہ دیکھ لیا ہو۔ انہیں دور جاتی ہوئی قدموں کی ہلکی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

''اس نے ہمیں اندر آتے نہیں دیکھا ہے۔ آؤ''...... کیپٹن شکیل نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور وہ اس طرف قدم بڑھانے لگا جس طرف سے اسے رابرٹ کے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ٹائیگر اور صالحہ بھی اس کے ساتھ چلنے لگے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک وہ ٹھٹھک گئے۔ غار میں اچانک ہر

طرف لائٹس جلنا شروع ہو گئی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے غار کی چھت پر لگے ہوئے طاقتور بلب ایک ساتھ روشن ہوتے جا رہے ہوں۔ لائٹس روشن ہوتے ہی غار میں ہر طرف تیز روشنی بکھر گئی اور وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئے۔ ان کے سامنے دس ہٹے کٹے اور طاقتور آدمی کھڑے تھے۔ ان دس آدمیوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں دکھائی دے رہی تھیں جن کے رخ ظاہر ہے ان کی طرف ہی تھے۔ مسلح آدمی ایک دوسرے سے کاندھے سے کاندھا ملائے لائن میں ان کے سامنے دیوار بن کر کھڑے تھے اور ان کی نظریں ان تینوں پر جمی ہوئی تھیں۔ روشنی ہوتے اور ان دس مسلح افراد کو دیکھ کر ان تینوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو تم یہاں پہنچ ہی گئے''...... اچانک غار کی دیواروں سے تیز اور غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو وہ تینوں چونک پڑے۔

''ہاں۔ لیکن تم کون ہو اور کہاں ہو''...... ٹائیگر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے پاس بھی ہوں اور تم سے دور بھی''...... اس آواز نے جواب دیا۔ لہجہ اسی طرح سرد اور خشک تھا۔

''تو کیا تم نے ہمیں غار میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا''۔ صالحہ نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس غار میں صرف متعلقہ افراد ہی داخل ہو سکتے ہیں جن کے پاس سپیشل کارڈ ہوتے ہیں۔ کارڈ لے کر اندر آنے والے

کو کمپیوٹرائزڈ مشین چیک کرتی ہے لیکن جو لوگ بغیر کارڈ کے اندر داخل ہوں تو مشین ہمیں فوراً کاشن دے دیتی ہیں کہ آنے والے یا آنے والوں کا تعلق ہمارے گروپ سے نہیں ہے"۔اسی آواز نے جواب دیا۔

"تو تم نے یہاں سائنسی انتظامات کر رکھے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارا تعلق ڈارک کنگ سے ہے اور ڈارک کنگ سائنسی آلات اور ایجادات کا استعمال جانتی ہے۔ یہ ہمارا ہل پوائنٹ ہے اور اس پوائنٹ پر ہم نے ہر طرف جدید آلات نصب کر رکھے ہیں تاکہ کوئی غیر متعلق آدمی اس ٹھکانے تک نہ پہنچ سکے"...... اس آواز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم مارٹی ہو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ مارٹی میرا باس ہے"...... اس آواز نے کہا۔

"تو تمہارا کیا نام ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ڈارس۔ میرا نام ڈارس ہے اور میں اس پوائنٹ کا انچارج ہوں۔ یہاں دو پوائنٹ ہیں ایک ہل پوائنٹ اور اس غار کے دوسرے حصے کو بلائنڈ پوائنٹ کہا جاتا ہے"...... اس آواز نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"بلائنڈ پوائنٹ۔ کیا مطلب"...... صالحہ نے کہا۔

"غار کے سرے پر ایک کھائی ہے۔ انتہائی گہری کھائی۔ اس

کھائی کے پاس ہمارا اصل ٹھکانہ ہے۔ ہم اسی ٹھکانے کو بلائنڈ پوائنٹ کہتے ہیں"...... ڈارس نے کہا۔

"کیا مارٹی بھی یہیں موجود ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ وہ دوسرے پوائنٹ پر موجود ہے۔ تم لوگ شاید عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملنے کے لئے بری طرح بے چین ہو گئے"...... ڈارس نے کہا تو وہ چونک پڑے۔

"تت۔ تو کیا وہ یہاں ہیں"...... صالحہ نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ آؤ۔ تمہیں بھی وہیں پہنچا دیا جائے"...... باس نے کہا۔

وہ آگے بڑھے تو مشین گن برداروں نے ان کے لئے راستہ چھوڑ دیا اور پھر وہ تینوں ان دس مسلح افراد کے ساتھ آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ مسلح افراد بے حد چوکنا تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے کوئی حرکت کی تو ان کے لئے مشکل ہو سکتی ہے کیونکہ ڈارس انہیں غار میں لگے ہوئے کیمروں سے مانیٹر کر رہا تھا اور ان کے چاروں طرف مسلح افراد موجود تھے جن کی مشین گنوں کے رخ ان کی طرف تھے اور ان کی انگلیاں مشین گنوں کے ٹریگروں پر تھیں۔

"یہ غار ہے یا شیطان کی آنت"...... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے لئے یہ شیطان کی آنت سے بھی بڑا غار ثابت ہو گا"...... ڈارس کی آواز سنائی دی۔

"تم ہو کہاں۔ کیا ہمارے سامنے آنے سے ڈر رہے ہو"۔ صالحہ

نے منہ بنا کر کہا۔

''بلا ضرورت میں دوسروں کے سامنے نہیں آتا۔ نہ تم ہمیں غصہ دلا سکتے ہو''...... ڈارس نے ہنس کر کہا۔

''ہمارے پاس فالتو کا غصہ نہیں ہے کہ ہم تمہیں دے دیں''...... صالحہ نے بدستور منہ بنا کر کہا۔

''آؤ تمہیں عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملائیں''...... ڈارس کی آواز سنائی دی۔ وہ چلتے رہے۔ غار واقعی اس قدر طویل تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔ پھر کافی دیر مسلسل چلتے رہنے کے بعد وہ ایک بے حد گہری کھائی کے پاس پہنچ گئے۔ کھائی کے اندر گہری تاریکی تھی۔ صرف اوپر سے وہ ٹارچ کی روشنی میں نظر آ رہی تھی۔

''اوہ۔ یہ کھائی تو کافی گہری معلوم ہو رہی ہے''...... ٹائیگر نے کھائی میں جھانک کر کہا۔

''ہاں۔ یہ کھائی پانچ سو فٹ سے بھی زیادہ گہری ہے''۔ ڈارس نے کہا۔

''لیکن تم ہمیں یہاں کیوں لائے ہو۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم ہمیں عمران صاحب اور اس کے ساتھیوں کے پاس لے جا رہے ہو''...... صالحہ نے کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھی اس کھائی کے اندر ہیں۔ تم لوگ بھی جانا پسند کرو گے''...... ڈارس کی طنزیہ آواز سنائی دی تو وہ ایک بار

پھر چونک پڑے۔

''کیا مطلب''...... انہوں نے پوچھا۔

''میں سچ بول رہا ہوں۔ عمران اور ان کے ساتھی اس کھائی کی تہہ میں ہیں اگر تم ان سے ملاقات کرنے کے خواہش مند ہو تو تمہیں بھی نیچے بھیجنے کے لئے رسی کی سیڑھی لٹکائی جا سکتی ہے''۔ ڈارس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم نیچے جانے کے لئے تیار ہیں۔ کہاں ہے رسی کی سیڑھی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ اسی لمحے ان کے ساتھ آنے والے مسلح افراد میں سے ایک آدمی نے جیب سے ہیوی ٹارچ نکالی اور اسے لے کر آگے آ گیا۔ اس نے ٹارچ روشن کر کے کھائی کی سائیڈ دیوار کی طرف اس کا رخ کیا تو انہیں وہاں ایک رسی کی بنی ہوئی سیڑھی دکھائی دی۔

''اس رسی کی سیڑھی سے تم کھائی میں جا سکتے ہو''...... ڈارس کی آواز سنائی دی۔

''ٹارچ کی روشنی کھائی میں ڈالو''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو اس آدمی نے ٹارچ کی روشنی کھائی میں ڈال لیکن کھائی کی تہہ دکھائی نہ دی۔ اس قدر ہیوی ٹارچ کی روشنی میں بھی کھائی کی تہہ دکھائی نہ دینے پر ان کے چہروں پر تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''یہ کھائی تو پانچ سو فٹ سے بھی گہری معلوم ہو رہی ہے''۔ کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے تو اپنا اندازہ بتایا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کھائی کی گہرائی اس سے بھی دوگنی یا پھر تگنی ہو''...... ڈارس نے کہا تو ان کے چہروں پر حیرت ابھر آئی۔

''اس قدر گہری کھائی اور تم کہہ رہے ہو کہ ہمارے ساتھی اس کھائی میں موجود ہیں''...... صالحہ نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''انہیں پہلے راڈز والی کرسیوں پر باندھ کر رکھا گیا تھا۔ انہیں مسلسل بے ہوشی کے انجکشن لگا کر بے ہوش رکھا جاتا تھا تاکہ نہ انہیں ہوش آئے اور نہ یہ فرار ہونے کی کوشش کرسکیں لیکن پھر باس کے حکم پر انہیں یہاں لاکر اس کھائی میں اتار دیا گیا۔ وہ اب اسی کھائی میں ہیں اور بدستور بے ہوش ہیں۔ اب تم پر منحصر ہے کہ تم نیچے جاؤ اور انہیں ہوش میں لاؤ اور اگر کوشش کرو تو اس کھائی سے انہیں لے کر باہر آ جاؤ''...... ڈارس کی آواز سنائی دی۔

''تم پاکیشیا میں کس مقصد کے لئے آئے ہو۔ آخر تمہارا مشن کیا ہے اور تم ڈاکٹر خاقان عظیم کو کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو''۔ صالحہ نے پوچھا۔

''تمہاری ان ساری باتوں کا جواب باس کو معلوم ہے۔ جب وہ یہاں آئے گا تو اس سے خود ہی پوچھ لینا''...... ڈارس نے کہا۔

''ہونہہ۔ کب آئے گا مارٹی یہاں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔ آنا ہوا تو ابھی آ جائے گا نہ آنا چاہے تو کل پرسوں یا پھر ایک ہفتے تک بھی نہیں آئے گا''۔ ڈارس

نے جیسے ہنس کر کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اب تم ہم سے کیا چاہتے ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اگر تم اپنے ساتھیوں کو زندہ سلامت دیکھنا اور ان سے ملنا چاہتے ہو تو اس کھائی میں اتر جاؤ اور بس''...... ڈارس نے کہا۔

''اور اگر ہم کھائی میں اترنے سے انکار کر دیں تو''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''تب میرے ساتھی تم پر فائرنگ کر دیں گے اور تم چونکہ کھائی کے کنارے پر کھڑے ہو اس لئے تمہاری لاشیں خود ہی اس کھائی میں جا گریں گی''...... ڈارس نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''تو کیا تم نے باس۔ میرا مطلب ہے عمران صاحب اور اس کے ساتھیوں کو بھی......'' ٹائیگر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے نہیں۔ ابھی وہ لاشوں میں تبدیل نہیں ہوئے ہیں۔ انہیں ہم نے بے ہوشی کی حالت میں بڑے اہتمام کے ساتھ کھائی کی تہہ تک پہنچایا ہے''...... ڈارس نے ہنس کر کہا۔

''اہتمام کے ساتھ۔ کیا مطلب''...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

''میرا مطلب ہے کہ ہم نے انہیں کوئی گزند نہیں پہنچائی ہے۔ انہیں ایک ایک کر کے ہم نے رسیوں سے باندھا تھا اور پھر انہیں نیچے اتار دیا گیا تھا۔ اب وہ نیچے کس حال میں ہیں یہ مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تہہ میں زہریلے سانپ ہوں، ناگ ہوں، دوسرے حشرات الارض ہوں۔ وہ ان بے ہوش افراد کو کاٹ

کر کھا رہے ہوں یا ان کے جسموں پر سیر و تفریح کر رہے ہوں۔ اس کا بھی مجھے کچھ علم نہیں ہے۔تم نیچے جاؤ اور جا کر خود ہی ان کی حالت دیکھ لو“...... ڈارس نے کہا تو انہوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”کیا یہ رسی کی سیڑھی تہہ تک جا رہی ہے“...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں بالکل“...... ڈارس نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ہم نیچے جانے کے لئے تیار ہیں لیکن......“ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

”لیکن کیا“...... ڈارس نے پوچھا۔

”اگر نیچے ہمارے ساتھی موجود نہ ہوئے تو“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”بے فکر رہو۔ وہ نیچے ہی موجود ہیں۔ اس معاملے میں تم سے میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں“...... ڈارس نے کہا۔

”ٹھیک ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ایک بات بتاؤ“...... صالحہ نے کہا۔

”پوچھو“...... ڈارس نے کہا۔

”رابرٹ کے یہاں آنے سے پہلے ہم نے ڈاکٹر شعیب اور اس کے سیاہ فام ساتھی کو بھی یہاں آتے دیکھا تھا۔ وہ کہاں ہیں“...... صالحہ نے پوچھا۔

”وہ ہمارے ساتھ ہی ہیں“...... ڈارس نے جواب دیا۔

”ہیں کہاں اور تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو“۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

”میں اپنے منہ سے ہی بول رہا ہوں اور وہ دونوں کہاں ہیں یہ تمہیں بتانا ضروری نہیں ہے۔تم جلدی نیچے جاؤ۔ ہو سکتا ہے تمہارے ساتھی واقعی نیچے مشکل میں ہوں“...... ڈارس نے کہا۔

”آؤ“...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ تیزی سے کھائی کی اس سائیڈ کی طرف بڑھا جہاں رسی کی سیڑھی نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ دوسرے لمحے وہ رسی کی سیڑھی پر نظر آیا اور پھر انہوں نے کیپٹن شکیل کو رسی کی سیڑھی سے نیچے جاتے دیکھا۔ جب وہ کافی نیچے چلا گیا تو صالحہ آگے بڑھی اور پھر وہ بھی رسی کی سیڑھی سے کھائی میں اترنا شروع ہو گئی۔ اس کے بعد ٹائیگر بھی رسی کی سیڑھی پر آ گیا اور پھر وہ تینوں رسی کی سیڑھی سے نیچے اترتے چلے گئے۔ کھائی کے سرے پر موجود مسلح افراد ان پر کچھ دیر تک ٹارچ کی روشنی ڈالتا رہا پھر اس نے شاید ٹارچ آف کر دی۔ ٹارچ آف ہوتے ہی کھائی میں اندھیرا چھا گیا۔

”یہ کیا ہوا“...... اندھیرے میں صالحہ کی آواز ابھری۔

”انہوں نے ٹارچ آف کر دی ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تو کیا اب ہمیں کھائی میں اس اندھیرے میں اترنا پڑے گا“...... صالحہ نے کہا۔

''کیا کریں۔ مجبوری ہے۔ اگر انہوں نے یہ نہ کہا ہوتا کہ باس اور ان کے ساتھی اس کھائی میں ہیں تو میں ان سب سے بھڑ جاتا اور ایک ایک کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں اس کھائی میں پھینک دیتا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں بھی اسی وجہ سے خاموش تھا۔ میرے لئے ان سے زیادہ عمران صاحب اور ان کے ساتھی اہم ہیں۔ نجانے وہ نیچے کس حال میں پڑے ہیں''...... نیچے جاتے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ایسا نہ ہو کہ انہوں نے ہمیں جان بوجھ کر نیچے بھیجا ہو۔ ہم جیسے ہی نیچے جائیں یہ رسی کی سیڑھی کو اوپر کھینچ لیں اور ہم تہہ میں ہی جا کر پھنس جائیں''...... صالحہ نے کہا۔

''اب جو ہونا ہے ہونے دیں۔ جب اوکھلی میں سر دے دیا تو پھر موصلوں سے کیا گھبرانا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی ٹھیک ہے''...... صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ رسی کی سیڑھی پر آہستہ آہستہ نیچے اترتے رہے۔ کھائی ان کی توقع سے بھی زیادہ گہری تھی۔ کافی دیر بعد کیپٹن شکیل کے پیر ٹھوس زمین سے لگ گئے۔

''میں تہہ میں پہنچ گیا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ تو اچھی بات ہے''...... صالحہ نے کہا اور پھر وہ بھی تہہ میں آ گئی۔ اس کے چند لمحوں بعد ٹائیگر کے پیر بھی کھائی کی تہہ سے آ لگے۔ جیسے ہی ٹائیگر کے پیر زمین سے لگے اسی لمحے انہیں عجیب سی

آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑے۔

''یہ کیسی آوازیں ہیں''...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

''وہ رسی کی سیڑھی اوپر کھینچ رہے ہیں''...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لے کر کہا تو کیپٹن شکیل اور صالحہ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یہاں تو بہت تاریکی ہے۔ عمران صاحب اور ان کے ساتھی کہاں ہیں''...... صالحہ نے کہا۔ اس سے پہلے ان میں مزید کوئی بات ہوتی انہیں ایک عجیب سی آواز سنائی دی اور وہ تینوں یکلخت اچھل پڑے۔

بلیک زیرو نے کاررانا ہاؤس کے گیٹ پر روکی اور تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو چند لمحوں بعد گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور اس میں جوزف کا چہرہ دکھائی دیا۔ جوزف نے بلیک زیرو کو دیکھ کر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور کھڑکی بند کر دی۔ چند لمحوں بعد گیٹ کھلا تو بلیک زیرو کار اندر لے گیا اور اس نے کار پورچ میں لے جا کر روک دی۔ اسے کار اندر لاتے دیکھ کر جوزف نے گیٹ بند کر دیا۔ گیٹ بند کر کے وہ مڑا تو بلیک زیرو کار سے نکل رہا تھا۔

”آج آپ یہاں کیسے طاہر صاحب“...... جوزف نے بلیک زیرو کی طرف بڑھتے ہوئے سلام و دعا کے بعد کہا۔

”بتاتا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ جوانا کہاں ہے“...... بلیک زیرو نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ باس سے اجازت لے کر کسی ذاتی کام کے لئے ایکریمیا گیا ہوا ہے“...... جوزف نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔

”چلو اچھا ہے ورنہ میری یہاں آمد اسے کھٹک سکتی تھی“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”آپ سٹنگ روم میں بیٹھیں میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں“...... جوزف نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے اس وقت چائے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے پاس ایک ضروری کام کے لئے آیا ہوں“...... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

”ضروری کام کے لئے۔ کیا مطلب“...... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سارے ممبران غائب ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف بے اختیار چونک پڑا۔

”غائب ہیں۔ کیا مطلب۔ غائب ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے“...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں عمران صاحب سمیت تمام ممبران سے کئی بار رابطہ کرنے کی کوشش کر چکا ہوں لیکن نہ صرف ان کے سیل فون آف ہیں بلکہ ان کے واچ ٹرانسمیٹر بھی بند ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے ٹائیگر سے کئی بار رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کا سیل فون اور ٹرانسمیٹر بھی آف ہے۔ میں نے عمران صاحب کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے پتہ چلا کہ عمران صاحب اور ممبران

پاکیشیا کے ایک ریٹائرڈ سائنس دان ڈاکٹر خاقان عظیم کی جان بچانے کے لئے کام کر رہے تھے۔ ڈاکٹر خاقان عظیم پر متعدد بار جان لیوا حملے ہوئے تھے۔ ان پر جان لیوا حملے کرانے والی ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ڈارک کنگ ہے''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے جوزف کو مختصر طور پر تفصیل بتا دیں۔

''آپ کو یہ ساری باتیں کیسے معلوم ہوئیں''...... جوزف نے کہا۔

''جب مجھے ڈاکٹر خاقان عظیم کا پتہ چلا تو میں ان سے ملنے ان کی حویلی میں گیا تھا۔ کچھ باتیں ان کی زبانی معلوم ہوئی ہیں اور کچھ باتوں کا میں نے اپنے ذرائع سے پتہ کرایا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''تو پھر آپ نے باس اور ان کے ساتھیوں کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی''...... جوزف نے کہا۔

''بہت کوشش کر چکا ہوں لیکن تاحال ان کا کچھ پتہ نہیں چل سکا ہے۔ اسی لئے تو میں تمہارے پاس آیا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''میرے پاس کیوں''...... جوزف نے کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ عمران صاحب اور ممبران کو تلاش کرنے میں تم میری مدد کرو۔ مجھے ایک انفارمیشن ملی ہے کہ ڈارک کنگ کے گروہ کے افراد پاکیشیا کے ایک اور نامور سائنس دان ڈاکٹر شہاب

بیگ کو بھی ہلاک کرنا چاہتے ہیں اور ڈاکٹر شہاب بیگ اس بات سے انجان ہیں۔ ڈاکٹر شہاب بیگ زیرو لیبارٹری میں کام کرتے ہیں اور وہ ایٹمی میزائلوں کو جدید سے جدید بنانے کا کام کرتے ہیں۔

بہرحال اطلاع کے مطابق ڈارک کنگ جہاں ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرنا چاہتی ہے وہاں ان کا دوسرا مشن پاکیشیا کے ایک جدید میزائل اسٹیشن کو بھی تباہ کرنا ہے جو رانگا جنگل میں تیار کیا جا رہا ہے۔ میں نے ڈارک کنگ کے بارے میں ایکریمیا کے ایک فارن ایجنٹ سے معلومات حاصل کرائی ہیں۔ اس کا ایک آدمی ڈارک کنگ کے لئے کام کرتا ہے اور وہ ڈارک کنگ کے چیف کے کافی قریب ہے۔ اس نے فارن ایجنٹ کو ڈارک کنگ کی پاکیشیا میں ایکٹیوٹیز کی ساری تفصیلات فراہم کر دی ہیں۔ ڈارک کنگ کا تیسرا مشن ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ہلاک کرنا ہے اور یہ تینوں کام وہ بیک وقت کرنا چاہتے ہیں۔

یہ سب وہ کیوں اور کس کی ایما پر کر رہے ہیں اس کے بارے میں فارن ایجنٹ کو تفصیلات نہیں ملی ہیں لیکن یہ طے ہے کہ ڈارک کنگ پاکیشیا میں ایک ساتھ تین مشنز پر کام کر رہی ہے اور وہ تینوں مشن میں نے تمہیں بتا دیئے ہیں۔ اب عمران صاحب اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران غائب ہو چکے ہیں اس لئے ہمیں مل کر نہ صرف ہمیں ڈارک کنگ کے گروپ کو تلاش کر کے انہیں ان

کاموں سے روکنا ہے بلکہ انہیں ان کے انجام تک پہنچانا ہے اور عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے غائب ہونے میں بھی ڈارک کنگ کا نام ہی سامنے آیا ہے۔ ہمیں عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھی ان سے بچانا ہے''۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ سب ہوگا کیسے''...... جوزف نے کہا۔

''فارن ایجنٹ سے ڈارک کنگ کے گروپ کی ساری تفصیل مجھے مل چکی ہے۔ اس تفصیل کے مطابق ڈارک کنگ کا باس مارٹی ہے جس کا اصل نام کاسرو ہے اور اس کے ساتھ بیس افراد ہیں۔ اپنی معاونت کے لئے اس نے مقامی افراد کو بھی اپنے گروپ میں شامل کر رکھا ہے۔ ان کی بھی میں نے پوری تفصیلات حاصل کر لی ہیں۔ یہ ساری تفصیل مجھے انڈر ورلڈ سے ملی ہیں۔ میزائل اسٹیشن کو بچانے کے لئے میں نے متعلقہ فورس کو اطلاع دے دی ہے تاکہ وہ میزائل اسٹیشن کی حفاظت مزید سخت کر دیں تاکہ ممکنہ حملے کی صورت وہ میزائل اسٹیشن کو تباہ ہونے سے بچا سکیں۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے اپنی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہے لیکن اس کے باوجود اس پر حملوں میں شدت آتی جا رہی تھی اس لئے میں نے انہیں خفیہ طور پر وہاں سے نکال کر زیرو ہاؤس پہنچا دیا ہے جہاں وہ محفوظ ہیں۔

اب صرف ڈاکٹر شہاب صدیقی باقی ہیں۔ ان سے میں نے

متعدد بار رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن میرا ان سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ ان کے بارے میں جب میں نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہ یہاں دارالحکومت میں ہی موجود ہیں اور انہوں نے اپنی رہائش گاہ میں اعلیٰ حکام اور غیر ملکی سفیروں کی دعوت کا اہتمام کر رکھا ہے۔ وہ آج شام اس دعوت کے مہمان خصوصی بھی ہیں۔ میں نے سر سلطان کے ذریعے انہیں اس بات سے روکنے کی کوشش کی کہ وہ آج کی دعوت کینسل کر دیں لیکن ان کے کہنے کے مطابق انہوں نے ہر طرف کارڈز تقسیم کر دیئے ہیں اور دعوت کا پورا اہتمام کر لیا ہے اس لئے وہ کسی بھی صورت میں اس دعوت کو کینسل نہیں کریں گے۔ سر سلطان کو کہہ کر میں نے ان کی اور ان کی دعوت میں شریک ہونے والے اعلیٰ حکام اور سفیروں کی حفاظت کے لئے وہاں ملٹری انٹیلی جنس کو تعینات کر دیا ہے۔

ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل احتشام سے بھی میری بات ہوئی ہے۔ میں نے انہیں بھی ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا ہے۔ انہوں نے سیکورٹی مزید ٹائٹ کر دی ہے لیکن اس کے باوجود مجھے خدشہ ہے کہ ٹارگٹ کلر کسی مہمان کی جگہ لے کر ڈاکٹر شہاب صدیقی پر حملہ کر سکتا ہے۔ اس لئے میں نے بذات خود اس دعوت میں جانے کا پروگرام بنایا ہے تاکہ نہ صرف ڈاکٹر شہاب صدیقی کو حملے سے بچایا جا سکے بلکہ اس حملہ آور کو بھی پکڑا جا سکے تاکہ اس کے ذریعے ہم ان کے ٹھکانے تک پہنچ سکیں اور یہ معلوم کر سکیں کہ

انہوں نے عمران صاحب اور باقی سب کو کہاں رکھا ہوا ہے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن ہم وہاں کس حیثیت سے جائیں گے“...... جوزف نے کہا۔

”میں نے ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ کرنل احتشام کو بتا دیا ہے کہ ایکسٹو کا ایک خصوصی نمائندہ تمہارے ساتھ پہنچ رہا ہے اور تم نے اس سے تعاون کرنا ہے۔ میں وہاں سپیشل سروس کا چیف کرنل طاہر بن کر جاؤں گا اور تم میرے باڈی گارڈ ہو۔ ملٹری انٹیلی جنس ہمارے سے مکمل تعاون کرے گی اور ہمیں وہاں کام کرنے کی پوری آزادی ہو گی تاکہ ہم مجرموں تک پہنچ سکیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسا ہے تو میں آپ کے ساتھ چلنے کے تیار ہوں طاہر صاحب۔ یہ سن کر میرا بھی دل بیٹھا جارہا ہے کہ باس اور ان کے سارے ساتھی مشکل میں ہیں“...... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ یہ واقعی انتہائی تشویش ناک بات ہے کہ عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران ایک ساتھ غائب ہیں۔ نجانے وہ کس حال میں ہیں۔ ہمیں جلد سے جلد انہیں تلاش کرنا ہے ورنہ وہ کسی بڑی مشکل میں بھی پڑ سکتے ہیں“...... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”آپ نے اچھا کیا جو میرے پاس آ گئے۔ میں ہر ممکن طریقے

سے آپ کی مدد کروں گا اور ڈارک کنگ کی قید میں موجود باس اور ان کے ساتھیوں کو بازیاب کرانے کے لئے اپنی جان بھی لڑا دوں گا“...... جوزف نے کہا۔

”اسی لئے میں نے تمہیں ہر بات کی تفصیل بتا دی ہے تاکہ تم اس معاملے کی نزاکت کو سمجھ کر اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر میرے ساتھ کام کرو“...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آپ دو منٹ رکیں۔ میں اپنی تیار ہو کر ابھی آ تا ہوں“۔ جوزف نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوزف تیزی سے اندرونی عمارت کی طرف بڑھا اور ایک کمرے میں جا کر غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کا لباس بدلا ہوا تھا۔ اس کے پہلو ابھرے ہوئے تھے جس سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ پہلوؤں پر اپنے مخصوص بھاری دستوں والے ریوالور باندھ کر آیا ہے۔

”چلیں“...... جوزف نے کہا تو بلیک زیرو جو اس دوران اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا تھا اس نے کار اسٹارٹ کی اور کار باہر نکال لایا۔ کار باہر جاتے دیکھ کر جوزف نے گیٹ بند کیا اور پھر وہ بلیک زیرو کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا اور بلیک زیرو نے کار آگے بڑھا دی۔

”کیا ہم ڈاکٹر شہاب صدیقی کی رہائش گاہ جا رہے ہیں“۔

جوزف نے پوچھا۔

''ہاں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آپ کہہ رہے تھے کہ آپ وہاں سپیشل سروس کے کرنل کے روپ میں جائیں گے لیکن آپ نے تو عام سا لباس پہنا ہوا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''میں سویلین لباس میں وہاں جا کر حالات کا جائزہ لوں گا تاکہ مجرموں کو اس بات کا پتہ نہ چل سکے کہ ہم ان کی تلاش میں وہاں آئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''گاڈ باس اور ان کے ساتھیوں کی حفاظت کرے۔ فادر جوشوا نے ابھی میرے کان میں کہا ہے کہ وہ واقعی شدید مشکل میں ہیں''...... جوزف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''اوہ۔ کیا تمہارے فادر جوشوا تمہیں یہ نہیں بتا سکتے کہ عمران صاحب اور ان کے ساتھی کہاں ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں پوچھتا ہوں''...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیا اور اپنی توجہ کار چلانے پر مبذول کر لی۔

''باس اور ان کے ساتھی تاریکی کی قید میں ہیں۔ وہ کسی گہرائی میں موجود ہیں''...... جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''گہرائی۔ تاریکی''...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر تشویش کے سائے لہرا رہے تھے۔

''ہاں۔ فادر جوشوا نے مجھے بتایا ہے کہ باس اور ان کے ساتھی ابھی زندہ ہیں لیکن وہ انتہائی گہرائی اور تاریکی میں قید ہیں۔ جہاں سے ان کا نکلنا مشکل نہیں ناممکن ہے۔ وہ گہرائی اور تاریکی میں بھوکے اور پیاسے پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی حالت کافی خراب ہے۔ اگر انہیں جلد سے جلد وہاں سے نہ نکالا گیا تو ان کی زندگیوں کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں''...... جوزف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''لیکن وہ ہیں کہاں''...... بلیک زیرو نے بے چینی سے پوچھا۔

''گہرائی اور تاریکی کی وجہ سے فادر جوشوا کے لئے بھی یہ معلوم کرنا مشکل ہو رہا ہے کہ وہ کون سی جگہ ہے جہاں باس اور ان کے ساتھیوں کو قید کیا گیا ہے۔ انتہائی کوششوں کے بعد فادر جوشوا کو ایک طویل غار کا پتہ چلا ہے لیکن اس غار میں بھی تاریکی ہے اور ان کے کہنے کے مطابق وہ گہری اور تاریک کھائی یا کنواں اسی غار کے آخری سرے میں موجود ہے''...... جوزف نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر تم فادر جوشوا سے کہو کہ وہ ہمیں کم از کم اس بات کی نشاندہی کر دیں کہ وہ غار ہے کہاں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے کہا تھا لیکن فادر جوشوا تاریکی میں دیکھنے سے قاصر

ہے۔ کوشش کے باوجود وہ اس مقام کا پتہ نہیں چلا سکا ہے“۔ جوزف نے کہا۔

”یہاں تو ہر طرف طویل پہاڑی سلسلے ہیں۔ غار ان پہاڑی سلسلوں میں ہی ہو سکتے ہیں۔ اب کیسے پتہ چلے گا کہ وہ کون سا غار ہے جس کے سرے پر گہری کھائی یا کنواں ہے جہاں عمران صاحب اور ان کے ساتھی قید ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس کے لئے ہمیں ان پہاڑی سلسلوں کو کنگالنا ہو گا میں ہر پہاڑی اور غاروں کو چیک کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ میں سونگھ کر اس بات کا پتہ چلا لوں گا کہ باس اور ان کے ساتھیوں کو کس غار میں لے جایا گیا تھا“...... جوزف نے کہا۔

”لیکن سینکڑوں ہزاروں پہاڑیوں اور غاروں کو تم کیسے سونگھ کر چیک کرو گے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کچھ نہ کچھ تو مجھے کرنا ہی پڑے گا۔ آپ ایسا کریں کہ مجھے یہیں چھوڑ دیں۔ میں پہاڑی غاروں کی طرف چلا جاتا ہوں۔ میں باس اور ان کے ساتھیوں کو تلاش کرنے کے لئے اپنی پوری صلاحتیں لگا دوں گا۔ ہوسکتا ہے کہ پہاڑی علاقے میں جا کر فادر جوشوا بھی مجھ پر مہربان ہو جائے اور باس اور ان کے ساتھیوں کی تلاش کے لئے وہ بھی میری مدد کرے“...... جوزف نے کہا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ تم یہ کر سکتے ہو“...... بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ باس اور ان کے ساتھیوں کی بو مجھے مل گئی تو میرا ان تک پہنچنا مشکل نہ ہو گا“...... جوزف نے کہا۔

”تو پھر ایسا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر شہاب صدیقی والا معاملہ ختم کر کے ہم دونوں ہی پہاڑی سلسلوں کی طرف چلے جاتے ہیں اور وہاں جا کر مل کر عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو تلاش کریں گے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا ہی سہی“...... جوزف نے کہا۔ ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ آفیسرز کالونی میں پہنچ گئے۔ چیک پوسٹ پر بلیک زیرو نے ایک کارڈ نکال کر دکھایا تو چیک پوسٹ پر موجود گارڈز نے اسے سیلوٹ کیا اور اسے کالونی میں جانے کی اجازت دے دی۔ اگلے بیس منٹ بعد وہ کالونی کی ایک عظیم الشان کوٹھی میں داخل ہو رہے تھے جسے دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔

کوٹھی میں بے حد گہما گہمی دکھائی دے رہی تھی۔ کوٹھی کے گرد مسلح افراد بھی گھومتے پھر رہے تھے۔ ان کے جسموں پر مخصوص یونیفارمز تھیں جس سے پتہ چلتا تھا کہ ان کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ وہاں چونکہ خاصے مہمانوں نے آنا تھا اس لئے پارکنگ کے لئے ایک خاصا بڑا پلاٹ مخصوص کیا گیا تھا۔ بلیک زیرو نے بھی کار اس پلاٹ میں روکی اور پھر وہ دونوں کار سے نکل کر باہر آ گئے۔ جیسے ہی بلیک زیرو کار سے نکل کر باہر آیا ایک مسلح آدمی تیزی سے ان کی طرف آیا۔ اس نے بلیک زیرو کو فوجی انداز میں سلام

کیا۔

''آپ کرنل طاہر ہیں''...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آئیں۔ کرنل احتشام صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کی کار کا ماڈل اور نمبر بتا دیا تھا اسی لئے میں ڈائریکٹ آپ کے پاس آیا ہوں''...... مسلح آدمی نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے پہلے ہی کرنل احتشام کو کال کر کے بتا دیا تھا کہ وہ کس رنگ اور ماڈل کی کار میں آئے گا۔ اس نے کرنل احتشام کو کار کا نمبر بھی بتا دیا تھا۔

مسلح آدمی، بلیک زیرو کو لے کر ایک کوٹھی کے سٹنگ روم میں پہنچ گیا جہاں مضبوط اور بھاری جسم کا مالک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر ملٹری انٹیلی جنس کی مخصوص یونیفارم تھی اور اس کے کاندھے پر کرنل کے سٹارز تھے۔ اس کے سینے پر لگے بیج پر کرنل احتشام کا نام لکھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو کو دیکھ کر کرنل احتشام اٹھ کھڑے ہوئے۔ بلیک زیرو نے اسے اپنا تعارف سپیشل فورس کے چیف کرنل طاہر کے نام سے کرایا۔ وہ سٹنگ روم میں بیٹھ گئے۔ جوزف، بلیک زیرو کے پیچھے گارڈ کے روپ میں اٹنشن ہو کر کھڑا ہو گیا۔

''آپ کے کہنے کے مطابق ڈاکٹر شہاب صدیقی صاحب کی جان کو خطرہ ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ انہیں کیا اور کس سے

خطرہ ہے''...... کرنل احتشام نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے خاص ذرائع سے معلومات ملی ہیں کہ ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم جس کا نام ڈارک کنگ ہے کہ ٹارگٹ کلرز کو پاکیشیا میں دیکھا گیا ہے۔ ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے پر پتہ چلا ہے کہ ڈارک کنگ کا یہ گروپ ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ہلاک کرنے کے لئے پہنچا ہے اور وہ کسی بھی وقت ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ہلاک کرنے کی کارروائی کر سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آپ کو یہ اطلاعات کیسے ملی ہیں''...... کرنل احتشام نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میرا تعلق سپیشل فورس سے ہے اور میری ایسے معاملات پر گہری نظر رہتی ہیں۔ میرے اپنے ذرائع ہیں اور مجھے ان خفیہ ذرائع سے ہی یہ ساری معلومات ملی ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''لیکن ہم نے ڈاکٹر شہاب صدیقی کی حفاظت کا فول پروف انتظام کر رکھا ہے۔ یہاں کسی غیر متعلق آدمی کے پہنچنے کا کوئی سکوپ نہیں ہے۔ جن افراد کو دعوت میں مدعو کیا گیا ہے ان کی پوری ڈیٹیل ہمارے پاس ہے اور ہم ان کی باقاعدہ چیکنگ کر رہے ہیں۔ وہ سب کلیئر ہیں''...... کرنل احتشام نے کہا۔

''یہ مت بھولیں کہ ڈارک کنگ ایک بین الاقوامی تنظیم ہے اور اس تنظیم کے مجرم انتہائی تربیت یافتہ ہیں۔ ان کے بارے میں یہ

بھی کہا جاتا ہے کہ میک اپ کرنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ یہاں آنے والے کسی مہمان کے میک اپ میں پہنچ جائیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو واقعی صورتحال خراب ہوسکتی ہے۔ ہم معزز مہمانوں کی چیکنگ تو کر سکتے ہیں لیکن ان کا میک اپ چیک کرنے کی جسارت نہیں کر سکتے ہیں''...... کرنل احتشام نے کہا۔ اسی لمحے سٹنگ روم میں ایک ادھیڑ عمر آدمی داخل ہوئے۔ شکل و صورت سے وہ نہایت شفیق اور باوقار شخصیت دکھائی دے رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر بلیک زیرو ان کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ پاکیشیا کے سائنس دان ڈاکٹر شہاب صدیقی تھے جنہیں بلیک زیرو بخوبی پہچانتا تھا۔

''مجھے سیکرٹری خارجہ سر سلطان صاحب کا فون آیا تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ میری زندگی کو خطرہ لاحق ہے۔ کوئی بین الاقوامی تنظیم ڈارک کنگ مجھے ٹارگٹ کرنا چاہتی ہے جس کے بارے میں آپ کے پاس معلومات ہیں اور آپ یہاں میری حفاظت کے لئے آئے ہیں''...... سلام و دعا اور تفصیلی تعارف کے بعد ڈاکٹر شہاب صدیقی نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے وہی ساری باتیں ڈاکٹر شہاب صدیقی کو بتانا شروع کر دیں جو اس نے کرنل احتشام کو بتائی تھیں۔

''تو کیا آپ کو یقین ہے کہ مجرم مجھ پر حملہ ضرور کریں گے''۔ ڈاکٹر شہاب صدیقی نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ انہوں نے متعدد بار ڈاکٹر خاقان عظیم پر بھی حملے کئے ہیں۔ یہ ڈاکٹر خاقان عظیم کی خوش قسمتی ہے کہ وہ ابھی تک محفوظ ہیں۔ ان کی حفاظت پاکیشیا سیکرٹ سروس کر رہی ہے ور انہوں نے خود بھی اپنی رہائش گاہ کی حفاظت کے انتظامات کر رکھے تھے۔ ڈارک کنگ تنظیم کے بارے میں مجھے اپنے خفیہ ذرائع سے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق وہ اپنا ٹارگٹ ہٹ کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور جب تک وہ اپنا کام مکمل نہیں کر لیتے اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کرنل احتشام نے میری اور معزز مہمانوں کی حفاظت کے انتظامات سخت کر دیئے ہیں۔ ان انتظامات کو دیکھنے کے بعد مجھے تو ایسا نہیں لگتا کہ کوئی غیر متعلقہ فرد یہاں داخل ہو کر مجھ پر حملہ کرنے کی جرأت بھی کر سکے''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کہا۔

''میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ آپ پر حملہ نہ ہو لیکن ہمیں اپنے طور پر بھی کچھ انتظامات کرنے ہوں گے۔ ڈارک کنگ کے گروپ کے افراد آپ کے مہمانوں میں سے بھی ہو سکتے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا تو ڈاکٹر شہاب صدیقی چونک پڑے۔

''مہمانوں میں سے۔ کیا مطلب۔ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں نے جو مہمان بلائے ہیں ان میں سے کسی کا تعلق ڈارک کنگ

سے ہوسکتا ہے''...... ڈاکٹر شہاب نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہو بھی سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ڈارک کنگ نے آپ کے معزز مہمانوں میں سے کسی کو یرغمال بنا کر ان کی رہائش گاہ میں ہی قید کر لیا ہو اور اس کے میک اپ میں اس کا کوئی آدمی یہاں پہنچ گیا ہو یا پہنچنے والا ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ کیا ایسا ممکن ہے''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ کسی طرح آج کی یہ دعوت کینسل کر دیں۔ میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ ان حالات میں آپ یہ دعوت نہ دیں اس دعوت میں کوئی غلط آدمی شرکت کر سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں یہ نہیں ہوسکتا۔ میں نے دعوت کے تمام تر انتظامات کر لئے ہیں اور دروازے پر موجود نگرانوں کے پاس تمام مہمانوں کی فہرست مع تصاویر موجود ہوگی۔ نگران تصویر دیکھ کر اور کارڈ چیک کر کے مہمانوں کو اندر داخل ہونے کی اجازت دیں گے پھر کوئی غیر متعلقہ آدمی کیسے اندر داخل ہوسکتا ہے''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کہا۔

''وہ میک اپ کر کے بھی اندر داخل ہوسکتا ہے''...... بلیک زیرو میں نے کہا۔

''تو پھر آپ کس دن کام آئیں گے۔ آپ کا تعلق سپیشل فورس

سے ہے اور یہاں ملٹری انٹیلی جنس بھی موجود ہے۔ آپ اپنا کام کریں اور ایسے کسی آدمی کو میری کوٹھی کے پاس نہ پھٹکنے دیں جس کا ارادہ مجھے ہلاک کرنے کا ہے''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہم ایسا ضرور کریں گے۔ یہ ہمارا کام ہے لیکن زیادہ بہتر یہ تھا کہ آج کی دعوت کینسل کر دی جاتی''...... کرنل احتشام نے کہا۔

''اس طرح تو میری عزت خاک میں مل جائے گی۔ میں اس طرح موت سے ڈر کر جینا نہیں چھوڑ سکتا۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی میں زندہ رہوں گا اور جب میرا وقت پورا ہو جائے گا میں نہیں رہوں گا''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کہا۔

''میں سمجھ گیا۔ آپ یوں نہیں مانیں گے اب آپ کو پوری بات بتانا ہی پڑے گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو کیا اب تک آپ پوری بات نہیں بتا رہے ہیں''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ میں آپ کو خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے پوری بات نہیں بتائی تھی۔ مجھے حتمی طور پر یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کو آج ہی ٹھکانے لگایا جائے گا اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ کام اس دعوت میں کیا جائے گا اور اس کی منصوبہ بندی بھی کر لی گئی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہو۔ آپ تو کافی سنجیدہ خبریں بنانے لگے لیکن یہ معلومات

آپ کو کہاں سے ملی ہیں''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے پوچھا۔

''ہم اپنے خفیہ ذرائع کے بارے میں آپ کو نہیں بتا سکتے ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو کیا ڈارک کنگ میں بھی آپ کے آدمی موجود ہیں''۔ ڈاکٹر شہاب صدیقی نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ ایسا ہی سمجھ لیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ آپ کی باتیں میں وزن ہیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کہا۔

''بہت بہت شکریہ۔ آپ نے دعوت کینسل کرنے کا ارادہ کر لیا''...... کرنل احتشام نے کہا۔

''یہ آپ سے کس نے کہہ دیا''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کہا۔

''تو پھر''...... کرنل احتشام نے حیران ہو کر کہا۔

''تو پھر یہ کہ دعوت اپنے وقت پر ہو گی یعنی آج شام آپ حفاظتی انتظامات شروع کر دیں اگر میرا وقت آ چکا ہے تو میں کسی صورت بھی بچ نہیں سکوں گا اور اگر وقت نہیں آیا تو آپ کے حفاظتی انتظامات سے مجرم گرفتار ہو جائے گا''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کہا۔

''اوکے سر۔ جیسے آپ کی مرضی''...... کرنل احتشام نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

''اب آپ کیا کہتے ہیں کرنل طاہر صاحب''...... کرنل احتشام نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم اس دعوت اور ڈاکٹر صاحب کی حفاظت کریں گے اور ان مجرموں کو مہمانوں میں ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ مجرم جلد ہی ہماری گرفت میں ہو گا''...... بلیک زیرو نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن اس بات کا دھیان رہے کہ میری دعوت میں معزز مہمانوں میں اعلیٰ حکام کے ساتھ ساتھ غیر ملکی سفیر بھی ہیں۔ انہیں اس بات کا کسی طرح بھی علم نہیں ہونا چاہئے کہ آپ انہیں چیک کر رہے ہیں''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ ہم اپنا کام کرنا جانتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو ڈاکٹر شہاب صدیقی اٹھے اور سٹنگ روم سے نکلتے چلے گئے جبکہ بلیک زیرو اور کرنل احتشام آپس میں ڈسکشن کرنے لگے کہ ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ممکنہ حملے سے کیسے بچایا جا سکتا ہے۔ پھر وہ صلاح مشورے کر کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کچھ دیر بعد دعوت شروع ہو گئی ۔ یہ دعوت ڈاکٹر شہاب صدیقی کی کوٹھی کے وسیع لان میں دی جانی تھی۔ کرنل احتشام اور بلیک زیرو وقت سے کافی پہلے وہاں پہنچ کر انتظامات کا جائزہ لیتے رہے تھے پھر بلیک زیرو، جوزف کے ساتھ عمارت سے باہر آیا اور اس نے کرنل احتشام کے ساتھ آنے والے مسلح افراد کو چیک کرنا شروع کر دیا لیکن اسے ان میں سے

کوئی ایسا شخص یا دکھائی نہ دیا جس پر انہیں مجرم ہونے کا شک ہو یا
وہ میک اپ میں ہو۔

اس دوران جوزف خاصا بے چین اور پریشان دکھائی دے رہا
تھا۔ بلیک زیرو نے جلد ہی اس کی پریشانی بھانپ لی۔ وہ اسے لے
کر ایک سائیڈ پر آ گیا۔

''کیا بات ہے جوزف۔ تم کچھ زیادہ ہی پریشان دکھائی دے
رہے ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے باس اور ان کے ساتھیوں فکر لاحق ہو رہی ہے طاہر
صاحب''...... جوزف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ اب کیا ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے چونک کر
کہا۔

''میرا فادر جوشوا کی روح سے مسلسل رابطہ ہے۔ اس نے باس
اور ان کے ساتھیوں کو ہر طرف تلاش کیا ہے لیکن اسے سوائے
تاریکی کے کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے البتہ فادر جوشوا کی روح
کے کہنے کے مطابق باس اور اس کے ساتھیوں کے گرد سیاہ ناگ
پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ توتاشا نسل کے ناگ ہیں جو انسانی لاشوں کو
کھاتے ہیں''...... جوزف نے کہا تو بلیک زیرو اچھل پڑا۔

''لاشیں کھانے والے ناگ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ناگ ابھی باس اور اس کے ساتھیوں کے قریب نہیں
آئے ہیں کیونکہ وہ سب ابھی زندہ ہیں لیکن چونکہ ان کی حالت

خراب ہے اس لئے اگر انہیں کچھ ہو گیا تو چھپے ہوئے ناگ باہر آ
جائیں گے اور پھر......'' جوزف نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کی
حفاظت کرنے والا اللہ ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے
اثبات میں سر ہلا دیا لیکن اس کے چہرے پر بدستور تشویش کے
سائے لہرا رہے تھے۔ اس کی حالت ایسی تھی جیسے اس کا بس نہ چل
رہا ہو اور وہ اُڑ کر عمران اور اس کے ساتھیوں تک پہنچ جائے اور
انہیں گہرائی اور تاریکی سے نکال کر باہر لے آئے۔

''فکر نہ کرو۔ کچھ نہیں ہو گا انہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو
جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

فون کی گھنٹی بجی تو کاسرو نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''مارٹی بول رہا ہوں''...... کاسرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''روانڈو بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے روانڈو کی آواز سنائی دی تو کاسرو چونک پڑا۔

''اوہ۔ یس روانڈو۔ مجھے تمہاری کال کا شدت سے انتظار تھا۔ بولو۔ مشن پورا ہوا ہے یا نہیں''...... کاسرو نے بے چین لہجے میں کہا۔

'' میں ڈاکٹر شہاب صدیقی کی رہائش گاہ میں پہنچ گیا ہوں باس۔ بس تھوڑی دیر بعد یہاں پارٹی شروع ہونے والی ہے اور پھر میں موقع ملتے ہی ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ہلاک کر دوں گا۔ میں نے ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ٹارگٹ کرنے کا سارا انتظام مکمل کر لیا ہے''۔ دوسری طرف سے روانڈو نے کہا۔

''اوہ۔ تو تم نے مشن پورا کرنے سے پہلے کال کیوں کی ہے۔

نانسنس''...... کاسرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر شہاب صدیقی کی رہائش گاہ کی حفاظت کے بے حد سخت انتظامات ہیں باس۔ یہاں ہر طرف نہ صرف سی سی ٹی وی کیمرے لگائے گئے ہیں بلکہ ہر طرف ملٹری انٹیلی جنس پھیلی ہوئی ہے۔ ان کی نظریں ہر مہمان پر ہے۔ میں کسی بھی رخ سے ڈاکٹر شہاب صدیقی پر حملہ تو کر دوں گا اور وہ ہلاک بھی ہو جائے گا لیکن یہاں سیکورٹی کی صورتحال ایسی ہے کہ میں حملہ کرنے کے بعد میں بھی نظروں میں آ جاؤں گا اور ایسا ہوا تو میرے لئے یہاں سے نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا''...... روانڈو نے کہا تو کاسرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو پھر تم کیا چاہتے ہو''...... کاسرو نے پوچھا۔

''میں یہاں مکمل تیاری سے آیا ہوں باس۔ میں ہر صورت مشن مکمل کروں گا لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ موجودہ حالات میں میرا یہاں سے بچ نکلنا ناممکن ہے اس لئے میں کچھ انتظامات چاہتا ہوں''...... روانڈو نے کہا۔

''کیسے انتظامات''...... کاسرو نے پوچھا۔

''مجھے پکڑنے کی کوشش کی گئی تو مجھے یہاں قتل عام کرنا پڑ سکتا ہے۔ ایک تو آپ مجھے اس بات کی اجازت دیں اور دوسرا آپ چند افراد کو منی میزائل گنیں دے کر آفیسرز کالونی میں بھیج دیں۔ ان میں سے کچھ افراد ڈاکٹر شہاب صدیقی کی رہائش گاہ کے پاس پہنچ

جائیں تاکہ وہ باہر موجود مسلح افراد کو سنبھال سکیں۔ چند افراد کالونی کی چیک پوسٹ پر موجود رہیں گے۔ جب میں یہاں سے نکلوں گا تو مجھے چیک پوسٹ پر بھی روکنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب میں چیک پوسٹ کے پاس پہنچوں تو اس سے پہلے کہ مجھے روکا جائے وہاں موجود ہمارے ساتھی پوری قوت سے چیک پوسٹ پر حملہ کر دیں اور پوری چیک پوسٹ کو تباہ کر دیں تاکہ مجھے وہاں سے نکلنے کا راستہ مل جائے''...... روانڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کے لئے تمہیں کتنے آدمی درکار ہوں گے''...... کاسرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

''دس افراد''...... روانڈو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں دس افراد کا گروپ بھیج رہا ہوں''...... کاسرو نے کہا۔

''شکریہ باس۔ ان افراد کے مجھے سیل فون نمبر دے دیں تاکہ میں انہیں فرداً فرداً احکامات دے سکوں''...... روانڈو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں دس منٹ تک کال کر کے ان کے نام اور نمبر دے دوں گا''...... کاسرو نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں آپ کی کال کا منتظر رہوں گا''...... روانڈو نے کہا۔

''تم اب کہاں ہو''...... کاسرو نے پوچھا۔

''میں کوٹھی سے باہر ایک محفوظ جگہ پر ہوں۔ آپ کی کال ملنے کے بعد میں مسلح افراد کو ہدایات دینے کے بعد ہی کوٹھی کے اندر جاؤں گا''...... روانڈو نے کہا۔

''اوکے''...... کاسرو نے کہا اور اس نے فوراً کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور پھر تیزی سے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''بلائنڈ پوائنٹ''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ڈارس کی آواز سنائی دی۔

''مارٹی بول رہا ہوں''...... کاسرو نے کرخت اور انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ ڈارس بول رہا ہوں''...... مارٹی کی آواز سن کر ڈارس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں''...... کاسرو نے پوچھا۔

''ان سب کو میں نے گہری کھائی میں پہنچا دیا ہے باس۔ اب وہ کچھ بھی کر لیں ان کے لئے اس کھائی سے باہر آنا ناممکن ہے۔ میں نے کھائی میں ٹوپارسن گیس بھی پھیلا دی ہے۔ یہ گیس ان کے اعصاب پر اثر کرے گی اور انہیں بھوک پیاس شدت سے محسوس ہونا شروع ہو جائے گی۔ بھوک اور پیاس کی وجہ سے وہ لاغر ہو جائیں گے اور جب انہیں پانی اور کھانے کو کچھ نہ ملے گا تو ان کی حالت غیر ہو جائے گی۔ وہ کھائی میں ایڑیاں رگڑنے پر مجبور ہو

جائیں گے اور اگلے چند ہی گھنٹوں میں ایک ایک کر کے وہ موت کا شکار ہونا شروع ہو جائیں گے۔ کھائی میں توتاشانسل کے ناگ موجود ہیں جو لاشیں کھانے والے ناگ ہیں۔ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی لاشوں میں تبدیل ہوں گے اسی وقت ناگ ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور انہیں چٹ کر جائیں گے۔ اس کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کا اس دنیا سے نام و نشان تک مٹ کر رہ جائے گا''...... ڈارس نے سفاک لہجے میں کہا تو کاسرو کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''ٹھیک ہے۔ ان کا یہی انجام ہونا چاہئے۔ اس سلسلے میں میری چیف باس سے بات ہوئی تھی۔ چیف باس انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا ہوا دیکھنا چاہتا تھا جس کے لئے وہ خود یہاں پہنچ رہا تھا۔ اطلاع کے مطابق چیف باس یہاں پہنچ تو چکا ہے لیکن اس نے حکم دیا ہے کہ میں عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو ہلاک کرا دوں۔ وہ شاید میرے پاس نہ آئیں۔ چونکہ عمران اور اس کے سارے ساتھی تمہاری قید میں موجود ہیں اس لئے میں بھی وہاں نہیں آ سکتا۔ ان کی موت کو بھیانک اور اذیت ناک بنانے کا میں نے ہی تمہیں حکم دیا تھا۔ تم نے ان کی موت کا جو انتظام کیا ہے وہ واقعی قابل داد ہے۔

بھوک پیاس کی وجہ سے وہ تڑپتے اور سسکتے رہیں گے اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جائیں گے۔ ان میں سے جس کی بھی

لاش گرے گی اس پر توتاشانسل کے ناگ ٹوٹ پڑیں گے اور انہیں چٹ کر جائیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا ایسا ہی بھیانک انجام ہونا چاہئے تھا۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو''...... کاسرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تھینک یو باس''...... ڈارس نے کہا۔

''اب سنو۔ عمران اور اس کے ساتھی تو اپنے انجام تک پہنچ جائیں گے اس لئے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے وہاں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم فوراً اپنے ساتھیوں کو ساتھ لو اور میرے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ جاؤ''...... کاسرو نے کہا۔

''یس باس''...... ڈارس نے کہا تو کاسرو سے ہدایات دینے لگا۔

''اوکے۔ باس میں سمجھ گیا۔ میں ابھی اپنے ساتھیوں کو لے کر آفیسر کالونی پہنچ جاتا ہوں اور وہاں سے روانڈو کو بحفاظت نکال لاؤں گا''...... ڈارس نے کہا۔

''ابھی اور اسی وقت روانہ ہو جاؤ۔ میں روانڈو کو تمہارا نمبر دے دیتا ہوں۔ وہ تم سے رابطہ کرے گا اور پھر وہ تمہیں جو ہدایات دے ان پر عمل کرنا تمہاری ذمہ داری ہے''...... کاسرو نے کہا۔

''یس باس''...... ڈارس نے کہا۔

''اپنے ساتھ خصوصی اسلحہ لے جانا۔ روانڈو کو وہاں سے نکال کر لانے کے لئے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو وہاں لاشوں کے پشتے بھی لگانے پڑیں تو اس سے دریغ نہ کرنا''...... کاسرو نے سرد لہجے

میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ میں روانڈو کو وہاں سے نکال لانے کے لئے اپنی جان لڑا دوں گا"...... ڈارس نے کہا تو کاسرو نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ یکلخت فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"رچرڈ بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے رچرڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس رچرڈ۔ کیا رپورٹ ہے"...... کاسرو نے پوچھا۔

"ہم نے ٹارگٹ ہٹ کر دیا ہے باس"...... دوسری طرف سے رچرڈ کی مسرت بھری آواز سنائی دی تو کاسرو کے چہرے پر سکون کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"گڈ شو۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ ڈاکٹر خاقان عظیم ہلاک ہو چکا ہے"...... کاسرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ یہ کنفرم کرنے کے بعد ہی میں آپ کو کال کر رہا ہوں"...... رچرڈ نے کہا۔

"کیسے ہلاک کیا ہے تم نے اسے۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... کاسرو نے کہا۔

"جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا تھا باس کہ ڈاکٹر خاقان عظیم نے اپنی رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے ہر طرف میگنٹ پاور ریز

پھیلا دی تھیں۔ اس ریز کی موجودگی میں ہر قسم کا اسلحہ ناکارہ ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہاں ایٹم بم بھی گرا دیا جاتا تو وہ بھی ناکارہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے ہم کسی بم یا میزائل سے بھی ڈاکٹر خاقان عظیم کی حویلی کو تباہ نہیں کر سکتے تھے۔ وہاں موجود ہمارا مخبر بھی پکڑا جا چکا تھا جو بعد میں فرار ہو گیا تھا۔ میں اور میرے تین ساتھی اسی کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ کسی طرح سے ہم حویلی کے گرد پھیلی ہوئی میگنٹ پاور ریز کو آف کر دیں۔ اگر ایسا ہو جاتا تو ہمارے لئے اس عمارت کو اُڑانا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ چنانچہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے عمارت کے قریب جا کر ٹیسٹینگ مشین سے ان میگنٹ ریز کی چیکنگ کی جس سے پتہ چلا کہ یہ بلیو ریز ہیں جنہیں میگنٹ پاور ریز میں تبدیل کیا گیا ہے۔ جب مجھے پتہ چلا کہ یہ بلیو ریز ہے تو میں نے فوراً اپنے دو ساتھیوں کو شہر بھیج دیا۔ شہر کے ایک پوائنٹ پر منی ریڈ میزائل موجود تھے۔ میرے ساتھی جلد ہی منی ریڈ میزائل لے کر آ گئے۔

یہاں میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ بلیو ریز کے سرکل کو ختم کرنے کے لئے منی ریڈ میزائل ہی کارآمد ہوتے ہیں۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے عمارت کے چاروں اطراف میں پھیل کر عمارت پر منی ریڈ میزائل فائر کئے جس سے وہاں پھیلی ہوئی بلیو ریز کا سرکل ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد ہم نے فوری طور پر جنگل کی طرف جا کر عمارت پر ڈرینگ میزائل فائر کر دیئے۔ اس بار چونکہ عمارت

کے گرد موجود میگنٹ پاور ریز کا سرکل ختم ہو چکا تھا اس لئے ڈرینگ میزائلوں کے فائر ہوتے ہی عمارت کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ ہماری اطلاع کے مطابق ڈاکٹر خاقان عظیم اپنی رہائش گاہ میں اپنے سپیشل روم میں ہی موجود تھا۔ عمارت تنکوں کی طرح اُڑا دی گئی ہے، اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر خاقان عظیم بھی ہلاک ہو گیا ہے''...... دوسری طرف سے رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ ایک مشن تو مکمل ہوا۔ مجھے خوشی ہے تم نے آخر کار اپنا کام کر دکھایا ہے۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو''...... کاسرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شکریہ باس''...... رچرڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب تم اپنے ساتھیوں سمیت فوراً ماسٹر پوائنٹ پر پہنچ جاؤ۔ میں یہیں موجود ہوں''...... کاسرو نے کہا۔

''لیس باس''...... رچرڈ نے کہا تو کاسرو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات تھے۔

''میں جانتا تھا کہ رچرڈ کسی نہ کسی طرح ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کر ہی دے گا اور اس نے اپنا کام کر دیا ہے ورنہ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے پاکیشیا میں میرے لئے کوئی بھی مشن مکمل کرنا ممکن نہ ہو گا اور اس بار ڈارک کنگ کو واقعی ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑے گا۔ ادھر روانڈو کی اطلاع کے مطابق وہ بھی اپنا مشن مکمل کرنے کے

لئے تیار ہے۔ اب نیلسن اور لورین کی طرف سے آخری اطلاع آنا باقی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بھی کامیابی کی ہی اطلاع دیں گے اور ڈارک کنگ پاکیشیا میں تینوں مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی''۔ کاسرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے جیسے اس کے دو ساتھیوں نے کامیابیوں کی رپورٹ دے کر اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا ہو۔

بلیک زیرو اور جوزف نے دعوت میں شریک لوگوں کو اچھی طرح چیک کیا اور پھر وہ عمارت کے ایک ایک حصے کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لینے لگے۔ ابھی پورے مہمان نہیں آئے تھے کچھ آ چکے تھے کچھ آ رہے تھے۔ باہر کا جائزہ لے کر وہ اندرونی حصے میں آئے اور ایک ایک کمرے کو چیک کیا۔ عورتوں والے حصے کو بھی چیک کیا گیا لیکن کہیں کسی گڑبڑ کے آثار نظر نہ آئے۔

"ہم نے ہر جگہ دیکھ لی ہے۔ بظاہر تو یہاں کوئی گڑبڑ والی بات دکھائی نہیں دے رہی ہے۔ ہم نے جن مہمانوں کو چیک کیا ہے ان میں سے بھی کوئی میک اپ میں نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے بھی چیک کیا ہے۔ کسی کے چہرے پر میک اپ نہیں ہے"...... جوزف نے کہا۔

"شاید ابھی کچھ اور مہمان بھی آئیں گے۔ ہمیں انہیں بھی چیک کرنا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میں بیرونی گیٹ پر چلا جاتا ہوں۔ جو بھی آئے گا میں اسے گیٹ پر ہی چیک کر لوں گا"۔ جوزف نے کہا۔

"مہمانوں کے ساتھ ساتھ ہمیں اس عمارت کے ایک اور حصے کو بھی چیک کر لینا چاہئے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کون سا حصہ"...... جوزف نے کہا۔

"جہاں کھانا تیار ہو رہا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ وہ تو بہت ضروری حصہ ہے"...... جوزف نے چونک کر کہا۔

"آؤ"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ تیز تیز چلتے ہوئے رہائش گاہ کے عقب میں آ گئے۔ کھانا یہاں تیار کرایا جا رہا تھا۔

"آپ لوگ کون ہیں اور ادھر کس مقصد کے لئے آئے ہیں"...... اسی لمحے ایک آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ یہ ملٹری انٹیلی جنس کا آدمی تھا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہیں ہمارے بارے میں بریف نہیں کیا گیا کہ ہم کون ہیں"...... بلیک زیرو نے خشک لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ کون ہو تم"...... اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔

"اپنے چیف کرنل احتشام سے بات کرو اور اس سے پوچھو کہ کرنل طاہر کون ہے"...... بلیک زیرو نے غرا کر کہا تو کرنل کا نام سن کر سادہ لباس والا بوکھلا گیا۔

"مم۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... اس نے کہا اور پھر اس نے

فوراً اپنی جیب سے شارٹ رینج ٹرانسمیٹر نکالا اور دوسری طرف کال دینے لگا۔ دوسری طرف کال کر کے اس نے کرنل طاہر کے بارے میں بات کی پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور بلیک زیرو کے سامنے آ کر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اسے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

''سوری سر۔ ہمیں واقعی آپ کے بارے میں اب تک نہیں بتایا گیا تھا۔ رئیلی ویری سوری''...... اس نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کوئی بات نہیں''...... بلیک زیرو نے کہا پھر وہ آگے بڑھے اور کھانا تیار کرنے والے شیف کو چیک کرنے لگے۔ انہوں نے پکنے والے کھانے کا بھی بغور جائزہ لیا۔

''مہمانوں کو کھانا سرو کرنے والے کون لوگ ہیں''...... بلیک زیرو نے اس سادہ لباس والے سے پوچھا۔

''گھر کے ملازم اور ایک ہوٹل کے چند ویٹر ہیں جناب''۔ اس آدمی نے جواب دیا بلیک زیرو نے دیکھا اس کے سینے پر اس کے نام کا بیج لگا ہوا تھا جس پر اس کا نام کیپٹن شاہد نواز لکھا ہوا تھا۔

''باہر کے آدمیوں کو کس نے چیک کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''انہیں جو صاحب لے کر آئے ہیں انہوں نے انہیں چیک کیا ہے۔ ان کی ذمے داری پر ہی انہیں اندر داخل کیا گیا تھا''۔

شاہد نواز نے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ۔ تمام تر انتظامات درست ہیں۔ کہیں کوئی گڑبڑ نہیں اور اس کا مطلب ہے ہمارا آنا بے کار گیا۔ آؤ چلیں''۔ بلیک زیرو نے کہا اور وہاں سے واپس آ گئے۔

''اب کیا کریں۔ یہاں تو دور دور تک ڈارک کنگ کے کسی آدمی کا نشان موجود نہیں''...... جوزف نے کہا۔

''میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف چونک پڑا۔

''کون سی ترکیب''...... جوزف نے کہا۔

''دعوت کے دوران ہم چھت پر چڑھ کر نیچے کا جائزہ لیتے رہیں گے اس طرح ہم یہاں موجود ایک ایک فرد کا بغور جائزہ لے سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ان حالات میں اس سے بہتر تدبیر کوئی نہیں ہو سکتی''...... جوزف نے کہا۔

''تو پھر آؤ''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ دونوں ایک سائیڈ پر موجود سیڑھیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ چھت پر پہنچے اور انہوں نے چھت کا چاروں اطراف سے جائزہ لینا شروع کر دیا اور پھر وہ چھت کے دوسری طرف آئے اور نیچے برآمدے اور لان کا جائزہ لینے لگے۔ یہاں سے تمام مہمان انہیں بخوبی نظر آ رہے تھے۔ کھانا لانے والے ملازم بھی صاف نظر آ رہے

تھے۔ گیٹ سے کوٹھی کے اندر داخل ہونے والے مہمان بھی نظر آ رہے تھے۔ وہ سب کو دیکھ رہے تھے۔ لیکن انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا البتہ جو عورتیں کمروں کے اندر تھیں۔ وہ ان کی نظروں سے اوجھل تھیں لیکن انہیں ان عورتوں سے کوئی غرض بھی نہ تھی۔ انہیں تو ڈاکٹر شہاب صدیقی پر نظر رکھنا تھی تاکہ کوئی انہیں ہلاک نہ کر سکے اور وہ پوری طرح ان کی نظروں میں تھے۔ ابھی وہ یہ سب جائزہ لے رہے تھے کہ اچانک انہوں نے دروازے پر شور سنا۔ انہوں نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ کچھ لوگ زبردستی اندر آنے کی کوشش کر رہے تھے اور نگران انہیں روک رہے تھے۔ اسی لمحے انہوں نے کرنل احتشام کو اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ گیٹ کی طرف جاتے دیکھا۔

"کیا معاملہ ہے"...... کرنل احتشام کی تیز آواز سنائی دی۔

"یہ لوگ زبردستی اندر داخل ہونا چاہتے ہیں سر"...... گیٹ پر موجود ایک اہلکار نے کہا۔

"کون ہیں یہ لوگ"...... کرنل احتشام نے پوچھا۔

"یہ بھانڈ ہیں جناب۔ آپ انہیں مسخرے بھی کہہ سکتے ہیں۔ تقاریب میں اسی طرح گھس جاتے ہیں۔ لوگوں کو ہنساتے ہیں اور اپنے پیسے بنا کر چلے بنتے ہیں"...... اہلکار نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ دیکھو بھئی۔ یہ دعوت اور قسم کی ہے۔ شادی بیاہ کی نہیں ہے۔ تم لوگوں کو یہاں آنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے

البتہ تم یہ کچھ پیسے رکھ لو"...... کرنل احتشام نے نرم لہجے میں کہا۔

"نہیں سرکار۔ ہم اس طرح نہیں لیں گے۔ اندر جائیں گے۔ آپ کے مہمانوں کو ہنسائیں گے اور جو ہمارے مقدر میں ہو گا ہمیں مل جائے گا"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"نہیں۔ میں کہہ چکا ہوں۔ یہ کوئی شادی بیاہ کی دعوت نہیں ہے"...... کرنل احتشام نے کہا۔

"نہ ہو۔ ہے تو دعوت اور دعوت بھی خوشی کی ہے۔ اس لئے آپ ہمیں لوگوں کے دل بہلانے کا موقع دیں"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"چلیں آنے دیں۔ کوئی حرج نہیں"...... ڈاکٹر شہاب صدیقی کے ایک مہمان نے کہا۔

"نہیں میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا"...... کرنل احتشام صاحب نے کہا۔ انہوں نے اہلکاروں کو اشارہ کیا کہ وہ ان لوگوں کو یہاں سے ہٹا دے۔ اہلکار فوراً آگے بڑھے اور پھر انہوں نے زبردستی ان سب کو وہاں سے ہٹانا شروع کر دیا۔ وہ لوگ مایوس ہو کر وہاں سے چلے گئے۔

"کچھ اندازہ لگایا آپ نے طاہر صاحب۔ ان لوگوں کی آمد کا بھلا کیا مقصد ہو سکتا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"یہ کوئی چال بھی ہو سکتی ہے اور نہیں بھی ہو سکتی ایسے لوگ ایسی جگہوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور گھس آتے ہیں۔ ان کا کام یہی

ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''خیر دیکھا جائے گا۔ ویسے میں اب خطرے کی بو محسوس کر رہا ہوں''...... جوزف نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا کہا۔ خطرے کی بو''...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ فادر جوشوا نے میرے کان میں کہا ہے کہ یہاں کچھ ہونے والا ہے''...... جوزف نے مضطرب لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ کیا تمہارے فادر جوشوا نے خطرے کی نشاندہی کی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ بس فادر جوشوا کا کہنا ہے کہ خطرہ ہمارے سروں پر آن پہنچا ہے''...... جوزف نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''لیکن یہاں تو ابھی تک ایسا کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے جسے خطرہ کہا جا سکتا ہو''...... بلیک زیرو نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے انہوں نے مہمانوں کو عمارت کے اس حصے کی طرف جاتے دیکھا جہاں ان کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ وہاں کھانے کی میزیں لگ چکی تھیں اور کھانے کا سامان پہنچا دیا گیا تھا۔ وہ دونوں اس طرف دیکھ رہے تھے کہ اچانک جوزف بری طرح سے اچھل پڑا۔

''اوہو۔ یہ۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں''...... اچانک جوزف نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''کیا ہوا''...... بلیک زیرو نے کہا لیکن جوزف نے اسے کوئی جواب نہ دیا بلکہ کھانا کھانے والے افراد کی طرف دیکھ کر بری طرح سے چیخنے لگا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ''...... جوزف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور لوگ چونک چونک کر حیرت بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھنا شروع ہو گئے۔ بلیک زیرو بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو جوزف''...... بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے''...... کئی آوازیں ابھریں۔

''آپ میں سے کوئی بھی کھانے والے حصے میں نہیں جائے گا''...... جوزف نے کہا۔

''کیا مطلب''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے جھلا کر کہا۔

''کرنل طاہر۔ آخر یہ سب کیا ہے''...... کرنل احتشام نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں ناگواریت کا عنصر تھا۔

''اس طرف بہت بڑا خطرہ ہے۔ جو بھی اس طرف جائے گا وہ سیدھا موت کے منہ میں پہنچ جائے گا۔ اگر آپ خطرے سے بچنا چاہتے ہیں تو یہیں رک جائیں''...... جوزف نے کہا۔

''کرنل طاہر مہربانی فرما کر نیچے آئیں اور بتائیں آپ کا یہ

ساتھی سب کو کھانے والے حصے میں جانے سے کیوں روک رہا ہے''...... کرنل احتشام نے کہا۔

''او کے۔ ہم نیچے آ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس نے جوزف کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر گہری پریشانی دکھائی دے رہی تھی۔

''آؤ جوزف''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے۔

''آخر تمہیں ہوا کیا ہے۔ ایسا کیا دیکھ لیا ہے تم نے جو تم اس قدر پریشان دکھائی دے رہے ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نیچے چل کر بتاؤں گا''...... جوزف نے کہا۔

''یہاں بتانے میں کیا حرج ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں آپ کو کچھ دکھانا چاہتا ہوں''...... جوزف نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نیچے چلیں پھر آپ کو خود ہی پتہ چل جائے گا کہ میں آپ کو کیا دکھانا چاہتا ہوں''...... جوزف نے کہا تو بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سب مہمانوں کے سامنے تھے۔ جوزف ان سب کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے جوزف تیزی سے ایک آدمی کی طرف بڑھا۔ اس آدمی نے کسی ہوٹل کے ویٹر کا لباس پہنا ہوا تھا۔

''خبردار۔ تم کہاں کھسکنے کی کوشش کر رہے ہو''...... جوزف نے اس کے قریب آ کر انتہائی سخت لہجے میں کہا تو ویٹر بری طرح سے چونک پڑا۔

''مم۔ میں کھسک نہیں رہا تھا۔ کھانے کی ٹرے اٹھانے جا رہا تھا۔ اس میز پر ایک ٹرے کم ہے''...... ویٹر نے گھبرا کر کہا۔

''بس یہیں کھڑے رہو''...... جوزف نے کہا۔

''زیادہ سسپنس پھیلانے کی کوشش نہ کرو مسٹر۔ بات بتاؤ''۔ مہمانوں میں سے ایک آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ کی تعریف''...... بلیک زیرو نے اسے گھور کر کہا۔

''یہ میرا بڑا بیٹا ہے۔ ساجد ضیاء''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے فوراً کہا۔ اسی لمحے جوزف، بلیک زیرو کی طرف بڑھا اور اس نے بلیک زیرو کے کان میں کچھ کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا یہ سچ ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سنیں۔ سب لوگ میری بات دھیان سے سنیں۔ ہمارا تعلق سپیشل سروس سے ہے اور میں سپیشل سروس کا چیف کرنل طاہر ہوں۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ہلاک کرنے کے لئے سازش کی جا رہی ہے۔ ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کے جس کا نام ڈارک کنگ ہے ایجنٹس ان کی جان کے درپے ہیں اور ہمیں معلوم

ہوا تھا کہ اسی تقریب میں ان پر حملہ کیا جائے گا۔ اس لئے ہمارا یہ فرض تھا کہ ہم ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ہر قسم کے خطرے سے بچانے کی کوشش کریں۔ اس سلسلے میں ہم نے پوری کوٹھی کا جائزہ لیا۔ خطرہ کس طرف سے اور کس راستے سے ہو سکتا تھا ان تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا لیکن کہیں کوئی گڑبڑ نظر نہ آئی تو ہم نے فیصلہ کیا کہ کوٹھی کی چھت پر چڑھ کر تمام مہمانوں کو غور سے دیکھا جائے۔ اگر کہیں کوئی گڑبڑ ہوئی تو فوراً نظر آ جائے گی۔ اس لئے ہم اوپر چھت پر چلے گئے اور ماحول کا بغور جائزہ لینے لگے۔ ایسے میں ہمیں ایک خوفناک چیز نظر آئی۔

''خوفناک چیز۔ لیکن۔ یہاں تو دور دور تک کوئی خوفناک چیز نظر نہیں آ رہی''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کہا۔

''معاف کیجئے گا ڈاکٹر شہاب صدیقی۔ آپ ہمارے ساتھ اوپر نہیں تھے ورنہ آپ کو بھی نظر آ جاتی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن وہ خوفناک چیز ہے کیا''...... اس بار کرنل احتشام نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

''اس وقت تک کافی سسپنس پھیلایا جا چکا ہے۔ اب آپ مہربانی فرما کر جلدی سے وضاحت کر دیں''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کہا۔

''جوزف۔ اسے پکڑ کر یہاں لاؤ''...... بلیک زیرو نے جوزف سے کہا جو بلیک زیرو کو کان میں بات بتا کر واپس اس ویٹر کی طرف

چلا گیا تھا جس نے وہاں سے کھسکنے کی کوشش کی تھی۔ جوزف نے ویٹر کا بازو پکڑا اور اسے کھینچ کر بلیک زیرو کے پاس لے آیا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑتی دکھائی دے رہی تھیں۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''راشد کرمانی''...... ویٹر نے جواب دیا۔

''یہ کھانا تو بالکل ٹھیک ٹھاک ہے نا''...... جوزف نے میزوں پر لگے ہوئے کھانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ بالکل''...... ویٹر راشد کرمانی نے کہا۔

''تو پھر ذرا یہ لقمہ کھا کر دکھاؤ''...... جوزف نے ایک چمچ میں بریانی لے کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... ویٹر راشد کرمانی نے بھنا کر کہا۔

''اگر یہ کھانا ٹھیک ہے تو اسے کھاؤ''...... جوزف نے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں مجھے بھوک نہیں ہے''...... ویٹر راشد کرمانی نے کہا۔ جوزف نے فوراً اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکالا اور اس کے سر سے لگا دیا۔ اسے ریوالور نکالتے دیکھ کر وہاں موجود لوگوں کے چہروں پر خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''میں کہہ رہا ہوں۔ کھاؤ اسے''...... جوزف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ بلیک زیرو بے حد بے چین دکھائی دے رہا تھا۔ اسے ابھی تک جوزف کا یہ انداز سمجھ نہیں آیا تھا۔

''میں نہیں کھاؤں گا''...... ویٹر راشد کرمانی نے گڑبڑا کر کہا۔

''لیکن کیوں''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ دوسرے مہمان بھی حیرت زدہ نظر آ رہے تھے۔

''میرا یہ کام نہیں کہ میں کھانا کھاتا پھروں''...... راشد کرمانی نے کہا۔

''اگر تم نہیں کھاؤ گے تو میں تمہارے سر میں گولی اتار دوں گا''...... جوزف نے غرا کر کہا۔

''اس کے باوجود میں نہیں کھاؤں گا''...... راشد کرمانی نے منہ بنا کر کہا۔ جوزف نے ریوالور اس کے سر سے لگا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود اس کے چہرے پر خوف کی کوئی علامت دکھائی نہ دے رہی تھی۔ وہ لاپرواہ انداز میں کھڑا تھا۔

''تم اس لئے کھانا نہیں کھا رہے کہ اس کھانے میں تم نے زہر ملایا ہوا ہے''...... جوزف نے غرا کر کہا تو راشد کرمانی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی بات سن کر وہاں موجود سب لوگ بری طرح سے اچھل پڑے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کھانے میں زہر ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کھانا لیبارٹری میں چیک کرا لیں۔ گھر میں کوئی بلی یا طوطا وغیرہ ہے تو اسے کھلا کر چیک کرا لیں''...... جوزف نے کہا تو ڈاکٹر شہاب صدیقی کا بیٹا اندر گیا اور بلی کو پکڑ لایا۔ اس کے سامنے بوٹی ڈالی گئی تو وہ فوراً کھانے لگی۔ اچانک بلی کے منہ سے ایک درد

بھری چیخ نکلی اور وہ بری طرح تڑپنے لگی۔ اب تو سب کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔

''اوہ۔ اس کھانے میں تو واقعی زہر ہے''...... کرنل احتشام نے کانپ کر کہا۔

''جی ہاں''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا ڈارک کنگ کے کارکن اس انداز سے بھی وار کرتے ہیں''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کہا۔

''وہ موقع و محل کے مطابق کام کرتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ارے۔ یہ بلی کو کیا ہوا''...... کوئی چلایا۔

''کیا ہوا''...... کئی آوازیں ابھری اور نظریں بلی پر جم گئیں۔ بلی کے جسم کے مساموں سے خون نکل رہا تھا۔ ہر مسام سے خون رس رہا تھا۔ جبکہ وہ مر پہلے ہی چکی تھی۔ اس قسم کی موت انہوں نے پہلے نہیں دیکھی تھی۔

''مم۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ تم واقعی صحیح تھے''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے جوزف کے نزدیک آ کر کہا۔

''معافی کس بات کی''...... جوزف نے کہا۔

''میں تمہیں پاگل سمجھا تھا''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کہا۔

''اوہ کوئی بات نہیں جناب۔ ہمیں تو نہ جانے کتنے لوگ پاگل سمجھتے اور کہتے رہتے ہیں''...... جوزف نے مسکرا کر کہا۔ کرنل احتشام

کے ساتھی آگے بڑھ کر ویٹر راشد کرمانی کو پکڑ چکے تھے۔ اس کے چہرے پر اب بھی خوف کا کوئی تاثر دکھائی نہ دے رہا تھا۔ بلیک زیرو چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر وہ اس کی طرف بڑھا۔

"اب تم اپنا اصل نام بتاؤ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی میرا نام ہے"...... راشد کرمانی نے کہا۔

"نہیں۔ تم راشد کرمانی نہیں ہو تم نے اس کا میک اپ کر رکھا ہے"...... بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو نہ صرف راشد کرمانی بلکہ ارد گرد موجود دوسرے افراد بھی چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... راشد کرمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ایس وی سی ٹائپ کا میک اپ کر رکھا ہے جو لائٹ کران اور مرکری کے پیسٹ سے بنایا جاتا ہے۔ یہ میک اپ اس قدر پرفیکٹ ہوتا ہے کہ غور سے دیکھنے پر بھی اس کا پتہ نہیں چلتا اور نہ ہی اس میک اپ کو کسی میک اپ واشر یا لوشن سے صاف کیا جا سکتا ہے۔ میں نے پہلے بھی تمہیں چیک کیا تھا لیکن اس وقت میں واقعی تمہارا میک اپ چیک نہیں کر سکا تھا۔ اب میں نے تمہارے قریب آ کر تمہیں غور سے دیکھا ہے تو مجھے تمہارے چہرے پر مختلف جگہوں پر ریڈ ڈاٹس دکھائی دے گئے ہیں جو اس میک اپ کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اور یہ ڈاٹس ہی اس میک اپ کی سب سے بڑی

خامی ہے جو میک اپ ظاہر کر دیتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو ویٹر راشد کرمانی کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"نن۔ نن۔ نہیں یہ جھوٹ ہے۔ سرسر جھوٹ"...... راشد کرمانی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا جھوٹ ابھی ظاہر ہو جائے گا۔ جوزف"...... بلیک زیرو نے پہلے اس سے اور پھر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا۔

"پانی کے گلاس میں لیموں اور نمک ملا کر لاؤ"...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک طرف بڑھ گیا۔ کھانے کی میزوں پر نمک اور سلاد کے ساتھ لیموں بھی رکھے ہوئے تھے اس نے ایک گلاس میں پانی ڈال کر اس میں نمک ملایا اور پھر اس نے گلاس میں ایک لیموں نچوڑنا شروع کر دیا پھر اس نے ایک چمچ سے لیموں اور نمک کو پانی میں مکس کیا اور اسے لے کر واپس آ گیا۔

"سارا پانی اس کے منہ پر ڈال دو"...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے یکلخت گلاس کا پانی راشد کرمانی کے منہ پر ڈال دیا۔ راشد کرمانی نے بچنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کا چہرہ پانی سے بھیگ گیا۔

"اب رومال سے اس کا منہ صاف کرو تو اس کے چہرے پر موجود سارا میک اپ صاف ہو جائے گا"...... بلیک زیرو نے کہا تو

جوزف نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑی اور پھر جیب سے رومال نکال کر اس کے منہ پر رگڑنے لگا۔ دوسرے لمحے وہاں موجود تمام افراد یہ دیکھ کر اچھل پڑے کہ اب مقامی ویٹر کی بجائے ان کے سامنے ایک غیر ملکی کھڑا تھا۔ اس کا منہ لٹکا ہوا تھ۔ میک اپ اترنے کے بعد ظاہر ہے اب اس کے پاس بولنے کے لئے کچھ نہ رہ گیا تھا۔

”جوزف۔ ریوالور نکالو“...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف جس نے ریوالور اپنے ہولسٹر میں رکھ لیا تھا واپس نکال لیا۔

”اس کے سارے خانوں سے گولیاں نکال لو“...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف چونک پڑا۔

”کیا مطلب“...... جوزف نے چونک کر کہا۔

”جیسا کہہ رہا ہوں ویسا کرو“...... بلیک زیرو نے خشک لہجے میں کہا تو جوزف نے ریوالور کا چیمبر کھولا اور اس میں سے گولیاں نکالنے لگا۔ ریوالور کے آٹھ خانے تھے۔

”اب ایک گولی خانے میں ڈالو اور چیمبر بند کر دو“...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ بلیک زیرو کا مقصد سمجھ گیا تھا۔ اس نے فوراً خانے میں ایک گولی ڈالی اور چیمبر بند کر کے اسے تیزی سے گھمانے لگا اور پھر اس نے بلیک زیرو کے کہنے سے پہلے ہی ریوالور کی نال راشد کرمانی کے سر سے لگا دی۔

”اب یہ میرے کسی بھی سوال کا جواب دینے سے انکار کرے یا جھوٹ بولنے کی کوشش کرے تو ٹریگر دبا دینا۔ یہ اس کی قسمت ہو گی کہ اس کے حصے میں گولی والا خانہ آتا ہے یا خالی خانہ۔ ہوسکتا ہے کہ پہلی ہی مرتبہ گولی چل جائے اور اس کا سر ناریل کی طرح پھٹ جائے۔ جب تک یہ ٹھیک جواب دیتا رہے گا اس کی زندگی بچی رہے گی ورنہ......“ بلیک زیرو نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو راشد کرمانی کے چہرے پر اس بار خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

”اپنا اصل نام بتاؤ“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”روانڈو۔ میرا نام روانڈو ہے“...... اس نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

”کیا تم نے یہاں موجود سارے کھانے میں زہر ملا رکھا ہے“۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہاں“...... روانڈو نے کہا۔

”کیوں۔ تمہارا ٹارگٹ تو ڈاکٹر شہاب صدیقی تھا پھر تم نے سارے کھانے میں زہر کیوں ملایا۔ اگر یہ سب لوگ کھانا کھا لیتے تو ان میں سے شاید ہی کوئی زندہ بچتا“...... بلیک زیرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میرا ارادہ تو یہی تھا کہ میں ایک گن سے ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ڈائریکٹ ہلاک کر دوں لیکن یہاں کے انتظامات بے حد سخت تھے۔ قدم قدم پر سیکورٹی تھی اور ہر طرف سیکورٹی کیمرے بھی لگے

ہوئے تھے۔ اگر میں فائر کرتا تو سب کی نظروں میں آ سکتا تھا اور پھر میرا یہاں سے نکلنا ناممکن ہو جاتا۔ میرے پاس زہر کی شیشی تھی۔ ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ہلاک کرنے کے لئے مجھ پر شدید دباؤ تھا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ میں سارے کھانے میں زہر ملا دیتا ہوں۔ زہریلا کھانا کھاتے ہی سب لوگ ہلاک ہو جاتے جن میں ظاہر ہے ڈاکٹر شہاب صدیقی بھی شامل تھا لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تمہارے ساتھی کو اس بات کا کیسے پتہ چل گیا کہ کھانے میں زہر ملا ہوا ہے''...... روانڈو نے کہا۔

''اس کا جواب ہے وہ پرندہ۔ ادھر دیکھو''...... جوزف نے کہا تو سب کی نظریں اس طرف اٹھ گئیں جس طرف جوزف نے اشارہ کیا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ سب چونک پڑے کہ ایک طرف ایک چڑیا جیسا چھوٹا سا پرندہ گرا ہوا تھا۔ اس کا سارا جسم بھی خون سے سرخ ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کے ایک ایک حصے سے خون نکل آیا ہو۔

''میں چھت پر تھا۔ لوگ جب کھانے والے حصے کی طرف جا رہے تھے تو میں نے اس پرندے کو ایک طشت سے چاول کے چند دانے چگ کر اُڑتے دیکھا۔ یہ سامنے والی تار پر بیٹھا اور دوسرے لمحے یوں گر گیا جیسے یکلخت اس کی جان نکل گئی ہو اور پھر میں نے اسے خون سے سرخ ہوتے دیکھا۔ یہ دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ اس طشت کی بریانی میں زہر ہے۔ اسی لئے میں نے تمہیں اسی طشت سے چاول کھانے کا کہا تھا''...... جوزف نے کہا۔

''اوہ۔ تو اسی لئے تم نے ہمیں اس طرف جانے سے روک دیا تھا''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کہا۔

''ہاں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرے خدا۔ اگر تم نے اس پرندے کو چاول چگتے اور پھر اس طرح ہلاک ہوتے نہ دیکھا ہوتا اور ہم اس طرف آ کر کھانا کھانا شروع کر دیتے تو ہمارا کیا ہوتا''...... ڈاکٹر شہاب صدیقی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو آپ سب کا یہی انجام ہوتا جو اس پرندے اور بلی کا ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو ان سب کے چہرے موت کے خوف سے زرد پڑ گئے۔

''کیا تمہارا تعلق ڈارک کنگ سے ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔ موت کے خوف سے روانڈو اس کی ہر بات کا جواب سچ سچ دے رہا تھا اس لئے جوزف کو ابھی تک ریوالور کا ٹریگر دبانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی تھی۔

''ہاں۔ میرا تعلق ڈارک کنگ سے ہے''...... اس نے کہا۔

''تو وہ ویٹر کہاں ہے جس کی تم نے جگہ لی ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میں یہاں ڈاکٹر شہاب صدیقی کے ایک مہمان کے روپ میں آیا تھا پھر میں نے یہاں آ کر ایک ویٹر کو چنا اور اسے ایک کمرے میں لے جا کر ہلاک کر دیا اور اس کا لباس پہن کر اسی کا میک اپ

کر دیا۔ کھانے میں زہر ملانے کا کام میں مہمان بن کر نہیں ویٹر بن کر ہی کر سکتا تھا۔ اس بات کا افسوس زندگی بھر رہے گا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا“...... روانڈو نے افسردہ لہجے میں کہا۔

”یہ افسوس اب تمہاری موت کے بعد ہی ختم ہو گا“...... بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

”تمہارے باس کا نام مارٹی ہے“...... جوزف نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں“...... روانڈو نے کہا۔

”اس کا پتہ بتاؤ۔ کہاں ہے وہ“...... بلیک زیرو نے کہا لیکن اس بار روانڈو خاموش ہو گیا۔

”میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں“...... بلیک زیرو نے غرا کر کہا لیکن اس بار بھی روانڈو خاموش رہا۔

”بتاؤ۔ ورنہ......“ جوزف نے غرا کر کہا لیکن وہ اسی طرح خاموش رہا۔ جوزف نے یکلخت اس کے سر سے لگائے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ ٹرچ کی آواز سنائی دی لیکن ٹریگر دبتے ہی روانڈو بری طرح سے کانپ اٹھا۔

”تمہاری قسمت اچھی تھی کہ تم بچ گئے۔ بتاؤ کہاں ہے مارٹی ورنہ میں پھر سے ٹریگر دبا دوں گا“...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ۔ وہ ماسٹر پوائنٹ پر موجود ہے“...... روانڈو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”ماسٹر پوائنٹ۔ کہاں ہے یہ ماسٹر پوائنٹ“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں نہیں جانتا“...... روانڈو نے کہا تو جوزف نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اس بار ٹرچ کی آواز سن کر روانڈو کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

”بتاؤ۔ ورنہ......“ جوزف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو روانڈو کانپ کر رہ گیا۔

”بب بب۔ بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں“...... اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے انہیں ایک نئی رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی کا پتہ بتانا شروع کر دیا۔

”یہ بتاؤ کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں“...... بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ میں نہیں جانتا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا“...... روانڈو نے کہا۔

”جوزف۔ ٹریگر دباؤ“...... بلیک زیرو نے غصے سے کہا تو جوزف نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ ٹرچ کی آواز ابھری اور روانڈو سمیت وہاں موجود تمام افراد بری طرح سے اچھل پڑے۔

''رر۔ رکو۔ رکو پلیز۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں''...... روانڈو نے خوف سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ٹریگر دباؤ''...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اس بار بھی ٹرچ کی آواز سنائی دی لیکن اس بار ٹریگر دبتے ہی روانڈو اچھل کر کئی فٹ پیچھے ہٹ گیا۔ اس کا رنگ ہلدی کی مانند زرد ہو گیا تھا۔

''اس وقت تک ٹریگر دباتے رہو جب تک یہ سچ نہیں بولتا''۔ بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے ریوالور کا رخ پھر روانڈو کی طرف کر دیا۔ اس نے ٹریگر پر دباؤ ڈالا تو روانڈو بری طرح سے لرزنا شروع ہو گیا۔

''رر۔ ررکو۔ فار گاڈ سیک۔ اب ٹریگر نہ دبانا۔ میں بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں''...... اس نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ''...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس نے انہیں بلائنڈ پوائنٹ کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو''...... جوزف نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ سچ کہہ رہا ہے۔ اگر یہ جھوٹ بولتا تو مجھے اس کے لہجے سے ہی اس کے جھوٹ کا پتہ چل جاتا۔

''تب پھر یہ ہمیں ان پہاڑیوں کی طرف لے جائے گا اور یہی

بتائے گا کہ اس نے باس اور اس کے ساتھیوں کو کس غار میں قید کر رکھا ہے''...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

''کیا میں آپ کے ساتھ چلوں''...... کرنل احتشام نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر انہوں نے روانڈو کو اپنے ساتھ لیا اور پھر وہ اسے لے کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک روانڈو کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جوزف چونکہ کار ڈرائیو کر رہا تھا اور بلیک زیرو پچھلی سیٹ پر روانڈو کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اس نے جوزف کے ریوالور کی نال اس کے پہلو سے لگا رکھا تھا اس لئے روانڈو بالکل ساکت تھا۔

''جیب سے سیل فون نکالو اور دیکھو کس کا فون ہے''...... بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

''باس کا ہی فون ہو گا اور کس کا ہو سکتا ہے''...... روانڈو نے کہا۔

''اس سے بات کرو''...... بلیک زیرو نے کہا تو روانڈو نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔

''فون کا اسپیکر آن کرو''...... بلیک زیرو نے کہا تو روانڈو نے کال رسیو کی اور ساتھ ہی اسپیکر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو''...... دوسری طرف سے ایک سرد آواز سنائی دی۔

''یس باس۔ روانڈو بول رہا ہوں''...... روانڈو نے فون منہ کے

قریب کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے کام پورا کیا ہے یا نہیں"...... دوسری طرف سے باس کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"نو باس۔ ڈاکٹر شہاب صدیقی سیکورٹی کے سخت ترین حصار میں ہے۔ میں کوشش کے باوجود اس پر حملہ نہیں کر سکا ہوں"۔ روانڈو نے بات بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ روانڈو کی بات سن کر مطمئن ہو گیا ہو۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ جیسے بھی ہو اسے ہلاک کرو۔ تم نے تو کہا تھا کہ اسے ہلاک کرنے کے لئے تمہیں لاشوں کے پشتے بھی لگانے پڑے تو تم اس سے بھی اجتناب نہیں کرو گے۔ ان سب کو ایک ساتھ ختم کر دو"...... دوسری طرف سے باس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا"...... روانڈو نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"گڈ۔ اچھا کیا ہے جو تم نے باس کو مطمئن کر دیا ہے۔ اگر تم اسے کوئی اشارہ کرتے تو میں تم پر گولی چلا دیتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر باس کو معلوم ہوا کہ میں ناکام ہو گیا ہوں اور تم نے مجھے گرفتار کر لیا ہے تو وہ غضبناک ہو کر ہر طرف تباہی پھیلا دے گا"...... روانڈو نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"میں ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ایک ریز گن سے ہلاک کرنا چاہتا تھا جس کا مجھے موقع تو مل رہا تھا لیکن میرا وہاں سے بچ کر نکلنا مشکل تھا اس لئے میں نے خاموشی سے سارے کھانے میں زہر ملا دیا تھا۔ یہ درست ہے کہ میں ڈارک کنگ کا کارکن ہوں اور میرے لئے انسانوں کو ہلاک کرنا بہت آسان ہے۔ میں انسانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح ہلاک کرنے میں لطف محسوس کرتا ہوں لیکن اس بار جب موت میری آنکھوں کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی تو مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ موت کا خوف کس قدر بھیانک اور لرزہ خیز ہوتا ہے۔ تمہارے ساتھی نے بار بار ریوالور میرے سر پر رکھ کر ٹریگر دبایا تو ہر بار مجھے اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا اور اندر سے میں بری طرح سے ہل کر رہ گیا تھا۔ اگر ایک بار بھی گولی چل جاتی تو میرا انجام بھیانک ہونا تھا۔ موت کا خوف مجھ پر غالب آ گیا تھا اور مجھے احساس ہو گیا تھا کہ بے گناہ انسانوں کو ہلاک کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔ میرے دماغ میں ابھی تک موت کا خوف طاری ہے۔ اسی خوف کے باعث میں نے تمہارا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ میں ڈارک کنگ کو چھوڑ دوں گا۔ اگر تم مجھے زندہ رہنے کا موقع دو گے تو میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کرو گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ تمہیں مجھے اس بات کی بھی ضمانت دینی پڑے گی کہ تم مجھے ڈارک کنگ سے بچالو گے اور کسی ایسی جگہ

لے جا کر چھپا دو گے جہاں ڈارک کنگ کے آدمی نہ پہنچ سکیں“...... روانڈو نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت ابھر آئی۔ روانڈو جیسے خطرناک مجرم اور قاتل کی اس طرح کایا پلٹ جانے پر واقعی اسے حیرت ہو رہی تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ مجرم ٹائپ کے ایسے لوگوں کی نفسیات ایسی ہی ہوتی ہے جب موت کا خوف ان پر غالب آتا ہے تو ان کا دل و دماغ بدل جاتا ہے اور ان کی ایسے ہی کایا پلٹ جاتی ہے۔

”اگر تم واقعی میرے ساتھ تعاون کرو گے تو میں تمہاری زندگی کی ضمانت بھی دوں گا اور تمہیں ڈارک کنگ سے بچانے کی بھی ہر ممکن کوشش کروں گا لیکن اگر تم نے ہمیں ڈاج دینے کی کوشش کی تو تمہارا انجام بے حد بھیانک ہوگا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ میں تمہیں کوئی ڈاج نہیں دوں گا“...... روانڈو نے سنجیدگی سے کہا۔

”وہ گن کہاں ہے جس سے تم ڈاکٹر شہاب صدیقی کو نشانہ بنانا چاہتے تھے“...... بلیک زیرو نے کہا تو روانڈو نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا چپٹا پسٹل نکال کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔ بلیک زیرو نے پسٹل الٹ پلٹ کر دیکھا پھر اس نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور پسٹل اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

”مجھے ایک فون کرنے کی اجازت دو گے“...... روانڈو نے کہا تو

بلیک زیرو چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ کسے فون کرنا چاہتے ہو“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں نے باس سے بات کی تھی اور باس کو بتایا تھا کہ ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ہلاک کرنے کے بعد میرا یہاں سے اور اس کالونی سے نکلنا مشکل ہو سکتا ہے اس لئے وہ میری حفاظت کا انتظام کرے اور کچھ مسلح افراد کو یہاں بھیج دے تاکہ میں جب یہاں سے نکلوں تو آنے والے افراد ہر طرف فائرنگ اور بم دھماکے کر کے افراتفری پھیلا دیں۔ ہمارے کچھ ساتھی چیک پوسٹ کے پاس بھی موجود ہیں۔ انہیں بھی یہی ہدایات دی گئی ہیں کہ جب میں چیک پوسٹ کے پاس پہنچوں تو وہ چیک پوسٹ پر حملہ کر دیں اور مجھے یہاں سے نکلنے میں مدد کریں۔ میں فون کر کے ان سب کو حملہ کرنے سے روکنا چاہتا ہوں ورنہ وہ ہر طرف تباہی پھیلا دیں گے اور خواہ مخواہ بے شمار بے گناہ افراد ہلاک ہو جائیں گے“...... روانڈو نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”تمہارا پروگرام اتنا خطرناک تھا“...... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کے لئے ہم کچھ بھی کر گزرتے ہیں“...... روانڈو نے کہا۔

”ہم نے صرف تمہارے سر پر گن رکھی تھی اور تم پر موت کا اس

قدر خوف غالب آ گیا کہ تمہاری کایا ہی پلٹ گئی ہے“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کایا پلٹنے کے لئے ایک لمحہ بھی کافی ہوتا ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھ پر واقعی موت کا خوف غالب آ گیا ہے اور میرا دل ابھی تک موت کے خوف سے لرز رہا ہے۔ مجھے اس بات کا بھی ڈر ہے کہ اگر میرے ساتھیوں نے حملہ کیا تو تم مجھے ہلاک کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگاؤ گے اور میں ابھی مرنا نہیں چاہتا ہوں“۔ روانڈو نے کہا تو بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”تو یہ تم اپنی جان بچانے کے لئے کر رہے ہو“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں“...... روانڈو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اپنے ساتھیوں کو کال کرو اور انہیں یہاں سے جانے کا کہو۔ انہیں تم یہی بتاؤ گے کہ تم نے کام پورا کر دیا ہے اور یہاں سے سیف نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گئے ہو“...... بلیک زیرو نے کہا تو روانڈو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے فوراً سیل فون کا بٹن پریس کیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

”یس۔ ڈارس بول رہا ہوں“...... رابطہ ملتے ہی ایک تیز آواز سنائی دی۔

”روانڈو بول رہا ہوں“...... روانڈو نے کہا۔

”یس روانڈو۔ ہم بس پہنچنے ہی والے ہیں۔ ہم ہر طرح سے

مسلح ہیں۔ ہمارے کچھ آدمی کالونی میں داخل ہو کر ڈاکٹر شہاب صدیقی کی رہائش گاہ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ میں اور میرے دو ساتھی چیک پوسٹ کے پاس ہی موجود رہیں گے اور پھر تم جیسے ہی مجھے کاشن دو گے ہم چیک پوسٹ کو مکمل طور پر تباہ کر دیں گے“۔ دوسری طرف سے ڈارس کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”نہیں۔ اب اس کی ضرورت نہیں ہے“...... روانڈو نے کہا۔

”ضرورت نہیں ہے۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو“۔ دوسری طرف سے ڈارس کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”میرے لئے پہلے یہاں سے نکلنا مشکل ثابت ہو رہا تھا لیکن میں نے اپنے بچاؤ کے لئے دوسرا کام کیا ہے۔ میں نے ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ریز گن سے ہلاک کرنے کی بجائے اس کے مہمانوں کے لئے تیار ہونے والے کھانے میں زہر ملا دیا تھا۔ جب ڈاکٹر شہاب صدیقی اور ان کے مہمانوں نے زہریلا کھانا کھایا تو وہ سب ہلاک ہو گئے۔ چونکہ یہاں سیکورٹی کے علاوہ کوئی زندہ باقی نہ بچا تھا اس لئے مجھے یہاں سے نکلنے کا موقع مل گیا اور میں نے اب چیک پوسٹ بھی کراس کر لی ہے۔ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس چلے جاؤ۔ تھوڑی دیر تک میں بھی باس کے پاس ماسٹر پوائنٹ پر پہنچ جاؤں گا“...... روانڈو نے بات بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ایک ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ہلاک کرنے کے لئے تم نے

اس کے سارے مہمانوں کو بھی زہریلا کھانا کھلا کر ہلاک کر دیا''۔
دوسری طرف سے ڈارس کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔
''ہاں۔ اس کے علاوہ میرے پاس ڈاکٹر شہاب کو ہلاک کرنے کا اور کوئی طریقہ نہ تھا''...... روانڈو نے کہا۔
''کتنے افراد ہلاک ہوئے ہیں''...... ڈارس نے پوچھا۔
''تقریباً تیس افراد ہلاک ہوئے ہیں''...... روانڈو نے کہا۔
''جب تم وہاں سے نکلے تو تمہیں کسی نے روکنے کی کوشش نہیں کی''...... ڈارس نے کہا۔
''نہیں۔ میں ویٹر کے روپ میں تھا اور اپنا کام پورا کرنے کے بعد میں نے ایک سیکورٹی گارڈ کا میک اپ کر کے اس کا لباس پہن لیا تھا۔ سیکورٹی گارڈز کے کہیں آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی''...... روانڈو نے کہا تو بلیک زیرو اس کی طرف تحسین بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ وہ واقعی بڑی خوبصورتی سے ڈارس کو مطمئن کر رہا تھا۔
''ٹھیک ہے۔ اگر تم وہاں سے نکل چکے ہو تو پھر ہمارا وہاں جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم واپس جا رہے ہیں''...... ڈارس نے کہا۔
''اوکے''...... روانڈو نے کہا اور اس نے سیل فون آف کر دیا۔
''تمہاری واقعی کایا پلٹ ہوگئی ہے۔ تم اب ہم سے مکمل تعاون کر رہے ہو''...... بلیک زیرو نے اس کی طرف دیکھ کر تحسین بھرے

لہجے میں کہا۔
''پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے۔ مجھے یہ سب اب واقعی اچھا نہیں لگ رہا ہے''...... روانڈو نے کہا۔
''بہرحال۔ اگر تم اسی طرح ہم سے تعاون کرتے رہے تو ہم بھی تمہاری حفاظت کو یقینی بنائیں گے اور تمہیں ڈارک کنگ سے محفوظ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا تو روانڈو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ان دونوں کو لے کر ایک پہاڑی علاقے میں آ گیا۔ اس کے کہنے پر جوزف کار آگے بڑھاتا رہا پھر اس کے کہنے پر اس نے کار کو ایک بڑی سی چٹان کے پاس روک دی۔
''یہ ہے وہ چٹان۔ اس کے کھلنے پر اس غار کا دہانہ دکھائی دے گا جو دور تک جاتا ہے اور آخری سرے پر وہ کھائی موجود ہے جس میں آپ کے ساتھی موجود ہیں''...... روانڈو نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ کار سے نکلے اور پھر اس چٹان کے پاس آ گئے جس کے بارے میں روانڈو نے بتایا تھا۔
''کیا تم اس چٹان کو کھولنے کا طریقہ جانتے ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''ہاں''...... روانڈو نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے چٹان کے نیچے بنے ہوئے ایک سوراخ میں ہاتھ ڈالا اور ہاتھ گھمایا تو یکلخت گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور چٹان کسی صندوق کے

ڈھکن کی طرح کھلتی چلی گئی۔ جیسے ہی چٹان اوپر اٹھی سامنے ایک غار کا دہانہ نمودار ہو گیا۔

"کیا اندر کوئی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ ٹھکانہ ڈارس اور اس کے ساتھیوں کا ہے۔ وہی یہاں موجود تھے لیکن جب میں نے باس سے بات کی تو باس نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ہی میری مدد کے لئے بھیجا تھا۔ یہاں وہ چونکہ اپنا کام پورا کر چکے ہیں اس لئے اب یہاں کوئی نہیں ہے"...... روانڈو نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے ساتھی عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو یہاں مرنے کے لئے چھوڑ کر جا چکے ہیں"...... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"ہاں"...... روانڈو نے کہا۔

"غار کافی لمبا چوڑا ہے اور اس میں اتنی گنجائش ہے کہ ہم کار لے کر اندر جا سکیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو روانڈو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ایک بار پھر کار میں آئے اور پھر کار سمیت غار میں داخل ہو گئے۔ کار جیسے ہی غار میں داخل ہوئی اسی لمحے غار کا دہانہ بند ہو گیا اور غار میں تاریکی پھیل گئی۔ تاریکی دیکھ کر جوزف نے کار کی ہیڈ لائٹس آن کر دیں۔ غار کی زمین ناپختہ تھی اس لئے کار بری طرح سے جھٹکے کھا رہی تھی لیکن جوزف اسے سنبھال کر مناسب رفتار سے آگے بڑھائے لے جا رہا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے

کے سفر کے بعد وہ غار کے آخری سرے پر پہنچ گئے اور پھر سامنے کھائی دیکھ کر جوزف نے کار روک دی۔ اس نے کار کی ہیڈ لائٹس آن رکھیں اور پھر وہ کار سے نکل کر باہر آ گئے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر کھائی میں جھانکا۔ کار کی ہیڈ لائٹس میں کھائی کا تھوڑا سا حصہ روشن دکھائی دے رہا تھا لیکن نیچے تاریکی تھی۔

"کھائی تو کافی تاریک ہے"...... جوزف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کی گہرائی کافی زیادہ ہے"...... روانڈو نے کہا۔

"کتنی گہرائی ہے اس کھائی کی"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مجھے کوئی اندازہ نہیں لیکن یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ کھائی تمہاری سوچ سے بھی زیادہ گہری ہے"...... روانڈو نے کہا۔

"جوزف تمہارے پاس ٹارچ ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"شاید کار میں ہو"...... جوزف نے جواب دیا۔

"لاؤ"...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کا ڈیش بورڈ کھولا تو اسے وہاں ایک چھوٹی ٹارچ مل گئی۔ اس نے ٹارچ لی اور واپس کھائی کے پاس آ گیا۔ اس نے ٹارچ روشن کی اور اس کی روشنی کھائی کے اندر ڈالنے لگا لیکن ایک تو کھائی گہری تھی اور دوسری اس کی ٹارچ کی روشنی اتنی زیادہ نہ تھی۔ نیچے بدستور تاریکی دکھائی دے رہی تھی۔

"نہیں کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے البتہ اس طرف رسی کی ایک

سیڑھی رول کر کے رکھی گئی ہے۔ شاید باس اور ان کے ساتھیوں کو رسی کی اس سیڑھی سے نیچے اتارا گیا ہے اور پھر اوپر سے سیڑھی کھینچ کر یہاں رول کر دی گئی ہے''...... جوزف نے کہا اور پھر وہ ٹارچ کی روشنی میں ایک طرف پڑی ہوئی رول شدہ رسی بلیک زیرو کو دکھانے لگا۔

''ہاں۔ تمہارے ساتھیوں کو رسی کی اسی سیڑھی سے نیچے پہنچایا گیا ہے''...... روانڈو نے کہا۔

''ہمیں نیچے جانا ہو گا جوزف''...... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ طاہر صاحب۔ اب اس کے سوا دوسرا کوئی چارہ نہیں ہے''...... جوزف نے کہا۔

''تو اس رسی کو کھول کر نیچے لٹکاؤ۔ پہلے میں جاتا ہوں میرے بعد تم بھی نیچے آ جانا''...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف آگے بڑھا اور اس نے رسی کا بنڈل کھول کر رسی کی سیڑھی کو نیچے لٹکا دی۔ رسی کا بنڈل کافی بڑا تھا۔ سیڑھی کافی نیچے تک چلی گئی تھی۔

''اوکے۔ میں جا رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔ وہ رسی کی سیڑھی کے ذریعے نیچے اترنے لگا۔ اس کے تھوڑا نیچے جانے کے بعد جوزف بھی رسی کی طرف بڑھا۔

''کیا میں بھی نیچے آؤں''...... روانڈو نے کہا۔

''نہیں۔ تم باہر کا خیال رکھو۔ اگر کوئی اس طرف آئے تو اسے

روکنے کی کوشش کرنا''...... جوزف نے کہا تو روانڈو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں رسی کی سیڑھی پر نیچے اترتے رہے۔ کھائی کی گہرائی اتنی زیادہ تھی کہ بار بار ٹارچ کی روشنی نیچے ڈالنے کے باوجود انہیں کچھ بھی دکھائی نہ دے رہا تھا۔

''رسی کی سیڑھی کا آخری سٹیپ آ گیا ہے لیکن ابھی پاؤں زمین کو نہیں چھو رہا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے۔ یہ سیڑھی کھائی کی تہہ تک نہیں جاتی۔ کچھ اوپر تک ہے''...... جوزف نے کہا۔

''پھر۔ اب کیا کیا جائے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نیچے چھلانگ لگا رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے نیچے چھلانگ لگا دی۔

دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر میز کے پیچھے بیٹھا ہوا کاسرو بے اختیار چونک پڑا۔

''ڈارس تم''...... کاسرو نے نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ڈارس نے اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو''...... کاسرو نے کہا تو ڈارس میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کام کا کیا ہوا''...... کاسرو نے چند لمحے توقف کے بعد ڈارس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''کام۔ کیا مطلب۔ آپ کو روانڈو نے رپورٹ نہیں دی''۔ ڈارس نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ ابھی تک تو اس کی کوئی کال نہیں آئی ہے۔ کیوں''۔

کاسرو نے کہا۔

''حیرت ہے۔ اس نے تو کہا تھا کہ وہ جلد ہی آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔ پھر وہ ابھی تک آپ کے پاس پہنچا کیوں نہیں''۔ ڈارس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا وہ تمہارے ساتھ نہیں آیا ہے۔ میں نے تمہیں اسے وہاں سے بچا کر لانے کی ہدایات دی تھیں''...... کاسرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ میں اپنے ساتھیوں کو لے کر آفیسرز کالونی کی طرف جا رہا تھا تو راستے میں مجھے روانڈو کی کال موصول ہوئی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ اپنا مشن پورا کرنے میں نہ صرف کامیاب ہو گیا ہے بلکہ وہ بحفاظت وہاں سے نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گیا ہے''...... ڈارس نے کہا اور پھر اس نے روانڈو سے فون پر ہونے والی بات چیت کے بارے میں اسے بتانا شروع کر دیا۔

''حیرت ہے اس نے مشن پورا کرنے کے بعد تمہیں تو کال کر کے بتا دیا لیکن ابھی تک اس نے مجھے کال نہیں کی۔ کیوں''۔ کاسرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے۔ وہ آپ کو یہاں پہنچ کر رپورٹ دینا چاہتا ہو''۔ ڈارس نے کہا۔

''ہاں۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو''...... ڈارس نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا باس۔ آپ کچھ دیر انتظار کریں وہ پہنچنے ہی والا ہو گا"۔ ڈارس نے کہا تو کاسرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران اور اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا ہے"...... کاسرو نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

"ان کے بارے میں آپ کو کال کر کے میں رپورٹ دے چکا ہوں باس۔ بہرحال اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تقریباً تمام ممبران ہمارے قبضے میں ہیں اور میں نے ان سب کو ایک انتہائی گہری اور تاریک کھائی میں ڈال دیا ہے جہاں وہ موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ بہت جلد وہ سب ایک ایک کر کے اس کھائی میں پڑے پڑے ہلاک ہو جائیں گے اور ان کی مدد کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔ جیسے ہی وہ ہلاک ہوں گے کھائی میں موجود ناگ ان کی لاشوں پر ٹوٹ پڑیں گے اور انہیں مکمل طور پر چٹ کر جائیں گے"...... ڈارس نے کہا۔

"ان کے کھائی سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ تو نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم یہاں مطمئن ہو کر بیٹھ جاؤ اور وہ کھائی سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہوں"...... کاسرو نے کہا۔

"نو باس۔ کھائی میں اترنے اور اوپر چڑھنے کے لئے طویل رسی کی سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کھائی کی دیواریں بے حد سپاٹ ہیں۔ اس کھائی سے بغیر رسی کی سیڑھی نکلنا ناممکن ہے۔ ہم نے ان سب کو کھائی میں اتارنے کے بعد رسی کی سیڑھی کو اوپر کھینچ کر رول

کر دیا تھا"...... ڈارس نے جواب دیا۔

"رول کر کے رکھنے کی کیا ضرورت تھی نانسنس۔ اس رسی کی سیڑھی کو وہاں سے ہٹا دیتے"...... کاسرو نے منہ بنا کر کہا۔

"میں نے رسی کی سیڑھی کو اس لئے وہاں سے نہیں ہٹایا تھا کہ چند روز بعد میں خود اس کھائی میں اتر کر ان کی بچھی کھچی ہڈیاں دیکھنا چاہتا تھا"...... ڈارس نے کہا تو کاسرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے کاسرو کے سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے دیکھا سرخ رنگ کے فون پر لگا بلب جل بجھ رہا تھا۔

"چیف باس کی کال ہے۔ تم باہر جاؤ فوراً"...... کاسرو نے کہا تو ڈارس فوراً اٹھا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ باہر جا کر اس نے دروازہ بند کیا تو کاسرو نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس۔ مارٹی بول رہا ہوں"...... مارٹی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈارک کنگ ہیڈ کوارٹر سے کال ہے"...... دوسری طرف سے ایک مشینی آواز سنائی دی۔

"اوکے"...... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اسی لمحے رسیور میں ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک انتہائی سرد اور

کرخت آواز سنائی دی۔

''یس۔ پاکیشیا سے مارٹی بول رہا ہوں''...... مارٹی نے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس کے اور ہیڈ کوارٹر کے درمیان کوڈ ورڈز کا تبادلہ شروع ہو گیا۔

''اوکے۔ چیف باس سے بات کرو''...... کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر فون میں ایک مرتبہ پھر سے کلک کی آواز سنائی دی اور ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے چیف باس کی سرد اور کرخت آواز سنائی دی۔

''یس چیف باس۔ کاسرو بول رہا ہوں''...... چیف باس کی آواز سن کر کاسرو نے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ تم پاکیشیا میں کیا کرتے پھر رہے ہو نانسنس''...... دوسری طرف سے چیف باس نے دھاڑتے ہوئے کہا تو کاسرو بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا چیف باس''...... کاسرو نے چیف باس کی غصیلی آواز سن کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے ابھی تک ایک بھی مشن مکمل نہیں کیا ہے۔ نانسنس''۔ چیف باس نے اسی طرح دھاڑتے ہوئے کہا۔

''ایسا نہیں ہے چیف باس۔ میرے گروپ نے دو مشن مکمل کر لئے ہیں جبکہ تیسرے مشن کو مکمل کرنے کے لئے نیلسن اور لورین جا

چکے ہیں۔ جلد ہی ان کی طرف سے بھی پوزیٹو رپورٹ آنے والی ہے''...... کاسرو نے فوراً کہا۔

''کون سے دو مشن پورے کئے ہیں تم نے''...... دوسری طرف سے چیف باس نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر خاقان عظیم اور ڈاکٹر شہاب صدیقی دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے چیف باس۔ اب بس میزائل اسٹیشن کی تباہی باقی ہے اور یہ کام میں نے نیلسن اور لورین کے ذمہ لگایا ہے''...... کاسرو نے کہا اور پھر وہ جلدی جلدی چیف باس کو رچرڈ اور ڈارس کی روانڈو کی بتائی ہوئی رپورٹ کی تفصیل بتانا شروع ہو گیا۔

''تمہاری دونوں ہی رپورٹس غلط ہیں نانسنس''...... ساری تفصیل سننے کے بعد دوسری طرف سے چیف باس نے دھاڑتے ہوئے کہا تو کاسرو بری طرح سے اچھل پڑا۔

''دونوں رپورٹس غلط ہیں۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف باس''...... کاسرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''نہ صرف ڈاکٹر خاقان عظیم زندہ ہے بلکہ روانڈو نے ڈاکٹر شہاب صدیقی کو بھی ہلاک نہیں کیا ہے''...... دوسری طرف سے چیف باس نے انکشاف کرنے والے انداز میں کہا تو کاسرو محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً ایک جھٹکے سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ حیرت سے بری طرح سے بگڑ گیا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف باس۔ ڈاکٹر خاقان

عظیم اور ڈاکٹر شہاب صدیقی زندہ ہیں''...... کاسرو نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔تمہارا کیا خیال ہے ان مشنز کو تمہارے ذمے لگا کر میں نے آنکھیں بند کر لی ہیں۔تمہارے گروپ کی نگرانی کے لئے بھی میں نے خصوصی انتظامات کر رکھے ہیں نانسنس اور مجھے تمہارے بارے میں پل پل کی رپورٹس ملتی رہتی ہیں۔ان رپورٹس کے مطابق ڈاکٹر خاقان عظیم اور ڈاکٹر شہاب صدیقی ابھی زندہ ہیں۔جس وقت تمہارے آدمیوں نے ڈاکٹر خاقان عظیم کی رہائش گاہ کو بموں اور میزائلوں سے تباہ کیا تھا اس سے پہلے ہی ڈاکٹر خاقان عظیم کو سپیشل سروس کا ایک آدمی خفیہ طور پر وہاں سے نکال کر لے گیا تھا اور اس نے اسے کسی نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا تھا۔اسی طرح ڈاکٹر شہاب صدیقی کو تم نے جس آدمی کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا تھا اس نے بھی اپنا کام پورا نہیں کیا ہے۔اس نے ڈاکٹر شہاب صدیقی کو ہلاک کرنے کے لئے سپیشل ریز گن کا استعمال کرنے کی بجائے دوسرا کام کیا تھا۔اس نے ڈاکٹر شہاب صدیقی کی رہائش گاہ میں ہونے والی تقریب کے کھانے میں زہر ملا دیا تھا تاکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ ڈاکٹر شہاب صدیقی بھی زہریلا کھانا کھا کر ہلاک ہو جائے لیکن وہاں موجود سپیشل سروس کے دو افراد نے سب کو کھانا کھانے سے روک دیا اور انہوں نے نہ صرف یہ ثابت کر دیا کہ اس کھانے میں زہر ملا ہوا ہے بلکہ سپیشل سروس کے

آدمیوں نے تمہارے ساتھی روانڈو کو بھی پکڑ لیا تھا اور اسے سچ اگلنے پر مجبور کر دیا تھا۔روانڈو نے سپیشل سروس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اس نے ان کا بھرپور انداز میں دینے کا فیصلہ کر لیا۔یہی نہیں روانڈو نے سپیشل سروس کے آدمیوں کو تمہارے خفیہ ٹھکانے ماسٹر پوائنٹ کا بھی بتا دیا ہے اور اب وہ ان دونوں کے ساتھ ان پہاڑیوں میں گیا ہے جہاں تم نے کسی کھائی میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو پھینکا ہوا ہے''۔چیف باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس کی باتیں سن کر کاسرو کو یوں لگ رہا تھا جیسے چیف باس اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اتار رہا ہو۔

''نن۔نن۔نو چیف باس۔ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔میرے ساتھی مجھ سے غداری نہیں کر سکتے ہیں۔یہ نہیں ہوسکتا''...... کاسرو نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارے گروپ میں ایک نہیں کئی غدار ہیں نانسنس۔پہلے سپیشل سکس میں سے ایک غدار نکلا اور اب روانڈو نے بھی موت کے خوف سے سپیشل سروس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔تم جس قدر جلد ممکن ہو سکے ماسٹر پوائنٹ چھوڑ دو ورنہ سپیشل سروس یہاں پہنچ جائے گی اور تم بھی ان کی گرفت سے نہ بچ سکو گے''۔ چیف باس نے کہا تو کاسرو کا رنگ زرد ہو گیا۔

''ٹھیک ہے چیف باس۔میں ابھی اور اسی وقت اپنا ٹھکانہ بدل لیتا ہوں اور میں ڈارس اور اس کے ساتھیوں کو پہاڑیوں کی طرف

بھیجتا ہوں تاکہ وہ ان پہاڑیوں کو ہی بموں اور میزائلوں سے تباہ کر دیں جس کی کھائی میں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ غار تباہ ہوتے ہی وہ ہمیشہ کے لئے کھائی میں قید ہو کر رہ جائیں گے اور ان کے پاس وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ باقی نہ بچے گا''...... کاسرو نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ کام ابھی اور اسی وقت کرو۔ کم از کم ہماری عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تو جان چھوٹ جائے گی۔ اس کے بعد مشن مکمل کرنے کے لئے ہم پھر سے پلاننگ کریں گے۔ میں آج ہی پاکیشیا پہنچ رہا ہوں۔ اب تینوں مشنز میں اپنی نگرانی میں مکمل کراؤں گا۔ مجھے ہر صورت میں یہ تینوں مشنز کامیابی سے مکمل کرنے ہیں۔ میں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں کہ ڈارک کنگ دنیا کے کسی بھی حصے میں پہنچ جائے وہاں تباہی اور بربادی مقدر بن جاتی ہے''۔ دوسری طرف سے چیف باس نے کہا۔

''یس چیف باس''...... کاسرو نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

''تم وقت ضائع کئے بغیر ماسٹر پوائنٹ کو خالی کرو اور اپنے جس نئے ٹھکانے پر پہنچو اس کے بارے میں مجھے تفصیل بتاؤ۔ میں آ کر سب سے پہلے تمہیں ملوں گا''...... چیف باس نے کہا۔

''یس چیف باس۔ میں بلیک پوائنٹ پر جاؤں گا۔ اس پوائنٹ کے بعد اب وہی میرا محفوظ ٹھکانہ ہے''...... کاسرو نے کہا اور پھر اس نے چیف باس اس ٹھکانے کی تفصیل بتا دی۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے چیف باس نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ کاسرو نے تھکے تھکے انداز میں رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اپنی ناکامی کے بارے میں سن کر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے۔ جیسے چیف باس نے اسے ناکامی کا بتا کر اس کے منہ پر زوردار طمانچے مارے ہوں۔

''یہ سب کیسے ہو گیا۔ سپیشل سروس ایسی کون سی سروس ہے اور یہ لوگ ہر جگہ ہماری راہ میں روڑے اٹکانے کے لئے ٹپک پڑتے ہیں''...... کاسرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ڈارس کہاں ہے''...... کاسرو نے غراتے ہوئے کہا۔

''یہاں میرے پاس ہی بیٹھا ہے باس''...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے جواب دیا۔

''اسے میرے پاس بھیجو''...... کاسرو نے کہا اور انٹرکام آف دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈارس اندر داخل ہوا۔

''آپ نے مجھے بلایا ہے باس''۔ ڈارس نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آؤ''...... کاسرو نے کہا تو ڈارس اندر آ گیا

''بیٹھو''...... کاسرو نے کہا تو ڈارس اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ

گیا۔

"کیا ہوا باس۔ آپ کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات دکھائی دے رہے ہیں۔ سب خیریت تو ہے"...... ڈارس نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی خیریت نہیں ہے ڈارس۔ سب کچھ الٹا ہو گیا ہے"۔ کاسرو نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا باس"...... ڈارس نے چونک کر کہا تو کاسرو نے اسے چیف باس سے ہونے والی بات چیت کی ساری تفصیل بتا دی جسے سن کر ڈارس بھی حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے باس۔ یہ روانڈو ہم سے غداری کیسے کر سکتا ہے۔ وہ تو ہمارا سب سے وفادار آدمی تھا"...... ساری تفصیل سن کر ڈارس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس پر موت کا خوف اس قدر غالب آ گیا تھا کہ اس نے سپیشل فورس کا ساتھ دینے کی حامی بھر لی اب وہ انہیں لے کر اس غار میں گیا ہے جہاں تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھائی میں ڈال رکھا ہے۔ سپیشل سروس کے لوگ یقیناً انہیں وہاں سے نکالنے کی کوشش کریں گے۔ اس سے پہلے کہ وہ ایسا کچھ کریں تم فوراً اس پہاڑی علاقے میں جاؤ اور میزائلوں سے اس غار کو تباہ کر دو"۔ کاسرو نے کہا تو ڈارس ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"لیس باس۔ میں ابھی جاتا ہوں اور میزائلوں سے غار کو مکمل

طور پر تباہ کر دیتا ہوں"...... ڈارس نے کہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ کاسرو کا چہرہ ابھی تک ستا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے ابھی تک اس بات کا یقین نہ آ رہا ہو کہ اس کے دونوں مشن ناکام ہو چکے ہیں اور نہ صرف ڈاکٹر خاقان عظیم اور ڈاکٹر شہاب صدیقی زندہ تھے بلکہ اس کا ایک اور ساتھی اس سے غداری پر اتر آیا تھا۔

بلیک زیرو کو گرنے کے بعد یوں محسوس ہوا۔ جیسے اس کے پیر پانی پر کھڑی کسی کشتی سے ٹکرائے ہوں۔ اس نے فوراً جھک کر اس چیز کو چھوا۔ وہ واقعی کوئی کشتی نما چیز تھی۔ کشتی آہستہ آہستہ ہلکورے بھی لے رہی تھی۔

''جوزف رام سے نیچے آ جاؤ۔ کھائی کے نیچے پانی ہے اور پانی پر ایک کشتی موجود ہے۔ میں اس کشتی پر گرا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کہیں ہم پانی میں نہ گر پڑیں''...... جوزف کی آواز آئی۔

''نہیں۔ یہ کشتی شاید کھائی کی گولائی سے بھی بڑی ہے اس لئے اسے یہاں کھڑا کیا گیا ہے۔ آ جاؤ۔ میں ایک طرف ہٹ رہا ہوں''۔ بلیک زیرو نے کہا اور کشتی کے کنارے سے جا لگا۔ اسی لمحے جوزف نے چھلانگ لگائی اور وہ بھی نیچے آ گیا۔

''ارے یہ تو لانچ ہے''...... بلیک زیرو نے اچھی طرح کشتی کا

جائزہ لینے کے بعد کہا۔

''حیرت ہے۔ اس کھائی میں اس لانچ کا کیا کام''...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹارچ سائیڈ کی دیواروں پر ماری تو یہ دیکھ کر وہ دونوں چونک پڑے کہ کھائی کے ایک حصے میں ایک بڑا سا سوراخ بنا ہوا تھا۔ پانی اسی سوراخ سے اندر داخل ہو رہا تھا اور وہ جس لانچ میں تھے وہ جدید انداز کی خوبصورت لانچ تھی جس میں دس بارہ افراد آسانی سے سفر کر سکتے تھے۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر یہ سارا چکر ہے کیا۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ ہمارے ساتھیوں کو اس کھائی میں پھینکا گیا ہے اور انہوں نے کھائی میں زہریلی گیس پھیلا دی ہے تاکہ ہمارے ساتھیوں کی بھوک پیاس میں اضافہ ہو جائے اور پھر اس شدید بھوک اور پیاس کی وجہ سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جائیں گے۔ یہی نہیں روانڈو نے یہ بھی کہا تھا کہ جیسے ہی ہمارے ساتھی ہلاک ہوں گے کھائی میں موجود خاص نسل کے ناگ جو لاشوں کو کھا جاتے ہیں نکل کر ہمارے سارے ساتھیوں کی لاشوں کو چٹ کر جائیں گے لیکن یہاں تو صورتحال ہی مختلف ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے ہمارے ساتھ کھیل کھیلا جا رہا ہے اور روانڈو اور اس کے ساتھی اس بات سے آگاہ نہیں ہیں کہ کھائی کی تہہ میں پانی موجود ہے اور یہاں باقاعدہ ایک لانچ بھی موجود ہے۔ ہمارے ساتھی بھی شاید اسی لانچ

میں آئے تھے اور پھر لانچ کے ذریعے انہیں کہیں اور لے جایا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن ایسا کون کرسکتا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''یہ کام ڈارک کنگ کے علاوہ اور کون کر سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو کیا یہاں مارٹی کے علاوہ کوئی اور بھی گروپ موجود ہے جو مارٹی گروپ کو بتائے بغیر یہاں یہ کھیل کھیل رہا ہے''۔ جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لگتا تو ایسا ہی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا اسی لمحے اچانک لانچ کا انجن خود بخود جاگ اٹھا اور پھر اچانک لانچ نے آہستہ آہستہ حرکت کرنا شروع کر دی۔

''لانچ خود بخود اسٹارٹ ہوکر حرکت میں آ گئی ہے''۔ جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ اب شاید ہمارا سفر بھی شروع ہو گیا ہے''...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ ہمیں خود ہی ہمارے ساتھیوں تک پہنچا رہے ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں شاید''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پھر تو یہ واقعی اچھی بات ہے''...... جوزف نے کہا۔ لانچ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی کچھ دیر بعد انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے

ان کے سروں پر شیشے کا کوئی خول آ گیا ہو۔

''ایسا لگتا ہے کہ یہ ایک آبدوز ہے اور یہ ہمیں ان پہاڑوں کے دوسری طرف دریائی حدود میں لے جائے گی''...... جوزف نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ کہیں نہ کہیں تو لے ہی جائے گی''...... بلیک زیرو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ جلد ہی انہیں پانی میں روشنی نظر آنے لگی۔ آبدوز کی لائٹس آن ہو گئی تھیں۔ انہوں نے دیکھا۔ آبدوز میں ان کے علاوہ صرف ایک آدمی اور تھا اور انجن روم میں بیٹھا تھا۔

''کیا میں تم سے بات کرسکتا ہوں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''فائدہ کوئی نہیں ہو گا''...... اس آدمی کے ہونٹ ہلے اور آواز ان کے کانوں میں پڑی۔

''کیوں۔ فائدہ کیوں نہیں ہو گا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکوں گا''...... اس آدمی نے کہا۔

''کیوں۔ کیا تم گونگے ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم احمق تو نہیں ہو۔ میں تم سے بات چیت کر رہا ہوں اور تم مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ میں گونگا تو نہیں ہوں''...... اس آدمی نے جھلا کر کہا۔

''اگر تم گونگے نہیں ہو تو میں بھی احمق نہیں ہوں۔ سوال یہ ہے کہ تم کچھ بتا کیوں نہیں سکتے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میری ایک ڈیوٹی ہے اور میں اپنی یہ ڈیوٹی پوری کرتا ہوں میری ڈیوٹی یہ ہے کہ اس کھائی کے ذریعے جو کوئی بھی اس منی آبدوز میں پہنچے اسے میں راگرس کے علاقے میں پہنچا دوں اور بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا"...... اس آدمی نے کہا۔

"راگرس۔ اوہ۔ یہ تو کافرستانی علاقہ ہے۔ کیا تم ہمیں اس منی آبدوز کے ذریعے کافرستان لے جا رہے ہو"...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... اس آدمی نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"لیکن ڈارک کنگ کا کافرستان سے کیا تعلق"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"کیا وہاں اور بھی لوگ موجود ہیں۔ میرا مطلب ہے تمہاری گروپ کے لوگ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارا بگ ہیڈ کوارٹر راگرس کے علاقے میں ہی ہے۔ دریائی علاقے سے میں تمہیں ایک جنگل میں پہنچا دوں گا جہاں راگرس کا علاقہ ہے۔ اسی جنگل میں ڈارک کنگ کا بگ ہیڈ کوارٹر موجود ہے جہاں تم ڈارک کنگ کے اصل چیف باس سے بھی مل سکو گے"...... اس آدمی نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"ڈارک کنگ کا چیف۔ کیا مطلب۔ کیا ڈارک کنگ کا تعلق

کافرستان سے ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ لیکن یہاں ہمارا خصوصی ہیڈ کوارٹر ہے جہاں سے ہم ایشیائی ملکوں کو کنٹرول کرتے ہیں اور چیف باس یہاں آتا رہتا ہے۔ وہ تم سب سے بھی ملنے کے لئے آ رہا ہے"۔ اس آدمی نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کیوں۔ میرا نام پوچھ کر کیا کرو گے"...... اس آدمی نے ہنس کر کہا۔

"کرنا کیا ہے۔ نام پتہ ہو تو بندہ عزت اور تکریم سے بات کر لیتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"عزت تکریم، بہت خوب۔ بہرحال تم میرا کوئی بھی نام رکھ سکتے ہو"...... اس آدمی نے کہا۔

"کوئی بھی نام"...... بلیک زلیرو نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ میں تمہیں اپنا نام نہیں بتا سکتا اس لئے تم مجھے جس نام سے چاہے مخاطب کر لو"...... اس آدمی نے کہا۔

"تو پھر تمہارا نام گمنام ٹھیک رہے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"اوکے مسٹر گمنام۔ میں تم سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں اور میرے خیال کے مطابق ان باتوں کے بتا دینے میں تمہیں کوئی حرج نہیں ہوگا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہ تو پوچھنے پر ہی معلوم ہو گا کہ میں کیا بتا سکتا ہوں اور کیا نہیں“...... مسٹر گمنام نے کہا۔

”ہم سے پہلے کچھ اور لوگوں کو بھی اس راستے سے لے جایا گیا ہے“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہاں بالکل۔ دو مرتبہ ایسا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ بھی آپ کی طرح مجھ سے بہت سے سوالات کر رہے تھے لیکن میں انہیں کیا بتاتا۔ جبکہ مجھے کچھ معلوم ہی نہیں ہے بلکہ مجھے تو یہ ہدایات دی گئی ہیں کہ کسی سے کوئی بات ہی نہ کروں“...... مسٹر گمنام نے کہا۔

”اچھی ہدایات ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہمارا یہ سفر کتنی دیر کا ہے“...... جوزف نے پوچھا۔

”کافی طویل سفر ہے۔ آپ لوگ آرام کر لیں“...... مسٹر گمنام نے کہا۔

”تم ہمیں جہاں لے کر جا رہے ہو کیا وہاں ہمارے ساتھی بھی ہوں گے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ تمہارے ساتھی تنظیم کے راگرس ہیڈکوارٹر پہنچا دیئے گئے ہیں اور تمہیں بھی وہیں پہنچایا جائے گا“...... مسٹر گمنام نے کہا۔

”شکریہ“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن ان کے پاس پہنچ کر تم لوگوں کو کوئی خوشی نہیں ہو گی“۔ مسٹر گمنام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ یہ تم کیسے کہہ سکتے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہو۔ میں تو ایک بار پھر آپ سے باتوں میں الجھ گیا۔ تم لوگ آخر کیا چیز ہو“...... مسٹر گمنام نے کہا۔

”انسان ہیں لیکن ذرا مختلف قسم کے“...... بلیک زیرو نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں اس میں تو کوئی شک نہیں کہ تم انسان ہو۔ لیکن ارے ہاں یاد آیا۔ اس سے پہلے جو دو پارٹیاں بھیجی گئی ہیں انہوں نے بھی مجھے اسی طرح باتوں میں لگا لیا تھا اور میں باتوں کی رو میں بالکل اسی طرح بہہ گیا تھا“...... مسٹر گمنام نے چونک کر کہا۔

”باتوں کی رو میں بہنا اچھی بات ہے۔ فکر نہ کرو“...... بلیک زیرو نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اب میں اپنے ہونٹ سی لوں گا“...... مسٹر گمنام نے جھلا کر کہا۔

”اس کے لئے تم کو سوئی دھاگے کی ضرورت پیش آئے گی اور اس آبدوز میں تمہارے پاس سوئی دھاگا تو ہو گا نہیں۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں“...... بلیک زیرو نے شوخ لہجے میں کہا۔

”نہیں بولوں گا میں کچھ“...... مسٹر گمنام نے سخت لہجے میں کہا۔

”اور یہ جملہ جو بولا ہے“...... بلیک زیرو نے ہنس کر کہا تو اس نے ہونٹ مضبوطی سے بھینچ لئے۔

”لو جوزف۔ یہ حضرت تو گئے کام سے۔ اب ہم آپس میں باتیں کریں گے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ آپس میں کیا باتیں کریں وہ بھی اس آبدوز میں"...... جوزف نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو اس کے بے ساختہ جملے پر بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عین اسی وقت آبدوز میں ایک آواز ابھری۔

"کارلٹس۔ تم نے ہدایات پر عمل نہیں کیا۔ ان لوگوں نے کئی کام کی باتیں تم سے اگلوا لیں۔ تم کیا سمجھتے ہو ہم تمہاری باتیں نہیں سن رہے"...... اچانک ایک تیز اور غراہٹ بھری آواز سنائی دی اور مسٹر گمنام بے اختیار چونک پڑا۔

"سس سس۔ سوری۔ چچ چچ۔ چیف"...... اس آدمی کا رنگ اڑ گیا۔

"انہیں لے کر فوراً راگرس کے کنارے پر پہنچو۔ جس قدر جلد ہو سکے"...... چیف آواز ابھری۔

"یس چیف"...... کارلٹس نے فوراً کہا۔

"تو تمہارا نام کارلٹس ہے"...... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا لیکن اس بار اس آدمی نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے آبدوز کی رفتار مزید بڑھا دی۔ ایک گھنٹے کے سفر کے بعد آبدوز دریا کے پانی سے نکلی اور پھر اس پر سے شیشے کا ہڈ اٹھ گیا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس آبدوز نے ایک بار پھر لانچ کا روپ اختیار کر لیا تھا اور یہ لانچ اب دور نظر آنے والے ایک کنارے کی طرف بڑھ رہی تھی جہاں ہر طرف درختوں کا طویل سلسلہ دکھائی دے رہا تھا۔ لانچ تھوڑی دیر

میں اس جنگل میں پہنچ گئی۔ درخت دریا کے پانی میں اگے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ کارلٹس لانچ کو درختوں کے درمیان دوڑاتا ہوا لے جا رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے لانچ کو خشکی کے کنارے کے پاس لے جا کر روک دیا۔ کنارا بالکل خالی تھا۔ وہاں دور دور تک کوئی نفوس تک دکھائی نہ دے رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہاں نہ کوئی چرند تھا اور نہ پرند۔ ہر طرف گہری اور پراسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"تم دونوں لانچ سے باہر نکل جاؤ"...... کارلٹس نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں لانچ سے نکل کر باہر آ گے۔ جیسے ہی وہ لانچ سے باہر آئے اسی لمحے اچانک خشکی پر موجود درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے بے شمار مسلح افراد نکل کر باہر آ گئے۔ مسلح افراد تیزی سے ان کی طرف بڑھے اور پھر انہوں نے ان دونوں کو اپنے حصار میں لے لیا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے سے ایک بند باڈی والی وین نکل کر اس طرف آ گئی۔

"چلو۔ اندر بیٹھو"...... ایک آدمی نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔ دوسرے آدمی نے آگے بڑھ کر وین کا عقبی دروازہ کھول دیا تھا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ جوزف کو ان کی ہدایات پر عمل کرنے کا کہہ رہا ہو۔ جوزف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور بلیک زیرو کے ساتھ بند باڈی

والی وین کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے دروازہ بند کر دیا گیا۔ اندر اندھیرا تھا۔ روشنی میں انہوں نے دیکھ لیا تھا بند باڈی والی وین میں ان دونوں کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا۔ اب اس بند گاڑی میں ان کا سفر شروع ہوا۔ یہ سفر بھی کافی دیر تک جاری رہا۔ پھر وین رک گئی۔ کچھ دیر کے بعد وین کا دروازہ کھلا تو انہیں ایک پہاڑی علاقہ دکھائی دیا۔ وہاں بھی ہر طرف گھنے درختوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ سامنے مسلح افراد موجود تھے۔ ایک آدمی نے انہیں وین سے باہر آنے کا کہا تو وہ دونوں وین سے باہر آ گئے اور یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ وین جنگل کے ایک ایسے حصے میں کھڑی تھی جہاں ایک اور بڑی کھائی موجود تھی۔ کھائی انتہائی گہری تھی۔ وین کھائی کے جس کنارے پر کھڑی تھی وہاں ایک اور رسی کی سیڑھی لٹکی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

”تم لوگوں کو اس سیڑھی کے ذریعے کھائی میں جانا ہے۔ وہاں تمہارے باقی ساتھی موجود ہیں“...... مسلح آدمی نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اگر ہم اس سیڑھی کے ذریعے نیچے جا سکتے ہیں تو ہمارے باقی ساتھیوں نے اس سیڑھی کے ذریعے اوپر آنے کی کوشش کیوں نہیں کی“...... جوزف کے لہجے میں حیرت تھی۔

”پہلی بات تو یہ کہ سیڑھی ابھی لٹکائی گئی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ سیڑھی نیچے کھائی تک نہیں جا رہی۔ درمیان تک ہی ہے۔

نیچے جانے کے لئے تمہیں کھائی میں چھلانگیں لگانی ہوں گی“۔ اس آدمی نے کہا۔

”اوہ“...... جوزف کے منہ سے نکلا۔

”تم لوگ آخر چاہتے کیا ہو“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”تم لوگوں کو اس جگہ قید کرنا۔ تاکہ تم ہمارے کاموں میں ٹانگیں نہ اڑاؤ۔ ہم پاکیشیا میں ایک خاص پروگرام شروع کرنے والے ہیں“...... دوسرے آدمی نے کہا۔

”تب پھر تم نے ہم لوگوں کے لئے اس قدر تکلیف کیوں اٹھائی۔ ہمیں وہیں موت کے گھاٹ اتار دیتے“...... بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔

”ہیڈ کوارٹر کا حکم یہ ہے کہ تم لوگوں کو زندہ رکھا جائے گا۔ تم لوگوں کی وجہ سے ہمارے بے شمار منصوبے ناکام ہوئے ہیں۔ اب اگر تم لوگوں کو اس طرح آسان موت مار دیا گیا تو انتقام کا مزا نہیں آئے گا۔ لہٰذا تم لوگوں کو اس کھائی میں چھوڑ دیا جائے گا۔ تم اس میں سے نکل نہیں سکو گے۔ کھانے پینے کے لئے کھائی میں بہت کچھ رکھ دیا گیا ہے۔ تم برسوں اس کھائی میں زندہ رہ سکو گے۔ لیکن پاکیشیا سے دور اور اس کے لئے کچھ کر بھی نہیں سکو گے۔ تم لوگوں کو کھائی میں ذرائع ابلاغ بھی مہیا کئے جائیں گے تاکہ تمہیں معلوم ہوتا رہے کہ تمہارے ملک میں کیا کچھ ہو رہا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دنیا میں مسلمانوں کے خلاف کیا کچھ ہو رہا ہے۔ دراصل

ڈارک کنگ ایک ایسی تنظیم کا نام ہے جو دنیا میں مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کے لئے بنائی گئی ہے''...... وہ آدمی کہتا چلا گیا۔

''جس دن مسلمان پوری دنیا سے ختم ہو جائیں گے وہ دن تم لوگوں کے لئے بھی انتہائی خوفناک ہو گا''...... بلیک زیرو نے منہ بنا کر کہا۔

''وہ کیسے''...... اس آدمی نے حیران ہو کر پوچھا۔

''اس دن قیامت آ جائے گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہم ان باتوں کو نہیں مانتے۔ اب تم نیچے اترنا شروع کر دو کیا تم اپنے ساتھیوں سے ملنے کے لئے بے چین نہیں ہو''...... اس آدمی نے کہا۔

''اگر ہم اس کھائی میں گئے تو ہم بھی اس کھائی سے نکل نہیں سکیں گے کیونکہ ہمارے ساتھی پہلے ہی یہ کوششیں کر چکے ہوں گے آخر وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھے ہوں گے اور یہی بات مجھے پریشان کر رہی ہے''...... جوزف نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

''نیچے جا کر ایک بار ہی پریشان ہو لیں گے۔ آؤ''۔ بلیک زیرو نے کہا۔ وہ رسی کی سیڑھی کی طرف بڑھا اور پھر اس پر لٹکتا ہوا نیچے اترنا شروع ہو گیا۔ جوزف بھی اس کے پیچھے رسی کی سیڑھی پر آیا اور پھر وہ بھی نیچے اترنے لگا۔ اس دوران انہوں نے نظریں اٹھا کر اوپر بھی دیکھا۔ اوپر ڈارک کنگ کے کارکن چوکس کھڑے تھے۔ گویا ان کی طرف سے پوری طرح ہوشیار تھے۔

''کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو ابھی ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ شرافت سے اترتے چلے جاؤ''...... ایک بار پھر اوپر کھڑے لیڈر نے کہا۔ بلیک زیرو اور جوزف نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ انہیں کنارے پر کھڑے افراد دکھائی دینا بند ہو گئے اور پھر سیڑھی کا سرا آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک چٹان تھا۔ اس کی سطح پر وہ کھڑے ہو گئے۔ سیڑھی اوپر کھینچ لی گئی۔

''یہاں تو نہ بندہ نہ بندے کی ذات''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ یہاں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ عجیب اور پراسرار خاموشی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں الو کی آواز نکالتا ہوں تاکہ باس اور باقی ساتھیوں کو پتہ چل سکے کہ ہم یہاں پہنچ گئے ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''یہاں تو نہ جانے کتنے الو ہوں گے وہ سمجھیں گے الو ہی بول رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے۔ کم از کم اس چٹان سے نیچے اترنے کا کوئی طریقہ میری سمجھ میں تو نہیں آ رہا''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھی بات ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔ جوزف نے دونوں ہاتھ ہونٹوں کے گرد رکھے اور الو کی بلند آواز نکالی۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ انہیں جواب میں ایک الو کی آواز سنائی دی۔

"پتا نہیں یہ نقلی الو بولا ہے یا اصلی الو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جلد معلوم ہو جائے گا۔ فکر نہ کریں"...... یہ کہہ کر جوزف نے پھر الو کی آواز نکالی۔ جواب میں پھر الو کی آواز سنائی دی۔

"گڈ شو۔ یہ باس کی آواز ہے۔ وہی میری طرح ایسی آوازیں نکال سکتا ہے"...... جوزف نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن کہاں ہیں وہ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پتا نہیں۔ لیکن اتنا کہا جا سکتا ہے کہ جلد ہی وہ یہاں پہنچ جائیں گے"...... جوزف نے کہا۔ الوؤں کی آوازوں کا تبادلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ نیچے سے الو کی تیز آواز سنائی دی۔

"جوزف۔ کیا الو بن کر ہی دم لو گے۔ کچھ تو انسانیت کا ثبوت دو"۔ اچانک نیچے اسے ایک چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ اوہ۔ یہ تو باس کی آواز ہے۔ باس باس"...... جوزف نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران کی آواز سن کر بلیک زیرو کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"میں تو سمجھا تھا۔ سچ مچ کوئی الو بول رہا ہے"...... نیچے سے عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ نیچے عمران اور اس کے سارے ساتھی موجود تھے۔ وہ ان سے کم از کم پچاس فٹ نیچے تھے اور اتنی بلندی سے نیچے کودنا ان کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا تھا۔

"اب ہم آپ لوگوں تک کس طرح پہنچیں"...... بلیک زیرو نے چیخ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جس طرح ہم ان تک پہنچے تھے"......عمران نے کہا۔

"لیکن کس طرح"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"چھلانگیں لگا دو۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں"......عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ چھلانگیں لگا دیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اتنی بلندی سے چھلانگیں لگا کر ہماری تو ہڈیوں تک کا سرمہ بن جائے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے۔ کچھ نہیں ہو گا۔ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم لوگوں کے جسموں پر ہلکی سی خراش تک نہیں آئے گی"...... نیچے موجود عمران کے ساتھ کھڑے سلیمان نے کہا۔

"آخر کیسے۔ کیا ہم ربڑ کے بنے ہوئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ گوشت پوست کے۔ نیچے ایک جال تنا ہوا ہے۔ جب تم لوگ چھلانگ لگاؤ گے تو اس جال پر گرو گے"......صفدر نے کہا۔

"ارے باپ رے اور اگر ہم ادھر ادھر گر گئے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ جال بہت بڑا ہے"......صفدر کی آواز سنائی دی۔

"اچھی بات ہے۔ ہم آ رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔ انہوں نے ڈرے ڈرے انداز میں چھلانگیں لگا دیں۔ کیونکہ جال نظر نہیں آ رہا تھا اور پھر وہ واقعی ایک جال پر گرے اور کچھ دیر تک اوپر نیچے ہوتے رہے۔

"کیوں۔ کتنے پیارے جھولے مل رہے ہیں"...... سلیمان نے مسکراتے کہا۔

"غلامی کی فضاء کے یہ جھولے پیارے نہیں ہو سکتے"...... نعمانی نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ تو ہے۔ خیر۔ اب کیا کریں۔ یہ تو رک ہی نہیں رہا"...... چوہان نے کہا۔

"یہ تم لوگ ان کے ساتھ کیا مذاق کر رہے ہو۔ جھولے کو روک لو"......عمران کی آواز سنائی دی۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے جال کو تھاما اور اسے جھولنے سے روکنے کی کوشش کرنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ جال کو پکڑ کر لٹک گئے۔ اس طرح اس کا اوپر نیچے ہونا بند ہوا اور پھر انہیں جال سے نیچے اتار لیا گیا۔ ان کے چہروں پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

کاسرو کے ذہن کو زور دار جھٹکا لگا اور پھر دوسرے لمحے اس کے تاریک ذہن میں روشنی کا ایک کوندا سا لپکا اور پھر اس کا ذہن روشنی سے بھرتا چلا گیا۔ اسے ہوش آیا تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز والی کرسی پر مضبوطی سے بندھا ہوا ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی ہوئی تھی۔ جیسے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے سے دھند چھٹی اس نے دیکھا وہ ایک بڑے کمرے میں راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا ہے۔ یہی نہیں۔ اس کے دائیں بائیں بے شمار راڈز والی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر ڈارس اور اس کے گروپ کے بیس افراد بھی جکڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان سب کے سر ڈھلکے ہوئے تھے۔ شاید وہ ابھی بے ہوش تھے۔

کمرے میں ان کے علاوہ اور کوئی دکھائی نہ دے رہا تھا۔ کاسرو حیرت سے چاروں طرف دیکھنے لگا چند ہی لمحوں میں اس کا

شعور پوری طرح جاگ گیا اور آخری لمحات کے مناظر اسے یاد آئے تو وہ چونک پڑا۔ اسے یاد آ گیا کہ چیف باس نے اسے کال کر کے بتایا تھا کہ اس کے خاص آدمی روانڈو نے سپیشل فورس کے دو آدمیوں کے سامنے زبان کھول دی تھی اور انہیں اس کے ٹھکانے کے بارے میں بتا دیا تھا۔ چیف باس نے اسے فوراً ماسٹر پوائنٹ چھوڑنے کا حکم دیا تھا۔ کاسرو نے چیف باس کا حکم پر فوراً ہی ماسٹر پوائنٹ خالی کر دیا تھا اور وہاں سے ڈارس اور اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر نئے ٹھکانے بلیک پوائنٹ پر پہنچ گیا تھا۔ اس نے بلیک پوائنٹ پر جانے سے پہلے ڈارس کو حکم دیا تھا کہ وہ شمالی پہاڑیوں کی طرف جائے اور اس غار کو بموں اور میزائلوں سے اُڑا دے جس غار میں عمران اور اس کے ساتھی کھائی میں موجود تھے اور جہاں سپیشل فورس کے دو افراد روانڈو کے ہمراہ گئے تھے۔ ڈارس کو بھیج کر وہ بلیک پوائنٹ پر پہنچا اور ایک کمرے میں آ گیا۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا اسے تیز اور انتہائی ناگوار بو کا احساس ہوا۔ فوراً ہی اس کے دماغ میں اندھیرا چھانے لگا۔ اس نے سانس روک کر اور سر جھٹک جھٹک کر اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد کیا ہوا تھا وہ نہ جانتا تھا۔ اب اسے یہاں ہوش آیا تھا اور اس کے سارے ساتھی مع ڈارس بھی یہاں موجود تھے۔

”یہ سب کیا ہے۔ میں بے ہوش کیسے ہو گیا تھا اور یہاں کیسے

پہنچ گیا اور یہ ڈارس اور اس کے ساتھی“...... کاسرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ اسی لمحے اس نے ڈارس کے کراہنے کی آواز سنی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے سر موڑ کر دیکھا تو ڈارس کے جسم میں حرکت پیدا ہو رہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس کا حال کاسرو سے مختلف نہ ہوا تھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے باس۔ یہ ہمیں کس نے باندھا ہے اور یہ کون سی جگہ ہے“...... ڈارس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں خود بھی نہیں جانتا کہ یہ سب کیا ہے اور ہم کس کی قید میں ہیں۔ مجھے بھی ابھی ہوش آیا ہے“...... کاسرو نے کہا۔

”اوہ۔ میں آپ کے حکم پر اس غار کو تباہ کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بلیک پوائنٹ پہنچ گیا تھا۔ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جیسے ہی ایک کمرے میں داخل ہوا اسی لمحے کمرے کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور کمرے میں تیز اور انتہائی ناگوار بو پھیل گئی جس کے اثر سے میرے کئی ساتھی بے ہوش ہو کر گر گئے۔ میں نے فوراً ہی سانس روک لیا تھا لیکن گیس کا اثر مجھ پر غالب آ چکا تھا۔ اس لئے کچھ دیر بعد میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ بے ہوش ہو کر گر گیا تھا“...... ڈارس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی ہوش آنا شروع ہو گیا۔ وہ سب خود کو اس طرح ایک کمرے میں راڈز والی کرسیوں پر دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔ وہ بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے تاکہ کسی کے اندر آنے پر اس سے معلوم کرسکیں کہ وہ کس کی قید میں ہیں۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ یکلخت کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور نہایت مضبوط جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن اس کا جسم اور اس کا چہرہ بے حد تر و تازہ تھا اور وہ نوجوانوں جیسا دکھائی دے رہا تھا حالانکہ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید دکھائی دے رہے تھے۔ اس آدمی کو دیکھ کاسرو بری طرح سے اچھل پڑا اور اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"چچ۔ چچ۔ چیف باس"...... کاسرو کے منہ سے نکلا تو اس کی بات سن کر ڈارس چونک پڑا۔

"چیف باس۔ کیا مطلب"...... ڈارس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ڈارک کنگ کے چیف باس ہیں"...... کاسرو نے کہا تو ڈارس کی آنکھیں بھی پھیل گئیں۔ سفید بالوں والا آدمی تیز تیز چلتا ہوا اندر آ گیا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی جبکہ اس کی آنکھوں میں تیز چمک دکھائی دے رہی تھی۔

"کیسے ہو کاسرو"...... چیف باس نے کاسرو کے سامنے آ کر اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے چیف باس"...... کاسرو نے چیف باس کی

بات کا جواب دینے کی بجائے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم نے اپنا کام پورا کر لیا تھا کاسرو۔ میری عادت ہے کہ جب بھی میرا کسی بھی ملک میں بھیجا ہوا گروپ اپنا کام پورا کر لیتا ہے میں اسے اسی طرح قید کرتا ہوں اور پھر ان سب کو ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں ہلاک کر دیتا ہوں"...... چیف باس نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف کاسرو بلکہ ڈارس اور اس کے ساتھی بھی چونک پڑے اور ان کے چہروں پر زردی پھیل گئی۔

"کک کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف باس"...... کاسرو نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"وہی جو تم سن رہے ہو"...... چیف باس نے کہا۔

"لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے چیف باس۔ میں آپ کا معتمد خاص ہوں اور میں نے آپ کے لئے اور تنظیم کے لئے بہت کچھ کیا ہے"...... کاسرو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری قربانیوں اور تمہارے کام کو ہمیشہ یاد رکھوں گا کاسرو۔ تم نے واقعی تنظیم کی کامیابی کے لئے بہت کچھ کیا ہے لیکن میں کیا کروں۔ میں اپنے بنائے ہوئے اصولوں سے کبھی انحراف نہیں کرتا اور ایسا پہلی بار نہیں ہو رہا ہے۔ میں نے یورپ اور ایکریمیا میں جتنے بھی گروپس بنائے تھے ان سب کی کامیابیوں کے بعد میں نے انہیں اسی طرح ختم کر دیا تھا۔ ہر بار میں نئے کام کے لئے نیا گروپ بناتا ہوں اور اس کے لئے میں نیشنل اور

انٹرنیشنل لیول کے انڈر ورلڈ کے افراد میں سے جو میرے معیار پر
پورے اترتے ہیں کو سلیکٹ کرتا ہوں اور پھر اس گروپ کو کسی ملک
میں مشن مکمل کرنے کے لئے بھیج دیتا ہوں اور پھر جب وہ گروپ
مشن مکمل کر لیتا ہے تو میں آخری لمحات میں اس گروپ کو ختم کر دیتا
ہوں۔ یہ سلسلہ اب سے نہیں کئی سالوں سے جاری ہے''...... چیف
باس نے جواب دیا تو کاسرو کو اپنا دل ڈوبتا ہوا معلوم ہوا۔

''آپ کامیاب ہونے والے گروپ کو ہلاک کرتے ہیں چیف
باس لیکن ماسٹر پوائنٹ پر جب آپ کی کال آئی تھی تو آپ نے کہا
تھا کہ میں ابھی تک اپنے کسی بھی مشن میں کامیاب نہیں ہوا ہوں۔
نہ صرف ڈاکٹر خاقان عظیم زندہ ہے بلکہ ڈاکٹر شہاب صدیقی کو بھی
ہمارے آدمیوں نے ہلاک نہیں کیا ہے۔ مشن کی کامیابی کے بغیر
آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو کیسے ہلاک کر سکتے ہیں''...... کاسرو
نے ہمت کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد احتجاج بھرا تھا۔

''میں نے تمہیں جو مشن دیئے تھے وہ سارے مشن بے مطلب
اور بے کار تھے جن کے مکمل ہونے یا نہ ہونے سے مجھے کوئی فرق
نہیں پڑتا تھا۔ میں تم سے جو کام لینا چاہتا تھا وہ صرف یہ تھا کہ تم
جن مشن پر کام کرو ان کے بارے میں کسی طرح سے عمران اور
پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کو علم ہو جائے اور ایسا ہی ہوا تھا۔ جیسا
کہ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ تمہارے گروپ کی میں دوسرے افراد
کے ذریعے نگرانی کرا رہا تھا۔ اس گروپ کے افراد نے مجھے بتایا کہ

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران تم سب کے پیچھے لگ
چکے ہیں اور پھر میں نے تمہارے ذریعے انہیں اغوا کرا کر اس غار
میں پہنچانے کا حکم دیا جس کے سرے پر گہری کھائی ہے۔ تمہیں اور
تمہارے آدمیوں کو اس بات کا علم ہی نہیں ہو سکا کہ اس کھائی میں
کیا ہے اور کیا عمران اور اس کے ساتھی وہاں واقعی بھوکے پیاسے
ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کے لئے جمع کئے گئے ہیں یا انہیں وہاں
پہنچانے کا میرا مقصد کچھ اور تھا۔ تمہارے آدمیوں میں میرے خاص
ساتھی شامل تھے ان کے ذریعے ہی میں نے عمران اور اس کے
ساتھیوں کو کھائی کی گہرائی میں پہنچایا تھا۔ تم اور تمہارا کوئی ساتھی
نہیں جانتا تھا کہ کھائی میں کیا ہے اور اس کی گہرائی سے کہاں
جانے کا راستہ نکلتا ہے۔ اب چونکہ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا
کام ختم ہو گیا ہے اس لئے میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اس کھائی میں
ایک دریائی راستہ ہے۔ وہاں ایک سپیشل لانچ کو لایا گیا تھا جس پر
شیشے کا خول چڑھا کر اسے آبدوز میں بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔
میرے ساتھیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسی لانچ میں
پہنچایا تھا اور لانچ انہیں لے کر وہاں سے نکل گئی تھی۔ لانچ دریا کی
گہرائی میں سفر کرتی ہوئی پاکیشیائی حدود سے نکل کر کافرستان کے
ایک جنگل میں پہنچ جاتی ہے جسے راگرس کہا جاتا ہے۔ یہاں تمہیں
میں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ میرا اصل ہیڈ کوارٹر اسی راگرس جنگل میں
موجود ہے اور میں اسی ہیڈ کوارٹر سے پوری دنیا کے گروپس کو

کنٹرول کرتا ہوں۔ ساری دنیا یہی سمجھتی ہے کہ ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر یورپ، ایکریمیا یا پھر کسی افریقی ملک میں موجود ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔ میرا اصل ہیڈ کوارٹر راگرس کے جنگل میں ہے جو کافرستان کی حدود میں واقع ہے۔ لانچ کے ذریعے عمران اور اس کے تمام ساتھیوں کو یہاں سے نکال کر وہیں پہنچا دیا گیا ہے اور اب وہ سب اس جنگل میں موجود ہیں۔ میں انہیں ہر حال میں راستے سے ہٹانا چاہتا تھا اسی لئے میں نے تمہارے لئے تین فرضی مشن بنائے اور تمہیں یہاں بھیج دیا۔ میں جانتا تھا کہ تم احمقانہ انداز میں کام کرنے کے عادی ہو۔ جیسے ہی تم اپنے کسی مشن پر کام کرنا شروع کرو گے تم یقینی طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے پیچھے لگا لو گے اور ایسا ہی ہوا۔ میرا مقصد نہ تو ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرنا ہے اور نہ ڈاکٹر شہاب صدیقی کو اور تمہیں یہ سن کر شاید اور زیادہ حیرانی ہو گی کہ ڈاکٹر شہاب صدیقی کو میں بہت پہلے راستے سے ہٹا چکا ہوں۔ اس کی جگہ میں ہی ڈاکٹر شہاب صدیقی بنا ہوا تھا''...... چیف باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا جسے سن کر کاسرد کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں۔

''اوہ اوہ۔ تو آپ میرے ذریعے صرف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہی گھیرنا چاہتے تھے''...... کاسرد نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں

کافی معلومات اکٹھی کی تھی۔ انٹرنیشنل کراس ورلڈ آرگنائزیشن سمیت معلومات فروخت کرنے والے بہت سے اداروں سے میں نے بڑے بڑے معاوضے دے کر ان کی تعداد، ان کے حلیوں اور ان کے قدوقامت کی تفصیل بھی حاصل کر لی تھی۔ جو بھی تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے پیچھے لگتا تھا میرے ساتھی نہ صرف انہیں سیٹلائٹ سسٹم سے چیک کر لیتے تھے بلکہ ان پر سیٹلائٹ کے ذریعے والٹ ٹراب ریز فائر کر دیتے تھے جس کے بارے میں انہیں کچھ علم نہ ہوتا تھا۔ اس ریز کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ میں ان سب کو اسکرین پر بذریعہ سیٹلائٹ دیکھ سکتا تھا اور وہ چاہے کسی بھی میک اپ میں ہوتے میرے سامنے ان کے اصل چہرے ظاہر ہو جاتے تھے اور مجھے اس بات کا پتہ چل جاتا تھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا تعلق عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ جب عمران اور اس کے سارے ساتھی اور آخر میں دو مزید افراد وہاں پہنچ گئے تو میرا کام پورا ہو گیا۔ میں نے تمہیں سپیشل سروس کے جن دو افراد کے بارے میں بتایا تھا ان میں سے ایک سیاہ فام حبشی ہے جو عمران کا غلام ہے اور جس کا نام جوزف ہے لیکن اس کے ساتھ آنے والا دوسرا آدمی کون ہے میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ میں نے اس کا بغور معائنہ کیا ہے۔ جب وہ ڈاکٹر شہاب صدیقی کی رہائش گاہ پہنچے تو میں نے ان کی باتیں بھی سننے کی کوشش کی تھی لیکن جوزف جس دوسرے آدمی کو طاہر صاحب کہہ رہا تھا۔ اس کے

بارے میں لاکھ کوشش کے باوجود مجھے کچھ علم نہیں ہو سکا ہے۔ میں نے اس کی تصویر ورلڈ کراس آرگنائزیشن اور معلومات فروخت کرنے والے دوسرے اداروں کو بھی بھیجی تھی لیکن اس آدمی کو کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی کسی کے پاس طاہر نامی اس آدمی کا کوئی ریکارڈ موجود ہے۔ بہرحال وہ جو بھی ہے اب وہ بھی راگرس پہنچ چکا ہے۔ میں چاہتا تو انہیں فوراً ہلاک کر دیتا لیکن میں نے انہیں جان بوجھ کر زندہ رکھا ہوا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ اس وقت تک زندہ رہیں جب تک میں پاکیشیا میں اپنا بگ مشن مکمل نہیں کر لیتا۔ میں اس مشن کو مکمل کر کے انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ڈارک کنگ کون ہے اور وہ کتنی باوسائل اور طاقتور تنظیم ہے''...... چیف باس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا آپ پاکیشیا میں کوئی اہم مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں''...... ساری باتیں سن کر کاسرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ میری زندگی کا سب سے بڑا مشن ہے۔ اسی لئے میں نے اسے بگ مشن کا نام دیا ہے''...... چیف باس نے کہا۔

''لیکن یہ مشن ہے کیا''...... کاسرو نے کہا۔

''میں تمہیں اس مشن کے بارے میں نہیں بتا سکتا کاسرو۔ سوری''...... چیف باس نے کہا۔

''جب آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو کچھ دیر بعد ہلاک ہی کر دینا ہے تو پھر ہمیں بگ مشن کے بارے میں بتانے میں کیا حرج

ہے''۔ کاسرو نے کہا۔

''ہاں۔ حرج تو کوئی نہیں ہے۔ ٹھیک ہے میں تمہیں بگ مشن کے بارے میں بتا دیتا ہوں''...... چیف باس نے کہا اور پھر اس نے کاسرو کو بگ مشن کی تفصیلات بتانی شروع کر دیں جسے سن کر کاسرو، ڈارس اور دوسرے تمام افراد کے چہروں پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ چیف باس انہیں جس بگ مشن کی تفصیل بتا رہا تھا وہ بے حد خوفناک اور رونگٹے کھڑے کر دینے والا تھا اور بگ مشن کی تفصیلات سن کر کاسرو اور اس کے سب ساتھیوں کے جسموں میں بے اختیار تھرتھری سی دوڑنا شروع ہو گئی تھی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تو بے حد خوفناک، بھیانک اور انتہائی گھناؤنا منصوبہ ہے''...... کاسرو نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ڈارک کنگ کے منصوبے ایسے ہی گھناؤنے اور خوفناک ہوتے ہیں کاسرو۔ تم کیا سمجھتے تھے کہ ڈارک کنگ ایک عام سی ٹارگٹ کلر تنظیم ہے''...... چیف باس نے مسکرا کر کہا۔

''نہیں۔ لیکن مجھے یہ جان کر واقعی تعجب ہو رہا ہے کہ آپ نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو محض استعمال کیا تھا اور ہمارے ذریعے آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سامنے لائے تھے تا کہ آپ انہیں اپنی قید میں رکھ سکیں''...... کاسرو نے کہا۔

''یہ میرے منصوبے کی پہلی کڑی تھی۔ اس کڑی کے پورا ہونے کے بعد ہی میں اصل منصوبے پر عمل کر سکتا تھا اور اب عمران اور

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سارے ممبران ایک ایسی جگہ قید ہیں جہاں سے ان کا نکل کر واپس آنا ناممکن ہے۔ ان کی غیر موجودگی میں اب میں یہاں آسانی سے اپنا کام کرسکوں گا اور اپنا بگ مشن کامیابی سے مکمل کرلوں گا“...... چیف باس نے کہا۔

”آپ میری اور میرے ساتھیوں کی جان بخش دیں چیف باس۔ ہم اس بگ مشن میں آپ کے ساتھ کام کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے آپ کے ساتھ اپنی جانیں لڑا دیں گے۔ ہمیں اس طرح نہ ہلاک کریں چیف باس۔ ہم اب بھی آپ کے لئے بے حد مددگار ثابت ہو سکتے ہیں“...... کاسرو نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں اپنے اصولوں سے منحرف ہونے والا انسان نہیں ہوں“...... چیف باس نے کہا۔

”لیکن آپ کو ہمیں ہلاک کرنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ بگ مشن میں کام کرنے کے لئے آپ کو بگ گروپ کی بھی ضرورت ہوگی۔ آپ مجھے گروپ کا باس نہ بنائیں۔ آپ کا جو بھی گروپ ہے اور اس کا جو بھی باس ہے ہمیں اس کے ساتھ لگا دیں۔ ہم اس کے ساتھ مل کر بگ مشن پورا کریں گے“...... کاسرو نے کہا۔

”نہیں کاسرو۔ اب یہ ممکن نہیں ہے۔ تم سے میں نے جو کام لینا تھا وہ لے لیا ہے۔ اب مجھے تمہاری اور تمہارے ان بے کار ساتھیوں کی ضرورت نہیں ہے“...... چیف باس نے کہا۔

”لیکن نیلسن اور لورین۔ وہ بھی تو پاکیشیا کا میزائل اسٹیشن تباہ کرنے گئے ہوئے ہیں۔ اگر انہوں نے مشن مکمل کر لیا تو کیا آپ انہیں بھی ہلاک کر دیں گے“...... کاسرو نے کہا۔

”نیلسن اور لورین کی رپورٹ شاید تم تک نہیں پہنچی ہے کاسرو۔ تمہارے یہ دونوں ساتھی بھی اپنا مشن مکمل کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں“...... چیف باس نے کہا تو کاسرو بری طرح سے اچھل پڑا۔

”ناکام ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب۔ وہ کیسے ناکام ہو سکتے ہیں۔ ان کے پاس تو میزائل اسٹیشن تک پہنچنے کا مکمل وے موجود تھا اور وہ یہاں سے ہر قسم کا اسلحہ لے کر گئے تھے جس سے وہ پاکیشیا کی بڑی سے بڑی فورس کا بھی مقابلہ کر سکتے تھے“...... کاسرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں جانتا ہوں لیکن تم نے ان کے ساتھ ایک ایکریمی ایجنٹ لٹل ماسٹر کو بھی بھیج دیا تھا۔ اس نے اپنی جان بچانے کے لئے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو دھوکہ دیا تھا۔ جب وہ انہیں لے کر روانہ ہوا تو اس نے راستے میں لورین اور نیلسن کو پانی میں زہر ملا کر دے دیا تھا۔ وہ اپنا مشن خود مکمل کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے لورین اور نیلسن کو ہلاک کیا اور مشن مکمل کرنے کے لئے روانہ ہو گیا لیکن جس جنگل میں میزائل اسٹیشن تھا وہاں فورسز پہلے سے ہی ایکٹیو تھی۔ انہوں نے نہ صرف ایکریمی ایجنٹ کو گھیر لیا بلکہ فائرنگ کر کے اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا“...... چیف باس نے

جواب دیتے ہوئے کہا تو کاسرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو کیا یہ بھی آپ کا بنایا ہوا فرضی مشن تھا''...... کاسرو نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ مشن اصل تھا''...... چیف باس نے کہا۔

''تو آپ اس مشن کو مکمل کرنے کا مجھے ایک موقع دیں۔ میں اس مشن کو ہر صورت میں مکمل کروں گا''۔ کاسرو نے فوراً کہا۔

''یہ بات اگر تم نے بگ مشن کی تفصیل پوچھنے سے پہلے کی ہوتی تو شاید میں تمہاری اس بات پر غور کرتا لیکن تم اور تمہارے سارے ساتھی بگ مشن کے بارے میں جان چکے ہیں اس لئے میں اب تم میں سے کسی ایک کو بھی باہر جانے کی اجازت نہیں دے سکتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران میری قید میں ہیں لیکن پاکیشیا میں فورسز کی کمی نہیں ہے۔ اگر تم میں سے کوئی ان کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اس سے یقیناً بگ مشن کے بارے میں اگلوا سکتے ہیں''...... چیف باس نے کہا۔

''ہم اپنی زبان نہیں کھولیں گے چیف باس''...... کاسرو نے کہا تو ڈارس اور اس کے ساتھی بھی منتیں کرنا شروع ہو گئے۔

''نہیں۔ میں نے اصول کے مطابق مرنے سے پہلے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے اب تم سب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''۔ چیف باس نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔

''چیف۔ فار گاڈ سیک۔ ہم پر ظلم نہ کریں۔ ہم نے وہی کیا جو

آپ نے ہمیں کرنے کا حکم دیا تھا۔ پلیز ہمیں معاف کر دیں۔ ان سب کو نہیں تو کم از کم مجھے معاف کر دیں۔ پلیز چیف باس۔ پلیز''۔ کاسرو نے بری طرح سے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں فیصلہ کر چکا ہوں''...... چیف باس نے کہا اور اس نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول آلہ نکال لیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے''...... کاسرو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہاری موت کا سامان۔ تمہاری کرسیوں کے ساتھ الیکٹرک وائرز لگے ہوئے ہیں۔ میں ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن پریس کروں گا اور تم سب کی کرسیوں میں تیز برقی رو دوڑ جائے گی۔ برقی رو اس قدر طاقتور ہے کہ تم سب ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں ہلاک ہو جاؤ گے اور تمہارے جسم جل کر کوئلہ بن جائیں گے''...... چیف باس نے انتہائی سفاکی سے کہا تو کاسرو اور اس کے ساتھیوں کے جسموں میں بے اختیار تھرتھری دوڑ گئی۔

''اس قدر بھیانک موت۔ فار گاڈ سیک چیف باس۔ ہم پر رحم کریں''...... کاسرو نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ سوری۔ رئیلی ویری سوری''...... چیف باس نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریموٹ کنٹرول کا سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے ریموٹ کنٹرول کا سرخ بٹن پریس کیا اسی لمحے کمرہ یکلخت کاسرو، ڈارس اور اس کے ساتھیوں کی

تیز اور دل ہلا دینے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ راڈز والی کرسیوں پر ہونے کے باوجود بری طرح سے پھڑک رہے تھے۔ ان کی چیخیں صرف چند لمحوں کے لئے نکلی تھیں پھر وہ سب ایک ساتھ ہی خاموش ہو گئے۔ ان کے جسموں کو بدستور زور زور سے جھٹکے لگ رہے تھے اور پھر اچانک ان کے جسم ساکت ہو کر تیزی سے سیاہ ہونے لگے۔ اس کے بعد اچانک ان کے جسموں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا اور پھر ابھی کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک کاسرو، ڈارس اور اس کے ساتھیوں کے جسموں میں آگ بھڑک اٹھی اور وہ سب ایک ساتھ دھڑا دھڑ جلنا شروع ہو گئے۔ چیف باس نے ریموٹ کنٹرول ایک طرف اچھالا اور پھر مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر اعتماد اور مسرت کے تاثرات تھے جیسے اپنے ہی ساتھیوں کو اس قدر ہولناک انداز میں ہلاک کر کے اس نے کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو۔

بلیک زیرو کو سب عمران کے دوست کے طور پر جانتے تھے۔ وہ اکثر جوزف کے ساتھ بھی دیکھا جاتا تھا اس لئے اسے جوزف کے ساتھ دیکھ کر سیکرٹ سروس کے ممبران کو کوئی حیرت نہ ہوئی تھی البتہ وہ ان کے یہاں پہنچنے پر حیران ضرور ہو رہے تھے۔ ان سب نے ایک دوسرے کو اپنے اپنے حالات بتانے شروع کر دیئے۔

''تو یہ سارا کھیل ہمیں پاکیشیا سے دور یہاں لانے کے لئے کھیلا گیا تھا''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہمیں پاکیشیا سے دور بھیجنے کے لئے۔ کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''وہ چاہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ایک بھی پاکیشیا نہ رہے اور انہیں پاکیشیا میں کھل کر کام کرنے کا موقع مل سکے''...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''ان کا مشن ڈاکٹر شہاب صدیقی، ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک

کرنا ہی تھا اور وہ پاکیشیا کا ایک میزائل اسٹیشن بھی تباہ کرنا چاہتے تھے۔ ہم ان کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے ہمیں یہاں پہنچانے کا فیصلہ کیا تاکہ ہم ان کی راہ میں روڑے نہ اٹکا سکیں۔ اب ہم سب یہاں جمع ہیں اور پاکیشیا ڈارک کنگ کے رحم و کرم پر ہے۔ اب انہیں روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ آرام سے اپنا کام کریں گے۔ ان کے ہاتھوں ڈاکٹر شہاب صدیقی اور ڈاکٹر خاقان عظیم بھی مارے جائیں گے اور شاید وہ اس میزائل اسٹیشن کو بھی تباہ کر دیں“...... صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”جبکہ میرے خیال میں ڈارک کنگ کا ایسا کچھ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو“...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”میزائل اسٹیشن کی تباہی کے لئے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ ڈارک کنگ یہاں ڈاکٹر شہاب صدیقی اور ڈاکٹر خاقان عظیم کو ہلاک کرنے نہیں آئی تھی بلکہ ڈارک کنگ نے ان دونوں مشنز کو چارے کے طور پر استعمال کیا تھا“۔ عمران نے کہا۔

”چارے کے طور پر۔ میں سمجھا نہیں“...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ان دونوں سائنس دانوں کے ذریعے وہ ہمیں سامنے لانا چاہتے تھے تاکہ وہ ہمیں پکڑ کر یہاں پہنچا سکیں۔ چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میک اپ اور ٹھکانے بدلتی رہتی ہے اس لئے سب کو فرداً فرداً اغوا کرنا ان کے بس کی بات نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ایک جال بچھایا۔ ڈاکٹر خاقان عظیم اور ڈاکٹر شہاب صدیقی کے خلاف جان بوجھ کر ایسی کارروائیاں کرنا شروع کر دیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان دونوں کی حفاظت کے لئے سامنے آنے پر مجبور ہوگئی اور ہم ان کی چال سمجھے بغیر ان کے جال میں پھنس گئے جس کے نتیجے میں اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران مجھ سمیت یہاں موجود ہیں“۔ عمران نے اپنے طور پر تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن ڈاکٹر خاقان عظیم اور ڈاکٹر شہاب صدیقی پر اصل حملے کئے گئے تھے“...... صالحہ نے کہا۔

”یہی تو ان کا جال تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ہم ان کی حفاظت کے لئے آگے کیوں آتے۔ ان کے حملوں میں اگر ڈاکٹر خاقان عظیم اور ڈاکٹر شہاب صدیقی ہلاک بھی ہو جاتے تو انہیں اس سے کوئی فرق نہ پڑنے والا تھا۔ اگر اس کارروائی میں ہم ان کے قابو نہ آتے تو وہ ایسی ہی مزید کارروائیاں کرتے تاکہ ہمیں اپنے گھیرے میں لے سکیں“...... عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب اگر ان کا مقصد ہم سے جان چھڑانا تھا تو

انہوں نے ہمیں زندہ کیوں چھوڑ دیا۔ وہ ہمیں آسانی سے ہلاک بھی تو کر سکتے تھے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ جب سے میں یہاں آیا ہوں میں بھی اسی شش و پنج میں مبتلا ہوں کہ آخر وہ ہمیں زندہ کیوں رکھنا چاہتے ہیں اور ان کا ہمیں یہاں اس جنگل میں لانے کا کیا مقصد ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''واقعی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر یہ لوگ ہم سے چاہتے کیا ہیں''...... بلیک زیرو نے بھی الجھن آمیز لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سے تمام محبّ وطن لوگوں کو دور کرنا تاکہ پورا ملک ان کے اشاروں پر چلے''...... عمران نے کہا۔

''سمجھ میں نہیں آتا۔ آخر یہ بڑی بڑی طاقتیں ہر وقت پاکیشیا کی سلامتی کے پیچھے کیوں پڑی رہتی ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''پاکیشیا پوری دنیا میں اسلام کا قلعہ خیال کیا جاتا ہے کسی قلعے کو فتح کر لینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دشمن کو مکمل طور پر شکست دے دی گئی ہے۔ اس قلعے کو گرا کر یا اس پر قبضہ کر کے یہ لوگ اسلام کو دنیا سے مٹانا چاہتے ہیں اور بس''...... عمران نے کہا۔

''لیکن پھر ہم لوگوں کو یہاں لا پھینکنے کی کیا ضرورت تھی''۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہمیں اس سوال کا جواب حاصل کرنا ہے۔ جب سوال کا جواب ملے گا تب ہی پتہ چلے گا کہ اب تک انہوں نے ہمیں ہلاک

کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی''...... عمران نے کہا۔

''یہ جنگل تو کافی بڑا اور گھنا ہے۔ کیا ہم یہاں سے باہر نہیں نکل سکتے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہم نے متعدد بار کوشش کی ہے لیکن جنگل ایک بڑی کھائی میں ہے اور ہم اسی کھائی کے اندر ہیں۔ چاروں اطراف اونچی دیواریں ہیں اور ساری دیواریں سپاٹ ہیں۔ ہم ان دیواروں پر نہیں چڑھ سکتے اور نہ ہی دیواروں پر موجود پودوں اور بیلوں کو پکڑ کر اوپر جا سکتے ہیں۔ ہم نے کئی بار بیلوں کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن بیلیں ذرا سا وزن ڈالتے ہی ٹوٹ جاتی ہیں''......عمران نے کہا۔

''تو کیا آپ مایوس ہو چکے ہیں''...... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''ایسا نہیں ہے۔ مایوس ہونا تو ہم نے سیکھا ہی نہیں اور ویسے بھی مایوسی تو گناہ ہے''......عمران نے کہا۔

''کیا اس جال کے ذریعے کوشش کرنے کے بارے میں غور کیا جا چکا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس کی لمبائی اور چوڑائی کی پیمائش کر چکے ہیں۔ یہ بھی اس کھائی کی گہرائی کے مقابلے میں لمبائی میں بہت کم ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''لیکن ہم اس جال کو کھول کر ایک بہت لمبی رسی ضرور بنا سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اور اس رسی کا سرا کھائی کے اوپر کیا تم باندھ کر آؤ گے"۔ سلیمان نے جل کر کہا۔

"رسی کا سرا باندھنے کے لئے اوپر جانے کی ضرورت نہیں۔ ہم لکڑی کا ایک آنکڑا سا بنا سکتے ہیں۔ رسی کے سرے پر آنکڑا باندھ کر رسی کو اوپر پھینک سکتے ہیں"...... جوزف نے کہا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا۔ آنکڑا لوہے کا بنتا ہے اور پھر اتنی اونچائی تک آنکڑا کس طرح جائے گا۔ آخر ہم انسان ہیں۔ جن تو ہیں نہیں"......سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس میں شک نہیں کہ آنکڑا لوہے کا ہوتا ہے اور اس کھائی میں لوہا شاید ہی مل سکے لیکن یہ بات ناممکن نہیں۔ آخر لوہا زمین سے نکلتا ہے۔ اب رہی دوسری بات کہ ہم آنکڑے کو اس قدر اونچائی تک کس طرح پھینک سکتے ہیں۔ میں ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا کہ پھینک سکیں گے یا نہیں لیکن ایک ہی بار پوری اونچائی تک پھینکنے کی آخر کیا ضرورت ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"گڈ شو طاہر۔ تم نے واقعی زبردست بات کی ہے۔ واقعی۔ ایک ہی بار میں کھائی سے باہر آنکڑا پھینکنے کی کیا ضرورت ہے۔ درمیان میں جہاں بھی پھنس جائے۔ ہم پہلے وہاں تک تو جا ہی سکتے ہیں۔ وہاں کے بعد پھر آنکڑا مزید اوپر پھینکا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو خیر ٹھیک ہے۔ سوال یہ ہے کہ لوہا کہاں سے حاصل کیا جائے"...... چوہان نے کہا۔

"ابھی تک آپ لوگوں نے اس خیال سے اس وادی کا جائزہ ہی کب لیا ہوگا"......بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے اس وادی میں آ کر ہماری عقلیں گھاس چرنے چلی گئی تھیں۔ تم دونوں نے آ کر ان کو واپس لانے میں مدد کی۔ بہت بہت شکریہ طاہر بھائی"۔ صالحہ نے خوش ہو کر کہا۔

"وعلیکم شکریہ"...... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

"اگر ہم نے وادی میں کوئی ایسی چیز تلاش کر لی جو آنکڑا بنانے کے کام آ سکے تو شاید ہم اس وادی سے نکل سکیں"...... صالحہ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"چلو۔ تلاش کرتے ہیں"......عمران نے کہا۔ وہ لوہے کی تلاش میں نکلے۔ لوہا اس وقت ان کی سب سے بڑی ضرورت تھی۔ انہوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ کسی دن اس طرح لوہے کے چند ٹکڑوں کی تلاش میں بھی مارا مارا پھرنا پڑے گا۔ یہ وادی پھل دار درختوں سے لدی ہوئی تھی۔ ناریل کے درخت سب سے زیادہ تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ پانی کی بھی کمی نہیں تھی۔ وہ ناریل توڑ توڑ کر ان کا پانی پی سکتے تھے اور یہ بھی ہوسکتا تھا کہ کہیں کوئی چشمہ بھی ہو لیکن ناریلوں کے ہوتے ہوئے انہوں نے اب

تک چشمہ تلاش کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ وہ دن انہوں نے لوہے کی تلاش میں گزارا۔ لیکن ایسی کوئی چیز نہ مل سکی جس سے لوہے کا کام لیا جا سکتا۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی۔

''لوہا تو نہیں ملا۔ اب ہم کیا کریں''...... جولیا نے کہا۔

''اب ہمیں یہ کام پتھروں سے لینا پڑے گا''...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''پتھر۔ کیا مطلب۔ پتھر اوپر جا کر تھوڑا بہت تو اٹک سکتا ہے اس حد تک نہیں کہ ہم اوپر چڑھ جائیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''لیکن کوشش کر کے دیکھ لینے میں آخر کیا حرج ہے۔ ہمیں یہاں کرنا ہی کیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''بالکل ٹھیک''...... عمران نے کہا۔ صفدر کی ایڑی میں ایک تیز دھار والا چاقو تھا۔ عمران کے کہنے پر اس نے بوٹ کی ایڑی کھول کر چاقو نکالا اور پھر اس نے عمران کے کہنے پر چاقو سے جال کے رسوں کو کاٹ ڈالا۔ وہ ادھر ادھر چٹانوں سے باندھے گئے تھے۔ اب رسیوں کو آپس میں جوڑنے کا کام شروع ہوا۔

''عمران صاحب آپ لوگ یہاں ہم سے کتنی دیر پہلے پہنچے ہیں''...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

''تقریباً تین دن پہلے اور فور سٹارز کو کل یہاں لایا گیا تھا''۔ عمران نے جواب دیا۔

''تو ان تین دنوں میں آپ نے کیا کیا تھا''...... بلیک زیرو نے

پوچھا۔

''ہم نے پہلے تو اس وادی کی سیر اور جائزہ لیا۔ اس وادی میں رہنے کے قابل ایک جگہ بنائی اس کے بعد ہم نے یہاں سے نکلنے کی کوشش شروع کی۔ ہم نے جال کو رسی میں تبدیل کرنے کے بارے میں سوچ لیا تھا لیکن پھر آنکڑے والی بات آڑے آ گئی''...... عمران نے کہا۔

''آپ کا کیا خیال ہے اوپر ڈارک کنگ کے کارکن موجود نہیں ہوں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''انہیں اوپر موجود رہنے کی ضرورت تو نہیں ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں ہم اس کھائی سے نکل نہیں سکتے لیکن اگر وہ اوپر موجود ہیں تو بھی ہم کیا کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں واقعی۔ ہم کیا کر سکتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ مجھے ایک آئیڈیا آیا ہے''...... اچانک جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کون سا آئیڈیا''...... صفدر نے کہا۔

''میں بہت دیر سے گہری سوچ میں گم تھی کہ آخر وہ کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔ جس کے ذریعے ہم وادی سے نکل سکیں لیکن میرے ذہن میں کوئی ترکیب نہیں آ رہی تھی اس کے باوجود میں نے اپنی کوشش ترک نہیں کی تھی اور مسلسل سوچ رہی تھی۔ آخر میں نے ترکیب سوچ ہی لی اور ترکیب بھی بہت زور دار ہے''...... جولیا کہتی

چلی گئی۔

"جولیا کی ترکیب اور زور دار نہ ہو۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جلدی بتائیں مس جولیا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہم اس جال کی رسیوں سے ویسی ہی ایک سیڑھی بنا سکتے ہیں۔ جس قسم کی سیڑھی کے ذریعے ہمیں نیچے اتارا گیا ہے۔ لکڑی کے ڈنڈوں کی یہاں کمی نہیں۔ اب رہ گیا یہ سوال کہ ہم اس سیڑھی کو اوپر تک کس طرح پہنچائیں گے تو اس کے لئے طاہر صاحب کی تجویز پر عمل کیا جا سکتا ہے کہ ہمیں ایک ہی بار سیڑھی اوپر پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کام ہم قسطوں میں کریں گے"...... جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہم یہ کام کر سکتے ہیں لیکن ہو گا یہ انتہائی مشکل"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مشکل اور آسان کے چکر میں ہم نہیں پڑتے۔ ہم تو صرف کام کرنے سے غرض رکھتے ہیں۔ آؤ سیڑھی بنائیں"...... عمران نے کہا۔ پھر لکڑی کے مضبوط ڈنڈے کاٹے گئے۔ ان کی مدد سے رسی کی سیڑھی تیار کی گئی۔

"صفدر کا چاقو سیڑھی کو اوپر تک لے جانے کے بھی کام آئے گا"...... صالحہ نے کہا۔

"اس کام کے لئے دو چاقو ہوتے تو زیادہ بہتر تھا"...... عمران

نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی۔ ایک چاقو سے بھلا ہم یہ کام کس طرح کر سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"دوسرے چاقو کہاں سے لایا جائے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میرے پاس ایک نشتر ہے۔ جو چاقو کا کام دے سکے گا"۔ چوہان نے کہا۔

"گڈ شو۔ اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو چوہان نے اپنی خفیہ جیب سے نشتر نکال لیا۔ وہ اس وقت تہ کی ہوئی حالت میں تھا۔ جب انہوں نے اسے کھولا تو وہ ایک نشتر کی شکل اختیار کر گیا۔

"ویل ڈن۔ اگر یہ نشتر مضبوط ہے۔ تو پھر ہم ضرور اوپر پہنچ سکتے ہیں"...... عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

"تو پھر بسم اللہ کریں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اللہ ضرور ہماری مدد کرے گا کیونکہ ہم حق پر ہیں"...... سلیمان نے کہا اور پھر انہوں نے کوہ پیماؤں کے انداز میں اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ پتھر کی مدد سے پہلے چاقو چٹان میں گھونپا جاتا۔ اس پر رسی کی سیڑھی لٹکائی جاتی اور پھر دوسرا چاقو اس سے اوپر گھونپ جاتا۔ اس طرح ایک ایک قدم کر کے وہ اوپر چڑھنے لگے۔ یہ ایک بے حد مشکل مرحلہ تھا لیکن وہ بھی تو عام انسان نہیں تھے اور نہ انہوں نے کبھی ہمت ہارنی سیکھی تھی۔ وہ چڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ

وہ اس چٹان تک پہنچ گئے۔ جس پر انہیں رسی کی سیڑھی سے اتارا گیا تھا اور یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ رسی کی سیڑھی ابھی تک اسی طرح لٹکی ہوئی تھی۔

”حیرت ہے۔ انہوں نے اس سیڑھی کو جوں کا توں چھوڑ دیا“۔ سلیمان بڑبڑایا۔

”یہ کوئی چال بھی ہو سکتی ہے۔ شاید وہ لوگ اوپر موجود ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس کے باوجود ہم رک نہیں سکتے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”رکنے کا مطلب ہے موت۔ ہم آگے بڑھیں گے۔ ان سے ڈر کر اگر ہم کھائی میں رکے رہے تب بھی تو موت ہی مقدر ہو گی“...... عمران نے کہا اور اوپر چڑھنے لگے۔ رفتار چیونٹی کی تھی لیکن یہ کام اس سے زیادہ تیز رفتاری سے نہیں ہوسکتا تھا اس کے لئے صبر کی ضرورت تھی۔ آخر پورے دن کی کوشش کے بعد وہ کھائی کے سرے تک پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھا وہاں ڈارک کنگ کا کوئی کارکن موجود نہیں تھا۔ شاید وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کے دشمن اس کھائی سے نکل سکتے ہیں۔

”کھائی سے باہر نکل آنا مبارک ہولیکن اب پاکیشیا روانہ ہونے سے پہلے ہمیں ایک ضروری کام کرنا ہوگا“...... عمران نے کہا۔

”وہ کیا“...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

”اس وقت ہم ڈارک کنگ کے ہیڈ کوارٹر کے قریب موجود

ہیں۔ جب تک ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر تباہ نہیں ہوگا یہ تنظیم بھی تباہ نہیں ہو گی۔ لہٰذا اپنے ملک روانہ ہونے سے پہلے ہمیں ڈارک کنگ کے ہیڈ کوارٹر کو بھی تباہ کرنا ہوگا“...... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے یہی بہتر رہے گا“...... بلیک زیرو نے کہا۔ عین اس وقت انہیں ایک خوفناک آواز سنائی دی۔ اس قدر خوفناک کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

”اوہ۔ یہ آواز تو کسی خوفناک جانور کی ہے لیکن میں نے یہ آواز زندگی میں پہلی بار سنی ہے“...... سلیمان نے کانپ کر کہا۔

”تو کیا تم ہر قسم کا جانور دیکھ چکے ہو“...... جوزف نے حیران ہو کر پوچھا۔

”نن۔ نہیں“...... سلیمان نے ہکلا کر کہا۔

”تب پھر تم ہر جانور کی آواز کس طرح پہچان سکتے ہو“۔ خاور نے کہا۔

”واقعی۔ یہ بات تو ہے۔ خیر میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں“...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم وہ نہیں جو لی ہوئی چیز واپس کر دیں اب یہ الفاظ ہمیشہ کے لئے ہمارے پاس رہیں گے“...... خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”ارے باپ رے۔ مارے گئے پھر تو“...... سلیمان نے گھبرا کر کہا۔ عین اسی وقت وہی خوفناک آواز پھر سنائی دی اور پھر اس

کے ساتھ ہی مختلف جانوروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ایسا لگ رہا تھا کہ ہزاروں جانور مل کر چیخ رہے ہوں۔

"ارے باپ رے۔ شاید آوازیں ریکارڈ کی ہوئی ہیں"۔ سلیمان نے کہا۔

"نہیں۔ میں سیکڑوں قدموں کی دھمک بھی سن رہا ہوں لیکن جانور ابھی دور ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جانور خطرناک لگتے ہیں اس لئے ہمیں فوراً اپنے بچاؤ کے لئے کوشش شروع کر دینی چاہئے"...... صالحہ نے کہا۔

"ان جانوروں سے بچنے کے لئے بہترین جگہ درخت ہیں فوراً درختوں پر چڑھ جاؤ"...... عمران نے کہا تو وہ جلدی جلدی درختوں پر چڑھتے چلے گئے اور پھر انہوں نے ایک خوفناک منظر دیکھا۔ جنگلی بھیڑیوں کا ایک بہت بڑا غول بے تحاشہ دوڑتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ وہ تعداد میں اس قدر زیادہ تھے کہ زمین نظر نہیں آ رہی تھی۔

"ہم تو ان جانوروں کا مقابلہ کسی صورت میں بھی نہیں کر سکیں گے"...... نعمانی نے چلا کر کہا۔

"واقعی ہم کسی صورت بھی ان جانوروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ یہ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں اور ہمارے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں"...... خاور نے کہا۔

"میں ان کا مقابلہ کروں گا"...... جوزف نے کہا۔

"کیا تم خود کو ٹارزن سمجھ رہے ہو جو ان جنگلی بھیڑیوں کا اکیلے

مقابلہ کرنے کا سوچ رہے ہو"...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"میں نے کب کہا کہ میں خود کو ٹارزن سمجھ رہا ہوں"۔ جوزف نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"تب پھر تم ان درندوں کا مقابلہ کس طرح کرو گے۔ تم دیکھ نہیں رہے کہ ان کی تعداد کس قدر زیادہ ہے"...... سلیمان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"مقابلے کی بجائے ان درندوں سے بچنے کے بارے میں سوچو۔ اگر ہم بھاگنے کی کوشش کریں تب بھی ان سے زیادہ تیز رفتاری سے نہیں بھاگ سکیں گے۔ آخر کار ان کی زد میں آ جائیں گے دوسرے یہ کہ اگر ہم بھاگنا شروع کر دیں تو بھی کب تک بھاگ سکیں گے۔ آخر تھک کر ان کے ہتھے چڑھ جائیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

"گویا ہمارے دشمنوں نے ہمیں قید کرنے کے لئے خوب سوچ سمجھ کر جگہ منتخب کی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں انہوں نے سوچا ہو گا کہ اگر ہم کسی طرح کھائی سے نکل آئے تو پھر ہمارا استقبال یہ بھیڑیئے کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"ایسے استقبال سے ہم باز آئے"...... چوہان نے فوراً کہا۔

"ہمارے باز آنے سے کام نہیں چلے گا۔ یہ ہماری ایک نہیں سنیں گے"...... سلیمان نے کہا۔

"کاش۔ میرے ساتھ اس وقت جوانا ہوتا"...... جوزف نے

ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"وہ ہمارے ساتھ ہوتا تو تم دونوں بھی کچھ نہ کر سکتے تھے۔ اتنے درندوں کے مقابلے میں بھلا تم دونوں کی دال کہاں گل سکتی تھی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایسے میں بے چاری دال گلنے کی جرأت کر بھی کس طرح سکتی ہے"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں مذاق کی سوجھی ہے اور بھیڑیے لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتے جا رہے ہیں"...... جولیا نے چلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ہم کر بھی کیا سکتے تھے جو کر سکتے تھے کر چکے۔ یعنی درختوں پر چڑھ گئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ایک دوسری ترکیب بھی ہے"...... جولیا نے چلا کر کہا۔

"اور وہ کیا"...... صفدر نے کہا۔

"کھائی میں اتر جاتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن ہم ابھی تو اتنی محنت اور مشقت کے بعد تو کھائی سے نکلے ہیں"...... چوہان نے منہ بنا کر کہا۔

"تم شاید میری بات کا مطلب نہیں سمجھے۔ اب تو سیڑھی چٹان تک آ چکی ہے اس لئے اب اترنا چڑھنا کیا مشکل ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"لیکن اگر ان بھیڑیوں نے رسی توڑ دی تو"...... صالحہ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بھیڑیے ہیں۔ انسان نہیں ہیں کہ ان میں اس قدر عقل ہو"...... جولیا نے کہا۔

"ان حالات میں جولیا کی ترکیب پر عمل کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ جن درختوں پر ہم چڑھے ہیں۔ بھیڑیے انہیں آن کی آن میں گرا دیں گے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تو پھر آؤ۔ وہ اب نزدیک آ گئے ہیں"...... عمران نے کہا اور درخت سے چھلانگ لگا دی۔ ان سب نے بھی چھلانگیں لگائیں اور رسی کی سیڑھی کی طرف دوڑ پڑے۔ یہ انتہائی مضبوط رسیاں تھیں اور ان سب کا وزن آسانی سے برداشت کر سکتی تھیں لہٰذا رسیوں کے ٹوٹ جانے کا کوئی ڈر نہیں تھا۔ وہ جلدی جلدی اترنے لگے۔ ایسے میں صالحہ کی چیخ نے انہیں بوکھلاہٹ میں مبتلا کر دیا۔ انہوں نے اوپر دیکھا صالحہ نے سب سے آخر میں سیڑھی پر اترنا شروع کیا تھا لہٰذا وہ سب سے اوپر تھی اور خوفزدہ انداز میں اوپر دیکھ رہی تھی۔

انہوں نے دیکھا۔ بھیڑیے کھائی کے کناروں پر اس طرح جمع ہوتے چلے جا رہے تھے۔ جیسے کسی قلعے کے محافظ ہوں اور اس کی فصیل پر کھڑے ہوں۔

"انہوں نے تو پوری کھائی کو گھیر لیا ہے۔ اب ہم باہر کس طرح نکل سکیں گے"...... صالحہ نے کہا۔

"ہاں واقعی۔ لیکن نہیں اس کا بھی بہرحال ایک حل ہے"۔ جولیا

نے کہا۔

"اور وہ کیا"...... صالحہ نے جلدی سے کہا۔

"تیر اندازی۔ ہم لکڑی کے تیر کمان تیار کر سکتے ہیں"......جولیا نے کہا۔

"لکڑی کے تیر کمان بھلا ان بھیڑیوں کا کیا بگاڑ سکیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"بالکل ٹھیک۔ لکڑی کے تیروں سے یہ تھوڑے بہت زخمی ہوں گے اور بس"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔ پھر کیا کیا جائے"......سلیمان نے کہا۔

"ان کے جانے کا انتظار۔ جب یہ چلے جائیں گے تو ہم پھر اوپر آ جائیں گے"......صدیقی نے کہا۔

"میرے پاس ایک مہلک ترین گیس کا سپرے کین ہے۔ اگر میں وہ گیس ان پر چھوڑ دوں تو یہ بے ہوش ہو جائیں گے لیکن گیس بہت تھوڑی مقدار میں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو وہ چونک پڑے نے کہا۔

"گڈ۔ تم فوراً وہ گیس کین نکالو۔ اس گیس سے جتنے بھیڑیئے کم ہوں گے ہمارے لئے اتنا ہی اچھا ہوا گا"......عمران نے کہا۔

"لیکن اس سے فائدہ کیا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"شاید یہ خوف زدہ ہو کر بھاگ جائیں"......عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ یہ بھاگ جائیں"۔ بلیک

زیرو نے کہا۔ یہ کہہ کر بلیک زیرو اوپر چڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ صالحہ کو نیچے چھوڑ گیا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی خفیہ جیب سے گیس کا سپرے کین نکالا۔ پمپ کا رخ بھیڑیوں کی طرف کر کے وہ اوپر چڑھتا چلا گیا۔قریب پہنچ کر اس نے جونہی ان پر گیس فائر کی تو ایک بھیڑیا تڑپتا ہوا کھائی میں گرتا چلا گیا۔ اس گیس کا اثر چنداور بھیڑیوں پر بھی ہوا تھااور وہ کھائی کے کنارے پر گر کر بے ہوش ہو گئے۔

"ایک بار پھر گیس فائر کرو"......صفدر نے پرجوش انداز میں کہا تو بلیک زیرو نے ایک بار پھر گیس فائر کر دی۔ چنداور بھیڑیئے گیس کا شکار ہو کر گرتے چلے گئے ۔

"اب میں کھائی کے کنارے پر جا کر ان پر گیس فائر کرتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"زیادہ اوپر نہ جانا۔ بھیڑیئے یہ کھائی میں نہیں اتر سکتے۔ جب تک ہم لوگ نیچے ہیں۔ یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اوپر جائیں گے تو یہ ہم پر حملہ آور ہوں گے"...... جوزف نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن ہم آخر کب تک کھائی میں رہ سکتے ہیں"...... صالحہ نے پریشان ہو کر کہا۔

"میں سمجھ گیا۔ ہمیں کیا کرنا ہو گا"...... اچانک بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

''کیا۔ کیا کرنا ہو گا''...... سب نے ایک ساتھ کہا۔

''مقابلہ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مقابلہ۔ کیا مطلب''...... تنویر نے کہا۔

''میں، جوزف اور عمران صاحب ان بھیڑیوں کا مقابلہ کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ناممکن۔ تم دونوں اتنے بہت سے بھیڑیوں کا مقابلہ نہیں کر سکو گے''...... تنویر نے کہا۔

''میں نے بھی ایک ترکیب سوچ لی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ترکیب اور آپ نے سوچ لی۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ جولیا برا مان جائے گی''...... سلیمان نے گھبرا کر کہا۔

''میری عقل تو کام ہی نہیں کر رہی ہے اور نہ ہی کوئی ترکیب سجھائی دے رہی ہے''...... تنویر نے کہا۔

''بس تو پھر اپنا دماغ بیچ دو۔ بے کار ہو گیا ہے''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بے کار چیز کو کون خریدے گا''...... عمران نے کہا تو وہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ تنویر، عمران کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔ اتنے میں بلیک زیرو کچھ اور اوپر پہنچ گیا اور پھر اس نے بھیڑیوں پر گیس فائر کر دی لیکن وہ اس قدر زیادہ تعداد میں تھے کہ دس بیس کے مارے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ تاہم

جو بھی کیا جا سکتا تھا۔ انہیں کرنا تھا۔ آخر گیس ختم ہو گئی۔ پچاس کے قریب بھیڑیئے مارے گئے۔ ان میں سے زیادہ تر کھائی میں گرے۔

''لیں عمران صاحب۔ اب آپ اپنی ترکیب شروع کریں''۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میری ترکیب اس وقت شروع ہو گی۔ جب یہ دور چلے جائیں گے۔ پہلے انہیں مایوس ہو کر دور چلے جانے دو''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ یہ بھلا دور کیوں جائیں گے۔ شاید یہ آدم خور بھیڑیئے ہیں اور ہماری بو سونگھ کر یہ یہاں آئے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''ارے باپ رے''...... سلیمان نے کانپ کر کہا۔

''جب ہم کھائی کے نیچے تھے تو یہ یہاں نہیں تھے اب بھی اگر ہم کھائی میں چلے جائیں گے تو یہ واپس چلے جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے نیچے اترنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس چٹان تک پہنچ گئے۔ بالکل نیچے جانے کی انہیں ضرورت نہیں تھی۔ تین گھنٹے بعد کیپٹن شکیل نے اوپر جا کر دیکھا۔ تمام بھیڑیئے غائب تھے۔

"میدان صاف ہے"...... کیپٹن شکیل نے نیچے آ کر بتایا۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب صرف میں، جوزف اور طاہراوپر جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اور باقی لوگ"...... صفدر نے کہا۔

"باقی لوگ یہیں رہیں گے۔ ان کے لئے اوپر خطرہ ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تم تینوں بے شمار بھیڑیوں کا مقابلہ کس طرح کرو گے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ ایک انتہائی خطرناک جنگ ہو گی۔ جتنی امید کامیابی کی ہے اتنی ہی امید ناکامی کی بھی ہے۔ تم سب یہاں رہ کر دعا کرو۔ ہم لڑائی کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن بغیر ہتھیار کے کرو گے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ تینوں رسی کی سیڑھی سے ایک بار پھر اوپر چڑھنا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ کھائی کے کناروں پر کھڑے بھیڑیئے نظر آئے جلد ہی انہوں نے ایک بار پھر دوڑتے قدموں کی آوازیں سنیں۔ گویا یہ بھیڑیئے انسانی بو پر ہی آئے تھے۔ یہ بھیڑیئے واقعی آدم خود تھے۔ ایسے میں اگر ان میں سے کوئی ان کے ہتھے چڑھ جاتا تو وہ اس کی ہڈیاں تک چبا جاتے۔ اس کے باوجود وہ تینوں نہتے ان کا مقابلہ کرنے جا رہے تھے۔ تینوں ایک دوسرے سے قدرے فاصلے پر کھڑے تھے اور بھیڑیوں

کے نزدیک آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ آخر وہ ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ وہ ان سے نپٹنے کے لئے بالکل تیار ہو گئے۔ کھائی میں موجود لوگ لڑائی کا یہ منظر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ تاہم وہ محسوس ضرور کر سکتے تھے کہ اوپر کیا منظر ہو گا۔ اچانک بھیڑیئے نیچے گرتے نظر آئے۔

"معلوم ہوتا ہے لڑائی شروع ہو گئی"...... سلیمان نے کہا۔

"اگر شروع نہ ہوتی تو سینگوں والے بھیڑیئے کیوں گرتے"۔ صفدر نے کہا۔

"کمال ہے۔ انہوں نے بغیر ہتھیار کے یکدم دس کے قریب بھیڑیئے نیچے گرا دیئے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"یہ تینوں بھی تو کم پھرتیلے نہیں ہیں"...... چوہان نے کہا۔

اچانک اوپر سے حیرت انگیز شور کی آوازیں سنائی دیں ان میں دل دوز چیخیں بھی تھیں اور یہ چیخیں بھیڑیوں کی تھیں۔ پھر تو تڑاتڑ بھیڑیئے کھائی میں گرنے لگے۔ انہیں یوں لگا جیسے بھیڑیوں کی بارش ہو شروع ہو گئی۔ ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ عمران ،جوزف اور بلیک زیرو کے پاس کوئی ہتھیار یا کسی بھی قسم کی کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کے ذریعے وہ بھیڑیوں کا مقابلہ کر سکتے تھے اور اگر کوئی چیز ہوتی تو بھی چند ایک بھیڑیوں کا مقابلہ کیا جا سکتا تھا لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ تھا یہاں تو بھیڑیوں کی بارش ہو رہی تھی وہ تڑاتڑ نیچے گر رہے تھے ان کی چیخم دھاڑ نے ہر طرف

خوفناک طوفان اٹھا رکھا تھا۔

"آخر یہ سب کیسے ہو رہا ہے"...... تنویر نے کہا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ پتہ کرنے کے لئے تو ہمیں بھی اوپر جانا پڑے گا اور اوپر جانے میں انتہائی خطرہ ہے۔ بلکہ سوائے خطرے کے کچھ ہے ہی نہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"گویا ہمیں یہیں صبر کرنا پڑے گا اور ہم اپنی زندگی کا یہ حیران کن ترین منظر نہیں دیکھ سکیں گے"...... چوہان نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے۔ دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن باری باری۔ پہلے میں سیڑھی کے سب سے اوپر والے ڈنڈے تک ہو کر آتا ہوں اس کے بعد ایک ایک کر کے باقی سب بھی جائیں گے"...... صفدر نے کہا اور اوپر چڑھنے لگا۔ آخری ڈنڈے پر پہنچ کر اس نے اپنی زندگی کا حیران کن ترین منظر دیکھا۔ عمران، طاہر اور جوزف بجلی کی طرح اچھل کود رہے تھے۔ ان کے پاؤں جیسے ہی زمین سے لگتے۔ بھیڑیئے ان پر حملہ کرنے کے لئے چھلانگ لگاتے۔ عین اسی وقت وہ دونوں اونچی چھلانگ لگاتے اور بھیڑیئے اپنی جھونک میں کھائی میں جا گرتے۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہو رہا تھا کہ بھیڑیوں کے گرنے کا ایک تارسابندھ گیا تھا اور یہ تار ٹوٹتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ بھیڑیئے اس بات سے بے خبر تھے کہ نیچے گرنے والوں

پر کیا گزر رہی ہے بس اندھا دھند ان پر اچھل اچھل کر اور لمبی لمبی چھلانگیں لگا کر حملہ کر رہے تھے۔ شاید وہ انسانی گوشت کھانے کے بہت شوقین تھے۔ صفدر یہ دیکھ کر نیچے اتر آ گیا۔

"دیکھنے کے قابل منظر ہے"...... صفدر نے ٹائیگر سے کہا۔ وہ سب باری باری اوپر ہو آئے۔ یہ لڑائی کئی گھنٹے جاری رہی کوئی اور ہوتا تو کئی گھنٹے کی اس اچھل کود کے بعد نڈھال ہو کر گر جاتا اور بھیڑیوں کا لقمہ بن جاتا لیکن عمران، بلیک زیرو اور جوزف تو اپنے وقت کے عجیب ترین انسان تھے اور پھر بھیڑیئے ختم ہو گئے وہ سب کے سب اس کھائی کی خوراک بن گئے۔ اس کے بعد انہوں نے سب کو اوپر آنے کا اشارہ کیا۔ سب لوگ اوپر آ گئے۔

"اس کھائی اور بھیڑیوں سے تو نجات مل گئی اب آگے جا کر دیکھتے ہیں ڈارک کنگ کے کارکنوں نے ہمارے لئے مزید کیا انتظام کر رکھا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس حیرت انگیز حد تک تیز رفتار بھاگ دوڑ کے بعد آپ تینوں تھک گئے ہوں گے۔ میرے خیال میں آپ تینوں کو کچھ دیر تو آرام کرنا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"آرام۔ کیسا آرام۔ پاکیشیا اس وقت ڈارک کنگ کے رحم و کرم پر ہے۔ اس کا مشن نجانے کیا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ پاکیشیا کو کوئی نقصان پہنچائیں ہمیں ڈارک کنگ کے ہیڈ کوارٹر پہنچنا ہے۔ اس تنظیم کو اس وقت تک ختم نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک کہ اس کے

ہیڈ کوارٹر اور اس کے سربراہ کو ختم نہ کر دیا جائے۔ لٰہذا آؤ۔ ہم آرام نہیں کریں گے۔ طاہر۔ تم زہریلی گیس بھیڑیوں پر استعمال کر چکے ہو۔ اب اور تمہارے پاس ایسی کون سی چیز موجود ہے جسے استعمال میں لایا جا سکتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ میں خالی ہاتھ نہیں آیا ہوں۔ اپنے ساتھ بہت سے سائنسی اسلحہ لایا ہوں جو آپ نے مجھے دے رکھا تھا''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہمارے پاس بھی چھوٹے موٹے سائنسی ہتھیار موجود ہیں۔ جنہیں ضرورت کے وقت استعمال میں لایا جا سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔ انہوں نے اسی وقت اپنا سفر شروع کر دیا دور دور تک پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور کسی انسان کا نام و نشان تک دکھائی نہ دے رہا تھا۔ ایسے میں اچانک ایک لڑاکا طیارہ ان کے سروں پر سے گزر گیا۔

''اس لڑاکا طیارے کی پرواز کی وجہ سمجھ نہیں آئی''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کہیں جنگ نہ چھڑ گئی ہو''...... صالحہ نے کہا۔

''کچھ نہیں کہا جا سکتا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''سوال یہ ہے کہ ہم تنظیم کے ہیڈ کوارٹر تک کس طرح پہنچیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جیسے بھی پہنچ سکے۔ پہنچیں گے ضرور انشاء اللہ''۔ صالحہ نے کہا اور پھر ان کا یہ سفر کئی گھنٹوں تک جاری رہا۔ اس دوران کئی اور لڑاکا طیارے بھی ان کے سروں پر سے گزرے۔ آخر انہیں آبادی کے آثار دکھائی دینے لگے۔

''سب سے پہلے کچھ کھانے پینے کا بندوبست کرو عمران۔ بھوک سے اب میری جان نکلی جا رہی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ تم فکر نہ کرو۔ بہت جلد تم سب مزے دار چیزیں کھا رہے ہو گے''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیسے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''بس دیکھتے جاؤ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جلد ہی انہیں ایک کھیت نظر آیا۔ کھیت میں ایک ٹریکٹر کھڑا تھا لیکن کسان نہیں نظر آ رہے تھے۔

''خبردار ہاتھ اوپر اٹھا دو۔ تم لوگ میری زد میں ہو''...... اچانک ایک گرج دار آواز سنائی دی۔ انہوں نے مسکرا کر ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ فوراً ایک بوڑھا آدمی ان کے سامنے آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پرانی وضع کی رائفل تھی۔

''کون ہو تم لوگ''...... اس نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''بے دم کے انسان ہیں بس''...... عمران نے کہا۔

''بے دم کے انسان۔ کیا مطلب''...... بوڑھے نے چونک کر کہا

''ہم جنگل سے نکل کر آئے ہیں اور جنگلوں میں بندروں کی

بہتات ہوتی ہے۔ ان کی دمیں ہوتی ہیں۔ چونکہ ہماری نہیں ہیں اس لئے میں نے خود کو بے دم کا انسان بتایا ہے تاکہ آپ ہمارا شکار نہ کر سکیں''......عمران نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''ہونہہ۔ میں یہاں پچھلے تیس سالوں سے رہ رہا ہوں۔ اس جنگل سے میں نے آج تک اس طرف کسی کو آتے نہیں دیکھا۔ تم کہاں سے آ گئے''...... اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

''اب تو دیکھ لیا نا۔ اس لئے ہمارا شکریہ ادا کریں''......سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم لوگ اس طرف سے آ کہاں سے گئے۔ میرے لئے یہ بات حیرت انگیز ترین ہے''...... اس آدمی نے کہا۔

''اسے ہم اللہ کی مہربانی کہیں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب آپ اس رائفل کو ہٹا لیں یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی''......کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیوں نہیں بگاڑ سکے گی۔ تم لوگ مجھے حلیوں سے مسلمان لگتے ہو اور مسلمانوں کے ہم پکے دشمن ہیں۔ ان کو قتل کرنا ہماری سب سے بڑی خواہش ہے۔ پھر میں تم لوگوں کو کیوں چھوڑوں۔ مزے کی بات یہ کہ ہمارے ملک میں اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو مار ڈالے تو اس پر کوئی مقدمہ نہیں بنتا''...... اس نے خوش ہو کر کہا اور عمران کا نشانہ لینے کی کوشش کرنے لگا تو عمران یک دم حرکت میں

آیا اور اس نے بوڑھے کی رائفل جھپٹ کر اس کا رخ اس بوڑھے کی طرف کر دیا۔

''اور اگر ہم تمہیں مار کر یہاں دفن کر دیں تو کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہو گی۔ کیا خیال ہے''......عمران نے کہا۔

''نن۔ نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے''...... بوڑھے نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''وجہ۔ کیوں نہیں کر سکتے۔ تم خود بھی تو یہی کرنے لگے تھے''۔ عمران نے کہا۔

''تم لوگ چاہتے کیا ہو''...... بوڑھے آدمی نے کہا۔

''پہلے تم اپنا نام بتاؤ''...... جوزف نے سرد لہجے میں کہا۔

''موہن۔ میرا نام موہن داس ہے''...... بوڑھے آدمی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پہلے تو ہم تمہاری حیرت دور کر دیں۔ اس کے بعد تم ہمارے لئے کھانے کا انتظام کرو گے۔ اس طرف ایک بہت گہری کھائی ہے۔ ہمیں اس کھائی میں قید کر دیا گیا تھا''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اس کھائی کے بارے میں تو یہاں سب کو معلوم ہے لیکن یہ بات بھی مشہور ہے کہ آج تک جس کو بھی کھائی میں پھینکا گیا وہ اس سے نکل نہیں سکا۔ پھر تم کس طرح نکل آئے''۔ موہن داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اللہ کے فضل سے ہم اس کھائی سے نکل آئے ہیں۔ اب تم

ہمارے لئے کھانا تیار کراؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن تم لوگوں کو وہاں قید کس نے کیا تھا''...... موہن داس نے کہا۔

''ڈارک کنگ کے کارکنوں نے''...... تنویر نے کہا۔

''کیا کہا۔ ڈارک کنگ کے کارکنوں نے۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا''...... موہن داس نے حیران ہو کر کہا۔

''کیا نہیں ہو سکتا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ڈارک کنگ کے کارکن کسی کو قید کریں اور وہ اس قید سے نکل آئے ایسا ہونا ناممکن ہے''...... موہن داس نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ارے میاں جاؤ۔ دیکھ لو۔ ہم نکل آئے ہیں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''لیکن آدم خود بھیڑیوں نے تم لوگوں کا شکار کیوں نہیں کیا''۔ موہن داس نے حیران ہو کر کہا۔

''ہماری ان سے صلح ہو گئی تھی''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''صلح۔ کیا مطلب۔ بھیڑیوں سے صلح۔ تم لوگ ہوش میں تو ہو''...... موہن داس نے چونک کر کہا۔

''ہاں اللہ کی مہربانی سے''...... چوہان نے جلدی سے کہا۔ عین اسی وقت دور سے ایک بڑی گاڑی آتی نظر آئی تو ان کی نظریں اس گاڑی پر جم گئیں۔

یہ خاکی رنگ کی بڑی سی جیپ تھی جو کچے راستے پر دھول اُڑاتی ہوئی تیزی سے اسی جانب بڑھی چلی آ رہی تھی۔ وہ سب غور سے اس آنے والی جیپ کو دیکھنے لگے۔

''یہ کون آ رہا ہے''...... صالحہ نے پوچھا۔

''میرا بیٹا فوجی ہے۔ اب دیکھوں گا۔ تم لوگ کتنے نڈر ہو اور کتنے پانی میں ہو''...... موہن داس نے خوش ہو کر کہا۔

''تو یہ کافرستانی فوج میں ہے''...... عمران نے اس جیپ کو دیکھ کر کہا۔

''ہاں لیکن تمہیں کس طرح معلوم ہو گیا کہ تم کافرستان میں ہو''...... موہن داس نے چونک کر کہا۔

''ہم راگرس میں ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ راگرس کافرستان کا ہی علاقہ ہے''...... عمران نے کہا۔ جیپ نزدیک ہوتی جا رہی تھی۔ احتیاطاً انہوں نے ادھر ادھر پوزیشن سنبھال لی۔

"اب اگر تم نے حرکت کی تو ہم تمہیں گولی مار دیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے موہن داس سے کہا۔

"میرا بیٹا تمہیں بھون ڈالے گا"...... موہن داس نے کہا۔

"دیکھا جائے گا۔ ہم چنے نہیں ہیں کہ بھون ڈالے جائیں"۔ چوہان نے منہ بنا کر کہا۔ نزدیک آ کر جیپ رک گئی۔

"آپ ایسے کیوں کھڑے ہیں ابا جان"...... ایک لمبے تڑنگے اور مضبوط جسم والے نوجوان کی آواز سنائی دی۔ ساتھ ہی ایک فائر ہوا اور نوجوان کے ہاتھ سے رائفل نکل گئی۔ اس کے منہ سے ایک چیخ بھی نکل گئی۔

"یہ کیا۔ یہ فائر کس نے کیا ہے"...... وہ مارے تکلیف کے چلایا۔ شاید اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔

"خبردار۔ ہاتھ اوپر اٹھادو"...... ٹائیگر نے سرد آواز میں کہا تو اس کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔ اب وہ اس کے سامنے آ گئے۔ صفدر نے اس کی رائفل پر قبضہ کر لیا۔ جیپ کی بھی تلاشی لی گئی اور اس کے بعد ان سے کھانے تیار کرنے کے لئے کہا گیا۔

دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ان کے آگے چلنے لگے یہاں تک کہ ایک گھر میں داخل ہوئے۔ اس گھر میں تین عورتیں تھیں انہوں نے ان عورتوں کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ ایک گھنٹے بعد وہ کھانا کھا چکے تھے اور دوستانہ فضاء میں بیٹھے تھے کیونکہ اس دوران موہن داس اور اس کے بیٹے کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ انہیں کوئی نقصان

پہنچانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔

"ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں"...... عمران نے موہن داس کے بیٹے سے مخاطب ہو کر پوچھا جس نے انہیں اپنا نام مہا ویر بتایا تھا۔

"اس سوال کا جواب کسی کو معلوم نہیں ہے"...... مہا ویر نے کہا۔

"کیا مطلب"...... عمران نے پوچھا۔

"میں یہ تو جانتا ہوں کہ ڈارک کنگ کا ایک ہیڈ کوارٹر یہاں راگرس میں ہی کہیں موجود ہے لیکن وہ ہے کہاں یہ کسی کو معلوم نہیں"...... مہا ویر نے کہا۔

"کیوں۔ کیا کارکنوں کو بھی معلوم نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں کسی کارکن کو بھی معلوم نہیں۔ انہوں نے کبھی ہیڈ کوارٹر کی شکل تک نہیں دیکھی۔ انہیں تو بس احکامات ملتے ہیں ہیڈ کوارٹر سے اور بس"...... مہا ویر نے کہا۔

"لیکن اگر یہاں ہیڈ کوارٹر موجود ہے تو اس کا بہرحال عملہ بھی ہو گا۔ اس عملے کا وہاں جانا، وہاں سے آنا لگا رہتا ہوتا ہو گا۔ وہ وہیں تو نہیں رہتے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"اس بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن آپ ہیڈ کوارٹر کی تلاش مین کیوں ہیں"۔ مہا ویر نے کہا۔

"اس پوری تنظیم کو صرف چند دماغ چلا رہے ہیں۔ ہمیں ان دماغوں کی تلاش ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں"...... مہا ویر نے پوچھا۔

"یہ تنظیم نہ جانے کتنے ملکوں کا جینا حرام کر چکی ہے۔ آخر ان لوگوں کو کیا حق ہے کہ دوسرے ملکوں کے معاملات میں ٹانگ اڑاتے پھرتے ہیں۔ صرف یہی نا کہ پوری دنیا پر ان کا راج ہو جائے۔ پوری دنیا ان کی غلام ہو جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہوں۔ تو آپ ان دماغوں سے ٹکر لینے آئے ہیں"...... مہا ویر نے کہا۔

"ہاں۔ کیا آپ کا خیال ہے۔ نہیں لے سکیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"خیال تو یہی ہے"...... مہا ویر نے کہا۔

"لیکن۔ اس طرف سے آج تک کوئی واپس نہیں آیا۔ یہ پہلے لوگ ہیں جو آئے ہیں کیا یہ بات عجیب ترین نہیں"...... مہا ویر کے باپ موہن داس نے کہا۔

"ہاں یہ بات عجیب ترین ہے۔ بلکہ ناقابل یقین بھی ہے لیکن پھر بھی یہ لوگ ہیڈ کوارٹر تک نہیں پہنچ سکتے"...... مہا ویر نے کہا۔

"ہمیں اگر کوئی مقامی آدمی مل جائے جو کہ ہمارا سچا ہمدرد بھی ہو تو ہم بہت کچھ کر سکتےہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں اس علاقے کے راستے معلوم نہیں"...... عمران نے کہا۔

"کیا آپ ہم پر اعتبار کر سکتے ہیں"...... مہا ویر نے کہا۔

"کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ اس سلسلے میں ہماری خدمات حاضر ہیں"۔ مہاویر نے کہا۔

"نہیں۔ ہم غیر مسلموں پر اعتبار نہیں کر سکتے"...... جولیا نے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہے ہیں کہ ہم پر اعتبار کر لیں"...... مہا ویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب تو کیا آپ لوگ مسلمان ہیں"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"ذرا آہستہ بات کریں۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں"...... مہا ویر نے گھبرا کر کہا۔

"اس بات میں کوئی شک نہیں"...... سلیمان نے فوراً کہا۔

"کس بات میں"...... مہا ویر نے پوچھا۔

"یہی کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو۔ پہلے کام کی بات ہو جائے"...... عمران نے کہا اور پھر مہا ویر کی طرف مڑا۔

"اگر آپ مسلمان ہیں تو آپ سے مدد لی جا سکتی ہے لیکن اس بات کا ثبوت کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ثبوت یہ ہے یہ دیکھیں"...... اس نے کہا اور ایک الماری کھولی تو اس میں قرآن مجید اور احادیث کی چند کتب موجود تھیں

نماز پڑھنے کے لئے جائے نماز بھی موجود تھی۔

"لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کافرستان نے آخر کس طرح آپ کو فوج میں بھرتی کر لیا"...... عمران نے کہا۔

"مجھ جیسے کئی اور بھی بھرتی ہیں۔ ہمارا کام ہے ان کی پیٹھ میں چھرا گھونپنا۔ اگرچہ یہ کام انتہائی مشکل ہے اور جان ہر وقت ہتھیلی پر رکھنا پڑتی ہے۔ لیکن کیا کریں یہ سب کرنا ہی پڑتا ہے۔ آپ کی بھی ہم ہر خدمت کے لئے تیار ہیں"...... مہاویر نے کہا۔

"پھر تمہارا اصل نام کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میرا نام عبداللہ ہے اور میرے والد صاحب کا نام عبدالرحمٰن ہے"...... عبداللہ نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"میرا نام عمران ہے اور میرے ڈیڈی کا نام بھی تمہارے ڈیڈی والا ہے بس اتنا فرق ہے کہ ان کے نام سے پہلے سر آتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے سر عبدالرحمٰن"...... عبداللہ نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ ویسے سر تو تمہارے والد صاحب کا بھی ہے۔ ہم انہیں بھی سر عبدالرحمٰن کہہ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو عبداللہ سمیت سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"تو کیا یہ بات بالکل درست ہے کہ ہیڈ کوارٹر کا پتا کسی کو بھی معلوم نہیں"...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں بالکل"...... عبداللہ نے کہا۔

"سوال یہ ہے کہ ہم کس طرح اس کا سراغ لگا سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہم بھلا کیا بتا سکتے ہیں"...... عبداللہ نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہاں ڈارک کنگ کا کوئی ہیڈ کوارٹر موجود ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں یہاں آ کر اکثر شکار کی غرض سے جنگل جاتا رہتا ہوں ایک روز میں شکار کھیلنے کے لئے جنگل کی طرف جا رہا تھا تو مجھے جنگل کے سرے پر ایک زخمی آدمی پڑا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے فوراً جیپ روکی اور اس کی مدد کو پہنچ گیا۔ اس کی حالت بہت خراب تھی۔ اسے جنگل کے جانوروں نے زخمی کیا تھا۔ میں نے اسے اٹھایا اور جیپ میں ڈالا کہ اسے جلد سے جلد کسی ہسپتال پہنچا دوں لیکن اس کی حالت بہت خراب تھی۔ وہ شدید زخمی ہونے کے باوجود بھی ہوش میں تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں اسے ہسپتال نہ لے جاؤں بلکہ ڈارک کنگ کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دوں۔ ڈارک کنگ کے ہیڈ کوارٹر کا نام میرے لئے نیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کہاں ہے ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر لیکن اس پر نقاہت غالب آ گئی تھی۔ میرے لاکھ پوچھنے پر بھی وہ پتہ نہ بتا سکا اور پھر اس سے پہلے کہ میں اسے کسی ہسپتال میں لے جاتا اس نے راستے میں ہی دم توڑ دیا۔ اس کے ہلاک ہونے پر مجھے بے حد دکھ ہوا تھا۔ میں

نے اس کی تلاشی لی تاکہ اس کی شناخت کا پتہ چل سکے لیکن اس کی جیب سے صرف ایک کارڈ نکلا تھا جس پر ایک بھوت جیسے آدمی کا سیاہ چہرہ بنا ہوا تھا اور اس کے سر پر سنہری رنگ کا تاج تھا۔ کارڈ پر ڈارک کنگ لکھا ہوا تھا اور بس''...... عبداللہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو کیا تم نے وہ کارڈ کسی کو نہیں دکھایا اور کسی سے ڈارک کنگ کا ذکر نہیں کیا''...... عمران نے کہا۔

''میں نے بہت سے لوگوں کو کارڈ دکھایا تھا اور ڈارک کنگ اور اس کے ہیڈ کوارٹر کا بھی بتایا تھا لیکن اس بارے میں کوئی بھی کچھ نہیں جانتا تھا''...... عبداللہ نے کہا۔

''راگرس کے علاقے میں سب سے مشہور ترین آدمی کون ہے۔ ایسا آدمی جس کا یہاں سکہ چلتا ہو یا جس کی تاریخی اہمیت ہو اور اسی آدمی کی وجہ سے اس کی نسلیں بھی فائدہ اٹھا رہی ہوں''۔ عمران نے پوچھا۔

''اس کے لئے تو آپ کو راگرس کی تاریخی کتابیں دیکھنی پڑیں گی''...... عبداللہ نے کہا۔

''کہاں سے ملے گی راگرس کی تاریخی کتب''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''کتب تو میں مہیا کر دوں گا۔ وہ تو عام مل جاتی ہیں''۔ عبداللہ نے کہا۔

''تو پھر تم اسی وقت جاؤ اور جتنی کتب بھی مل سکیں لے آؤ لیکن تم پر کسی کو شک تو نہیں ہوگا''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''نہیں۔ بالکل نہیں''...... عبداللہ نے کہا۔

''یہاں ساری آبادی کافرستانیوں کی ہے تو تم ان لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے نماز کس طرح پڑھتے ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ادھر ادھر ہو کر نماز ادا کرتا ہوں۔ عام طور پر نماز کے اوقات میں میں کہیں نہ کہیں نکل جاتا ہوں''...... عبداللہ نے کہا۔

''لیکن ہر روز ایسا کرنا۔ وہ بھی ایک خاص وقت پر یہ تو بہت ہی مشکل ہے''...... صفدر نے کہا۔

''میں کوئی بہانا نہیں بناتا اور مخصوص وقت پر بھی ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ مثلاً ظہر کا وقت ساڑھے بارہ بجے سے تین بجے تک اگر ہے تو اس دوران جس وقت بھی موقع مل جاتا ہے۔ ادھر ادھر جا کر نماز ادا کر لیتا ہوں۔ صبح اور رات کی نماز تو گھر میں پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے''...... عبداللہ نے بتایا۔

''اوہ اچھا۔ بہرحال تم پہلے کتب لے آؤ''...... عمران نے کہا۔

''تمہاری شادی نہیں ہوئی''...... صفدر نے پوچھا کیونکہ اس کی عمر بھی پینتیس سال سے کم نظر نہیں آ رہی تھی۔

''نہیں۔ میں نے شادی نہیں کی۔ مجھے مسلمانوں کے لئے بہت کام کرنا ہے ان مشکباریوں کے دشمنوں سے ٹکرانا ہے اور ان سے

مشکبار کو آزاد کرانا ہے''...... عبداللہ نے کہا۔

''ہوں۔ خیر۔ اس پر پھر بات کریں گے''...... عمران نے کہا۔

عبداللہ چلا گیا اس کی واپسی دو گھنٹے بعد ہوئی۔ کتابوں کا بنڈل اس نے ان کے سامنے رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے۔ شہر یہاں سے کافی دور ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں قریباً بیس کلو میٹر دور''...... عبداللہ نے کہا۔ اب انہوں نے ان کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ دو گھنٹے تک مکمل خاموشی طاری رہی۔ آخر مطالعہ ختم ہوا۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

''کیا خیال ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''تیس سال پہلے اس ملک کا سب سے با اثر آدمی موٹال تھا۔ وہ اس ملک کے صدر اور وزیراعظم سے بھی زیادہ بااثر تھا۔ عوام جس قدر اس کی بات مانتے تھے صدر اور وزیراعظم کی نہیں مانتے تھے۔ مثلاً اگر وہ چاہتا تو ایک منٹ کے اندر صدر کو صدارت سے اور وزیراعظم کو وزارت سے الگ کر سکتا تھا۔ وہ فوج کا بھی کمانڈر انچیف تھا اور پوری فوج اس کے اشاروں پر ناچتی تھی پھر وہ اچانک غائب ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کے نائب نے لے لی۔ نائب کا نام کمار ہے۔ جو خود کو کمانڈر کمار کہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کمانڈر کمار نے موٹال کو ٹھکانے لگا دیا اور خود اس کی جگہ لے لی لیکن یہ بات کوئی ایجنسی ثابت نہ کر سکی۔ اگر یہ بات ثابت ہو جاتی

تو پھر کمانڈر کمار کی بوٹیاں نوچ لی جاتیں لیکن چونکہ اس پر جرم ثابت نہ ہو سکا اس لئے اب کمانڈر کمار کو وہی مقام اور عزت حاصل ہے جو پہلے موٹال کو حاصل تھی۔ موٹال کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ شکار کا بہت شوقین تھا کسی درندے کا لقمہ بن گیا ہو گا''۔ عمران نے کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گویا اب کمانڈر کمار ہی اصل کرتا دھرتا ہے اور یہی شخص ڈارک کنگ کا سربراہ ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اگر راگرس میں ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر ہے تو پھر ڈارک کنگ کا اصل تعلق کافرستان سے ہی ہے۔ وہ یہاں موجود اپنے خفیہ ہیڈ کوارٹر سے پوری دنیا میں موجود ڈارک کنگ کے گروپس کو کنٹرول کرتا ہے اور اگر میرا اندازہ درست ہے تو پھر ڈارک کنگ کا تعلق اسی کمانڈر کمار سے ہی ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو وہ یہاں رہ کر پوری دنیا میں ڈارک کنگ کی کارروائیاں کروا رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں''...... اس کمانڈر کمار نے ایک تنظیم بنا کر اس کا نام ڈارک کنگ رکھا اور پھر اس نے سب سے پہلے کافرستان میں اپنے قدم جمائے لیکن یہاں ڈارک کنگ کی کوئی کارروائی نہ کرائی بلکہ اس نے ڈارک کنگ تنظیم کی کارروائیوں کا آغاز ایکریمیا اور یورپی ممالک سے کیا تا کہ وہ اپنی تنظیم کی تعمیر و ترقی کے لئے زیادہ سے

زیادہ دولت کما سکے اور دولت کے یہ مواقع اسے کافرستان میں نہیں بلکہ ایکریمیا اور یورپ میں ہی میسر آ سکتے تھے۔ بہرحال اگر واقعی کمانڈر کمار ہی ڈارک کنگ کا سربراہ ہے تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں جلد سے جلد اس تک پہنچنا ہو گا اور اس کا تاروپود بکھیرنا ہو گا تاکہ وہ پاکیشیا میں اپنی کارروائیاں نہ کر سکے اور پاکیشیا اس کی شیطانی اور خوفناک سازشوں سے محفوظ رہ سکے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کمانڈر کمار ہے کہاں''...... جولیا نے پوچھا۔

''کمانڈر کمار راگرس کے مرکز میں ایک محل میں رہتا ہے۔ ہزاروں مسلح افراد ہر وقت محل کی حفاظت کرتے ہیں''...... عبداللہ نے بتایا۔

''ہمیں اس سے ملنا ہو گا۔لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہم محل میں جا کر ہی اس سے ملاقات کریں۔ اس کی مصروفیات کی تفصیلات مل سکتی ہیں یا نہیں۔ مطلب یہ کہ اسے آج کا دن کس طرح گزارنا ہے۔کل اس کی مصروفیات کیا ہوں گی''...... عمران نے پوچھا۔

''کسی کو معلوم نہیں۔ صدر اور وزیراعظم کی مصروفیات کے بارے میں تو بتایا جا سکتا ہے۔لیکن کمانڈر کمار کی مصروفیات کیا ہوں گی۔ کوئی نہیں بتا سکتا''...... عبداللہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کیا تم ہمیں اس کے محل کے سامنے پہنچا سکتے ہو''...... عمران نے عبداللہ سے پوچھا۔

''یہ کام بھی رات کی تاریکی میں کیا جا سکتا ہے۔ اس سے پہلے

نہیں''...... عبداللہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ رات کو ہی سہی''...... عمران نے کندھے اچکائے۔

رات کو دس بجے کے قریب وہ عبداللہ کی جیپ پر بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ ایک گھنٹے کے سفر کے بعد جیپ رک گئی۔ عبداللہ نے اس کا پچھلا دروازہ کھولا۔

''آپ لوگ اتر آئیں یہاں سے دائیں طرف والی سڑک پر چلتے جائیں تو سامنے ہی محل نظر آ جائے گا۔ میرا جیپ لے کر اس سڑک پر جانا ٹھیک نہیں''...... عبداللہ نے دبی آواز مین کہا۔

''ٹھیک ہے۔تم یہیں رکو گے یا کسی اور جگہ ملو گے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہی میں سوچ رہا ہوں''...... عبداللہ نے کہا۔

''سوچنے کی ضرورت نہیں۔ تم کو اس معاملے سے بالکل الگ رہنا چاہئے اسی لئے تم اسی وقت گھر چلے جاؤ۔ ہم اپنا کام کرنا جانتے ہیں اور ویسے بھی فوجی جیپ ہمارے لئے مشکلات پیدا کر دے گی کیونکہ شہر میں فوجی گاڑیاں بہت کم نظر آتی ہیں جبکہ دوسری گاڑیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ میں واپس جا رہا ہوں''...... عبداللہ نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس کے وہاں سے چلے جانے کے بعد وہ آگے بڑھنے لگے۔ جلد ہی انہیں محل نظر آنے لگا۔

”کیوں نہ براہ راست کوشش کی جائے ورنہ دوسری صورت میں تو ہمیں سینکڑوں مسلح افراد سے جنگ لڑنا پڑے گی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ۔ کوشش کر کے دیکھ لیتے ہیں“...... عمران نے کہا۔ پھر وہ محل کے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ محافظوں نے انہیں روک لیا۔ مشین گنیں ان کی طرف اٹھ گئیں۔

”کون ہو تم“...... مشین گن بردار نے کہا۔

”کمانڈر کمار کے مہمان۔ کیا تمہیں معلوم نہیں“...... عمران نے اکھڑ لہجے میں کہا۔

”کیا معلوم نہیں“...... ایک مشین گن بردار نے بھنا کر کہا۔

”جب کوئی خاص مہمان آتا ہے تو اس کے استقبال کی تیاریاں کی جاتی ہیں۔ لہٰذا تمام ملازمین کو معلوم ہوتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”لیکن وہ مہمان آپ لوگ نہیں ہو سکتے۔ آج یہاں مہمان تو ضرور آنے ہیں لیکن انہیں تو جناب کمانڈر کمار لینے کے لئے ائیر پورٹ جا چکے ہیں“...... ایک محافظ نے کہا۔

”غالباً وہ لیٹ ہو گئے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو آپ ہی ان کے مہمان ہیں“...... محافظ کا لہجہ بدل گیا۔ خوف کی وجہ سے اس کی آواز میں گھبراہٹ شامل ہو گئی۔

”ہاں ہم ہی وہ مہمان ہیں“...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آیئے سر۔ آیئے۔ لیکن مہربانی فرما کر ہماری شکایت نہ کیجئے گا“...... محافظ نے کہا۔

”اچھی بات ہے لیکن ایک شرط ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کون سی شرط ہے“...... محافظ نے پوچھا۔

”تم لوگ ہمارے یہاں پہنچنے کی خبر انہیں نہیں دو گے۔ ہم اچانک ان کے سامنے آ کر انہیں سرپرائز دیں گے“...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”بہت بہتر“...... ان میں سے ایک محافظ نے کہا۔ وہی ان سے بات چیت کر رہا تھا شاید وہ تمام محافظوں کا انچارج تھا اور پھر وہ انہیں ایک اندرونی کمرے میں بٹھا کر واپس جانے لگا۔

”ایک منٹ بھئی اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ گھر کے افراد کو تو ہماری آمد کی اطلاع دی ہی جا سکتی ہے“...... عمران نے کہا۔

”کوئی بھی گھر میں نہیں ہے سر۔ سب ائیر پورٹ پر گئے ہوئے ہیں“...... محافظ نے کہا۔

”بہت خوب۔ شکریہ“...... عمران نے کہا تو وہ چلا گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

”قدرت نے زبردست مدد کی ہے۔ ہمیں نہایت آسانی سے

یہاں پہنچا دیا ہے اور ہمیں کیا چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

''اور ہمیں کمانڈر کمار چاہئے''...... سلیمان نے کہا۔

''وہ بھی اب آنے ہی والا ہوگا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ارے۔ مم۔ مگر''...... جولیا نے یکلخت چونک کر کہا۔

''کیا ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''اگر اس کے مہمان اس کے ساتھ ہوئے تو''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی۔ اس صورت میں وہ ہوشیار ہو جائیں گے لہٰذا ہمیں بھی تیاری کر لینی چاہئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ ہوشیار نہ بھی ہوں یہاں آنے کے بعد تو انہیں پتا چل ہی جائے گا۔ لہٰذا کیوں نہ ہم ان کے استقبال کی تیاری کر لیں''۔ تنویر نے کہا۔

''پہلی بار تم نے عقل مندی کی بات کی ہے۔ کیوں جولیا''۔ عمران نے مسکرا کر کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''چلو۔ اس نے تو عقل مندی کی بات کرنے کا ہی آغاز کر دیا ہے لیکن تم نجانے کب عقل مند بنو گے''...... جولیا نے کہا تو اس کی بات پر وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ جولیا نے عمران پر بے ساختہ جملہ کسا تھا جسے سن کر عمران بھی اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

''جب تم شادی کی حامی بھرو گی''...... عمران بھلا آسانی سے

کہاں ہار ماننے والوں میں سے تھا۔ اس کے جواب پر وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔ انہوں نے اس کمرے کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد کمرے سے باہر نکل کر اردگرد کا جائزہ لینا شروع کیا ہی تھا کہ اچانک گیٹ کے باہر گاڑی رکنے کی آواز نہیں سنائی دی لیکن وہ اپنے کام میں مصروف رہے اور پھر کچھ دیر بعد قدموں کی آوازیں اس طرف آتی سنائی دیں۔

''بلا وجہ ہی تمہارے بھائیوں نے پریشان کیا۔ جہاز پر سوار نہیں ہو سکے تھے تو فون تو کر سکتے تھے''...... ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

''فون کرنے کا انہیں موقع ہی کب ملا ہوگا۔ ایک گھنٹے کا تو راستہ ہے۔ ادھر وہ جہاز میں سوار ہونے کے لئے پہنچے ہوں گے تو انہیں معلوم ہوا ہوگا کہ فلائٹ کینسل ہوگئی ہے اور ادھر ہم گھر سے انہیں لینے کے لئے نکلے ہوں گے۔ فون وہ کہاں کرتے''...... ایک عورت کی آواز سنائی دی۔

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے''...... کمانڈر کمار نے جلدی سے کہا۔

''تو پھر آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔ میرے بھائیوں نے فضول آپ کو پریشان نہیں کیا''...... عورت نے کہا۔

''اچھا۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں''...... کمانڈر کمار نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''وہ تو آپ کو لینا ہی تھے کیونکہ آپ جانتے ہیں میں ایک

منٹ میں اپنی ماں کے پاس چلی جاتی‘‘......عورت نے کہا۔

’’ہاں ماں کے پاس جانے کی تمہاری عادت نہیں جاتی‘‘۔ کمانڈر کمار نے سرد آہ بھر کر کہا۔

’’کیا میں آپ کے سامنے حاضر ہو سکتا ہوں‘‘...... عمران نے آہستہ آواز میں کہا۔

’’یہ۔ یہ کون بولا تھا‘‘......کمانڈر کمار نے گھبرا کر کہا۔

’’الفاظ تو میں نے بھی سنے ہیں لیکن یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔ لگتا ہے ہم دونوں کو وہم ہوا ہے‘‘......کمانڈر کمار کی بیوی نے کہا۔

’’وہم ایک کو ہو سکتا ہے دونوں کو نہیں۔ ضرور یہاں کوئی چھپا ہوا ہے‘‘......کمانڈر کمار نے کہا۔

’’آپ کا خیال ٹھیک ہے مسٹر کمانڈر کمار‘‘......صفدر نے کہا۔

’’کون ہو۔ سامنے آؤ‘‘......کمانڈر کمار نے کہا۔

’’سامنے آنا کیا مشکل ہے۔ آپ ذرا آنکھیں بند کریں‘‘۔ سلیمان کی آواز سنائی دی۔

’’کیا کہا۔ آنکھیں بند کریں‘‘......کمانڈر کمار نے کہا۔

’’ہاں۔ ادھر آپ آنکھیں بند کریں گے اور ادھر ہم سامنے آ جائیں گے‘‘......صدیقی نے کہا۔

’’یہ کیا مذاق ہے۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ سامنے آؤ‘‘...... کمانڈر کمار نے غراتے ہوئے کہا تو ایک الماری کھلی اور عمران ان کے

سامنے آ کھڑا ہوا اور اسے دیکھ کر وہ دونوں بری طرح سے اچھل پڑے اور ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

’’کون ہو تم‘‘......کمانڈر کمار نے چلا کر کہا۔

’’گھبرایئے نہیں کمانڈر کمار صاحب‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ٹھہرو میں ابھی گارڈز کو بلاتا ہوں‘‘...... یہ کہہ کر کمانڈر کمار تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا تو ایک اور الماری کھلی اور اس میں سے صفدر نے باہر نکلتے ہی اپنی ٹانگ آگے کر دی کمانڈر کمار الٹ کر گرا۔

’’یہ میری نہیں آپ کی غلطی ہے۔ آپ کو اس طرح اندھا دھند نہیں چلنا چاہئے‘‘......صفدر نے کہا۔

’’ارے باپ رے۔ تو کیا اس پورے کمرے میں میرے دشمن چھپے ہوئے ہیں‘‘......کمانڈر کمار نے گھبراتے ہوئے کہا۔

’’جی۔ بس دیکھ لیں‘‘...... صالحہ نے کہا۔

’’لیکن تم لوگ اندر کس طرح داخل ہوئے‘‘......کمانڈر کمار نے حیران ہو کر پوچھا۔

’’آپ کے مہمانوں کو بھلا کون روک سکتا ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’کیا مطلب۔ میرے مہمان اور تم۔ ہرگز نہیں‘‘...... کمانڈر کمار نے کہا۔

"چلیئے بن بلائے مہمان کہہ لیں"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آخر تم لوگ ہو کون"...... کمانڈر کمار نے پوچھا۔ اس وقت تک عمران دروازہ اندر سے بند کر چکا تھا۔

"باہر سینکڑوں مشین گن بردار موجود ہیں اور اندر ہم لوگ۔ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے جناب کمانڈر کمار"...... بلیک زیرو نے پراسرار انداز میں کہا۔

"کیا مطلب"...... کمانڈر کمار نے چونک کر کہا۔

"باہر کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اندر کیا ہو رہا ہے گیٹ پر موجود گارڈز کو صرف یہ معلوم ہے کہ کمانڈر کمار صاحب کے جو مہمان آج آنا تھے۔ وہ کمانڈر کمار صاحب کے بغیر ہی یہاں پہنچ گئے ہیں کیونکہ کمانڈر کمار صاحب ائیرپورٹ پر لیٹ پہنچے تھے۔ ان حالات میں ہم اندر کچھ بھی کر لیں باہر کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو سکے گی۔ ہمیں جانے سے بھی کوئی نہیں روک سکے گا۔ ہم جاتے ہوئے صرف اتنا کہہ دیں گے کہ ضروری کام سے جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے۔ وہ کون ہوتے ہیں ہمیں پوچھنے والے۔ کیا سمجھے آپ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارا مطلب بہت اچھی طرح سمجھ رہا ہوں"...... کمانڈر کمار نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"یہ بہت اچھی بات ہے کہ آپ میرا مطلب بہت اچھی طرح

سمجھ رہے ہیں۔ ہم چاہتے بھی یہی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ آخر تمہارا یہاں آنے کا مقصد کیا ہو"...... کمانڈر کمار نے غرا کر کہا۔

"ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے اچانک پوچھا۔

"کیا"...... وہ اس قدر زور سے چلایا کہ کمرے کی فضا جھنجھنا اٹھی۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا اور پھر اچانک اس کے چہرے پر حیرت، خوف اور الجھن کے ملے جلے تاثرات نظر آنے لگے۔

"تت۔ تت۔ تم تم کون ہو"...... کمانڈر کمار نے خوف بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہاں کی خوفناک ترین کھائی میں کچھ لوگوں کو پھنکوایا گیا تھا۔ کیا یہ بات تمہارے علم میں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ۔ تو تم وہ ہو"...... کمانڈر کمار نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ ہم وہی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا۔ تم لوگ وہی ہو لیکن اس کھائی سے آج تک کوئی زندہ بچ کر نکل نہیں سکا۔ تم کیسے نکل آئے"...... کمانڈر کمار نے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔ اب اس نے اپنے اوپر قابو پا لیا تھا۔

"ہم پر اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے۔ بس اس لئے نکل آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تم لوگوں کے بارے میں جو سنا تھا۔ تم اس سے بڑھ کر ثابت ہوئے ہو۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ تم ڈارک کنگ کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جاؤ گے"...... کمانڈر کمار نے کہا۔

"کیا تم سوچ سکتے تھے کہ ہم یہاں پہنچ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی"...... کمانڈر کمار نے کہا۔

"تب پھر یہ بات بھی چونکہ تمہارے وہم و گمان میں نہیں ہے کہ ہم ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گے۔ اس لئے"...... صالحہ نے کہا۔

"اس بات کو چھوڑو۔ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... کمانڈر کمار نے صالحہ کی بات کاٹ کر کہا۔

"پورے ملک میں اگر ہمیں ڈارک کنگ کے ہیڈ کوارٹر کا کوئی پتا بتا سکتا ہے تو وہ تم ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اور اگر میں یہ کہوں کہ خود مجھے بھی پتا معلوم نہیں تو"۔ کمانڈر کمار نے کہا۔

"تو ہم یقین نہیں کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"اچھا تو پھر میرا جواب یہی ہے"...... کمانڈر کمار نے کہا۔

"اس صورت میں ہمیں حرکت میں آنا پڑے گا"...... کیپٹن شکیل

نے کہا۔

"میرے سینکڑوں مسلح آدمیوں کا مقابلہ تم کس طرح کر سکو گے"...... کمانڈر کمار نے طنز بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں مقابلہ کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر ضرورت پیش آئی تو ہم سینکڑو تو کیا ہزاروں سے بھی مقابلہ کریں گے۔ اس لئے کہ ہم تعداد کو دیکھ کر نہیں لڑتے۔ نہ فتح اور شکست کے لئے لڑتے ہیں۔ ہم تو اپنے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے لڑتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں تمہیں اپنا جواب سنا چکا ہوں اور اب میرے محافظ اس کمرے کے چاروں طرف آ چکے ہیں"...... کمانڈر کمار نے کہا۔

"وہ کیسے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"میں ایک خفیہ بٹن دبا چکا ہوں۔ یہ دیکھو۔ یہ رہا وہ بٹن"۔ کمانڈر کمار نے کہا۔ اس نے کرسی کے دستے میں لگا ہوا بٹن انہیں دکھایا۔

"ہونہہ۔ کوئی بات نہیں۔ ابھی تم تو اندر ہی ہو ہمارے ساتھ"۔ بلیک زیرو نے کہا۔ یہ کہہ کر بلیک زیرو آگے بڑھا اور اس کی گردن کے گرد بازو کس دیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ نانسنس"...... کمانڈر کمار نے کہا۔

"میں نے بازو اس طرح کسی ہے کہ ذرا سی حرکت سے گردن

کی ہڈی ٹوٹ جائے گی اور یہ بات شاید تم بھی جانتے ہو گے کہ گردن کی ہڈی ٹوٹ جانے کے بعد آدمی آدمی نہیں رہتا۔ مردہ بن جاتا ہے۔ کیا خیال ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا تم یہ بات بالکل فراموش کر چکے ہو کہ مسلح آدمی باہر موجود ہیں''...... کمانڈر کمار نے کہا۔

''ہاں۔ بالکل فراموش کر چکے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ اب نتیجے کے تم خود ذمہ دار ہو گے''۔ کمانڈر کمار نے کہا۔

''پہلے بھی ہم ہی ذمے دار تھے جناب''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ عین اسی وقت دروازے پر دستک دی گئی۔ بلیک زیرو نے فوراً دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔

''کیا بات ہے''...... عمران نے کمانڈر کمار کی آواز میں کہا۔ آواز کافی بلند تھی۔

''خطرے کی گھنٹی نمبر ایک بجی تھی سر''...... باہر سے آواز آئی۔

''غلطی سے بج گئی تھی یہاں خطرہ کہاں''...... عمران نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر کہا۔

''او کے سر''...... باہر سے کہا گیا اور پھر جاتے قدموں کی آواز سنائی دی۔

''اب ہم تمہیں اس بٹن سے اتنا دور رکھیں گے کہ تم بٹن کسی طرح بھی نہ دبا سکو''...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس کا رنگ سفید پڑ

گیا۔ عمران کے منہ سے اپنی آواز سن کر اس کی حالت اور ردی ہو گئی تھی۔

''اب کیا خیال ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا پتا بتانا ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں جانتا ہی نہیں تو بتاؤں گا کس طرح''...... کمانڈر کمار نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ طاہر اس کی گردن توڑ دو۔ زندہ رکھ کر ہم کیا کریں گے۔ باقی رہے گھر کے دوسرے افراد۔ انہیں باندھ کر ہم نکل چلتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب''...... وہ غرا اٹھا۔

''کس بات کا مطلب''...... عمران نے کہا۔

''جب مجھے ہیڈ کوارٹر کا پتا معلوم نہیں تو میں بتا کس طرح سکتا ہوں''...... کمانڈر کمار نے کہا۔

''تو پھر کسے معلوم ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں یہ بات بھی نہیں جانتا''...... کمانڈر کمار نے کہا۔

''اچھا۔ ایک سوال کا جواب دے دو۔ پھر ہم کوئی اور سوال نہیں پوچھیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ سوال کا جواب بالکل درست دیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''اور وہ سوال کیا ہے''...... کمانڈر کمار نے پوھا۔

''موٹال کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

"موٹال۔ کیا"...... اس نے ایک بار پھر حیرت بھرے انداز میں چلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ اب کیا ہوا۔ موٹال کا نام سن کر تمہارے منہ پر ہوائیاں کیوں اڑنے لگیں"...... عمران نے کہا۔

"تیس سال پہلے موٹال کو کسی نے غائب کر دیا تھا یا پھر وہ کسی درندے کا شکار ہو گیا تھا"...... کمانڈر کمار نے کہا۔

"یہ بات تو سبھی جانتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم مجھ سے کیا سننا چاہتے ہو"...... کمانڈر کمار نے کہا۔

"اصل بات۔ تم نے اسے قتل کر دیا تھا اور اس کی جگہ لے لی تھی۔ یہی بات ہے نا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نن نن۔ نہیں"...... کمانڈر کمار نے چیخ کر کہا۔

"تمہاری آواز باہر کھڑے مشین گن برداروں تک نہیں پہنچے گی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس محل کے کمرے ساؤنڈ پروف ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"تت۔ تم آگ سے کھیل رہے ہو"...... کمانڈر کمار نے تلملا کر کہا۔

"ہاں۔ یہ بات ہم جانتے ہیں لیکن ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ لہٰذا جلدی بتاؤ۔ تم نے موٹال کے ساتھ کیا کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"مجھے تو لوگوں کے اندازوں پر حیرت ہے۔ میں نے واقعی موٹال کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا"...... کمانڈر کمار نے کہا۔

"کیا۔ نہیں۔ تت۔ تت تو تم نے انہیں ہلاک کیا تھا۔ میں۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی"...... کمانڈر کمار کی بیوی نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور اس پر ٹوٹ پڑی۔ آن کی آن میں اس نے کمانڈر کمار کا چہرہ اپنے لمبے نوکیلے ناخنوں سے داغ دار بنا دیا۔ اس کے چہرے سے خون تیزی سے رسنے لگا۔ اس نے اسے دھکا دے کر پیچھے دھکیل دیا اور جیب سے رومال نکال کر چہرے پر رکھ لیا۔

"ظالم۔ یہ تو نے کیا کیا۔ میرا سارا چہرہ نوچ ڈالا"...... کمانڈر کمار نے کہا۔

"ابھی تو اور نوچوں گی"...... مسز کمار نے کہا اور وہ پھر اس کی طرف جھپٹی لیکن اس مرتبہ کمانڈر کمار ہوشیار تھا۔ اس نے فوراً اسے دونوں ہاتھوں سے پیچھے دھکیل دیا۔

"ممی۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ کون تھا موٹال۔ جس کے لئے آپ نے پاپا کو زخمی کر دیا ہے"...... کمانڈر کمار کے بیٹے نے چلا کر کہا۔

"تم چپ رہو۔ آج میں اس وحشی کا خون پی جاؤں گی"۔ کمانڈر کمار کی بیوی نے کہا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔ ہوش میں نہیں ہو تم۔ اب اگر تم میری طرف بڑھیں تو گولی مار دوں گا"...... یہ کہہ کر کمانڈر کمار

نے جیب سے پستول نکالنا چاہا لیکن پھر دھک سے رہ گیا۔

''معاف کرنا جناب۔ آپ کا پستول غلطی سے میری جیب میں آ گیا''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کس کی غلطی سے۔ پستول کی یا تمہاری''...... سلیمان نے کہا۔

''پستول کی غلطی سے۔ اگر یہ نہ آتا تو میں کیا کر سکتا تھا''۔ بلیک زیرو نے فوراً کہا۔

''یہ بھی ٹھیک ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم لوگ مجھے پاگل کر دو گے''...... کمانڈر کمار نے اپنے بال نوچتے ہوئے کہا۔

''ہمارا تو ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ہاں آپ کا اپنا پاگل ہونے کا ارادہ ضرور لگتا ہے۔ مہربانی فرما کر دماغ ٹھنڈا رکھئے اور یہ بتائیے۔ موٹال کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''بتا تو چکا ہوں اور کس طرح بتاؤں۔ یہ بتانے کے نتیجے میں ہی تو میرا یہ حال ہوا ہے''...... کمانڈر کمار نے اپنے چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تو تم نے اسے ہلاک کر دیا تھا اور اس کی جگہ خود لے لی تھی''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہی بات ہے''...... کمانڈر کمار نے کہا۔

''اور آپ کی بیگم کا مسٹر موٹال سے کیا تعلق ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ اس کی بیٹی ہے''...... کمانڈر کمار نے کہا۔

''اوہ''...... ان کے منہ سے نکلا۔

''اچھا تو مسٹر کمانڈر کمار۔ اب تم یا تو ڈارک کنگ کے ہیڈ کوارٹر کا پتا بتادو یا پھر اپنی جان سے ہاتھ دھونے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ویسے تو ہمیں امید ہے کہ انہیں اپنی جان سے ہاتھ دھونے کا اتنا شوق نہیں ہو گا صابن سے ہی ہاتھ دھو لیتے ہوں گے''۔ سلیمان نے کہا۔

''نہیں بتاؤں گا۔ چاہے تم مجھے جان سے مار ڈالو''...... کمانڈر کمار نے خشک لہجے میں کہا۔

''کیا کہا۔ نہیں بتاؤ گے''...... مسز کمار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو انہوں نے مسز کمار کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھا۔

''محترمہ آپ کو اس بات پر اس قدر حیرت کیوں ہوئی''۔ عمران نے کہا۔

''تھوڑی دیر پہلے تک تو یہ کہہ رہا ہے کہ اسے معلوم نہیں اور اب کہہ رہا ہے کہ نہیں بتائے گا۔ گویا معلوم تو ہے بتائے گا نہیں۔ کیوں کمانڈر کمار یہی بات ہے نا''...... کمانڈر کمار کی بیوی نے کہا۔

''ہاں یہی بات ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ لیکن نہیں بتاؤں گا''۔ کمانڈر کمار نے کہا۔

"یہ ہوئی نا لطف کی بات"...... سلیمان نے ننھے بچوں کی طرح تالی بجا کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔ وہ مسلسل ایسی ہی احمقانہ حرکتیں اور باتیں کر رہا تھا۔

"طاہر۔ ذرا اس کی گردن پر تھوڑا سا دباؤ بڑھاؤ تاکہ معلوم ہو۔ یہ کتنے پانی میں ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اس کی گردن پر دباؤ بڑھا دیا۔

"مم مم۔ میں مر جاؤں گا۔ فار گاڈ سیک۔ چھوڑو۔ چھوڑو۔ میری گردن۔ ارے۔ مم مم"...... کمانڈر کمار نے گھبرا کر کہا۔

"ابھی تو تم نہیں مرے۔ لیکن مر ضرور جاؤ گے"...... جولیا نے کہا۔

"آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے آپ نجومی ہوں"...... صالحہ نے مسکراتے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں نے تو ایسے ہی کہہ دیا"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

"پھر ٹھیک ہے"...... صالحہ نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"گردن پر دباؤ بڑھتا جائے گا دوست۔ اس وقت تک جب تک کہ تم بتا نہیں دو گے"...... بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

"دوست بھی کہہ رہے ہو اور گردن بھی دبا رہے ہو"...... کمانڈر کمار نے بھنا کر کہا۔

"اصل دوستی تو یہی ہے میں تمہیں اس دنیا کے غموں سے نجات دلا نا چاہتا ہوں۔ تاہم اگر تم ابھی ان غموں میں ہی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو پھر ہیڈ کوارٹر کا پتا بتانا ہو گا"...... بلیک زیرو نے شوخ انداز میں کہا۔

"پتا نہیں تم لوگ کیا چیز ہو۔ باہر مسلح افراد"...... کمانڈر کمار نے کہنا چاہا۔

"لگتا ہے ایسے کام نہیں چلے گا مجھے واقعی تمہاری گردن توڑنی ہی پڑے گی"...... بلیک زیرو نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں"...... وہ چلایا۔

"تو پھر بتاؤ۔ ورنہ......" بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھہرو۔ بتاتا ہوں۔ ہیڈ کوارٹر اس شہر کے شش۔ شش"۔ کمانڈر کمار کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ اس کی گردن ڈھلک گئی اور جسم یکلخت ساکت ہو گیا۔

کمانڈر کمار کو اس طرح ساکت ہوتے دیکھ کر نہ صرف عمران بلکہ اس کے ساتھی بھی دھک سے رہ گئے۔ ان کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔

''یہ۔ یہ۔ یہ۔تم نے کیا کیا ہے مسٹر طاہر۔کیا تم نے اس کی گردن توڑ دی ہے''...... جولیا نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں۔نہیں۔ یہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ جیسے ہی یہ بتانے پر آمادہ ہوا تھا اسی وقت تو میں نے اس کی گردن پر اپنی گرفت ڈھیلی کر دی تھی اور جب تک میں گرفت سخت کر کے جھٹکا نہ دیتا۔ اس وقت تک اس کی گردن ٹوٹ نہ سکتی تھی''...... بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔

''تب پھر۔ یہ کیسے مر گیا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو پھر اسے کیا ہوا ہے۔ اس کی گردن کیوں ڈھلک گئی ہے۔

دیکھو یہ زندہ ہے یا نہیں''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا حالانکہ اس نے پہلی ہی نظر میں دیکھ لیا تھا کہ کمانڈر کمار ہلاک ہو چکا ہے۔ بلیک زیرو نے اس کا سانس، اس کے دل کی دھڑکن اور پھر اس کی نبض چیک کی۔

''یہ مر چکا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو ان سب کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''اسے کرسی سے اٹھا کر نیچے ڈالو''......عمران نے کہا تو صدیقی اور خاور آگے بڑھے اور انہوں نے کمانڈر کمار کو اٹھا کر زمین پر لٹا دیا۔ کمانڈر کمار کے بیوی اور بچوں کے رنگ اب بالکل سفید پڑ چکے تھے۔ عمران آگے بڑھا اور پھر اس نے کمانڈر کمار کی لاش کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ بغور جائزہ لینے پر اس کی پیشانی پر اسے ایک باریک سی سوئی دھنسی ہوئی نظر آئی۔

''اس سوئی کو دیکھو۔ موت کا سبب یہی سوئی بنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن۔ ہم تو بند کمرے میں موجود ہیں پھر سوئی کس طرف سے آ گئی''...... جولیا نے کہا۔

''ابھی پتا چل جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔ عین اسی وقت دروازے پر زوردار انداز میں دستک دی گئی تو وہ اچھل پڑے۔

''کون ہے''......عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''دروازہ کھولو ورنہ ہم توڑ دیں گے۔ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم

نے کمانڈر کمار کو ہلاک کر دیا ہے“...... باہر سے کہا گیا۔

”کس نے بتایا ہے تمہیں“......عمران نے کہا۔

”ایک خفیہ پیغام ملا ہے“...... اسی آواز والے نے کہا۔

”اگر تم نے دروازہ توڑنے کی کوشش کی تو ہم بھی تم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ جونہی دروازہ کھلے گا۔تم لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”کتنوں کو موت کے گھاٹ اتارو گے۔ ہماری تعداد سینکڑوں میں ہے“...... باہر سے کہا گیا۔

”تم لوگ اگر ہزاروں بھی ہو تو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ دروازہ توڑ کر تجربہ کر لو“...... عمران نے کہا تو دروازہ توڑا جانے لگا جس پر وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

”اب کیا کریں“......صفدر نے کہا۔

”محترمہ۔ ہمارے ساتھ آپ بھی ماری جائیں گے لہٰذا ان لوگوں کو روکیں“...... بلیک زیرو نے کمانڈر کمار کی بیوی سے کہا۔

”میں انہیں کس طرح روکوں۔ یہ لوگ مجھے خاطر میں نہیں لائیں گے۔ یہ صرف کمانڈر کمار کا حکم مانتے ہیں“...... کمانڈر کمار کی بیوی نے کہا۔

”اگر دروازہ کھلا اور حملہ ہوا تو ہم سے پہلے آپ لوگ اس دنیا سے رخصت ہوں گے“......عمران نے کہا۔

”تب پھر۔ میں کیا کروں“...... کمانڈر کمار کی بیوی نے الجھن

کے عالم میں کہا۔

”یہاں سے نکلنے کی ترکیب بتائیں۔ جلدی۔ دروازے پر دباؤ بڑھ رہا ہے“......عمران نے کہا۔

”اچھا آئیں میرے ساتھ۔ ویسے مجھے اب کمانڈر کمار سے کوئی ہمدردی نہیں رہ گئی تھی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میں اپنے باپ کے قاتل کے ساتھ زندگی گزار رہی ہوں“...... کمانڈر کمار کی بیوی نے کہا۔

”اب چلیں۔ یہ باتیں تو پھر بھی ہوتی رہیں گی۔ یہ بات ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ کمانڈر کمار کس طرح مارا گیا“......عمران نے کہا۔

”شاید یہ سوئی اس کے پاس تھی۔ اس کا ہاتھ میں نے پیشانی کی طرف جاتے دیکھا تھا“...... کمانڈر کمار کی بیوی نے کہا۔

”یہ ٹھیک ہے کہ اس کا ہاتھ پیشانی کی طرف گیا تھا لیکن پیشانی سے قدرے فاصلے پر ہی رہ گیا تھا اور اس صورت میں وہ سوئی اپنی پیشانی میں نہیں مار سکتا تھا“......عمران نے کہا۔

”پہلے ہم یہاں سے نکلیں گے“......صفدر کہتے کہتے رک گیا۔ باہر سے دروازہ پر مسلسل ٹکریں ماری جا رہی تھیں اور اب دروازہ ٹوٹنے کے بالکل قریب تھا۔ وہ فوراً دوسرے دروازے سے نکل گئے اور یہ دروازہ بھی دوسری طرف جا کر بند کر دیا۔ اب وہ مسز کمار کے پیچھے چل رہے تھے۔

"لیکن عمران۔ ہم اس عورت پر کس طرح اعتماد کر سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اس وقت ہم اس پر اعتماد کرنے پر مجبور ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا خاموش ہوگئی۔ کئی کمرے سے گزرنے کے بعد وہ سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے میں پہنچے۔ تہہ خانے کا دروازہ مسز کمار نے کھولا تھا اور وہ خفیہ دروازہ تھا تہہ خانے میں پہنچ کر انہوں نے سکون کا سانس لیا۔

"کیا ان محافظوں کو اس تہہ خانے کا علم نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ صرف ہم لوگ اس کے بارے میں جانتے ہیں کمانڈر کمار نے یہ تہہ خانہ کسی ایسے ہی موقع کے لئے بنوایا ہوگا"...... مسز کمار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ رہائش گاہ آپ سے پہلے کی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں بہت پہلے کی۔ اسے کمانڈر کمار کا خاندانی محل کہہ لیں"...... مسز کمار نے کہا۔

"ہمیں افسوس ہے۔ آپ کا شوہر مارا گیا لیکن اس کی موت میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"کوئی بات نہیں مجھے اس کی موت کا کوئی غم نہیں۔ وہ میرے باپ کا قاتل تھا۔ یہ بات مجھے آپ لوگوں کے ذریعے معلوم ہوئی۔

ورنہ شاید ساری زندگی میں اس کے ساتھ رہتی اور یہ بات نہ جان سکتی"...... مسز کمار نے کہا۔

"لیکن اب ہم اس تہہ خانے سے کس طرح نکلیں گے"۔ عمران نے پوچھا۔

"آیئے میں آپ کو راستہ دکھاؤں"...... مسز کمار نے کہا اور پھر وہ ایک سمت میں چل پڑی۔ تہہ خانے کے آخری سرے پر پہنچ کر اس نے ایک بٹن دبایا تو فوراً سامنے کی دیوار میں ایک خلاء نمودار ہو گیا۔ جس کے دوسری طرف ایک طویل سرنگ دکھائی دے رہی تھی۔

"یہ سرنگ محل سے کافی دور جنگل میں جا کر نکلتی ہے"...... مسز کمار نے کہا۔

"بہت خوب۔ اب اس تہہ خانے میں رکنے کی کیا ضرورت ہے کیوں نہ ہم جنگل میں نکلنے کی کوشش کریں کہیں وہ لوگ تہہ خانے کا سراغ نہ لگا لیں"......صفدر نے کہا۔

"جیسے آپ لوگوں کی مرضی"...... مسز کمار نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور وہ سرنگ میں چلنے لگے۔ سرنگ بہت کشادہ اور صاف ستھری تھی۔ دو دو آدمی ایک ساتھ چل سکتے تھے۔

"ہمارا اور سرنگوں کا بھی اب چولی دامن کا ساتھ ہوتا جا رہا ہے"...... سلیمان کی آواز ابھری۔

"شکر ہے۔ تمہاری آواز سنائی دی۔ ورنہ مجھے تو ایسا محسوس ہو

رہا تھا کہ تم کم از کم اپنی زبان ضرور اس محل میں ہی بھول آئے ہو''...... عمران نے خوش ہو کر کہا۔

''اور آپ کا اپنی زبان کے بارے میں کیا خیال ہے''۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پیچ کھائی ہے شاید''...... عمران نے فوراً کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''مجھے یہ فکر ستائے جا رہی ہے کہ پاکیشیا میں اب تک ڈارک کنگ نجانے کتنے لوگوں کو ٹھکانے لگا چکی ہو گی''...... جولیا نے کہا۔

''جن لوگوں کا وقت آچکا ہو گا۔ بس وہی ٹھکانے لگے ہوں گے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ ہم بھلا انہیں مرنے سے کس طرح روک سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''جب تک ہم ہیڈ کوارٹر کو تباہ نہیں کریں گے اور ڈارک کنگ کے چیف کو ہلاک نہیں کریں گے۔ اس وقت تک یہ سلسلہ ختم نہیں ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اور ابھی تک ہم یہ بھی نہیں جان سکے کہ ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ محترمہ کیا آپ اس بارے میں بتا سکتی ہیں''۔ عمران نے مسز کمار سے کہا۔

''میرا بھلا اس سے کیا تعلق۔ تعلق ہوتا تو مجھے شاید یہ بھی پہلے سے ہی معلوم ہوتا کہ میرے باپ کا قاتل کون ہے''...... مسز کمار

نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا اس شہر میں کوئی ایسی جگہ ہے جو بہت پراسرار سمجھی جاتی ہو۔ جس طرف جاتے ہوئے لوگ حد درجے گھبراتے ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''ایسا ایک علاقہ ہے تو سہی لیکن کم از کم وہ ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہو سکتا''...... مسز کمار نے بتایا۔

''کیوں یہ بات آپ اس قدر یقین سے کس بنا پر کہہ سکتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''وہ تو عام طور پر بھوتوں اور چڑیلوں کا علاقہ کہلاتا ہے۔ سنا ہے وہاں بھوت اور چڑیلیں اس طرح گشت کرتے پھرتے ہیں۔ جس طرح ہم لوگ شہر کے بارونق علاقوں میں''...... مسز کمار نے کہا۔

''تب تو اس علاقے کو دیکھنا پڑے گا''...... صفدر نے پرجوش انداز میں کہا۔

''لیکن اگر آپ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر وہاں کہیں ہو گا تو یہ خیال بالکل غلط ثابت ہو گا''...... مسز کمار نے کہا۔

''ہم اس بات کی بالکل پروا نہیں کرتے کہ ہمارا کون سا خیال غلط ثابت ہوگا اور کون سا درست۔ ہم تو عمل کرنے کے قائل ہیں''...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ چاہیں تو وہاں جا سکتے ہیں لیکن ہم لوگ ادھر نہیں جائیں گے"...... مسز کمار نے کہا۔

"آپ کو ہم ساتھ لے جائیں گے بھی نہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ۔ آپ بہت اچھے لوگ ہیں"...... مسز کمار نے کہا۔

"کمانڈر کمار کی موت کے بعد آپ لوگ کہاں جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"کمانڈر کمار سے ہماری ذاتی رنجش نکل آئی ہے جس کا علم حکومت کو نہیں ہے۔ حکومت تو یہی خیال کرے گی کہ ہم لوگ آپ لوگوں کی وجہ سے برباد ہوئے ہیں لہٰذا حکومت ہمارا بہت خیال رکھے گی"...... مسز کمار نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ سرنگ سے نکل کر آپ ہماری طرف سے آزاد ہیں"...... عمران نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ"...... بیگم کمار نے خوش ہو کر کہا۔

"آپ اپنے والد کے بارے میں کیا جانتی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ اس ملک میں سب سے زیادہ با اثر تھے۔ اس ملک میں اصل حکم انہی کا چلتا تھا۔ صدر اور وزیراعظم بھی ان کے اشاروں پر ناچتے تھے"...... اس نے غم زدہ لہجے میں کہا۔

"اور اس وقت کمانڈر کمار کیا تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"ان کے نائب۔ پرائیویٹ سیکرٹری کہہ لیں"...... مسز کمار نے کہا۔

"شکریہ۔ آپ اپنے والد کا حلیہ بتا سکتی ہیں۔ تصویر تو کوئی آپ کے پاس ہو گی نہیں"...... عمران نے کہا۔

"تصویر بھی دے سکتی ہوں"...... یہ کہہ کر اس نے اپنے گلے میں موجود ہار اتارا۔ اس کا لاکٹ کھولا اور ایک ننھی سی تصویر اس میں سے نکال کر ان کی طرف بڑھا دی۔ عمران سرنگ کی روشنی میں اس تصویر کو صاف طور پر نہ دیکھ سکا۔ لہٰذا اس نے اس کو چٹکی میں پکڑے رکھا۔ آخر وہ سرنگ سے نکل آئے۔ اب وہ درختوں کے گھنے جھنڈ میں تھے۔ عمران نے موٹال کی تصویر کو غور سے دیکھا اور پھر جولیا کی طرف بڑھا دی۔ اس طرح باقی سب نے اس کو باری باری دیکھا۔

"اب آپ جہاں جانا چاہیں جا سکتی ہیں۔ لیکن مہربانی فرما کر ہمارے بارے میں کسی کو بھی کچھ نہ بتائیے گا"...... عمران نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ نہیں بتاؤں گی"...... مسز کمار نے کہا۔

"کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ابھی ہم انہیں ساتھ رکھیں"۔ چوہان نے مشورہ دیا۔

"نہیں۔ ان کے ساتھ بچے بھی ہیں اور وہ کافی پریشان ہیں میں بچوں کو پریشان نہیں دیکھ سکتا۔ آپ بچوں کو ساتھ لے کر چلی

جائیں''...... عمران نے پہلے چوہان اور پھر مسز کمار سے کہا۔

''بہت بہت شکریہ''...... مسز کمار نے کہا اور مڑنے لگی۔

''ارے ہاں۔ آپ نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ وہ علاقہ کس طرف ہے۔ یعنی جنوں اور بھوتوں والا علاقہ''...... عمران نے کہا۔

''اس کو شیطانی علاقہ کہتے ہیں۔ یہاں سے اگر تیسری سڑک پر چلے جائیں تو کوئی دس کلو میٹر کے سفر کے بعد وہ شیطانی علاقہ شروع ہو جاتا ہے''...... مسز کمار نے کہا۔

''بہت بہت شکریہ یہ ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن میں ایک بار پھر یہی کہوں گی کہ اس علاقے میں ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر تلاش کرنا بے وقوفی ہو گی''...... مسز کمار نے کہا۔

''ہم بے وقوفیاں کرنے کے عادی ہیں۔ ویسے آپ اپنا خیال بھی تو ظاہر کریں۔ آخر ہیڈ کوارٹر کو کہاں تلاش کریں''...... عمران نے کہا۔

''افسوس اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی''...... مسز کمار نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ آپ جائیں''...... عمران نے کہا وہ ایک سمت مڑ کر آگے بڑھ گئی۔

''وہ سوئی میرے ذہن میں چبھ رہی ہے آخر وہ کہاں سے آئی تھی''...... صالحہ نے کہا۔

''ہمارے پاس وقت نہیں تھا ورنہ سوئی کا راز ہم اسی وقت جان لیتے۔ اتنا میں کہہ سکتا ہوں کہ سوئی خود کمانڈر کمار نے اپنی پیشانی میں نہیں چھوئی تھی''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر''...... ٹائیگر نے فوراً کہا۔

''یہ کام ضرور ڈارک کنگ تنظیم کے سربراہ کا ہے''...... اچانک صفدر نے کہا۔

''کیا کہا۔ تنظیم کے سربراہ کا۔ بھلا سربراہ وہاں کہاں موجود تھا''۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

''سربراہ اس وقت محل میں ضرور موجود تھا۔ اسے اس سرنگ کے بارے میں بھی علم تھا۔ اس نے اپنا کام کیا اور سرنگ کے راستے نکل گیا''...... صفدر نے کہا۔

''اس بات کو دل نہیں مان رہا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ماننے بھی کیجئے۔ حالات ہی ایسے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اگر بات واقعی یہی ہے تو پھر سن لیں سربراہ اب بھی ہم سے زیادہ دور نہیں ہے اور ہمارے آس پاس ہی کہیں منڈلا رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ بات عجیب سی لگتی ہے۔ وہ شخص اس قدر خفیہ رہتا ہے۔ وہ ہمارے آس پاس موجود ہو''...... صالحہ نے کہا۔

''اس لئے کہ وہ ہم سے بہت خائف ہے۔ اس کا خوف ہی ہمیں اس کھائی تک پہنچانے کا سبب بنا ہے اس کا خیال تھا کہ ہم

اس کا سراغ لگانے کے لئے نکل کھڑے ہوں گے یعنی جب ہم دیکھیں گے کہ ڈارک کنگ اب ہمارے ملک میں بھی وارد ہو گئی ہے تو ہم ضرور اس کے پیچھے پڑ جائیں گے اور جہاں کہیں اس کا ہیڈ کوارٹر ہو گا وہیں پہنچ جائیں گے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک اس کے اس کا خاتمہ نہ کر دیں"...... عمران نے کہا۔

"اس کے باوجود یہ بات ناممکن نظر آتی ہے کہ وہ ہمارے آس پاس منڈلا رہا ہوگا۔ جبکہ پورا شہر اس کے اشاروں پر ناچتا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"ہمیں تو اپنا کام کرنا ہے اور وہ کام ہے ڈارک کنگ کے سربراہ کی تلاش۔ اس کے لئے پہلے ہمیں ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر تلاش کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔ وہ تیسری سڑک پر پہنچے تو انہیں خیال آیا کہ شیطانی علاقے تک جانے کے لئے عبداللہ کی گاڑی بہت مفید رہے گی لیکن پھر خیال آیا۔ اس طرح وہ نظروں میں آ جائے گا چنانچہ انہوں نے کوئی گاڑی چوری کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس کام کے لئے انہیں شہر کے ہنگامے کا رخ کرنا پڑا۔

"گاڑی صفدر اڑا کر لائے گا۔ باقی سب یہیں ٹھہریں گے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا میں بھی صفدر کے ساتھ جاؤں"...... صالحہ نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کام میں تنہا کروں گا۔ تم بس میرے لئے دعا

کرنا"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ روانہ ہو گیا جبکہ باقی سب اس کا انتظار کرنے لگے آخر ایک بڑی گاڑی ان کے پاس آ کر رکی۔ ڈرائیونگ سیٹ سے صفدر نے سر نکالا۔

"پچھلے حصے میں بیٹھ جاؤ۔ اگلے حصے میں میرے ساتھ گاڑی کا مالک بیٹھا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اور کیا وہ اپنی خوشی سے آیا ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے اس سے صرف یہ درخواست کی ہے کہ ہمیں شیطانی علاقے تک پہنچا دے ہم اسے معقول معاوضہ دیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"اور ہم معاوضہ کہاں سے دیں گے"...... نعمانی نے پوچھا۔

"اسے معاوضہ دینے کے لئے میں نے رقم کا بھی بندوبست کر لیا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب"...... عمران نے کہا اور پھر وہ گاڑی میں سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ ان کا سفر ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ آخر گاڑی رک گئی۔ صفدر نیچے اتر آیا۔

"شیطانی علاقے کی حدود شروع ہو گئی ہیں۔ گاڑی یہاں سے آگے نہیں جا سکے گی"...... صفدر نے کہا۔

"کیوں۔ کیا شیطانوں سے ڈرتی ہے"...... سلیمان نے گھبرا کر پوچھا۔

"گاڑی کا مالک ڈرتا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ لیکن ہم واپس کس طرح جائیں گے''...... سلیمان نے کہا۔

''نہیں اگر اتنی ہی رقم اور کمانا ہے تو یہ چھ گھنٹے بعد دوبارہ یہاں آ جائیں گے۔ اس وقت تک ہم اس علاقے کی سیر کر لیں گے۔ ویسے یہ کافی حیران و پریشان ہیں اور ہمیں پاگل خیال کر رہے ہیں کیوں کہ ان کے خیال میں اس علاقے کی سیر کا خیال کسی پاگل کو تو سوجھ سکتا ہے عقل والے کو نہیں''...... صفدر نے کہا۔

''خیر یہ بھی بہت اچھی بات ہے کہ ہمیں پاگل خیال کر رہے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''میں چھ گھنٹے بعد آؤں گا جناب۔ لیکن میرا خیال ہے آپ اس وقت تک زندہ نہیں بچیں گے''...... ڈرائیور نے کہا۔

''اگر بچ گئے تو آپ کی گاڑی میں بیٹھ کر واپس روانہ ہو جائیں گے اور نہ بچ سکے تو اس پتھر کے نیچے سے واپسی کا کرایہ اٹھا لیجئے گا۔ بس اب آپ جائیں''...... صفدر نے اسے ایک پتھر دکھاتے ہوئے کہا اور وہ ہاتھ ہلاتے ہوا چلا گیا۔

''کیا یہ کافرستانی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں لیکن بہت لالچی۔ میں نے پہلے ایک دولت مند آدمی کا پرس اڑایا۔ پھر اس سے یہاں آنے کی بات کی۔ میں نے سوچا چوری کی گاڑی سے کرائے کی گاڑی بہتر رہے گی''......صفدر نے کہا۔

''اوہو یہ کیا''......جولیا نے اچانک چونک کر کہا۔

''کہاں کیا ہے۔ ہمیں تو کہیں بھی کچھ نظر نہیں آیا''...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

''میرا خیال ہے۔ مسلح افراد اس پورے علاقے کو اپنے گھیرے میں لے رہے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''لیکن انہیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تو شیطانی علاقہ ہے۔ یہاں تو لوگ آتے ہوئے ویسے بھی ڈرتے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہم نہیں ڈرے شاید اس لئے انہوں نے مسلح افراد کی پوری فوج بھیج دی ہے''......عمران نے کہا۔

''گویا اب ہمیں مسلح افراد سے بھی مقابلہ کرنا پڑے گا''۔ صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''جب اوکھلی میں سر دیا تو موسلوں سے کیا ڈر''...... صالحہ نے کہا۔

''ارے یہ کیا''...... اچانک جولیا نے چونک کر کہا۔

''ہمیں تو کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ تمہاری آنکھیں شاید نظر نہ آنے والی چیز کو بھی دیکھ لیتی ہیں''......عمران نے کہا۔

''اب وہ آوازیں نہیں سنائی دے رہیں''...... جولیا نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''یعنی مسلح افراد کے قدموں کی آوازیں''...... کیپٹن شکیل نے

چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں پہلے تو یوں محسوس ہوا تھا جیسے آوازیں بہت نزدیک آ گئی ہوں۔ لیکن اب بہت دور تک بھی سنائی نہیں دے رہیں''...... جولیا نے کہا۔

''تب پھر وہ جادوئی فوج ہو گی کیونکہ ہم شیطانی علاقے میں ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''ابھی تک اس علاقے کا کوئی شیطانی پن ظاہر تو ہوا نہیں''۔ صالحہ نے کہا لیکن دوسرے ہی لمحے شیطانی پن ظاہر ہو گیا بلکہ ثابت ہو گیا۔ ادھر صالحہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ادھر وہ فضا میں بلند ہونے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ دس فٹ کے قریب زمین سے بلند ہو گئی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا''...... صالحہ نے گھبرا کر کہا۔ وہ سب بھی بوکھلا گئے۔ ایسا منظر تو انہوں نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ صالحہ خود بخود زمین سے بلند ہو گئی تھی اور اب وہ فضاء میں معلق دکھائی دے رہی تھی۔ ان سب کے چہروں پر خوف اور دہشت طاری ہو گئی۔

''مم۔ میرے لئے کچھ کرو صفدر''...... صالحہ نے کہا۔

''ٹھہرو۔ ہم کوشش کرتے ہیں۔ صفدر تم میرے کندھے پر کھڑے ہو کر صالحہ کے پاؤں پکڑ لو۔ میں تمہارے پاؤں پکڑ لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''کیا زمانہ آ گیا ہے۔ بغیر کسی قصور کے پاؤں پکڑے جا رہے ہیں''...... سلیمان نے کہا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''تم خاموش نہیں رہ سکتے''...... عمران نے بھنا کر کہا۔

''کیوں۔ کیا باتوں کا وزن نہ ڈالوں مس صالحہ پر''...... سلیمان نے کہا۔

''گویا تم صرف باتوں کا وزن ڈال کر اسے زمین پر اتار لو گے''...... خاور نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا چھوٹے بھائی''۔ سلیمان نے کہا۔ ادھر صفدر، عمران کے کندھوں پر کھڑا ہو چکا تھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر صالحہ کے پیر پکڑ لئے تھے۔

''اب میں بیٹھ رہا ہوں تاکہ اندازہ ہو یہ کچھ نیچے ہوتے ہیں یا نہیں''...... عمران نے کہا اور صفدر کے پاؤں پکڑ کر وہ نیچے بیٹھتا چلا گیا لیکن پھر انہوں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ پہلے تو صالحہ کچھ نیچے ہوئی پھر صفدر اور عمران بھی زمین سے اوپر اٹھنے لگا۔

''ارے باپ رے۔ یہ تو ہمیں بھی اوپر کی طرف کھینچ رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''طاہر صاحب۔ آپ کچھ نہیں کریں گے''۔ صالحہ نے چلا کر کہا

''کروں گا کیوں نہیں۔ ویسے فی الحال میں ان حالات پر غور کر رہا ہوں''۔ بلیک زیرو نے کہا اچانک صالحہ مزید بلند ہونے لگی تو صفدر نے گھبرا کر ان کے پیر چھوڑ دیئے۔ ایسا کرتے ہی وہ اور

عمران دھپ سے گرے لیکن چونکہ ابھی زیادہ بلند نہیں ہوئے تھے اس لئے انہیں کوئی چوٹ نہیں لگی تھی۔ صالحہ اب بہت بلند ہو گئی تھی اوراسے اس ترکیب سے پکڑا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ ہاں انسانی سیڑھی بنا کر وہ ضرور اسے چھو سکتے تھے۔ لیکن جہاں تک نیچے کھینچ لینے کا سوال تھا۔ اس بارے میں کچھ کہنا ممکن نہ تھا۔ کچھ دیر بعد اچانک منظر میں کچھ تبدیلی آ گئی یہ تبدیلی اور بھی زیادہ حیرت انگیز تھی۔ صالحہ اب کسی پھرکی کی طرح گھوم رہی تھی۔

''ارے ارے۔ یہ کیا۔ میں گھوم رہی ہوں۔ میری مدد کرو۔ مجھے بچاؤ''...... صالحہ نے کہا۔

''گھبراؤ نہیں۔ ابھی کچھ ہو جائے گا''...... بلیک زیرو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا ہو جائے گا۔ میں اگر اتنی اونچائی سے گری تو میری تو ہڈی پسلی ایک ہو جائے گی''...... صالحہ نے کہا۔

''کیا تم بھول گئی ہو صالحہ کہ ہم ہڈی پسلی بچانے کے لئے گھر سے نہیں نکلے۔ ہم تو اپنے ملک کو بچانے کے لئے نکلے ہیں۔ ایسے میں اگر ہم سب کی بھی ہڈی پسلی ایک ہو جائے تو بھی ہم پروا نہیں کریں گے''...... سلیمان نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ تو ٹھیک ہے۔ میں واقعی بھول گئی تھی۔ معافی چاہتی ہوں''...... صالحہ نے کہا۔

''ان حالات میں آپ کم از کم معافی تو نہ چاہیں کچھ اور چاہ

لیں''...... سلیمان نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''کیا کہا۔ کچھ اور چاہ لوں۔ کیا چاہ لوں''...... صالحہ نے بوکھلا کر کہا۔

''پتا نہیں۔ اس وقت آپ کو بلکہ کسی کو کوئی بھی ڈھنگ کی بات نہیں سوجھ رہی''...... سلیمان نے کہا۔

''تو پھر چپ رہنے میں کیا حرج ہے''...... جوزف نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''نہیں سلیمان۔ چپ نہ ہونا کیونکہ مجھے اب ایسا لگ رہا ہے کہ ادھر تم چپ ہوئے، ادھر مم۔ میں گئی''...... صالحہ نے جلدی سے کہا۔

''کیا کہا۔ میں گئی۔ کہاں گئی آپ''...... سلیمان نے کہا۔

''یہ میں نہیں جانتی لیکن بس۔ تم چپ نہ ہونا''...... صالحہ نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ مجھے اگر مسلسل کئی گھنٹے تک بھی بولنا پڑا تو آپ کے لئے بولوں گا''...... سلیمان نے کہا۔

''کیونکہ اس کام کے تو یہ حضرت ماہر ہیں۔ آج اگر تمہارے لئے کرنا پڑ گیا تو کیا مشکل ہے''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ چپ رہیں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں سلیمان، عمران صاحب کو بھی بولنے دو بلکہ تم سب آپس میں باتیں شروع کر دو''...... صالحہ نے فوراً کہا۔

''اس سے کیا ہو گا''...... تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مجھے آوازیں سننے سے سکون مل رہا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو ہم سب بولنا شروع کر دیتے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے کہا۔

"ہاں ضرور ایسا کرو"...... صالحہ نے کہا۔ جونہی انہوں نے شور مچانا شروع کیا صالحہ کے گھومنے میں اور تیزی آ گئی اور پھر تو وہ واقعی کسی پھرکی کی تیزی سے گھومنے لگی اس کے منہ سے دبی دبی چیخیں نکل رہی تھیں۔

"آپ نہیں جانتے۔ میری اس وقت کیا حالت ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"جیسی بھی ہے۔ تم ہونٹ تو بھینچ ہی سکتی ہو"...... جولیا نے کہا۔

"آخر آپ لوگ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ میں خاموش ہو جاؤں"...... صالحہ نے کہا۔

"جب تک ہم خاموش نہیں ہوں گے حالات کا جائزہ نہیں لے سکیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ اچھا میں کوشش کرتی ہوں"...... یہ کہہ کر صالحہ نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے۔ ایسا کرتے ہی اس کے دانت زور زور سے بجنے لگے اور پھر اچانک انہوں نے ایک اور خوفناک منظر دیکھا۔ گھومتے گھومتے صالحہ ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

"ارے ارے۔ یہ صالحہ کہاں غائب ہو گئی۔ صالحہ۔ صالحہ۔

کہاں ہو تم۔ صالحہ"...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔ باقی سب بھی صالحہ کو غائب ہوتے دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔

"صالحہ۔ تم کہاں ہو"...... عمران نے بلند آواز میں کہا۔

"اُف مالک۔ کیا۔ کیا وہ ہوا میں تحلیل ہو گئی"...... چوہان نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ ہوا کیا۔ بہرحال آپ لوگ پیچھے ہٹ جائیں مجھے کچھ چیک کرنا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا۔

"آپ اس جگہ سے آگے نہ بڑھیں"...... خاور نے کہا۔

"کیوں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اس جگہ سے آگے بڑھتے ہی صالحہ زمین سے اوپر اٹھ گئی تھی"...... نعمانی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ لیکن کیا تم بالکل درست طور پر بتا سکتے ہو کہ وہ کون سی جگہ تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جس جگہ تم کھڑے ہو اسی جگہ سے صرف ایک قدم آگے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں دیکھتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا پھر بلیک زیرو وہاں اکڑوں بیٹھ گیا اور صفدر کے چاقو کی مدد سے ایک قدم آگے کی زمین کا جائزہ لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اچانک چاقو اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور فضا میں کافی بلندی پر جا کر رک گیا۔

"شاید ہم کسی جادو نگری میں آ گئے ہیں"...... صدیقی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کسی زبردست سائنسدان کے دیس میں کہو"...... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میرا چاقو"...... صفدر نے فضا میں نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"یہاں صالحہ غائب ہوگئی ہے اور تم چاقو کو رو رہے ہو"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"تم سب پیچھے ہٹ جاؤ۔ میرے نزدیک بھی کوئی آنے کی کوشش نہ کرے۔ میرے پاس کچھ سائنسی آلات ہیں اور میں ان آلات کے ذریعے اس جگہ کو چیک کرنا چاہتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا پھر اس نے کوٹ اتارا اور پھر اس نے قمیض اتار کر کمر کے ساتھ لگا ہوا چمڑے کا بیگ کھولا اور اسے نیچے رکھ دیا۔ اس نے بیگ کھولا اور اس میں سے چند آلات نکالے۔ چند شیشیاں بھی نکالیں ان میں کئی رنگ کے محلول بھرے ہوئے تھے۔

آلات شیشے کے تھے۔ وہ اس نے اس جگہ لگا کر اس جگہ کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ آدھے گھنٹے کے بعد اس نے سر اٹھایا۔

"کسی مقناطیسی قوت سے یہ کام لیا جا رہا ہے اور اس جگہ ان لہروں کا جال پھیلایا ہوا ہے تاکہ اگر کوئی بھولا بھٹکا ادھر آ جائے تو فوراً یہاں سے پار لگا دیا جاتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ ہلاک کر دیا جاتا بلکہ مطلب یہ تھا کہ وہ بری طرح پھنس جاتا ہے۔ اب تم دیکھ ہی چکے ہو کہ صالحہ کس برح طرح پھنس گئی تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن وہ اب ہے کہاں"...... تنویر نے پوچھا۔

"ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ غائب ہوئی ہیں۔ ہو سکتا ہے ان لہروں نے مس صالحہ کو کہیں بہت دور پھینک دیا ہو اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ وہ یہیں کہیں ہوں لیکن کہاں یہ بات ابھی یقین سے نہیں کہی جا سکتی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تب پھر اس کا بہترین حل یہ ہے کہ ہم سب اس جگہ پر قدم رکھ دیں۔ یہی ہوگا نا کہ زمین سے اوپر اٹھ جائیں گے اور غائب ہو جائیں گے۔ تو کیا اس طرح ہم وہاں نہیں پہنچ جائیں گے یعنی صالحہ کے پاس"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ہم نہیں جانتے۔ وہ کس حالت میں ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پریشان ہو کر کہا۔

"تب پھر آپ کے خیال میں ہمیں کیا کر سکتے ہیں"...... چوہان نے کہا۔

"وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ ہم کچھ کر گزریں"...... یہ کہہ کر صفدر نے ایک چھلانگ لگائی اور اس جگہ گرا جہاں سے صالحہ اوپر اٹھ گئی تھی۔

"ارے ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو"...... بلیک زیرو نے چلاتے

ہوئے کہا۔ لیکن وہ تو اس وقت تک چھلانگ لگا چکا تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ بھی فضا میں بلند ہوتا چلا گیا اور پھر تیزی سے گھومنے لگا۔

''اس پر نظریں جما دو۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ کہاں جاتا ہے''۔ عمران نے چلاتے ہوئے کہا۔ وہ سب صفدر کو غور سے دیکھنے لگے۔ اچانک وہ غائب ہو گیا۔

''ناممکن''...... بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔

''کیا ناممکن''...... عمران نے فوراً کہا۔

''اس طرح غائب ہونا ناممکن ہے۔ گھومتے گھومتے صفدر بھی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ہم نے اسے کسی سمت جاتے ہوئے نہیں دیکھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو کیا یہ واقعی شیطانی علاقہ ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اس میں تو کوئی شک نہیں کہ شیطان انسانوں کو ورغلانے کا کام کرتا ہے لیکن اس علاقے میں صرف اور صرف شیطان سرگرم ہے۔ یہ بات ماننے کو دل نہیں کرتا''...... صدیقی نے کہا۔

''میرا ایک مشورہ ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا''...... عمران نے کہا۔

''ہم ایک دوسرے کے ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر کیوں نہ اس جگہ پر قدم رکھیں۔ کم از کم اس طرح ایک ساتھ فضا میں اٹھیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ترکیب بری نہیں اور ہم اس پر عمل بھی کریں گے لیکن کچھ دیر

بعد۔ پہلے میں یہاں کی چیکنگ مکمل کر لوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔ اور وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اچانک انہیں ایک پراسرار آواز سنائی دی لیکن وہ سمجھ نہ سکے کہ آواز کیسی ہے۔

''کیا آپ اس آواز کے بارے میں کوئی اندازہ لگا سکتے ہیں باس''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ ایسی آواز میں نے زندگی میں پہلی بار سنی ہے۔ یہاں بے شمار کھنڈرات کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آ رہا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ پراسرار ترین جگہ ہے۔ بلکہ خوفناک ترین بھی لیکن اگر یہ جگہ ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر ہے تو پھر یہ سب کچھ انسانی ذہن کا کمال ہے اور اگر یہ انسانی ذہن کا کام ہے تو پھر انشاء اللہ ہم اس کا راز جان ہی لیں گے''...... عمران نے کہا۔ بلیک زیرو اپنے کام میں مصروف تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے ان کی موجودگی کا کوئی احساس ہی نہ رہا ہو۔ اس نے متاثرہ جگہ مختلف آلات رکھ کر چیک کئے پھر کچھ سوچ کر اس نے جیب سے ایک سکہ نکال کر اس جگہ پھینک دیا۔ سکہ جوں کا توں پڑا رہا۔ اسے کچھ بھی نہ ہوا۔

''کسی کے پاس ماچس ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میرے پاس ہے۔ میں سگریٹ تو نہیں پیتا لیکن ماچس اور لائٹر جیسی چیزیں میرے پاس رہتی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا اور اس نے جیب سے ماچس نکال کر بلیک زیرو کو دے دی۔ بلیک زیرو نے ماچس کی ڈبیہ سے ایک دیا سلائی نکالی اور پھر اس نے دیا سلائی

جلائی اور اس جگہ پر پھینک دی۔ دیا سلائی فوراً ہی بجھ گئی لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس سے اٹھنے والا دھواں اپنی جگہ جامد ہو گیا تھا وہ اوپر نہیں جا رہا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ دھواں ایک جگہ ٹھہر گیا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"بات میری سمجھ میں آ گئی ہے۔ اس جگہ زمین کی کشش ثقل بے اثر کر دی گئی ہے اور ایسا مقناطیسی لہروں کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تاکہ کوئی ان کھنڈرات تک نہ پہنچ سکے"...... کیپٹن شکیل نے کہا

"ہاں۔ اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن جب تک ہم ان کھنڈرات کا جائزہ نہیں لے لیتے اس وقت تک ہم اس جگہ کا راز معلوم نہیں کر سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"ہم کسی دوسری طرف سے کیوں نہ ان کھنڈرات تک پہنچنے کی کوشش کریں"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہم سب کو دو دو افراد کی ٹیم بنا کر چاروں طرف جانا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب دو دو افراد کے گروپ بنا کر الگ الگ سمتوں چل پڑے۔ ہر طرف ایک عجیب سی خاموشی طاری تھی اور انہیں پرانے زمانے کی جادو کی کہانیاں یاد آ رہی تھیں۔

"اس طرح کام نہیں چلے گا۔ ہمیں ہمت کر کے آگے بڑھنا ہی

ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"تو پھر جس طرح کام چلتا ہے۔ چلا لو"...... سلیمان نے کہا۔

"آؤ۔ میرا ہاتھ مضبوطی سے تھام لو"...... صدیقی نے کہا۔

"کیا کرنے لگے ہو"...... سلیمان نے گھبرا کر پوچھا۔

"اوکھلی میں سر دینے لگا ہوں تاکہ موسلوں کا کوئی ڈر نہ رہ جائے"...... صدیقی نے کہا۔

"بھائی یہ کھنڈرات ہیں۔ اوکھلی نہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"آخر ہم کب تک صرف باتیں کرتے رہیں گے۔ بے چاری صالحہ اور صفدر نجانے کس حال میں ہوں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں یہ تو ہے۔ تو پھر بسم اللہ کرو"...... سلیمان نے کہا۔ دونوں کھنڈرات کی طرف قدم اٹھانے لگے۔ اچانک وہ فضا میں بلند ہو گئے اور اس حالت میں بھی وہ دوسرے کے ہاتھ پکڑے رہے۔

"واہ۔ واہ۔ یہ تو بہت پرلطف ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"فکر نہ کرو ابھی جب ہم گھومنا شروع کریں گے اس وقت لطف دوبالا ہو جائے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"فکر یہاں کہاں۔ اس جگہ اگر فکر آ جائے گا تو وہ بھی فضا میں بلند ہو جائے گا"...... سلیمان نے کہا۔

"لیکن وہ دھواں تو اپنی جگہ اٹک گیا تھا"...... صدیقی نے کہا۔

"پاگل ہو گیا تھا"...... سلیمان نے کہا۔

"کون۔ دھواں"...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ پاگل دھواں''......سلیمان نے کہا۔

''اب ہم نجانے کس دیس میں جا رہے ہیں جادوگروں کے یا پھر جنوں کے''......صدیقی نے کہا۔

''ارے باپ رے۔تم تو مجھے ڈرا رہے ہو۔ جبکہ میرے خیال میں ان حالات میں ڈرنا صحت کے لئے بہت مضر ثابت ہو گا''۔ سلیمان نے کہا۔

''کن حالات میں''......صدیقی نے پوچھا۔

''یہی جادوئی حالات۔سمجھا کرو''......سلیمان نے بھنا کر کہا۔

اچانک وہ دونوں پھرکی کی طرح گھومنے لگے۔

''لو اب اصل مزا آئے گا۔ جب ہم غائب ہو جائیں گے۔ صفدر اور صالحہ کو غائب ہوتے تو دوسروں نے دیکھا تھا۔ ہمیں تو یہاں دیکھنے والا کوئی بھی نہیں ہے''......صدیقی نے کہا۔

''فکر کی ضرورت نہیں۔ جہاں وہ جا کر گرے ہیں۔ وہیں ہم جا گریں گے۔ چلو ملاقات تو ہو جائے گی''......سلیمان نے کہا۔

''کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کیا ہو گا''......صدیقی نے کہا۔ ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔ اسی وقت انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ کمان سے نکلنے والے تیر کی طرح ایک سمت میں اڑے جا رہے ہوں۔ ساتھ ہی انہیں اپنے دماغ بھی گھومتے ہوئے محسوس ہوئے۔ انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن بے سود اور پھر ان کے دماغوں میں تاریکی پھیلتی چلی گئی۔

''اب مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا''...... جولیا نے کہا۔

''یہی حال میرا ہے۔میں تو کہتا ہوں آؤ دیکھو نہ تاؤ۔کود پڑو اور صالحہ اور صفدر کے پاس پہنچ جاؤ''......تنویر نے کہا۔

''تو پھر آؤ۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اس پورے علاقے میں مقناطیسی لہروں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ ڈارک کنگ کا سربراہ ان کھنڈرات میں کہیں موجود ہو اور ہماری ان حرکات سے لطف اندوز ہو رہا ہو''...... جولیا نے کہا۔

''اس سے ملنے اور جنگ کرنے کی خواہش اب بہت شدید ہو چکی ہے۔ میرا دل چاہ رہا ہے پر لگا کر اڑ جاؤں اور اس تک پہنچ جاؤں''......تنویر نے کہا۔

''یہاں تو پر لگانے کی بھی ضرورت نہیں۔ اس کے بغیر بھی ہم اڑ سکتے ہیں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور اگر لہروں نے ہمیں کہیں اور پھینک دیا میرا مطلب ہے

ہمارے ساتھیوں سے کہیں دور“...... تنویر نے کہا۔

”اگر مگر کرنے سے کچھ نہیں ہو گا ہمیں یہ کام کرنا ہی ہو گا“...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے تنویر کا ہاتھ پکڑا اور کھنڈرات کی طرف قدم اٹھانے لگی۔ دونوں جونہی کھنڈرات کی حد میں داخل ہوئے زمین سے بلند ہونے لگے۔

”اب وہی ہمارے ساتھ ہو گا۔ جو صالحہ اور صفدر کے ساتھ ہو چکا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”چلو اچھا ہے۔ شہیدوں میں نام تو ہو جائے گا“...... جولیا نے کہا۔ جلد ہی دونوں پھرکی کی طرح گھوم رہے تھے۔ تاہم دونوں نے اس حالت میں بھی ایک دوسرے کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا اور پھر انہیں یوں لگا جیسے بجلی کی سی تیزی سے وہ ایک سمت میں اڑے جا رہے ہوں۔ ساتھ ہی ان کے دماغ میں تاریکی چھا گئی اور وہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب انہیں دوبارہ ہوش آیا تو وہ فضا میں معلق تھے اور ایک بہت بڑے آٹھ کونوں والے ہال میں تھے۔ وہ سب ایک دوسرے سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تھے۔

”تو ہم سب یہاں جمع ہو گئے ہیں گویا ہم سب نے ہی آخر کار کھنڈرات کا رخ کیا تھا“...... عمران کی آواز ابھری۔

”اور کیا کرتے۔ بلکہ مرتے کیا نہ کرتے“...... سلیمان نے کہا۔

”صالحہ اور صفدر بھی یہیں ہیں۔ گویا کوئی بھی بچھڑا نہیں“۔ عمران نے کہا۔

”لیکن یہاں ہمارے مقابل تو کوئی بھی نہیں ہے ہم نے تو سوچا تھا یہاں ڈارک کنگ کا سربراہ موجود ہو گا“...... صفدر کی آواز ابھری۔

”یہ مقناطیسی لہروں کا سرکل خود بخود قائم نہیں ہوا ہو گیا۔ اس حصے کی کشش ثقل زائل کرنے میں ضرور کسی بہت بڑے سائنس دان کا ہاتھ ہے اور ہو سکتا ہے وہی ڈارک کنگ کا سربراہ ہو یا پھر ہو سکتا ہے وہ ڈارک کنگ کے سربراہ کا ساتھی ہو“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم کب تک یوں لٹکے رہیں گے۔ اس طرح لٹکے لٹکے تو ہم سوکھ جائیں گے“...... صالحہ نے کہا۔

”وہ تو بعد کی بات ہے۔ پہلا مسئلہ تو بھوک کا ہے۔ مجھے بہت بھوک لگی ہے“...... سلیمان نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔ پھر یکلخت وہ سنجیدہ ہو گئے کیونکہ ان سب کو بھی شدید بھوک محسوس ہو رہی تھی۔

”اوہو۔ یہ کیا۔ بھوک تو مجھے بھی لگ رہی ہے“...... صالحہ نے کہا۔

”بلکہ مجھے بھی“...... وہ سب بول اٹھے۔

”گویا سب کو بھوک لگی ہے۔ یہ ضرور یہاں کی فضا کی وجہ سے ہے یا پھر کشش ثقل نہ ہونے کی وجہ سے۔ ورنہ ہم سب بہت دیر

تک بھوک کو برداشت کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس وقت ہم کھانے کی کوئی چیز حاصل نہیں کر سکتے''۔ سلیمان نے حسرت زدہ انداز میں کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ صبر کر لیتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا کہا۔ صبر کر لیتے ہیں''...... سلیمان نے گھبرا کر کہا۔

''اچھا تو تم ہی بتا دو کہ ہم اور کیا کر سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ کر تو کچھ بھی نہیں سکتے''...... سلیمان نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''چلئے نیچے اتر چلتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس طرح پیر چلانے لگا جیسے سیڑھیاں اتر رہا ہو۔

''لگے خیالی پلاؤ پکانے''...... سلیمان نے منہ بنایا۔

''خیالی پلاؤ۔ واہ۔ منہ میں پانی آ گیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔ سب مسکرا دیئے اچانک وہ پھرکی کی طرح گھومنے لگے۔

''کیا اب پھر ہمیں کہیں اور بھیجا جا رہا ہے''...... صفدر نے چلا کر کہا۔

''فضا سے فضا میں سفر۔ واہ واہ۔ لطف آ گیا''...... سلیمان نے خوش ہو کر کہا۔

''اوہو۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں''...... بلیک زیرو کی آواز نے ان سب کو چونکا دیا۔

''حیرت ہے۔ اس قدر تیزی سے گھومتے ہوئے بھی آپ کچھ دیکھ سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''خیر جو کچھ بھی آپ دیکھ رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر ہمیں بھی بتا دیں''...... صدیقی نے کہا۔

''ہم لوگوں کے گرد نیلگوں لہروں کا ایک ہالہ سا موجود ہے لہروں کا یہ ہالہ بھی ہمارے ساتھ ساتھ اسی تیزی سے گھوم رہا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ یہ ہالہ بھی اب ہمارا ہم سفر ہو گا''۔ سلیمان نے خوش ہو کر کہا۔ اچانک وہ سب دھڑام سے گرے۔ سبھی کو چوٹیں آ ئیں۔ بلیک زیرو نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا اب اس ہالے کا کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ گویا وہ ہالہ ہی انہیں فضا میں سنبھالے ہوئے تھا۔

''لو۔ ہالہ غائب ہو گیا۔ کہیں یہ واقعی شیطانی علاقہ تو نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ علاقہ جیسا بھی ہے۔ ہے خوفناک، خطرناک اور انتہائی ہولناک''...... سلیمان نے جلدی جلدی کہا۔

''اگر کوئی اور ناک رہ گئی ہو تو وہ بھی کہہ ڈالو''...... عمران نے کہا۔

''وہ میں نے آپ کے لئے چھوڑ دی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

”حیرت ہے۔ ان حالات میں بھی تم لوگ چہک سکتے ہو“...... اسی لمحے انہیں تیز اور عجیب سی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑے۔ آواز بہت عجیب قسم کی گھن گرج لئے ہوئے تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے بادل گرجنے سے یہ الفاظ بنے ہوں۔

”کک۔کون۔کون بولا“...... عمران نے کہا۔

”کالا جن“......وہی آواز سنائی دی۔

”کالا جن۔ ارے باپ رے تو کیا ہم جنوں کے دیس میں ہیں“......سلیمان نے کہا۔

”نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو واقعی تم پر حیران ہو رہا تھا۔تم ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کے لئے آئے تھے نا۔لو دیکھ لو یہی ہے ہیڈ کوارٹر۔ چاہو تو اس کے اندر سے بھی سیر کر سکتے ہو۔یہی ڈارک کنگ کا وہ ہیڈکوارٹر ہے جہاں سے ساری دنیا میں کام کرنے والے کارکنوں کو ہدایات دی جاتی ہیں“......وہی آواز سنائی دی۔

”ضرور ضرور کیوں نہیں۔ہمیں اندر سے اس ہیڈ کوارٹر کو ضرور دیکھنا چاہیں گے“...... عمران نے کہا۔

”ابھی ہیڈ کوارٹر کا دروازہ کھلے گا لیکن یہ سن لو کہ صرف ایک بار کھلے گا یعنی اگر تم اندر پہنچ گئے تو پھر باہر نہیں نکل سکو گے۔ اس لئے کہ آج تک ہیڈ کوارٹر کے اندر جانے والا کوئی فرد بھی واپس باہر نہیں آ سکا“......وہی آواز سنائی دی۔

”تو کیا تم بھی اس ہیڈ کوارٹر کے قیدی ہو“......عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے اپنی زندگی اس تنظیم کے لئے وقف کر دی ہے۔ پوری دنیا سے کٹ کر رہ گیا ہوں دنیا والے اب مجھے نہیں جانتے لیکن میں ضرور۔ دنیا والوں کو ضرور جانتا ہوں۔ میں جس ملک میں چاہتا ہوں ڈارک کنگ کے کارکنوں کو بھیج دیتا ہوں۔ جو چاہتا ہوں وہاں کراتا ہوں۔حکومتوں کے تختے الٹنا میرا بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ اگر اپنی مرضی کی حکومت لانا ہو تو وہاں کی حکومت کے سربراہ کو ختم کرا دیتا ہوں۔ اس بار پاکیشیا کی باری ہے۔ تمہیں یہ سب کچھ یہیں سے دکھا دیا جائے گا“...... اس آواز نے کہا اور پھر آواز آنا بند ہو گئی۔

”ہم اس ہیڈ کوارٹر کی سیر ضرور کریں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ ہم واپس آ سکیں گے یا نہیں تو اگر ہماری مرضی ہو گی تو ہم واپس آ جائیں گے اور اگر یہ جگہ ہمیں پسند آ گئی تو ہم یہیں رہیں گے۔ آپ فکر نہ کریں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہاں سے واپس آنا تمہاری مرضی سے نہیں ہو گا۔ اس بات کو لکھ لیں“...... اس آواز نے کہا۔

”قلم اور کاغذ دے دیں۔ ہم لکھ لیتے ہیں“......سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہاری مذاق کی عادت نہیں جاتی نا اندر جا کر تمہاری سٹی بھی گم ہو جائے گی اور تم اپنی چوکڑیاں بھی بھول جاؤں گے“...... آواز

آئی۔

”یہ کام تو ہمارے ساتھ ہوتے رہتے ہیں سمجھے تم“...... سلیمان نے کہا۔

”مجھے نہیں۔ سمجھنے کی ضرورت تمہیں ہے۔ اس وقت بھی تم یہاں سے واپس جانا چاہو تو میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ تھوڑا سا نمونہ یہاں کا تمہیں دیکھا ہی دیا ہے“...... اس نے کہا۔

”مشکل تو یہی ہے جناب“...... صدیقی نے شوخ آواز میں کہا۔

”کیا مشکل ہے۔ بات مکمل کرو“...... دوسری طرف سے جھلا کر کہا گیا۔

”آپ کو تو ابھی سے غصہ آنے لگا۔ اندر جا کر ہم نے کچھ پوچھنا شروع کر دیا تو آپ کا کیا حال ہو گا“...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم میری فکر نہ کرو۔ یہ بتاؤ مشکل کیا ہے“...... اس نے پوچھا۔

”مشکل یہ ہے کہ ہم تھوڑا سا نمونہ دیکھنے کرڈرنے والوں میں سے نہیں ہیں“...... صدیقی نے کہا۔

”اچھی بات ہے ایک منٹ بعد تم لوگوں کو ایک لمحے کے لئے دروازہ نظر آئے گا۔ فوراً دروازے سے اندر چھلانگیں لگا دینا ورنہ دروازہ غائب ہو جائے گا“...... اس نے کہا۔

”ایک لمحے کے اندر ہم سب کس طرح دروازے میں چھلانگ لگا سکیں گے“...... صالحہ نے پوچھا۔

”لگا سکو گے“...... اس نے کہا اور پھر خاموشی چھا گئی پھر واقعی کچھ دیر بعد ایک بڑا دروازہ ان کے سامنے نمودار ہوا تو انہوں نے یک دم اس میں چھلانگیں لگا دیں انہیں یوں لگا جیسے وہ بادلوں میں تیر رہے ہوں ان کے چاروں طرف بادل ہی بادل تھے۔

”ارے۔ یہ۔ یہ تو بادولوں کا دیس ہے“...... سلیمان نے چلا کر کہا لیکن کسی نے اس کی بات کا جوب نہ دیا۔ چند لمحوں بعد ان کے پیر آہستگی سے زمین پر لگ گئے لیکن وہ محسوس کر رہے تھے کہ اگر وہ ذرا سا بھی زمین پر پیر ماریں گے تو یکدم اوپر اٹھ جائیں گے ان کی حالت اس وقت بالکل گیس کے اس غبارے جیسی تھی۔ جس میں گیس کم رہ گئی ہو اور وہ زمین سے آ لگا ہو۔ لیکن ابھی گیس ہونے کی وجہ سے کھڑا ہوا ہو کبھی زمین سے لگ جاتا ہو اور کبھی ذرا سی ہوا لگنے سے اوپر اٹھ جاتا ہو۔

”بادلوں کے اس دیس میں تم لوگوں کے وزن نہ ہونے کے برابر ہیں۔ تمہیں ایک پھونک مار کر ادھر سے ادھر کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات تم محسوس کر ہی چکے ہو گے“...... وہی آواز پھر گونجی۔

”ہاں“...... انہوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

”کیا خیال ہے۔ تم اپنی مرضی سے آگے پیچھے ہو سکتے ہو“۔ وہی آواز سنائی دی۔

"نن۔ نہیں"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"اب میں پھونک مار کر تمہیں آگے بڑھاتا ہوں۔ دیکھو تم کس قدر حقیر ہو۔ میری پھونک سے ادھر ادھر ہو جاؤ گے۔ ہاہاہا۔ ایسا منظر تم نے بھلا کب دیکھا ہو گا۔ نہیں دیکھا نا"...... بولنے والے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں نہیں دیکھا۔ پہلی بار دیکھ رہے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے اقرار کیا۔

"میری پھونک کا مزا چکھو"...... اس آواز نے کہا۔

"پھونک کا مزا"...... سلیمان نے حیران ہو کر کہا۔ عین اسی وقت ہوا کا ایک تیز جھونکا ان کے جسموں سے ٹکرایا اور وہ بالکل کم گیس والے غباروں کی طرح آگے کی طرف بڑھے۔ ایسے میں ایک دوسرے سے ٹکرائے بھی لیکن اس طرح ٹکرانے سے بھی انہیں کوئی چوٹ نہیں لگی کچھ دور تک لڑھکنے کے بعد ان کے جسم رک گئے کیونکہ پھونک کا اثر ختم ہو گیا تھا۔

"ایک پھونک اور"...... کہا گیا اور ہوا کا جھونکا پھر ان کے جسموں سے ٹکرایا۔ وہ پھر گڈ مڈ ہو کر آگے بڑھے۔ انہیں اوپر نیچے اور آگے پیچھے سوائے سفید سفید بادلوں کے اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پیروں کے پاس بھی بادل ہی بادل تھے۔

"کک۔ کہیں ہم واقعی بادلوں میں تو نہیں ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہم اتنے اونچے تو نہیں اڑے تھے۔ زمین سے تھوڑے سے بلند ہو کر پھر نیچے آ گرے تھے۔ پھر وہ دروازہ نظر آیا تھا۔ پھر کس بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہم بادلوں میں ہیں۔ یہ مصنوعی بادل ہیں جو اس جگہ پھیلائے گئے ہیں تاکہ دشمن ان کے اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ نہ کر سکے بلکہ تلاش بھی نہ کر سکے"...... عمران نے کہا۔

"مشکل یہ ہے کہ ہم نہ تو اپنی مرضی سے آگے بڑھ سکتے ہیں نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جب یہاں تک آ گئے ہیں تو یہ بھی ہو جائے گا۔ ٹھہرو میں بات کرتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کیا تم ڈارک کنگ ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں ڈارک کنگ ہوں"...... وہی آواز سنائی دی۔

"تو مسٹر ڈارک کنگ صاحب۔ کیا تم ہمیں چلنے پھرنے کے قابل نہیں کر سکتے"...... عمران نے بلند آواز میں کہا۔

"نہیں۔ میں تمہیں اسی طرح پھونکیں مار مار کر اڑاؤں گا تاکہ تمہیں اپنی بے بسی کا احساس ہو"...... ڈارک کنگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ ہم ایسے ہی کر لیتے ہیں۔ ہمیں ہاتھ پیر چلانے کے قابل رہنے دو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ مزا تو آگے آئے گا جب تم سب کچھ آنکھوں سے دیکھو گے لیکن جس ہیڈکوارٹر کو تباہ کرنے یہاں تک آئے تھے۔ اس

کو تباہ کرنے کا خواب ہی دیکھتے رہ جاؤ گے''...... ڈارک کنگ نے اسی طرح ہنستے ہوئے کہا۔

''تو کیا یہاں ہم خواب دیکھ سکیں گے''...... سلیمان نے کہا۔

''ہاں خواب دیکھنے پر کوئی پابندی نہیں ہے''...... ڈارک کنگ نے جواب دیا۔

''چلیں شکر ہے۔ ہم خواب دیکھ کر ہی گزارا کر لیں گے''۔ چوہان نے خوش ہو کر کہا۔

''طاہر صاحب آپ بہت چپ ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''آپ سب جو بول رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ کی عقل بھی دنگ ہے یہاں آ کر''...... صالحہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

''کوشش کر رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کس بات کی کوشش''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

''اس بات کی کہ دنگ رہ جاؤں''...... بلیک زیرو نے کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''بہت خوب''...... جولیا نے فوراً کہا۔

''اب آپ ہمیں اندر کی سیر کرا ہی دیں۔ کہیں ہم انتظار کرتے کرتے بالکل ہی نہ ہلکے ہو جائیں''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ایک پھونک اور برداشت کرو''...... ڈارک کنگ نے کہا۔ اسی لمحے ان کے جسموں سے ایک ہوا کا جھونکا اور ٹکرایا اس بار جھونکا بہت زور دار تھا۔ وہ بہت دور تک لڑھکتے چلے گئے اور پھر ان کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔ اس جگہ وہ بادل بہت ہلکے رہ گئے تھے۔ ان بادلوں کے درمیان انہیں بے شمار مشینیں لگی دکھائی دیں۔ ان پر سائنسدان بیٹھے کام کر رہے تھے۔ تمام نظام کمپیوٹرائزڈ تھا۔ ایک ہی وقت میں مختلف جگہوں پر پیغامات ارسال بھی کیے جا رہے تھے اور پیغامات وصول بھی کیے جا رہے تھے۔

''کیا تم لوگ پاکیشیا کی تازہ ترین خبریں سننا پسند کرو گے''۔ ڈارک کنگ کی آواز آئی۔

''چلیں سنوا دیں۔ آپ بھی کیا یاد کریں گے''...... سلیمان نے کہا تو انہیں ایک ہلکی سی پھونک ماری گئی اور وہ ایک کمپیوٹر کے سامنے جا کر رک گئے۔

''آج تو وہ شعر یاد آ رہا ہے۔ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا''...... سلیمان نے کہا۔

''بھلا یہاں اس مصرعے کی کیا ضرورت۔ ہاں پورا شعر پڑھا ہوتا تو بات بھی تھی اور پورا شعر یہ ہے۔ نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن۔ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''بالکل ٹھیک ہے۔ یہ لوگ بھی تو اللہ کے نور کو بجھانے پر تلے ہیں''......صدیقی نے کہا۔

''آپ تو شعر و شاعری میں الجھ گئے۔ ارے۔ اپنے ملک کی خبر خاموش رہ کر سنو''...... ڈارک کنگ نے گرج دار آواز میں کہا تو انہوں نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔

''پاکیشیا۔ اوور''...... ڈارک کنگ کی آواز سنائی دی۔ اس کے اوور کہنے پر انہیں معلوم ہوا کہ وہ کسی سے ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا ہے۔

''یس۔ پاکیشیا۔ اوور''...... دوسری طرف سے ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... ڈارک کنگ نے پوچھا۔

''عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے غائب ہو جانے کے بعد ہم نے پاکیشیا میں زبردست کامیابی حاصل کی ہے چیف باس۔ ہم نے یہاں بے شمار بڑے بڑے لوگوں کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''بہت خوب۔ تم نے کتنے بڑے لوگوں کا کانٹا نکالا ہے۔ اوور''...... ڈارک کنگ نے کہا۔

''اس وقت تک ہم بیس اہم افراد کا صفایا کر چکے ہیں چیف باس۔ یہ سب افراد اس قدر اہم تھے کہ پورے ملک کی بساط الٹ کر رہ گئی ہے یہ بیس آدمی پاکیشیا پر چھائے ہوئے تھے اور

الیکشنز میں ان کی کامیابی یقینی تھی۔ اگر یہ کامیاب ہو جاتے تو پھر اس ملک میں امن و امان کا دور دورہ ہو جاتا۔ اسلام ہی نظر آنے لگتا۔ اب یہاں اسلام کا کوئی نام بھی نہیں لے گا۔ اب ان کے نام سن لیں جن لوگوں کو ٹھکانے لگایا گیا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''ان بیس افراد کے نام بتاؤ۔ اوور''...... ڈارک کنگ نے کہا تو دوسری طرف سے ان بیس افراد کے نام بتائے جانے لگے جنہیں پاکیشیا میں ہلاک کیا گیا تھا۔ ان بیس افراد کی ہلاکت کا سن کر ان کی سیٹی گم ہو گئی۔ یہ بیس افراد واقعی ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی تھے اور ملک و قوم کے لئے بہت کچھ کر رہے تھے۔

''افسوس۔ یہ بہت برا ہوا۔ تم نے بہت برا کیا''......عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''اس سے زیادہ برا تو ابھی تم لوگوں کے ساتھ ہو گا''۔ ڈارک کنگ نے ہنس کر کہا۔

''تم ہو کہاں بزدل۔ سامنے آ کر بات کرو''......تنویر نے چلا کر کہا۔

''میں سامنے بھی آ جاؤں گا تب بھی تم میرا بال بھی بیکا نہیں کرسکو گے۔ تم تو میری ایک پھونک کی مار ہو''...... ڈارک کنگ نے کہا۔

''جب تک سامنے آ کر بات نہیں کرو گے ہم تمہیں بہادر خیال

نہیں کر سکیں گے''...... جوزف نے کہا۔

''مجھے بہادر کہلانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ تاہم میں تم لوگوں کی یہ خواہش بھی ضرور پوری کروں گا''...... ڈارک کنگ نے کہا۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی ایک زور دار جھماکا سا ہوا اور انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے ان بادلوں میں کئی بجلیاں تڑپی ہوں اور پھر انہیں بادلوں میں تیرتا ہوا ایک شخص نیچے آتا نظر آیا۔ وہ حیرت بھری نظروں سے اسے آتا دیکھتے رہے۔ آخر وہ ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ لمبے قد کا دبلا پتلا بوڑھا سا آدمی تھا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرف سفید تھے۔ تاہم وہ بہت صحت مند تھا۔ اس کی آنکھوں میں شیطانیت تھی مسکراہٹ میں بھی شیطانیت تھی۔

''لو میں تم لوگوں کے سامنے بھی آ گیا لیکن اپنی بے بسی تو دیکھو۔ تم مجھے ایک مکا بھی نہیں مار سکتے''...... ڈارک کنگ نے کہا۔

''ہم مکا مار کر کیا کریں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں نہیں۔ یہ تجربہ ضرور کر لو۔ تاکہ حسرت نہ رہ جائے''۔ ڈارک کنگ نے کہا۔

''اچھا میں کوشش کرتا ہوں لیکن تمہارا نام کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نام جان کر کیا کرو گے تم مکا مارو''...... ڈارک کنگ نے کہا۔

''ویسے میں تمہارا نام بتا سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... اس کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

''اگر یقین نہیں تو ہم بتا دیتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جلدی بتاؤ''...... اس نے غرا کر کہا۔

''اب اتنی جلدی بھی کیا ہے اپنا نام جاننے کی۔ تمہیں تو معلوم ہی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم کتنے پانی میں ہو''...... ڈارک کنگ نے کہا۔

''اس وقت تو یہ کہو کہ تم کتنی بلندی پر ہو''...... سلیمان نے جل بھن کر کہا۔

''معلوم ہوتا ہے انگارے چبا رہے ہو۔ بس نہیں چل رہا تمہارا کہ مجھے ہلاک کر دو''...... ڈارک کنگ نے کہا۔

''ہم انگارے چبا رہے ہیں یا انگاروں پر لوٹ رہے ہیں تمہیں اس سے کیا۔ تم تو اپنا نام سن لو اور جھوم جاؤ''...... سلیمان نے کہا۔

''جھومنے کا کام تم کرو گے۔ میں صرف سنوں گا''...... ڈارک کنگ نے سرد لہجے میں کہا۔

''تو تمہارے خیال یہ ہے کہ ہم تمہارا نام نہیں بتا سکتے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں نہیں بتا سکتے''...... ڈارک کنگ نے کہا۔

''جبکہ اس کا نام تو میں بھی بتا سکتا ہوں''...... چوہان نے کہا۔

''بہت خوب چوہان۔ اب تم ہی بتاؤ گے لیکن دیکھو غلط نہ بتا دینا۔ کہیں یہ حضرت ہمارا مذاق نہ اڑاتے نظر آ ئیں''...... عمران نے کہا۔

''جی نہیں۔ انشاء اللہ یہ نظر نہیں آ ئیں گے''...... چوہان نے کہا۔

''کیا کہا۔ میں نظر نہیں آ ؤں گا''......ڈارک کنگ نے بھڑک کر کہا۔

''ہاں یہ بھی ہوسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ صرف مذاق نہ اڑاتے نظر آ ئیں''......سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا تم نام بتاؤ''...... ڈارک کنگ نے کہا۔

''تم موٹال ہو''...... چوہان نے کہا۔

''کیا''...... وہ بہت زور سے اچھلا۔ کمانڈر کمار سے موٹال کو ختم کرانے کی کوشش ضرور کی گئی تھی لیکن وہ مرا نہیں تھا جبکہ کمانڈر کمار کو یہ غلط فہمی تھی کہ اس نے موٹال کو ختم کر دیا ہے جبکہ موٹال تو دنیا کی نظروں سے غائب ہوگیا تھا۔ وہ کافی اونچا اچھلا تھا۔ اس کے پاؤں بھی زمین سے اوپر اٹھ گئے تھے۔ لیکن جونہی وہ نیچے کی طرف آیا اور زیادہ اونچا اچھلا لیکن اس بار وہ خود نہیں اچھلا تھا۔ عمران نے اسے کک مار کر اچھال دیا تھا اور ایسا کر کے خود عمران بھی حیران رہ گیا تھا۔ وہ تو اب تک تھوڑی گیس والے غبارے کی مانند تیر رہا تھا پھر اس میں یہ طاقت کہاں سے آ گئی تھی کہ اس نے موٹال کو کک

مار دی تھی۔

''ارے میں۔ میں حرکت کر سکتا ہوں۔ میں نے اسے کک مار کر اچھال دیا ہے''......عمران نے کہا۔

''ہاں عمران صاحب۔ میں اس وقت سے اب تک اپنی کوششوں میں مصروف تھا اور اللہ کی مہربانی سے میں نے ان لہروں کا سرکل توڑ دیا ہے''...... بلیک زیرو کی آ واز ابھری۔

''لیکن کیسے''...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی وقت موٹال نے عمران کو کک مارنے کی کوشش کی لیکن وہ پوری طرح ہوشیار تھے اس لئے ایک طرف ہٹ گیا اور موٹال فرش پر منہ کے بل جا گرا۔ اب تو سب اس کے گرد جمع ہو گئے۔ کیپٹن شکیل کی ایک ٹھوکر اس کی پسلیوں میں لگی۔ وہ بری طرح ڈکرایا۔ ہال میں موجود کمپیوٹروں پر بیٹھے ہوئے افراد اپنے کام بھول کر یہ حیرت انگیز منظر دیکھنے لگے۔ ان میں سے کسی نے بھی موٹال کی مدد کے لئے آ گے بڑھنے کی کوشش نہ کی اور پھر باری باری ان کی ٹھوکروں کی زد میں آ کر فٹ بال کی طرح ادھر ادھر لڑکھڑانے لگا۔

''دوڑو۔ میری مدد کرو۔ ورنہ یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے''۔ موٹال چلایا۔

''تو ہمیں کیا۔ ہم اس قید کی زندگی سے تنگ آ گئے ہیں۔ کئی سالوں سے ہم نے اپنے گھر ،اپنے بیوی بچوں کی صورت نہیں دیکھی۔ ہم یہاں کب خوش ہیں۔ اس زندگی سے تو موت بہتر

ہے“...... ان میں سے ایک نے کہا۔

”یہ تم کہہ رہے ہو۔ احمقو۔ کیا میں نے تمہارے گھر والوں کے لئے کچھ نہیں کیا۔ ان کے پاس دنیا کی ہر چیز موجود ہے“۔ موٹال نے کہا۔

”لیکن ان کے پاس ہم نہیں ہیں“...... کئی آوازیں ابھریں۔

”اوہ۔ یہ تو سب میرے خلاف ہو گئے“...... موٹال نے کہا۔

”بالکل ٹھیک ان لہروں کو ختم کرنے میں دراصل ان کا بھی ہاتھ ہے“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب“...... موٹال نے چیخ کر کہا۔

”تم میرے ساتھیوں کی طرف متوجہ تھے اور میں نے ان لوگوں کی آنکھوں میں تمہارے لئے نفرت ہی نفرت محسوس کر لی تھی لہٰذا میں نے ان سے آنکھوں ہی آنکھوں میں اور انگلیوں سے فضا میں لکھ کر بات چیت کی۔ انہوں نے مجھے بتا دیا کہ لہریں کس چیز سے ختم ہو سکتی ہیں۔ ان لہروں کا توڑ امونیا گیس ہے۔ امونیا گیس کی ذرا سی مقدار ان تمام لہروں کو ختم کر سکتی تھی اور اتفاق سے میری جیب میں امونیا گیس کی ایک چھوٹی سی شیشی موجود تھی۔ نہ ہوتی تو بھی میں ان لوگوں کی مدد سے امونیا گیس تیار کر سکتا تھا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ اوہ۔ تم۔ تم سب غداری کے مرتکب ہوئے ہو۔ اب یہاں کے قانون کے مطابق تمہیں پھانسی کی سزا دی جائے گی“۔

موٹال نے چیختے ہوئے کہا۔

”اس وقت جب تم زندہ رہو گے یہ لوگ اب تمہیں کہاں چھوڑیں گے“...... ان میں سے ایک نے کہا۔

”تم احمق ہو۔ باہر مسلح افراد کی بہت بڑی فوج موجود ہے“۔ موٹال نے کہا۔

”ہم اس فوج سے بھی نبٹ لیں گے۔ دوستو۔ تم فکر نہ کرو“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ۔ وہ کیسے“...... انہوں نے پوچھا۔

”یہاں سے اسلحہ مل سکتا ہے یا نہیں“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”اس کے کمرے سے اسلحہ مل جائے گا“...... ایک آدمی نے کہا۔

”تو جاؤ جلدی سے اسلحہ لے آؤ“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر چکا ہوں۔ اب تمہارے پاس وقت نہیں رہا“...... موٹال نے کہا۔

”لیکن وہ اندر کس راستے سے آئیں گے“...... عمران نے پوچھا۔

”میں راستہ بھی کھول چکا ہوں ان چیزوں کا ریموٹ کنٹرول میری جیب میں ہے۔ یہ دیکھو۔ میں چاہتا تو ایک بٹن دبا کر تم سب کو بھی اڑا دیتا۔ یہ زرد رنگ والا بٹن دبا کر کیا سمجھے“...... موٹال نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نکال کر انہیں دکھاتے ہوئے

کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''یہ پورا نظام اس ایک بٹن سے تباہ ہوسکتا ہے۔ ساتھ میں تم بھی تباہ ہو جاتے''...... موٹال نے کہا۔

''اورتم۔تم کس طرح بچتے''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''ہاں۔ ساتھ میں مجھے بھی ختم ہونا پڑتا۔ اسی لئے تو میں نے ایسا نہیں کیا۔ کیوں کہ تمہیں مارنے کے لئے مسلح افراد کی فوج جو موجود ہے''...... موٹال نے کہا۔ اسی وقت بے تحاشا دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

''دیکھا۔ فوجی اندر داخل ہو چکے ہیں۔ ہاہاہا۔ اب تم چوہوں کی طرح مار ڈالے جاؤ گے''...... موٹال نے ہنس کر کہا۔ عین اسی وقت سائنس دان کئی مشین گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے جلدی جلدی ایک ایک مشین گن ان سے لے لی۔ کیپٹن شکیل نے مشین گن کا بٹ موٹال کے منہ پر مارا تو وہ الٹ کر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد اس کا جسم ساکت ہو گیا۔ لیکن وہ ابھی زندہ تھا۔ کیپٹن شکیل نے کچھ سوچ کر اسے دوسرا بٹ نہیں مارا۔ اسلحہ ملتے ہی وہ جلدی جلدی مورچے سنبھالنے لگے پھر جونہی فوجی اندر داخل ہوئے۔ مشین گنوں سے ہونے والی ریٹ ریٹ نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کے ساتھ ایسا ہو گا۔ لہٰذا جتنے بھی سامنے آئے فائرنگ کا شکار ہو کر گرتے چلے گئے لیکن

جلد ہی وہ بھی سنبھل گئے۔ اب دونوں طرف سے فائرنگ کا زبردست سلسلہ شروع ہو گیا۔ گرنے والوں کی مشین گنیں بھی ان کے کام آنے لگیں اور اسلحہ کی ان کے پاس کمی نہیں رہی۔

''کیا خیال ہے۔ باہر کتنے مسلح آدمی ہوں گے''...... عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

''کافی بڑی تعداد ہوسکتی ہے اور مورچہ بند ہو جانے کی صورت میں وہ ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں اور پھر ان کے پاس بم بھی ہوں گے لیکن وہ بم مارنے کی حماقت نہیں کر سکتے کیونکہ اندر موٹال موجود ہے۔ ارے ہاں۔ کیا ہم میں سے ایک دو اوپر جا سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ضرور جا سکتے ہیں۔میں بھیجتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''صفدر اور کیپٹن شکیل اوپر چلے جائیں اور اگر یہ لوگ اندر آنے کی کوشش کریں تو نشانہ بنانا شروع کر دیں۔ جونہی یہ اوپر کی طرف متوجہ ہوں گے ہم اپنے مورچوں سے نکل کر ان پر حملہ کر دیں گے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے فوراً اوپر کا رخ کیا اور پھر اوپر سے بھی فائرنگ کی آوازیں اور باہر سے بے شمار چیخیں سنائی دیں۔

''اب ہمارے پاس ان پر حملہ کرنے کا بہترین موقع ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں لیکن بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ میرے ہدایت کے

مطابق کام کرنا''...... عمران نے کہا۔ وہ مورچوں سے نکلے اور انہوں نے صفدر اور کیپٹن شکیل کی فائرنگ سے بوکھلا کر ادھر ادھر بھاگتے ہوئے مسلح افراد پر فائرنگ کرنی شروع کر دی تو ایک بار پھر ماحول چیخوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

''ارے۔ موٹال کو ہوش میں آرہا ہے''...... بلیک زیرو نے چلا کر کہا تو انہوں نے مڑ کر دیکھا۔ موٹال اٹھ رہا تھا۔

''اس کی آپ لوگ فکر نہ کریں۔ میں اور ٹائیگر اس سے نبٹ لیں گے''...... جوزف نے کہا اور موٹال کی طرف رینگ گیا۔ قریب جا کر اس نے مشین گن کا بٹ اس کے سر پر مارا۔

''مسٹر موٹال اب کیسے مزاج ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں۔ میں''...... وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا اور دھپ سے گر گیا۔

''یہ کوئی لڑاکا نہیں ہے۔ ورنہ اتنی آسانی سے مار نہ کھاتا''۔ جوزف نے کہا۔

''یہ لڑاکا نہیں ہے۔ لیکن پوری دنیا کے لئے تو لڑاکا بنا ہوا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں یہ تو ہے''...... جوزف نے کہا۔

''اس پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ بلکہ کیوں نہ میں اسے باندھ دوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ واپسی کے سفر میں یہ ہمارے بہت کام آئے گا''۔ بلیک

زیرو نے کہا۔

''میں سیکورٹی انچارج کمانڈر سجرال بول رہا ہوں۔ تم سب اپنا اسلحہ پھینک کر باہر نکل آؤ۔ ورنہ بموں کے ذریعے اڑا دیئے جاؤ گے''...... عین اسی وقت ایک آواز گونجی۔

''تو کیا موٹال کو بھی اڑا دو گے''...... تنویر نے کہا۔

''موٹال۔ کون موٹال''...... باہر سے پوچھا گیا۔

''ڈارک کنگ کے سربراہ کی بات کر رہے ہیں''...... عمران نے آواز میں کہا۔

''تم لوگوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے شاید۔ ڈارک کنگ کا سربراہ موٹال کس طرح ہوسکتا ہے''...... کمانڈر سجرال نے کہا۔

''یہ تو ہمیں نہیں معلوم کہ کس طرح ہوسکتا ہے جا کر اپنے ملک کے صدر سے اور وزیراعظم سے پوچھو۔ ان دونوں کو ضرور یہ بات معلوم ہے کہ ڈارک کنگ کا سربراہ کون ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ''...... باہر سے بہت سے آوازیں سنائی دی۔

''پھر اب کیا پروگرام ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہمارا خیال ہے۔ تم نے سربراہ کو مار ڈالا ہے۔ لہٰذا اب ہم بم مار سکتے ہیں''...... کمانڈر سجرال نے کہا۔

''تم میں سے صرف ایک پہلے اندر آ کر دیکھ لے کہ سربراہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ اس کے بعد باقی ساتھیوں کو بتائے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ کہیں بم باری سے ہم سربراہ کو ہلاک نہ کر دیں۔ مارک تم اندر جاؤ''...... کمانڈر سجرال نے کہا۔

''مم۔ میں اگر اندر گیا تو یہ لوگ تو مجھے بھون ڈالیں گے''۔ ایک اور آواز آئی۔

''ہمارا تمہیں بھوننے کا کوئی پروگرام نہیں کیونکہ ہم آدم خور نہیں ہیں۔ انسانوں کو بھون کر کھانا آدم خوروں کا کام ہے۔ کیوں جوزف''...... سلیمان نے کہا اور پھر جوزف کی طرف دیکھنے لگا۔

''چپ رہو''...... جوزف نے غرا کر کہا۔

''مارک تم جاؤ''...... کمانڈر سجرال نے غرا کر کہا۔ قدموں کی آواز ابھری اور پھر ایک مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔ بلیک زیرو نے اس کی طرف مشین گن تان لی۔

''یہ رہا تمہارا سربراہ۔ دیکھ لو۔ ابھی صرف بے ہوش ہے''۔ بلیک زیرو نے موٹال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ ہمارا چیف باس ہے''...... مارک نے کہا۔

''اپنے ان ساتھیوں سے پوچھ لو''...... عمران نے سائنس دانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ مارک نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے فوراً سر ہلا دیئے۔

''کیا تم لوگ اس قابل نہیں ہو کہ اس جنگ میں دشمن کے خلاف حصہ لے سکو''...... مارک نے کہا۔

''ہم اس قابل ضرور ہیں۔ لیکن اس قید سے تنگ آئے ہوئے ہیں''...... ایک سائنس دان نے کہا۔

''اوہ۔ گویا تم غداری پر آمادہ ہو گئے ہو''...... مارک نے کہا۔

''اگر اس کو غداری کہتے ہیں۔ تو ہم بھلا کیا کہہ سکتے ہیں''۔ سائنس دان نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں باہر جا کر بتا دیتا ہوں''...... مارک نے کہا۔

''کیا بتا دیتے ہو باہر جا کر''...... سلیمان نے پوچھا۔

''جو صورت حال یہاں ہے''...... مارک نے کہا۔

''دیکھ چکے ہو نا۔ تمہارا چیف باس سربراہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''ہاں صرف بے ہوش ہیں''...... مارک نے کہا۔

''تو پھر جاؤ اور جا کر بتا دو''...... عمران نے کہا۔ مارک باہر چلا گیا۔ باہر سناٹا طاری ہو گیا۔

''کیوں بھئی۔ کیا ہوا''...... باہر سے کمانڈر سجرال کی آواز آئی۔

''اب جب تک سربراہ ہمیں کوئی حکم نہیں دے دیتا۔ ہم کچھ نہیں کر سکیں گے''...... مارک نے کہا۔

''تو پھر انتظار کرو۔ یہ حضرات اب ہوش میں آنے والے ہیں''...... اور واقعی اسی وقت موٹال نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ گھبرا کر اٹھا پھر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا اور کراہنے لگا۔

"اب کراہنے کا وقت ختم ہو گیا ہے موٹال صاحب"...... سلیمان کی آواز گونجی۔

"تم تو اس طرح کہہ رہے ہو۔ جیسے کراہنے کا وقت مقرر کر لیا گیا تھا"...... چوہان نے کہا۔

"یہ وقت باتوں کا نہیں ہے۔ پوری طرح چوکس رہنے کا ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور وہ سہم گئے۔ پھر عمران موٹال کی طرف بڑھا اور ایک ہاتھ سے اسے سنبھال کر دوسرے ہاتھ سے مشین گن کی نال اس کی کھوپڑی پر رکھ دی۔

"مسٹر موٹال اب اسپیکر کے ذریعے باہر پیغام دو کہ سب لوگ ہتھیار پھینک دیں۔ ہمارے دو ساتھی باہر جائیں گے اور ہتھیار سمیٹ لیں گے اگر کسی نے کوئی گڑبڑ کی تو پھر تمہارے سر میں گولیاں اتر جائیں گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں اور کیا۔ ایک آدھ گولی تو مسٹر موٹال ہنس کر برداشت کر لیں گے زیادہ سے زیادہ یہ مر جائیں گے"...... سلیمان نے جلدی جلدی کہا۔

"تم خاموش نہیں رہ سکتے"...... عمران نے غرا کر کہا۔

"اوہ اوہ۔ ہاں۔ ٹھیک ہے"...... اس نے بوکھلا کر کہا۔

"اچھا۔ میں پیغام دیتا ہوں"...... موٹال نے کہااور اسپیکر کی طرف رخ کر کے اس نے یہ الفاظ دہرا دیئے۔

"کیا آپ نے واقعی یہ الفاظ ادا کئے ہیں چیف باس"...... باہر

سے کہا گیا۔

"ہاں بالکل۔ جلدی کرو"...... موٹال نے کہا۔

"ہم میں سے ایک اندر آ کر اطمینان کرنا چاہتا ہے"۔ کمانڈر سجرال نے کہا۔

"کس بات کا اطمینان"...... عمران نے کہا۔

"سنا ہے۔ یہ لوگ آواز بدلنے کے ماہر ہیں ہوسکتا ہے ان میں سے کوئی ایک ہمارے سربراہ کی آواز میں بات کر رہا ہو"...... کمانڈر سجرال نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ تم ایک آدمی کو اندر بھیج دو"...... عمران نے کہا جلد ہی ایک اور آدمی اندر آیا۔ اس نے سربراہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور باہر چلا گیا آخر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ عمران کے دو ساتھیوں نے باہر جا کر اسلحہ سمیٹ لیا پھر سب لوگ باہر نکلے۔ ریموٹ کنٹرول آلہ عمران کے ہاتھ میں تھا۔

"اب آپلوگوں کا کیا پروگرام ہے"...... عمران نے سائنس دانوں سے پوچھا۔

"یہاں تو پھانسی سے کم سزا ملے گی نہیں"...... سائنس دان میں سے ایک نے کہا۔

"تو پھر تمہیں بھی ساتھ لے چلتے ہیں مسٹر موٹال کو ہم ساتھ لے جائیں گے لیکن اگر مسٹر موٹال نے کوئی گڑ بڑ کی تو انہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

”ن۔نہیں۔ اگر تم لوگ مجھے زندہ چھوڑنے کا وعدہ کرو۔ تو میں تم لوگوں کو بحفاظت پاکیشیا پہنچا سکتا ہوں“...... موٹال نے کہا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ ہم تمہیں زندہ رہنے دیں گے“...... عمران نے کہا۔ اب وہ باہر نکلے اور کافی دور آ کر عمران نے ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ ایک ہولناک دھماکا ہوا اور شیطانی علاقہ ہوا میں اڑتا چلا گیا۔ پھر موٹال کی مدد سے وہ دو الگ الگ دریائی آبدوزوں میں سوار ہوئے اور پاکیشیا کی طرف روانہ ہو گئے۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جس میں دور دور تک میزیں پڑی ہوئی تھیں اور میزوں کے پیچھے رکھی ہوئی کرسیوں پر ملک کے اعلیٰ حکام کے ساتھ بے شمار سیاست دان، سائنس دان اور ایسے ہی بڑے بڑے معزز افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ڈاکٹر خاقان عظیم اور ڈاکٹر شہاب صدیقی بھی موجود تھے۔ عمران نے سر سلطان کو جا کر ساری تفصیل بتا دی تھی اور انہیں ہدایات دیتے ہوئے اس خصوصی میٹنگ کا اہتمام کرایا تھا۔

سر سلطان نے عمران سے کئی بار پوچھنے کی کوشش کی تھی کہ جب وہ مجرم موٹال کو پکڑ چکا ہے تو پھر اس طرح اعلیٰ حکام اور ملک کے معزز افراد کو میٹنگ میں بلانے کا کیا مقصد تھا لیکن عمران نے انہیں کچھ نہ بتایا تھا اور انہیں ہر حال میں اس میٹنگ ارینج کرنے کا کہا تھا۔ میٹنگ میں ذرائع ابلاغ اور میڈیا گروپس کو بھی خصوصی طور پر بلایا گیا تھا۔ میٹنگ کو خصوصی حفاظتی کوریج دی جا رہی تھی۔ اس

میٹنگ میں عمران سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بھی موجود تھے جو مخصوص نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''مسٹر علی عمران۔ کیا آپ ہمیں بتانا پسند کریں گے کہ آپ نے ہمیں اس میٹنگ میں کیوں بلایا ہے اور میٹنگ کا ایجنڈا کیا ہے''۔ ڈاکٹر خاقان عظیم نے اٹھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ضرور بتاؤں گا۔ آپ سب کو بہت کچھ بتانے کے لئے ہی یہاں بلایا گیا ہے جناب''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو بتاؤ۔ سب انتظار کر رہے ہیں''...... سر سلطان نے کہا جو عمران کے ساتھ دوسری کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''سب سے پہلے تو میں جناب ڈاکٹر خاقان عظیم کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انہیں یہ سن کر یقیناً بے حد دکھ ہو گا کہ ہم ڈارک کنگ کے سربراہ کو پکڑ لائے ہیں''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر خاقان عظیم یکلخت چونک پڑے۔

''یہ آپ نے کیا کہا۔ بھلا مجھے کیوں دکھ ہونے لگا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''اس لئے کہ ہم نے جس ڈارک کنگ کو پکڑا ہے وہ اصل سربراہ نہیں ہے وہ ڈارک کنگ کا ڈمی ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''ڈارک کنگ کا ڈمی۔ کیا مطلب''...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر ڈارک کنگ کا اصل سربراہ کون ہے''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈارک کنگ کا اصل سربراہ ڈاکٹر خاقان عظیم ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب اچھل پڑے۔

''کیا۔ یہ۔ یہ۔ یہ آپ نے کیا کہا''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔ صرف ڈاکٹر خاقان عظیم ہی نہیں۔ باقی سب لوگ بھی چلا اٹھے۔ شاید کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی۔ ان کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔

''یہ۔ یہ۔ یہ جھوٹ ہے۔ میں ڈارک کنگ کا سربراہ نہیں ہوں۔ آپ مجھ جیسے محبِّ وطن پر الزام عائد کر رہے ہیں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''الزام تو یہ تب ہوتا جب ہمارے پاس آپ کے خلاف ثبوت نہ ہوں۔ میرے پاس اس بات کے ثبوت ہیں کہ ڈارک کنگ کے اصل سربراہ آپ ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں نہیں مانتا کہ آپ کے پاس اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ میں ڈارک کنگ ہوں''...... ڈاکٹر خاقان عظیم نے کہا۔

''آپ نے اپنے آپ پر متعدد بار حملے کرایا لیکن ہر بار آپ پر کیا جانے والا حملہ ناکام رہا اگرچہ آپ کو ختم کرنا بہت آسان تھا۔ بہرحال واپسی پر میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر آپ کی

رہائش گاہ چیک کی تھی۔ آپ تو ہمارے ایک خفیہ ٹھکانے پر موجود تھے اس لئے آپ کی حویلی میں جانا ہمارے لئے مشکل ثابت نہ ہوا تھا۔ ہم اپنے ساتھ چند سائنسی آلات لے گئے تھے۔ ان آلات کے ذریعے ہم آپ کے اس سپیشل روم میں گئے جہاں سے آپ اپنی حویلی کو کنٹرول کرتے تھے اور اس کے ایک ایک حصے پر نظر رکھتے تھے۔ سپیشل روم میں جاتے ہی ہمارے سامنے آپ کی ساری اصلیت ظاہر ہو گئی۔ ہمیں وہاں سے کئی دستاویزی ثبوت ملے ہیں جو اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ آپ پاکیشیا میں ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ڈارک کنگ کا نام استعمال کر رہے تھے"...... عمران نے کہا

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا یہ اصل ڈارک کنگ نہیں ہے"...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ اصل ڈارک کنگ اب بھی یورپ اور ایکریمیا تک ہی محدود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تو محض اس تنظیم کا نام استعمال کیا ہے۔ یہ یہاں کافرستانی ایجنٹ کے طور پر کام کر رہے تھے اور ان کا یہی ارادہ تھا کہ یہ سارا الزام بین الاقوامی تنظیم ڈارک کنگ پر ڈال دیں گے"...... عمران نے کہا اور ڈاکٹر خاقان عظیم کا رنگ اُڑتا نظر آیا۔

"یہاں میں آپ سب کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ یہ اصل ڈاکٹر خاقان عظیم بھی نہیں ہیں۔ ڈاکٹر خاقان عظیم کو اس نے اغوا کرا کر

ہلاک کر دیا اور اس کا میک اپ کر کے اس کی جگہ لے لی تھی۔ یہ کافرستان کا سپر ایجنٹ ہے جس کا اصل نام کرنل گپتا ہے۔ یہ کافرستانی کی سرکاری ایجنسی سے ریٹائرڈ شدہ ہے اور اس نے اپنی ایک طاقتور تنظیم بنائی ہے جسے اس نے ڈارک کنگ کا نام دیا ہے۔ کیوں کرنل گپتا میں سچ کہہ رہا ہوں یا پھر تمہاری اصل شکل دکھانے کے لئے تمہارے میک اپ صاف کرانے کا بھی انتظام کروں"...... عمران نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔ میں جرم کا اقرار کرتا ہوں۔ تم لوگ واقعی بہت چالاک ہو۔ کاش میں نے تمہیں زندہ رکھنے کا فیصلہ نہ کیا ہوتا۔ تم سب کو ہلاک کر دیتا تو آج میں مجرم بن کر یہاں نہ ہوتا۔ تم سب کو زندہ چھوڑ کر میں نے اپنے پیروں پر ہی کلہاڑی ماری تھی اور میری سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ میں نے تم سب کو راگرس پہنچا دیا تھا۔ کاش۔ اے کاش میں نے یہ حماقت نہ کی ہوتی۔ آج یہی حماقت مجھے لے ڈوبی ہے"...... کرنل گپتا نے حسرت زدہ انداز میں کہا۔

"ہمارے لئے یہ بات حد درجے حیرت انگیز ثابت ہوئی ہے۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس قدر مقبول سائنس ڈارک کنگ کا سربراہ ہوسکتا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"اسی طرح کافرستان کے لوگوں کو بھی یہ جان کر حیرت ہوئی تھی کہ موتال اصل ڈارک کنگ ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"تم لوگ واقعی شیطان ہو۔ بہت بڑے شیطان"...... کرنل گپتا نے کہا۔

"نہیں۔ بڑے تو آپ ہیں۔ آپ کے سامنے بھلا ہماری کیا حیثیت"...... عمران نے کہا تو ہال میں موجود افراد بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

ختم شد